غلطی نامہ

صفحہ	سطر	اوپر یا نیچے سے	غلط	صحیح
۹	۱۱	اوپر سے	اپنے تئین	خود
۱۱	۱	〃	مشکوک	نوک
〃	۹	نیچے سے	حملہ	جملہ
〃	۷	〃	جس	حس
۱۳	۲و۳	〃	خفیہ تعلیم ہوا ہے تو آدور لوگون	خفیہ تعلیم دیا ہے تو آدا لوگ
۱۸	۱۳	〃	نمس	لمس
۲۰	۴	〃	بنھانا	ہونا
〃	۳	〃	سماہی لوگ کے انگھون	سماہی لوگ کی انگون
۲۱	۴	〃	ساکثات	ساکشات
〃	〃	〃	خوش ہوکر	خوشی حاصل ہوتی ہے اور
۲۳	۹	〃	زندہ ہنونا	زندہ ہونا
۳۲	آخری	〃	اختیار	امتیاز
۵۴	۹	〃	نے	سے
۶۰	۹	اوپر سے	چیتن یعنے صاحب من ہونے	چیتن پن یعنے علم
۱۰۳	۳	نیچے سے	بیٹری پیر	بیٹری پیں
۱۱۶	۸	〃	اکھنڈ	اکھنڈ
۱۱۹	۲	اوپر سے	کاار	کار
۱۲۳	۹	〃	شریک	شریہ
۱۳۲	۱۰	〃	بیٹک	ولیٹیک

صفحہ	سطر	اوپر یا نیچے سے	غلط	صحیح
۱۸۷	۲	اوپر سے	پاپا ہے	پاتا ہے
۲۵۰	۸	〃	مشکوک	یعنے
۲۶۵	۹	〃	مدی	ابدی
۲۶۶	۴	〃	وہ	وہ جو
〃	۱۰	〃	جب ئی	جب کوئی
۲۷۰	۳	نیچے سے	ہتین	ہاین
۲۷۱	۱۳	〃	مُردون	مُردون کو
〃	۱	〃	سانپ	سانپ کو
۲۸۷	۹	〃	راور	اوراور
۳۱۹	۴	〃	پیدکی	پیدا کی
۳۳۰	۴	اوپر سے	محو	محولہ
۳۳۰	۱۰	نیچے سے	اندرد	اندر
۳۳۷	۹	〃	جیون	جیون کے
۳۵۶	۹	اوپر سے	امرکے	امرکے کہ
۳۷۹	۹	〃	مشکوک	یسوع نے شرع کے
۳۸۱	۵	〃	مشکوک	دینداری
۳۸۲	۷	نیچے سے	دہوکا کہاویگا	دہوکا دیگا
۳۸۳	۷	اوپر سے	مشکوک	سادہو

ف علاوہ ان چند غلطیاں کے معمولی اور بہت سی ہیں جو پڑھنے والا خود آسانی سے درست کر لیگا - وہ ایسی نہین جنکا لکھا جانا ضروری ہو

اِیتی بھیتی[1] بیاپے نہین جگ مین درشٹی[2] سے پر ہوا کرے
دھرم[3] نشٹھ ہوکر راجا بھی نیاے پر جا کا کیا کرے
روگ مری دُر بھکش[4] نہ پھیلے پر جا شانتی سے جیا کرے
پرم آہنسا دھرم جگت مین پھیل سر[5] دہت کیا کرے

(۱۱)

پھیلے پریم پرسپر[6] جگ مین موہ دور پر رہا کرے
اپریہ کٹک[7] کٹھور سبد نہین کوئی مکھ سے کہا کرے
بن کر سب یُگ ویر ہردے سے دیش اُنتی رت[8] رہا کرین
وستو سروپ[9] وچار خوشی سے سب دُکھ سنکٹ سہا کرین
تتھا استو[10]

اوم
شانتی۔شانتی۔شانتی!

[1] آفات ارضی وسماوی [2] بارش [3] دہرم پر قایم ہوکر [4] قحط [5] سب کا ہت کلیان [6] باہم آپس مین [7] پیارے نہ معلوم ہونے والے کڑوے سخت الفاظ [8] ملکی ترقی مین مشغول [9] پدارتھون کے سروپ وادن کے خواص پر غور کرکے [10] جیسی بہاؤنا ہے ویسا ہی ہو۔

کتبہٗ حشمت علی معکوس نویس لکھنوی

ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۳ء باہتمام محمد مصطفےٰ علی خان پروپرائیٹر مرقع عالم پریس ہردوئی مین باراول طبع ہوئی۔

ہوؤں نہیں کرتگھن کبھی مین درشٹ وہ میرے اُر آوے
گُن گرہن کا بھاور ہے نت دوشون پر جاوے

(۷)

کوئی بُرا کہو یا اچھا لکشمی آوے یا جاوے
لاکھون برسون تک جیوؤں یا مرتیو آج ہے آجاوے
اتھوا کوئی کیسا ہی بھیّے یالالچ دینے آوے
تو بھی نیائے مارگ سے میرا کبھی نہ پد ڈگنے پاوے

(۸)

ہوکر شکھ مین مگن نہ پھولے دُکھ مین کبھی نہ گھبراوے
پربت ندی سمشان بھیانک اٹوی سے نہین بھئے کھاوے
رہے اڈول اکمپ نرنتر یہہ من درڑھ تر بن جاوے
اِشٹ دِیوگ انشٹ یوگ مین سہن شیلتا دکھاوے

(۹)

شکھی رہین سب جیو جگت کے کوئی کبھی نہ گھبراوے
بیر پاپ ابھمان چھوڑ جگ نیتہ نئے منگل گاوے
گھر گھر چرچا رہے دھرم کی دُشکرت دُشکر ہوجاوین
گیان چرت اُونت کر اپنا منج جنم پھل سب پاوین

(۱۰)

ا احسان فراموش ۲ دغا اور نقصان رسانی وغیرہ ۳ بہت ۴ بہاؤ ۵ دل مین ۶ گن گرہن یعنی خوبیان
۷ نقص ۸ موت ۹ چاہے خواہ ۱۰ ڈر خوف ۱۱ مرگھٹ ۱۲ جنگل بیابان ۱۳ ہمیشہ ۱۴ بے جنبش یا نہ جھکنے
والا مستقل ۱۵ پیارے کا بچھڑنا ۱۶ نا پیارے کا ملنا ۱۷ برداشت ۱۸ عادت ۱۹ پاپ ۲۰ ظلم ۲۱ مشکل ۲۲ گیان
چارتر ۲۳ ترقی ۲۴ انسانی زندگی

(۳)

رہے سدا ست سنگ اونہین کا دہیان اونہین کا نتیہ رہے
اون ہی جیسی چرؔیا مین یہہ چیت سدا انورکتؔ رہے
نہین ستاؤن کسی جیو کو جھوٹ کبہی نہین کہا کرون
پر دہنؔ ونیتا پر نہ لبہاؤن سنتوشامرت پیا کرون

(۴)

اہنکار کا بہاو نہ رکہون نہین کسی پر کرودھؔ کرون
دیکھہ دوسرون کی بڑہتی کو کبہی نہ ایرشاؔ بہاؤ دہرون
رہے بہاؤنا ایسی میری سرلؔ ستیہ بیوہار کرون
بنے جہانتک اِس جیون مین اَورون کا اوپکار کرون

(۵)

میتریؔ بہاؤ جگت مین میرا سب جیوون سے نیت رہے
دِین دوکہی جیوون پر میرے اُرؔ سے کرونا سروتؔ بہے
دُرجنؔ کرور کو مارگ رتون پر کشوبہہؔ نہین مجہہ کو آوے
سامیہ بہاؤ رکہون مین اون پر ایسی پرنتیؔ ہوجاوے

(۶)

گُنیؔ جنون کو دیکہہ ہردے مین میرے پریم اُمڑ آوے
بنے جہانتک اون کی سیوا کر کے یہہ من سکہہ پاوے

لہ دھنع چال چلن ٹہ راگی رنگا ہوا یعنی ٹہ دوسرے کی دولت اور استری پر ٹہ غصہ ٹہ
خیال یعنی حرص ٹہ چہل کپٹ سے بہرا اور سچا ٹہ دوستانہ ٹہ دل سے ٹہ چشمہ رحم دیا کا سوت ٹہ دشمنون
ٹلہ موذی سنگدلون اور نادان ٹہ ناحق [illegible] ٹلہ گنوان پورشون کو

گہر بنانے کی کوشش کرین جو آپکا اصلی کام ہے - اور اب قبل اسکے کہ ہم ایکدوسرے کو وداع ہون ہمکو حیات سے اسکی محبت ودحم و دیہ آگیہ کی معافی برکتون کیلئے شکر دعا مانگنی چاہیئے اور ہر جاندار کو خواہ وہ آج ہستی کے درجہ مین کتنا ہی حقیر کیون نہ ہو امن و خوشی کا مژدہ سنانا چاہیئے - ذیل کی نظم جو بابو جگل کشور مختار مصنف جین ہتیشی کی طبع رواں کا نتیجہ ہے اس موقع کے لیئے نہایت موزون ہے اور اُنکی اجازت سے یہان پر درج کیجاتی ہے -

اوم

(۱)

جس نے راگ[1] دویش[2] کامادک جیتے - سب جگ جان لیا
سب جیوون کو موکش مارگ[3] کا نسپرہ[4] ہو اوپدیش دیا
بُدّھ - ویر[5] جین - ہری - ہر - برہما یا اوس کو سُواَدہ[6] ہین کہو
بھگتی بہاؤ سے پریرت[7] ہو یہہ چِت اوسی مین لین[8] رہو

(۲)

وِشیون کی آشا[9] نہین جن کے ساشیہ[10] بہاو دہن رکھتے ہین
نج پَر[11] کے ہت سادہن مین جو نِشدن[12] تت پر رہتے ہین
سواَرتھ[13] تیاگ کی کٹھن تپسیا بنا[14] کھید جو کرتے ہین
ایسے گیانی سادہو جگت کے دُکھ سموہ کو ہرتے ہین

نوٹ - [1] محبت [2] نفرت شہوت غصہ تکبر وغیرہ [3] ذریعۂ حصول نجات ابدی [4] بلاکسی غرض یا خواہش کے - [5] مہاویر بھگوان [6] اپنے آدہین آزاد خود مختار [7] متحرک [8] محو [9] خواہش [10] سمتا بہاؤ [11] اپنے اور دوسرون کے [12] رات دن [13] کمربستہ مشغول [14] ترک خود غرضی [15] خوشی سے بلا تکلیف مانے ۱۲

بعض وحشیانہ ابتدا کی معلوم ہوتی ہین لیکن یہہ ممکن ہے کہ وہ کسی علامتی اصل کی بدعت منقول ہوں ۔ ساتھہ ہی مین یہہ بالکل ٹھیک ہو کہ وحشی پن بھی کم از کم اتنا ہی پرانا ہو جتنا کہ علم معرفت ۔ اور قربانی کی رسوم کو خفیہ رموز معرفت کے معنی پہنانا ہی وحشیون اور جاہلونکو انسان بنانیکی کوشش کا حوالہ دیتا ہو ۔ کیونکہ انسان اور جانورونکی قربانیون والی روایتونکے مصنف ہرگز سچے دیندار یا نباتات کے کہانے والے انسان نہین ہوسکتے تھے جنکے پاکیزہ جذبات اور رحمدلی کے خیالات گوشت اور خون کا اس طور پر ذکر کرنیکے کبھی روادار نہین ہوسکتے تھے ۔ ہندو دہرم کی ابتدا و ترقی کا حال پریکٹکل پاتہہ کے ضمیمہ مین دکہلایا گیا ہے اور غالباً دیگر مذاہب کی تفتیش بھی اسی طریقہ پر کرنی پڑیگی ۔ تاہم ہر مذہب کو اسکے خاص واقعات کے لحاظ سے دیکہنا ہوگا کیونکہ کوئی ایسے اٹل و ہر جگہہ کارآمد ہونیوالے قاعدے نہین قایم کیئے جا سکتے ہین جو بلا امتیاز ہر جگہہ کام مین لائے جا سکیں ۔ مین سمجہتا ہون کہ میرے یہہ چند الفاظ اس مضمون پر کافی ہونگے ۔

اب مین مذہب کا خلاصہ جسکو ہم چند گذشتہ ہفتون سے سمجھہ رہے ہین ایک جملہ مین آپکے سامنے پیش کرونگا ۔ یہہ جملہ کوئی نیا نہین ہے گو کہ شاید آپ مین سے بعض اس سے ناواقف ہون ۔ کیونکہ یہ خلاصہ میرا نہین ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ خود حیات کا ہے جسکو اسنے بہت عرصہ گذرا ایک موقع پر فرمایا تہا :-

"مین آج کے دن آسمان اور زمین کو تمہارے اوپر گواہ لاتا ہون کہ مینے
زندگی اور موت اور برکت اور لعنت تمہارے سامنے رکہی ہین ۔ پس
تم زندگی کو پسند کرو تاکہ تو اور تیری اولاد دونون زندہ رہین " (کتاب
استثناء انجیل مقدس باب ۳۰ ۔ آیت ۱۹) ۔

دوسرے الفاظ مین "حیات خدا ہے اور وہ مین بہی ہون" یہہ مذہب کا داج (ورد دہیان) ہی اور آپ یقیناً گمراہ نہین ہونگے اگر آپ ہر طرح سے اپنی ہی حیات مین اپنا

خیالات بالکل غلط تھے تب نے اِس خیال کو کہ انسان حیوانون مین سے اور حیوان بیجان
چیزون مین سے آہستہ آہستہ ترقی کر کے بنے ہین اور اسی قسم کی اور غلط فہمیون کو پیدا کیے

میری پاس اتنا وقت نہین ہی کہ مین اس مضمون پر زیادہ تقریر کر سکون اور نہ مجھکو اس سے
زیادہ واقفیت ہی ہی لیکن مین اتنا ضرور کہونگا کہ انسانون اور جاندارون کی ابتدا کے
متعلق ہماری مذکورہ بالا رائے کسی عام یا خاص الہام پر مبنی نہین ہی کہ جو ترمیم نہ ہو سکے
وہ ایک جلدی سے قایم کی ہوئی کام چلاؤ رائے ہے جو اس قسم کی اور رایون کا سلسلہ
آیندہ تفتیش کے جاری رکھنے کیلئے قیاس کر لی گئی ہی - یہ حد ہی جسکے آگے کبھی کوئی سچا
سائنس دان نہین بڑھیگا - لیکن معمولی عقل والے بیرونی اصحاب کا ایک گروہ ہے
جو ایسی جلدی سے قایم کیے گئے قیاسات کی باطل نہ ہونیوالی صحت کا چلا چلا کر دعوی
کیا کرتی ہین - زمانہ سلف کے لوگونکی خفیہ دانش موجودہ محققین کی رائے کو جو آج بھی
روح کی خفیہ سائنس سے مطلقاً ناواقف ہین جھٹلانیکو کافی ہی - نتیجہ یہ ہی کہ جو کوئی شخص
اس امر کا دعوی کریگا کہ وہ گذشتہ زمانہ کو انسانی عقل کا بچپن ثابت کری تو اسکو سب سے
پہلے اوس سچی دانش کے بڑے ذخیرہ کا جسکو اُسنے اپنے بہت قدیم بزرگون سے قصہ
کہانیونکی شکل مین ورثہ مین پایا ہی اور جسکا مطلب وہ اب تک نہین سمجھا ہے حساب دینا ہوگا
کہ وہ کہان سے آیا - اصلیت یہ ہی کہ علم کسی خاص وقت سے اور خاص کر حال کے زمانہ سے
مخصوص نہین ہی - سلف کے لوگ اپنے سادہ پن اور اعلی خیالات کیوجہ سے ہماری نسبت اوسکے
زیادہ مستحق تھے گو کہ قدرتی طور سے خالص اصلی علم الہی اوسوقت مین بھی چند نہایت
ہی سرگرم ارواح پر محدود رہا ہوگا - جو اشخاص اس معرفت کے روشن دایرہ کے باہر تھے
اونمین یہ لازمی ہی کہ سب اقسام کی رائے والے لوگ ہون یعنے وحشیونکے درجہ سے
لیکر اوپر درجون تک کے - اور یہہ لوگ اپنی ذہانت طبع اور میلان خاطر کے بموجب
نقل اور ایجاد دونون قسم کی افعال کرتے رہے ہونگے - پچھلے زمانہ کی بہت سی روایتین اور قصہ

ہوئے کسی زبان مین بہی نہین چہپی ہین مطالعہ قریب قریب ناممکن تہا - اس کمی کی بے
شک جینی لوگ پورے طور سے قصوروار ہین چونکہ دوسرے مذاہب مین ترتہنکرون کا
تذکرہ صرف خفیہ حوالون کے طور پر آیا ہی اور چونکہ اونکی سوانح عمری صرف جین مت ہی مین
پائی جاتی ہین اسلیئے اسمین کوئی تعجب کی بات نہین ہی اگر دور دراز امریکہ کے برا عظم کا ایک
متلاشی جینیون کی خاموشی کیوجہ سے دہوکہ مین پڑجاوے - ہم سب ہی ویسی ہی غلطیان کر سکتے ہین
اور پہر متہولوجی (دیوی دیوتاؤنکے افسانونکے روپ مین اصول مذہب کو پیش کرنا) وہ
علم نہین ہی کہ جسکو تقویت یا ترقی دیجاوے مگر کہ اُسکے افسانونکے مطلب کو ڈہونڈہنا اسوقت
نہایت ضروری ہی تاکہ مختلف مذاہب کا اتحاد و اتفاق ہو - اوس شخص کیلئے جو موکش کا
طالب ہے سائنس کا راستہ ہی بتلایا گیا ہی اسکے لیئے ان دیوی دیوتاؤنکے افسانون سے مناسب
فاصلہ پر ہی رہنا مناسب ہی تاکہ وہ اونکی ٹیڑہی گلیون پیچیدہ راستون اور نیم روشن
بہول بہلیون مین نہ پہنس جائے - قصہ مختصر یہ ہی کہ متہولوجی کو محقق کی نگاہ سے ٹہہرنا دوا ہے
مگر بہگتی کی نگاہ سے کبہی نہین - اور محقق کی کامیابی کیلیئے حیات کے سائنس کی واقفیت
جسکے مختلف اصول پتہر کی مورتیونکے طور پر دنیا کے شکستہ بت خانون مین پڑے ملتے ہین
اتنی ہی ضروری ہی جتنی ہمدردی اس صانع مصور کے خیال سے ہی جسکا ہاتہ ان صورتون کو عالم
نیستی سے ہستی مین لایا -

• اور اب آپ موجودہ زمانہ کے اوس خیال کیطرف پر متوجہ ہونگا جسکے بموجب انسان نیچے کے جانورون مین
سے ترقی کر کے بنا ہی اور اُسنے آہستہ آہستہ نیم وحشی پن کی حالت سے عقل اور مذہب کو حاصل
کیا ہی - اسکے متعلق مجہے صرف اتنا ہی کہنا ہی کہ آپنے خود دیکہا ہے کہ کہانتک ہالوگ اُنسے زیادہ
عقلمند ہین جنکے نیم وحشی پن کی سادگی کی وقت بیوقت کہلی اڑائیکا فیشن آجکل کے عالم لوگون مین
مروج ہے - آپ خود ہی اس امر کا فیصلہ کیجیئے کہ آپ حقیقت سے واقف نکلے یا زمانہ سلف کے
لوگ - اور اگر آپ اس نتیجہ کو نکالین کہ زمانہ سلف کے لوگونکی لیاقت اور قابلیت کے بارہ مین آپکے

ہونیوالے ترتھنکرکو علم معرفت مین عملی تعلیم ملنے والی ہے۔ اور وہ اسرار جو ہنکو
سکہایا جاتا ہے وہ اوس کتاب سے تعلق رکہتا ہے جو اندر اور پیچھے کیطرف لکہی ہوئی
ہے اور جسپر سات مہرین لگی ہوئی ہین جسکا صاف طور سے مفہوم اسرار مجسم ہستی ہے
کیونکہ وہ بہید والی کتاب ریڑھ کی نلی اور اوسکے تعلق رکہنے والے ناڑیون کے
سات چکرون کی تشبیہہ ہے۔ وہ جو ایک تخت نشین درمیان مین ہے وہ حیات کا نور
خیالی اقتباس کے طور پر ہے کیونکہ اوسکی نہ کوئی پوشاک دکہائی ہے اور نہ اوسکی جسمانیت
کا تذکرہ کیا ہے۔ ایسے دربار مین ایسے مجمع مین اور ایسے حالات مین آپکو ۲۴ نیدر یہو اور انکے
۲۴ تختون پر جنکے سوا کسی اور کے بیٹھنے کیلئے اور کوئی تخت وہان پر نہین ہین بیٹھے ہوئے خیال
کرنا ہے۔ اصلی تعبیر ہم پہلے دیکھ چکے ہین وہ جو درمیان مین تخت پر بیٹھا ہے جسمین سے رعد گرج و برق
نکل رہی ہین وہ حیات ہے چونکہ گرج وغیرہ حیات کی خود اختیاری حرکت کی علامات ہین۔
۲۴ روحانی بزرگ ۲۴ ترتھنکر ہین جو ہر کال مین ہوتے ہین۔ اونکے سفید جامہ انکی متنفس
پن کی علامت ہین جس سے وہ محض حیات سے جو خیالی اقتباس کے طور پر مانی جاوے
امتیاز کئے جا سکین اس طور پر وہ خالص نور مجسم ہین۔ اونکے جامونکی سفیدی اونکا سب قسم
کے میلون اور مادی ناپاکی سے پاک ہونا ظاہر کرتی ہے۔ صاف الفاظ مین وہ اپنے ذاتی نور ہی
کا جامہ پہنے ہوئے ہین اور اسونے کے تاج جنہین اس مجمع مین اور کوئی نہین پہنے ہے
اونکی اعلیٰ ترین مرتبہ کی نشانی ہین۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس امر پر مجھسے متفق ہونگے کہ
اس مجمع مین ہفتون یا نیدر یہو اور انکے لیے کہین گنجائش نہین ہے۔ جیسا پہلے کہا جا چکا ہے
مسٹر پرائس جین مت سے بالکل ناواقف تھے جو کسی حالت مین انکا قصور نہین ہے
موجودہ مصنف بھی جو پیدائشی جین ہے سنہ ۱۹۱۳ء تک جین مت کے اصولون سے بالکل
ناواقف تھا۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ جین مت کی کتابین انگریزی اور ہندی مین اب جا کر چھپنے
لگی ہین اسلیئے جو اشخاص انہین دو زبانون سے واقف تھے اونکو جین مت کی کتابون کا جو بسبب

مین بہت غلطیان نہین پائی جاتی ہین اور جو چند پائی جاتی ہین وہ ایسی ہین کہ جنکو ایک ایسا یورپین یا امریکین محقق جسنے حقیقت کی اوس دیوی اور سرپرست مربی کو جو جن بانی یا خدا (ترتہنکر) کی دختر کہلاتی ہے پورے اعتقاد کے ساتھہ سجدہ نہین کیا ہے بجا نہین سکتا ہے۔ تمثیل کے طور پر ایک مثال کافی ہوگی مسٹر پرائیس کو ترتہنکر بہگوانون کے اوصاف تعداد مرتبہ اور فرائض سے واقفیت نہ تہی اور اسلیے جب وہ اوس مقام پر پہونچے جہان مکاشفہ کے مجرا اسرار مجرا مین ۲۴ روحانی بزرگون کا تذکرہ کیا گیا ہے تو وہ اوسکے بھید کو نہ سمجھ سکے اور جلدی مین ۲۴ بزرگونکو ۲۴ پندرہواڑونکا ہم یک مان بیٹھے اور پھر انکا تذکرہ فوراً ہی بند کر کے بغیر ان ۲۴ پندرہواڑون کا کچھہ اور مفہوم بتائے ہوئے دوسرے مضمون پر رجوع ہو گئے یہہ اونکے خیال مین نہین آیا کہ دیکھین موکش کا چوبیس پندرہواڑون سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ آپ کو خیال ہے کہ یہہ چوبیس روحانی بزرگ ایک موکش کی خواہشمند آتما کے اسرار الٰہی مین پرورش کرائے جانے کے وقت چوبیس تختون پر حیات کی مسند کے اردگرد بیٹھے ہوئے ہین۔ ترتہنکر بہگوانون کے طور پر تو واقعی اونکا ایسے دربار مین اوسوقت تخت نشین ہونا بالکل مناسب ہے کیونکہ وہ سچے رہبر یا مرشد کامل ہین اور اسرار معرفت مین پرورش کرانیکے لیئے ایسے ہی مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے لیقیناً ترتہنکر بہگوانون سے بڑہکر کوئی مرشد نہین ہو سکتا ہے کیونکہ وہ تو خود خدا ہے اور جیسا کہ قرآن شریف کی ایک آئت مین جسکا حوالہ پہلے دیا جا چکا ہے لکہا ہے:-

"خدا کا بپتسمہ! اور خدا سے بڑہکر بپتسمہ [روحانی تعلیم] دینے مین اور کون کامل ہو سکتا ہے"

مین آپکو یاد دلاتا ہون کہ یہہ مکاشفہ کا مجرا مادروحانیت کا ہے (دیکھو کتاب مکاشفہ باب ۴ آئت ۲ م) جو حیات کے دربار مین ہوتا ہے۔ ایک موکش کے خواہشمند اور شاید ایک آئندہ

زندگی نہین ہوسکتا ہے۔ اسلیئے وہ نہ عیش و عشرت کو ڈھونڈتا ہے نہ دولت کو اور نہ نیکی کے ثمرہ ہی کو بلکہ وہ ہمیشہ اپنے کرمون کے ناش کرنے کے لیئے اپنی ہی آتما کے خالص دہیان مین مصروف رہتا ہے۔ یہہ مجھکو کہنا چاہیئے کہ نیکی اور بدی دونون ہی کرمون کے بندہن اور آواگون کے قیام کے باعث ہین۔ صرف فرق اتنا ہے کہ نیکی کا بندہن خوشگوار (اونچے خاندان مین پیدا ہونا عمدہ تعلقات وغیرہ) ہوتا ہے اور بدی سے ناگوار حالات اور تعلقات ملتے ہین۔ اسلیئے سادہو نیکی و بدی دونون کو چھوڑکر خالص آتما کے دہیان مین جو آواگون اور کرم بندہن کی جڑ راگ دویش کو بہت جلد اوکہاڑ ڈالتا ہے مصروف ہوتا ہے۔

مین خیال کرتا ہون کہ اب مجھے اس مضمون کو ختم کرنا چاہیئے مین نے جتنا کہا ہے وہ سچی ترقی کے لیئے اور اون چھوکر کہلانے والی اشیاء سے جو قصہ کہانیون کے پردہ نا فہمی کے نیم روشن راستہ مین پہیلی پڑی ہین بچنے کے لیئے کافی ہے۔ اب تمکو پہاوڑا اپنے ہاتہہ مین لینا چاہیئے اور تلاش کو دیگر مقامات پر اور اون حدود کے باہر جہانتک مین پہونچ پایا ہون جاری رکہنا چاہیئے۔ مسٹر آئیر کی کتاب مسمی بہ حقیقت ہسٹری اوف بہارت ورش جسکا حوالہ ان لکچرون مین کئی بار دیا جاچکا ہے ہندو دیک الانکارون کی تشریح مین کوئی بات باقی نہین چھوڑتی ہے گو کہ مین امید کرتا ہون کہ اسکو آئیندہ زیادہ عمدہ ترتیب اور صفائی کے ساتہہ مرتب کیا جاویگا۔ باقی سب مذاہب ابتک ایک مستند کتاب کی طلبگار ہین بجز اسکے کہ ایک امریکن محقق جے۔ ایم۔ پرائس (J. M. Pryse) صاحب نے کتاب مکاشفہ انجیل پر ایک بہت عمدہ اور قابل قدر تشریح چھاپی ہے جسکو اونہون نے بہت نازک خیالی اور اعتقاد کی سرگرمی کیساتہہ لکہا ہے اور جسکا نام The Apocalypse Unsealed

روشنی سے یہہ ممکن ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں لیکن اگر ہم آئیندہ جنم مین نیچے درجہ کی جونون مین گر جائین تو یہہ ہمیشہ ہمارے لیے ممکن نہین ہوگا -

گوشت کی عادت کے چھوٹ جانے پر ہمکو پولیٹکس کے سچے اصول بہی جان پڑینگے اور اوسوقت مین قومون اور فرقون اور بادشاہتون کے تعلقات بہی محبت اور رحم کے اصولون پر قایم ہوسکینگے -

یہہ جاننے قابل بات ہے کہ زندگی کے چار قسم کے مقاصد ہوتے ہین جو

(۱) دہرم یعنی مذہب -

(۲) ارتہہ یعنی دولت بہبودی وغیرہ -

(۳) کام یعنی عیش وعشرت - اور

(۴) موکش یعنی نجات

کہلاتے ہین - ان مین سے اول کے تین تو گہرست کے مقاصد ہین اور چوتہا سادہو کا جس نے دنیا سے قطع تعلق کر لیا ہے - ان گہرست کے مقاصد کے متعلق دانشمندانہ قاعدہ یہ ہے کہ کام یعنی عیش وعشرت سب سے نیچے درجہ کا مقصد ہے اور ارتہہ یعنی حصول دولت کو اوسپر اور دہرم کو ارتہہ پر مقدم ہونا چاہیئے - کیونکہ اگر آپ اوس قیمتی وقت کو جو حصول دولت مین صرف ہونا چاہیئے بد تمیزی کے ساتہہ شراب خوری عیش وعشرت مین ضایع کر دین تو بہت جلد آپ افلاس کو پہنچ جاوینگے - اور دہرم کے خلاف اگر حصول دولت ہوا بہی تو وہ انجام مین باعث بربادی کا ہی ہوگا - اسلیئے

"........ تم پہلے خدا کی بادشاہت اور اسکی راستبازی کی تلاش کرو تو یہہ سب چیزین بہی تمہین ملجائینگی" (متی کی انجیل باب ۶ - آئیت ۳۳) -

بیشک سادہو کا جسنے دنیا کو ترک کر دیا ہے سوائے نجات کے اور کوئی مقصد

کیا تمنے انجیل مین یہ نہین پڑھا ہے:-

" مگر تم جاکر کے اس کے معنی دریافت کرو کہ مین قربانی نہین بلکہ رحم پسند کرتا ہون " (دیکھو متی کی انجیل باب ۹- آیت ۱۳)-

اسکو پہر متی کے بارہوین باب کی ساتوین آیت مین دہرایا ہے:-

" لیکن اگر تم اسکے معنی جانتے کہ مین قربانی نہین بلکہ رحم پسند کرتا ہون "

کیا آپ اسکو نہین سمجھ سکتے کہ اگر جان کا لینا کسی خدا یا دیوی دیوتا کے نام سے بیرحمی کا فعل مانا گیا ہے اور رحم کا خواستگار ہوتا ہے تو کیا آپ کی زبان یا ذائقہ کے نام سے مباح ہوگا جیسا ٹولسٹوائے صاحب فرماتے ہین:-

" اگر انسان کے مذہبی جذبے سچے ہین تو اُسکا پہلا پرہیزگاری کا فعل گوشت کہانے سے پرہیز کرنا ہوگا - کیونکہ علاوہ اسکے کہ اس قسم کی غذا اسے غصہ وغیرہ برے جذبات اور بہڑکتے ہین اسکا استعمال صاف طور سے ایمانداری کے خلاف ہے کیونکہ وہ قتل کرنے پر جو ایمان کسی حالت مین روا نہین رکھتا ہے مبنی ہے اور طمع کے باعث ہوتا ہے "

جو آدمی اپنے کو گوشت خوری کے بارے مین دہوکہ دیتا ہے وہ اور سب باتون مین بہی اپنے کو دہوکا دیگا - جان ہر متنفس کو پیاری اور خوشگوار ہے اور جو شخص اُسکو ایک لمحہ بہر کے زبان کے ذائقہ کی خاطر غارت کرتا ہے وہ رحم اور محبت کے دربار مین جو پرماتماؤن کے دو اصلی صفات ہین داخل نہین ہوسکتا ہے بے رحمی کے میلان خاطر کے طبیعت مین موجود رہتے ہوئے روح اور مادہ کا اختلاط بدترین صورتون مین ہوتا ہے اور روح کو دوسرے جنم مین نہایت بری اور ناگوار حالتون مین کہینچ لیجاتا ہے - اسوقت جبکہ ہمارے پاس عقل کا

ہماری کبہی نہ مطمئن ہونے والی حکومت کی خواہش اور زر کی طمع ہمارے تمام مصائب اور دکہہ کے باعث ہین۔ ہم اپنے فرائض کو انجام نہین دیتے ہین۔ ہم اپنے وعدون کو ایفا نہین کرتے ہین اور اپنے عہدناموں کو جب وہ ہماری مفید نہین ہوتے ہین پانؤن مین روند ڈالتے ہین۔ تسپر بہی ہم قانون اور انصاف کا ہی ہمیشہ راگ گایا کرتے ہین۔ اور کبہی اپنی مد بہمہ داری راستبازی کا چلا چلا کر اعلان کرنے سے نہین شرماتے ہین۔ بیچارہ بدقسمت اندہا انسان۔ یہہ حضرت تو اپنی نخوت سے اپنے اور اپنے پڑوسی کو ہی دہوکا دینے کا ارادہ نہین رکہتے ہین بلکہ قوانین قدرت کی بہی آنکہہ مین دہول ڈالنے والے ہین بشرطیکہ انکو ایسا کرنیکا کوئی طریقہ معلوم ہو۔ سب سے پہلی چیز جو انسان کو کرنی چاہیے وہ یہہ ہے کہ وہ اپنے سے دیانت داری کا برتاؤ کرے۔ چہلبازی کے مسائل اور لوٹ کہسوٹ و طمع کے خیالات دل سے نکال کر حیات کے اصلی مقاصد کو اونکی جگہہ قایم کرنا واجب ہے۔ کیونکہ جیسا کہ انجیل مقدس مین لکہا ہے (دیکہو متی کی انجیل باب ١٦۔ آئیت ٢٦)۔

"اگر آدمی ساری دنیا حاصل کرے اور اپنی جان (روح) کا نقصان اوٹہائے تو اوسے کیا فائدہ ہوگا۔؟"

"اپنے آپ جی اور دوسرون کو جینے دے"۔ یہہ ایک واقعی ایماندار روح کا سچا اصول زندگی ہے جس مین بہی زور آخری حصہ پر ہے۔ کیونکہ اگر دوسرے کی زندگی کی حفاظت کرنے مین تمہاری زندگی ختم ہو جاوے تو تمہارا اصلہ دوسرے جنم مین حیات کثیر و وافر ہوگا۔ لیکن اگر کہین تم ایسے بدقسمت نکلے کہ تمنے اس دنیا مین اپنی مدت کے دنون کو بڑہانیکی غرض سے کسی جاندار کا بلدان کر ڈالا تو تمہارے آگے سوائے دکہہ اور درد کے اور کچہہ نہین ہے۔

دونون کو بھی سائینس کی تفتیش مین مداخلت کی اجازت نہین دے سکتے ہین
پس اگر کوئی صاحب میرے نتایج سے رنجیدہ خاطر ہون تو مین صرف اونکو اِس
امکا اطمینان دلا سکتا ہون کہ میری نیت کسی کے دل دکہانیکی نہین ہے۔
مزید گفتگو ہمارے مضمون ہی سے جو تلاش حق ہے ممنوع ہے۔ اس خیال مین
کہ یہہ مذہب کے سائینس کا ستہ بانت صرف آج کل کے جینیون کی ملکیت نہین ہے
بلکہ ایک وقت پہر گذشتہ زمانہ مین تمام بنی نوع انسان کو معلوم تہا اصلی شیرینی ہے
بلکہ یہ ناممکن نہین ہے کہ آجکل کے جینی اون لوگون کی اولاد ہون جنہون نے
معرفت کی شمع کو حال کے تاریکی زمانہ مین ہی اوٹہایا ہے اور جو بدقسمتی سے
اوسکو ابہی تک دنیا کے گردہین پہونچا سکے ہین۔ تب تو سلف کے زمانہ مین
آپ کے بزرگون کا رموز حقیقت کا محافظ ہونا اتنا ہی قرین قیاس ہے
جتنا میرے بزرگون کا یعنی آپ اور اسرار حقیقت اجنبی نہین کہے جا سکتے ہین۔
اور اب مین کچھ الفاظ حیات کے اصلی مقصد کے واقعی علی حصول کے لحاظ سے
کہونگا۔ بلا شک مذہب سے کچھ فایدہ نہین ہے اگر اوسپر عمل نہ کیا جاوے۔
محض بحث مباحثہ سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے حالانکہ یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ
جب اعتقاد ایک مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ بغیر جوکش دلائے نہین رہتا۔ کیونکہ
انسان کے دل کے متعلق یہہ ایک قانون ہے کہ اعتقاد کبہی نہ کبہی اپنے کو افعال
کی صورت مین ضرور بالضرور ظاہر کرتا ہے۔

اب اگر آپ اپنے چارون طرف نگاہ اوٹہاکر دیکہینگے تو یہہ پائینگے کہ دنیا مصائب
و فتنون اور بےچینی سے بہرپور بہری ہوئی ہے۔ ہر جگہ بربادی موجود ہے اور
انسانون کے دل رنج سے زخمی اور تکلیف سے دردمند ہین۔ یہہ آفات کسی
دیوی دیوتا کی بہیجی ہوئی نہین ہین۔ خود حضرت انسان کا اپنی ہاتہون کا مسبب ہے

ہوئے جب پہر ایک مرتبہ اس کنجی کو چند قفلوں مین لگایا گیا تہا لیکن اس امر مین بہت شبہہ ہے کہ اُسوقت سے کسی نے آج تک اس کنجی کو پایا ہو یا اس سے کوئی قفل کہولے گئے ہون - آج وہ کنجی آپ کے ہاتہہ مین دیدی گئی ہے - جیسا کہ آپ دیکہتے ہین وہ کنجی لوہے یا پیتل کی نہین ہے - نہ وہ کسی قیمتی دہات کی ہی ہے لیکن وہ معرفت کی کنجی The Key of Knowledge ہے جو خود روشن ہے اور اپنے گردنواح کی چیزون کو روشن کرتی ہے - اسکی نورانی چمک سے وہ دروازے اور قفل جو ابدی کی حیات اور نور کی درگاہ مین جانے سے مانع ہوتے ہین صاف نظر آجاتے ہین - یہی معرفت کی کنجی ہے کہ جسکے گم کر دینے پر یسوع نے شرع کے عالمون کو ڈانٹا تہا جیسا کہ لوقا کی انجیل مین (دیکہو باب ۱۱ آیت ۵۲) لکہا ہے :-

"اے شرع کے عالمون تم پر افسوس ہے کہ تمنے معرفت کی کنجی کو کہو دیا ہے - تم آپ بہی داخل نہ ہوئے اور داخل ہونے والون کو بہی تمنے روکا"

یہی وہ معرفت کی کنجی ہے جو از سرِ نو ساخت کر کے تمہارے ہاتہہ مین دیدی گئی ہے اور مین امید کرتا ہون کہ اب تمکو اسکو پہر گم نہین ہونے دوگے - اور اس کے دوبارہ ساخت ہونیکے متعلق عجیب بات یہ ہے کہ اسکو ابتدا مین Doctor of Law (ماہران قانون یا شریعت) نے کہو دیا تہا اور اب اسکو پہر ایک lawyer (ماہر قانون یعنے بیرسٹر) نے از سر نو بنایا ہے !

مین امید کرتا ہون کہ مین نے آپ کے سامنے معابد اتحاد و اتفاق کی سچی تصویر کہینچی ہے جیسا وہ واقعی ہے اور جیسا اوسکو ہونا چاہیئے کیونکہ مجہکو ایسی بات کہنے سے جس سے کسی کا دل دُکہے افسوس ہوگا - لیکن ہم محض سڑی بن سے

زندہ دیوتا اور انسان اور جانور امرلوگون کے کہیل کود مین مصروف ہین۔
یہان پر آپ گنیش جی کو ہندو درگاہ کے دروازہ پر صدرنشین پائینگے جہان آپ اندر کو اب بہی اپنے گرد کتا شکوہ سے ہم بغل دیکہہ سکتے ہین جسکی وجہ سے اوسکے جسم پر بدنما داغ پہوٹ نکلے ہین جو برہماجی سے پیار تہنا کرنیکی وجہ سے آنکہون مین مبدل ہوتے جاتے ہین۔ یہودیون کی درگاہ مین آپ باغ عدن کو مع اوسکے دونون مشہور و معروف درختون کے دیکہینگے اور آدم کے ممنوع پہل کے کہانیکا ڈرا ہوا پائینگے۔ سامنے عیسائی امت کی درگاہ مین یردن ندی کے کنارہ جس مین نہانا تک بہی منع تہا آپ یوحنا کو بپتسما دیتے ہوئے پائینگے اور ایک جہاتما کو مُردون کو زندہ کرتے ہوے اور کہوپڑی کی ہڈی کے مقام پر جسمانی باہر آتما کو ویر آگ کی رُوپک صلیب پر چڑہاتے ہوئے دیکہینگے۔ اور عرب مین آپ کو مسلمان اور یہودی لوگ گائے کی قربانی کا جشن کرتے ہوے ملینگے۔ مگر اِن درگاہون مین سے بیدی والے مقام پر جانیکا کوئی راستہ نہین ہے بجز بعض پوشیدہ دروازون کے جنکو اونکے کاریگرون نے ایسا چہپایا ہے کہ سوائے سوکشم ورشٹی (باریک بصارت) والے کے وہ اور کسی کو قطعی نظر نہین آتے ہین۔ یہ درگاہون کی زمین دوز بہول بہلیان کُل کی کُل تاریکی مین ہے اور یہان جو کچہہ روشنی ہے وہ صرف وہ ہی رنگین کمزور جہلک بیدی کے اندر والے پرکاش کی ہے جو ان عجیب و غریب تصویرون اور روپکون (personifications) کو روشن کر رہی ہے اور ان مین سے چہن کر آرہی ہے۔ بیدی مین جانے کے لیے ایک کنجی تہی جو سابق مین سر مسعود کو معلوم تہی لیکن وہ عیسائی سمبت کے بہت پہلے کہوئی جاچکی تہی گو کہ وہ از سر نو اوسوقت بنائی گئی تہی۔ قریب ۱۲ برس

ہوئی دیوار پر حضرت کہانیون کے مقام سے جلدی بہن گذرتے وقت کسی خاص دیوکر کی صورت کی طرف معمولی طور سے ذرہ زیادہ متوجہ ہو گیا ہے -

اب مختلف مذاہب کے آپس کے تعلق پر غور کرتے وقت یون کہنا انسب معلوم ہوتا ہے کہ مذہب مثل ایک معبد کے مندر کے ہے جو ایک بالا نشنا شہر مین واقع ہوا اور جہان دانشمندی اپنی دوام کے جاہ و جلال کے ساتھہ صدر نشین ہے - یہہ مندر جس بانی (شُرتی) ہے جو تہکر سے پیدا ہوتی ہے جسکی پوجنے قابل مورتی مندر کی بیدی مین لوگون کی ہمت بڑہانے اور راستی کی طرف رہبری کرنیکے لیئے براجمان ہے - یہان پر عقل کا پرکاش اتنا تیز ہے کہ بہت کم لوگ اس جگہ تک بغیر چندہیائے کے پہونچ سکتے ہین - لیکن شہر کے مختلف مقامات سے متعدد ڈہکے ہوئے راستہ ہین جو ایک زمین دوز درگاہون کے سلسلہ کو جاتے ہین ان درگاہونکی دیوارون پر بہت سے دیوتاؤن اور انسانون کی تصویرین ایسی کاریگری کے ساتھہ کہینچی گئی ہین کہ گویا زندہ ہی ہون - اس جگہ ہر قوم کی درگاہ علیحدہ ہے یہان پر ہندو یک مت کی - یہودیون کی - پارسیون کی - عربون کی اور بہت سی معدود گاہین ہین جنکو مختلف قومون نے بنایا تہا جن مین بعض کا تو اب نام و نشان بہی باقی نہین ہے - یہہ سب درگاہین بیدی کے نیچے کے حصہ کے اردگرد بنی ہوئی ہین کہ جہان حق کی مورتی پر جس بانی دیوی صدر نشین ہے اور ان درگاہون کی دیوارون کے اوپر جو دیوی دیوتاؤن کی تصویرین بنی ہوئی ہین اونکو ایسی عمدگی سے پُرانے مصورون اور سنگتراشون نے دیوار کو کہود کہود بنایا ہے کہ اُن مین سے ہر ایک اپنے مقام پر بالکل ٹہیک ٹہیک بیٹہہ جاتی ہے - اور اونکی کاریگری اسقدر عمدہ ہے اور انکے مصورون کا کمال اسقدر اعلیٰ درجہ کا ہے کہ اب کو وہ مقامات کی بنائی ہوئی تصویرین نہیں معلوم پڑتی ہین بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ

جہگڑے اور سخت دشمنی آپس مین پڑ گئیں - ساتھ ہی ساتھ عارفان لوگون کی تعداد کم ہوتی گئی اور بالآخر نوبت یہانتک پہونچی کہ پہر کسی راز دان کی عوام کے سامنے اصلیت حال بتانیکی جرأت نہین رہی - اوسوقت سے عارفون نے خفیہ تعلیم کو فایدہ مند سمجہا اور ایسکے لیئے ہر جگہہ درس گاہ اور عمارتین قایم ہوگئین - یہ مختلف ملکون مین مختلف نامون سے نامزد ہوئین مگر مطلب سب کا ایک ہی تہا کہ حیات یعنی فرزند یا خدا کے فرزند کو مردہ حالت سے زندہ کرین - اسیوقت تک ترتہنکرے بہگوانون کی صاف صاف علمی تعلیم کے ماننے والون اور دیوی دیوتاؤن کے شاسترون کے راز دان لوگون کا تفاوت بہی بہت بڑھ گیا تہا جس کے بڑہانے پر آخر الذکر لوگ جنکو اپنے موکلون کے سامنے اپنی بات کی پرتیت رکہنی ضروری تہی مجبور تہے - پس یہ باتین یون ہی ہوتی رہین بالآخر شاخ درخت سے اپنے تہین علیحدہ سمجہنے لگی اور اب اپنے مخرج سے اپنے تعلق کو چلا چلا کر انکار کرنے مین مصروف ہے اور کبہی اسکو ناستک اور کبہی غیر مقرر اور کبہی خلاف دہرم کہتی ہے جدید کلیے ہماری کہینچی ہوئی مذاہب کی بنیادی مین وہ ہین کہ جو یا تو بطور ریفارم موجودہ عقاید کے ہین اور یا ایسے ہین کہ جنسے قدیم مذاہب کی بہت ہی کم مشابہت پائی جاتی ہے - انکی ابتدا الہام سے نہین ہے اور انکا علم بیشتر حصہ کسی قدیم شاستر کی غلط تعبیر سے جس سے انہون نے اپنے کو وابستہ کر لیا ہے پیدا ہوا ہے قصہ مختصر انکی وہ حالت ہے کہ جیسے بہ ابہی جلدی مین کتب مقدسہ کی لفظی تعبیر کے زینہ دوز اندہیرے راستہ مین ہو کر مناظرہ مین داخل ہوئے ہون اور اب لسانی کے ساتہہ اُن مصنوعی دہوکہ کی صورتون کے بارہ مین جنکو انہون نے راہ مین دیکہا اپنی رائے کا اظہار کر رہے ہین - بلا شبہہ کہین کہین ہمکو انکی تقریر مین واقعی دانشمندی کی جہلک بہی نظر آتی ہے لیکن یہ اوسکہ ہی موقع پر ہے کہ جہان

بے شک سب سے بڑا پروفیسر یا مرشد دہرم کا تر تہنکر ہی ہوتا ہے جو بہا تما پن
اور بہید دانی کو حاصل کرتا ہے جس سے نہ تو کوئی درجہ برتر ہے اور نہ علم زیادہ کمل
مرشد کا کلام لوگ دور دراز تک پہونچاتے ہین اور اوسکو شاستردن کے ذریعہ
محفوظ رکہتے ہین جنکو اونکے لکہنے والے اپنی قابلیت اور مرضی کے مطابق مختلف
طریقون پر لکہتے ہین - موجودہ کال مین جو کچہہ ہوا ہے وہ ایسا معلوم پڑتا ہے کہ شاعرون
ایک جماعت کلام الہی کی زینت مین مشغول ہو گئی اور اوسکے اوپر اونہون نے دلچسپ
افسانے تصنیف کئے - یہہ بہت مرغوب ہوئے اور لوگون کو ایسے پسند آئے کہ ہر فرقہ
اور ملک کے لوگون نے اعلیٰ ترین کمال حاصل کرنے کے لیئے ایک دوسرے پر سبقت
لیجانا چاہا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ دہرم کی اصلی تعلیم انسانی خیال اور شاعرانہ بندش کی
باافراط اولاد کے نیچے دب گئی اور کچہہ عرصہ کے بعد لوگ اوسکو بالکل بہول گئے -
وقت کے گذرنے اور انسانی تقدیر کے انقلاب سے جابجا بت خانہ اور مندر جنمین
ان انسانی خیال سے پیدا ہوئے دیوی دیوتاؤن کی مورتین ستہاپن کی گئین بن گئے -
یہان پر ناواقف عوام کا بہی گذر ہوا جنکو انجام کاران انسان کے بنائے ہوئے
دیوتاؤن کی پرستش کی ترغیب دی گئی - پہر ناواقف عوام کی باری آئی - کیونکہ ایسی
کفر پرستی کی عبادت کے انسانون کے دل مین رسوخ کر لینے سے جو پجاریون کی آمدنی
کا ذریعہ ہو گئی تہی ایک تیز تفریق اون مین جو راز سے واقف تہے (یعنی اصل مطلب کے
سمجہنے والون مین) اور جہالت مین پڑے ہوئے عوام مین (خیالی روپکون کو واقعی
دیوتا ماننے والون مین) جو بتخانون کے پجاریون کو رزق پہونچانے والے بہی تہے
پیدا ہو گئی - طمع کے آتش نے بہی جسپر گرو اور چیلے کا رشتہ قایم ہوا اپنا اثر دکہلا یا -
کچہہ عرصہ مین غلطی کا سیتہانت سب لوگون مین پہیل گیا جنکو حقیقت کا علم نہ تہا اور
مخالف رائے کے لیئے لوگون کے دلون مین تحمل نہ رہا جسکے باعث ، بڑے بڑے

ہو علم) سے امتیاز کرنا چاہیئے - آپت بچن (ترتہنکر بہگوان کا بچن) جینیون کی اصلی سروپ کو سائینس کے طریق پر بیان کرتا ہے مگر وہ دیبی کی قیل و قال سے مبترا ہوتا ہے - اصلی شُرتی کی سچی علامات کا تذکرہ مین پہلے کرچکا ہون وہ سب اُسکے ایک واقعی سائینس ہونیکی تصدیق کرتے ہین - آجکل کے لوگون کے الہام کے بارہ مین عجیب و غریب خیالات ہین - بعض کہتے ہین کہ سِرشٹی رچنے (ابتداء آفرینش) سے پہلے ایک مرتبہ الہام ہوتا ہے - بعض کہتے ہین کہ وہ ایک آسمانین حکمران ایشور کا کلام ہے - بعض کی رائے ہے کہ وہ قدرتی طور سے انسان کی سمجھہ کے باہر ہونا چاہیئے کیونکہ محدود عقل والے کی سمجھہ مین غیر محدود علم والے کی بابت کیسے آوے - لیکن یہہ سب محض قیاسی باتین ہین - دی پرمینینٹ ہسٹری اوف بہارت ورش نامی کتاب مین جس سے آپ پہلے ہی واقف ہو چکے ہین اصلی شُرتی کی علامات اس طور پر درج ہین -

"شُرتی پرمان سنسکرت منطق کے چھہ قسم کے پرمانون مین سے
مثلاً مشاہدہ . . . . ایک قسم کا ثبوت ہے - آپت
یعنی کسی علمی طور سے سچے علم کے پروفیسر کی اوس علم کی تعلیم جسکے
وہ عملی طور سے واقفیت رکہتا ہے شبد (شہادت) یا شرتی
پرمان کہلاتی ہے - آپت کی تعلیم صرف علمی تعلیم ہوتی ہے جس کا
عملی تجربہ یا عمل کرنے سے عملی یقین آپت کے درجہ کا ہوتا ہے . . .
لفظ رشی سے مراد اوس شخص سے ہے جس نے واقعی علم کو
ذاتی تجربہ سے حاصل کیا ہو اور اوسکے ایسے تجربہ کا بیان پہلے
اوسکے چیلے شُرتی یا سننے سے حاصل کرتے ہین اور بعد کو اُسپر عمل کرنیسے
ویسے ہی رشی یا پیغمبر ہو جاتے ہین جیسے اونکا مرشد تھا (دیکھو جلد ۱ صفحات ۲۱۰ و ۲۱۹)

کم ہوگی - اور

(۷) من کی شانتی کے بارے مین جو بغیر مذہب کے قریب قریب ناممکن ہے اور جو بہرحال آجکل کی زبردست تیز رفتار تہذیب سے گھٹ گھٹ کر فنا ہو رہی ہے - یہہ نقایص ہندوستان اور بعض بعض اور ممالک مین بہت صاف طور سے دکھائی پڑتے ہین - لیکن باقی ملکون کی باری بہی آیا ہی چاہتی ہے - دکہہ اور پریشانی کی بنیاد تو یورپین مہابہارت مغرب مین رکہہ ہی چکی ہے اور بربادی کے کام کو پورا کرنے کے لیئے موڈرن تہذیب کی روش اور اوسکے مادّی پولیٹکس اور مقاصد جو کسی کو عرصہ تک آرام سے رہنے نہین دیتے ہین کافی ہین - مذہب کی ایک یہہ بہی پیشین گوئی ہے کہ آج سے قریب ۱۸۵۰۰ برس کے بعد آگ اس دنیا سے معدوم ہو جاوے گی اور یہہ امر قابل معنی ہے کہ کوئلہ بہت جلد ختم ہو جارہا ہے - اسکی اصلیت خواہ کچھہ ہی کیون نہ ہو مگر مین یہان پر آپ کا دل پیشین گوئیون سے بہلانے کو نہین کہڑا ہون - یہہ بُرا وقت ہے اور اس سے بہی بُرا آگے آنے والا ہے گو کہ یہہ ضروری ہے کہ وقتاً فوقتاً ہمارا نیچے کی طرف کا گرنا رُکتا رہے - یہہ ہی وجہہ ہے کہ آجکل ہمارے درمیان مین کوئی تیرتہنکر نہین ہین اور نہ کچھہ عرصہ تک ہونگے - جین شاسترون کے بموجب اب آئیندہ اول تیرتہنکر بہگوان آج سے قریب ۸۱۵۰۰ برس کے بعد اس گہٹتی کے پہیرے کے بدلجانے پر ہونگے -

ایک ایسی دنیا مین جسکی ابتدا اور انتہا نہین ہین مذہب کی ابتدا کا خیال بے معنی ہے - جب کوئی روح تیرتہنکر کے درجہ کو پہونچتا ہے تب وہ حیات (روح) کے صفات کے متعلق سچے علمی اصولون کو از سر نو لوگون کو سمجہاتا ہے اور ان علمی اصولون کا ہی نام انکی مجموعی حیثیت مین مذہب ہے - تیرتہنکر بہگوان کا کلام شُرتی کہلاتا ہے جسکا سمرتی (حافظہ یا حافظہ کی مدد سے حاصل کیا

"...... جب آسمان تین برس اور چھہ مہینہ بند رہا تھا اور جب زمین پر سخت کال تہا ...." (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۴ آیت ۲۵)

ساڑھے تین سال کے ۴۲ ماہ ہوتے ہین جنکو ایک ایک ہزار سال مانتے پر سب ۴۲۰۰۰ سال ہوتے ہین - اِس کا مفہوم خواہ کچھہ ہی کیون نہ ہو لیکن یہ ظاہر ہے کہ گذشتہ دو ہزار یا پانچسو برسون مین انسانون کی حالت امور ذیل کے بارہ مین بہت خراب ہوگئی ہے -

(۱) مذہب کے بارہ مین جو قریب قریب بالکل ہی معدوم ہوگیا ہے اور جسکی جگہہ روح سے منکر مادہ پرستی کا فلسفہ یا افسانون کے پیرائے مین لکھے ہوئے شاسترون کے دیوی دیوتاؤن کی جاہلانہ عبادت قایم ہوگئی ہے -

(۲) راستبازی کے بارہ مین جو روز بروز کم ہوتی جاتی ہے اور جسکے بجاے جہل و دغا انسانون مین بڑہتے جاتے ہین -

(۳) مہلت اور آسودگی کے بارہ مین جو صرفہ کے بڑہنے سے نہایت تیز رفتاری کے ساتہہ روانہ ہوتی جاتی ہین -

(۴) عقل کے بارہ مین جسکے سب سے زیادہ مشہور و معروف نمونہ نے حال ہی مین اس امر پر اپنا اطمینان کرلیا ہے کہ دنیا کے مذاہب کے بانی شروع قوم کے نیم وحشی انسان تھے جو علم اور تہذیب کے بارہ مین محض طفل شیر خوار تھے -

(۵) سائنس کے بارہ مین جو بالآخر اس خیال سے اپنے دل کو تسکین دیتا ہے کہ قبر مین پہونچکر راحت کا دوامی انجام ملیگا اور روح کوئی چیز ہی نہین ہے جسکی آئیندہ کی بہبودی کے لیئے کوئی شخص اپنے کو پریشان کرے -

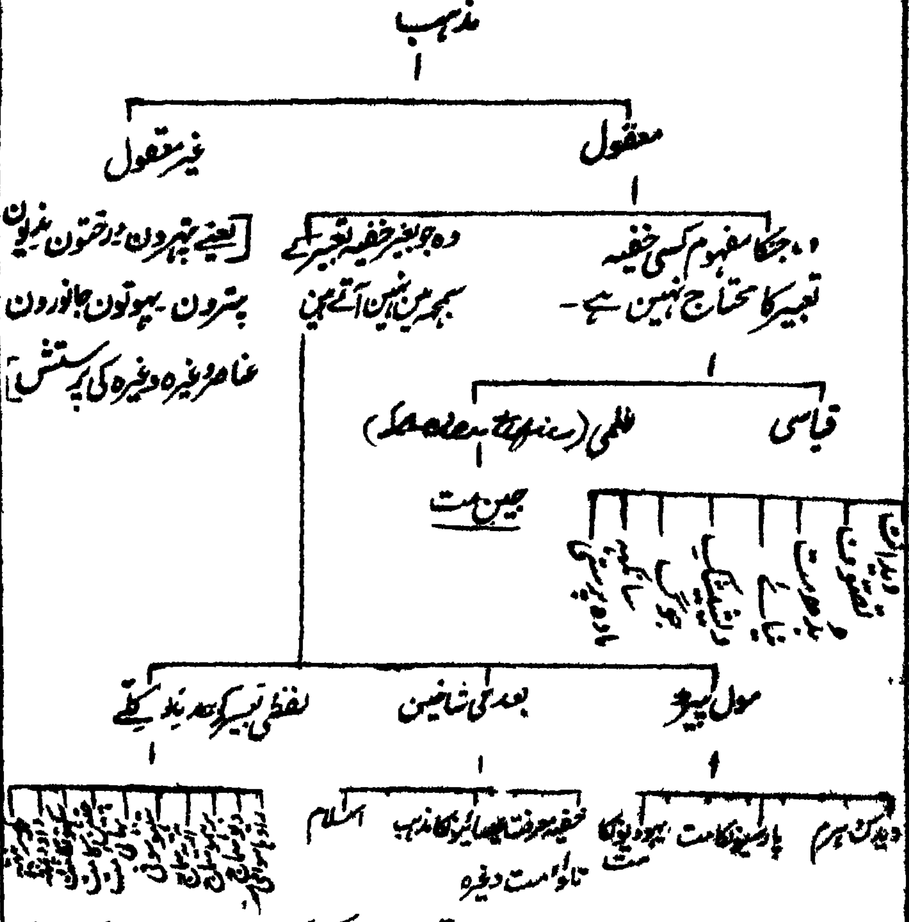
(۶) جسمانی طاقت کے بارہ مین جو بعض بعض مقامات پر نمایان طور سے بہت کم ہوگئی ہے اور جو فاقہ کشی وباؤن اور رات دن کی لڑائیون کی وجہ سے اور بھی

رہتی ہے - یہان پر ہمارے سامنے (۱) سیدھے بھگوانون یعنی ترتھنکر دن کا
بتایا ہوا ستیہ دھرم ہے جنہون نے خود اوس پر چلکر پرماتماپن کو پراپت کیا -
[یہہ پرماتماؤن کی شہادت ہوئی] -
(۲) اس ستیہ دھرم کی پوری تائید مشاہدہ و تجربہ قدرت سے ہوتی ہے [یہہ سائنس ہوا]
(۳) عقل کا بہی پورا پورا اتفاق پوری چہان بین کے بعد پرماتماؤن کے کلام سے
ہے [یہہ منطق ہوا] - اور
(۴) سب سے بڑی بات واقعی تائید جو سب قدیم مذاہب بلا کسی استثنا
کے ستیہ کے سدہانت کی کرتے ہین جس سے نہایت ہی صاف طور سے سابق مین
تمام بنی نوع انسان کا دہرم کی سچائی اور اوسکی عملی منفعت کا شاہد ہونا ظاہر
ہوتا ہے - اب رہا یہہ سوال کہ آجکل ہلوگون مین کیون ایسے ہمہ دان مرشد جو
ہمارے جہگڑدن کو مٹا سکین نہین ہوتے ہین - اس کا جواب یہ ہے کہ آجکل کے
دن بہت برے دن ہین اور آئندہ ان سے بہی برے دن آنیوالے ہین - اس
زمانہ کے لوگ تپشیا کی قابلیت نہین رکہتے ہین - اور ہمہ دانی بڑی کٹھن تپشیا کے
بغیر حاصل نہین ہوسکتی ہے - چونکہ آجکل اصلی تپسوی نہین ہوسکتے ہین اسلیئے
آجکل ہمہ دان مرشد بہی نہین ہوسکتے ہین - یہہ زمانہ جس مین سے ہم گذر رہے ہین
دراصل بڑا ناقص ہے - ہمارے حصہ دنیا مین سے آجکل کوئی شخص موکش
نہین حاصل کرسکتا ہے - اس سے بہی بڑا وقت آگے آنیوالا ہے - اس کل
برے وقت کی تعداد ۴۲۰۰۰ سال کی ہے جس مین سے ۲۵۰۰ برس تقریباً گذر چکے
ہین - اس زمانہ کے بارہ مین یہہ پیشین گوئی ہے کہ اس مین کوئی شخص دنیا کے
اوس حصہ مین سے جس مین ہم رہتے ہین نروان حاصل نہین کرسکیگا - اس پیشین گوئی کا
خفیہ حوالہ انجیل مقدس کے نئے عہد نامہ مین بہی آیا ہے جہان پر کہا گیا ہے کہ

آپس مین ملاپ کرانیکا ہتحاد ذریعہ ثابت ہوا ہے ظاہر ہے۔ درحقیقت ترجمان
مذہب ہی وہ دربار ہے جہان اور سب مذاہب ملکر ایک دوسرے سے ہاتھ ملاکر
معافحہ کرسکتے ہین۔ یہ آپس کا ملاپ جسکو اتحاد المخالفین کے نام سے مین نے نامزد کیا
ہے کسی دوسرے دربار مین ممکن نہین ہے۔ اور یہ اسوجہ سے نہین ہے کہ اور
مذاہب مین مرومان کے فراہم ہونے کے لیئے جگہ نہین ہے۔ نہ اسوجہ سے ہے
کہ وہ سب کے سب ایک دوسرے سے بغض وعناد رکھتے ہین نہ اسوجہ سے کہ انکی
خواہش آپس مین لڑتے جھگڑتے رہنے کی ہے بلکہ اسوجہ سے ہے کہ وہ سب
ایکانت واد کے ماننے والے ہین جو ایکانت واد کا ہمیشہ کا دشمن جانی ہے
ان دونون طریقون کا فرق اسطور پر ہے کہ جب کہ وہ لوگ جو جین مت کے مرید نہین
ہین اپنے مت کی سچائی اور دوسرے مذہب کی قطعی وکلّی تکذیب پر اصرار کرتے
ہین جین مت کا پیرو جو انیکانت کا مدّاح ہے اپنے کو اس امر کی تلاش مین معروف
کرتا ہے کہ دیکھین مخالف کی رائے کسی پہلو سے ٹھیک تو نہین بیٹھی ہے۔ آپکے
سامنے ان لکچرون مین جین مت کی تفتیش کا خلاصہ موجود ہے۔ مجھے یہ کہنے
کی ضرورت نہین ہے کہ اوس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ تمام مذاہب کا جین
سدّہانت کے اصولون پر خوش کن اتفاق ہے گویا ہر قدیم مذہب اس دہرم کے
سدّہانت کی تعظیم کرنے مین دوسرون پر سبقت لیجانا چاہتا ہے۔ مجھے یقین ہے
کہ خالی یہہ امر ہی دوسرون کے پہلو خیال کے سمجھنے مین پیش آنیوالی دقتون کا
کافی صلہ ہے۔ اور ہمارے ذاتی اطمینان کے بارہ مین بھی ہمارے لیئے
کافی گارنٹی صحت کی (۱) سائینس (۲) منطق اور (۳) معتبر شہادت کے
متفق ہونے مین ملتی ہے اور جیسا کہ دوسرے لکچر مین کہا گیا ہے جس امر پر
ان تینون کا اتفاق ہو جاتا ہے وہان شبہہ وبحث کے لیئے قطعی گنجایش نہین

...تھے جو بعد کو آئے۔ وہ مقلد نہ تھے اور نہ اونہون نے اپنی بنیادونکو خود کھوا... اونہون نے صرف اپنے متقدمین کے بنائے ہوئے سچائی کے محل کی زیبائش وآرائش کرنے پر قناعت کی۔ تب وہ علمی ذخیرہ کہان مل سکتا ہے۔؟ اور فسانہ سازون کے پیشروان کون لوگ تھے۔؟

آئیے ہم مذاہب کی قاعدہ سے ترتیب دین تاکہ اوس سے گذشتہ کا حال سمجھہ مین آوے ذیل کی ترتیب ہمارے اون نتائج کے مطابق ہے جو ان لکچرون مین ہمنے نکالے ہین



جین مت کی وقعت کا اندازہ ہمارے تیسرے لکچر کے مضمون سے جس کو ہمنے سائنس کے نام سے نامزد کیا ہے اور جو مقابلہ کرنے کے لئے ایک سچی کسوٹی اور

بادون کی نامستقل حالت سے بہ نسبت مخصوص سرزمین کے ذیادہ موزون شیری ی
انسان کے ابتدا کے نیم پخت خیال کا نتیجہ قرار دین - اب اسکو کوئی اصلیت نہین تاہم
کو کہ ایک زمانہ مین وہ اصلیت تہی - ہمکو یہ بات جان لینی چاہیئے کہ ایک وقت تہا جبکہ
وہ ظاہرا بادلون کا مقام ایک واقعی چیز تہی - یہہ جان لینا چاہیئے کہ نہ شاعری کی
بلند پروازی اور نہ چہل و فریب ہی اسکے پیدا کرنے والے تہے - انسانون مین جو
کرتا ہون کبہی جہوٹی کہیون کو ایمان نہین بنایا - اونہون نے کبہی بے بنیاد افسانون
کے لیئے اپنی جانون کو خطرہ مین نہین ڈالا - انسان ہر زمانہ مین اور خاص کر کے
شروع کے قدیم زمانہ مین جبکہ مخول و ٹہٹہے بازی نہ تہی دہوکہ باز کو ہیچا سنتے
رہے ہین اور دہوکہ باز سے نفرت کرتے رہے ہین - ہمکو دیکہنا چاہیئے کہ آیا ہم
دہوکہ بازی اور شاعرانہ بلند پروازی کے سوالات کو چہوڑ کر اس دور دراز پرستی
کے زمانہ کی آسانی سے سمجہہ مین نہ آنے والی آوازون کو محبت کی توجہ سے ساتہہ
سنکر کم سے کم اتنا نہین سمجہہ سکتے ہین کہ اونکے اندر ایک قسم کا واقعہ ضرور رکہا اور
یہہ کہ وہ بالکل جہوٹ اور خبطیون کا کلام نہ تہین بلکہ اپنے سادے ڈہنگ مین
سچ اور قرین قیاس تہین "(Heroes and Hero-Worship)
کارلائیل کو اون لوگون کے عقائد کی جنکو وہ بت پرست کہتا ہے اصل تعبیر تو معلوم نہ تہی لیکن
اوسکی رائے کی وقعت اس امر سے کچہہ کم نہین ہوتی ہے - کیونکہ گو وہ مذہبی افسانونکی
زبان کو نہین سمجہہ سکا تاہم اوسکو اس امر کا پورا یقین تہا کہ ان دیوی دیوتاؤن کی روایات
کی بنیاد واقعی دانش تہی - مگر آپ شاید یہہ پوچہین کہ وہ واقعی دانش وہ علمی ذخیرہ جسکی
اوپر مذہبی افسانون کی بنیاد قائم کیگئی تہی اب کہان ہے - ؟ اس کا کیا سبب ہے
کہ ہمارے پاس صرف افسانہ ہی افسانہ رہ گئے ہین اور علمی ذخیرہ جاتا رہا ہے!
جواب یہہ ہے کہ افسانہ ساز خود موجد نہ تہے بلکہ صرف اعلی درجہ کے

نوان لکچر

نتائج وخلاصہ

ہماری محنت اب ختم ہونے کو ہے - یہہ آخری لکچر ہے جو مجھے آپ کے سامنے دینا ہے - ہمنے دیکہا ہے کہ مذہب عوام کے خیال سے کسقدر مختلف ثابت ہوا ہے اور یہہ بہی کہ وہ کیسے ایک ہی تعلیم ایک ہی اصول ایک ہی عقیدہ ایک ہی مسئلہ مختلف ناموں اور شکلوں اور جلووں مین فی الواقع ہے - مذاہب ایسے مخالف جیسے ہندو مت کہ جسنے گائے کی وقعت کو مذہبی تعظیم کے درجہ تک پہونچا دیا اور اسلام جو اوسکی قربانی چاہتا ہے طریقے ایسے نا موافق جیسے عیسائیون کا دہرم جو عیسیٰ کو خدا کا لڑکا ماننے پر اصرار کرتا ہے اور یہودیون اور اور لوگون کے مذاہب جو خدا کے عورت یا لڑکے کسی کا وجود ہی نہین مانتے ہین ایک ہی مورث یعنی سائنس مذہب کی اولاد آپس مین بہائی بہائی پائے گئے ہین گو کہ وہ اب بوجہ اپنی بیرونی پوشاک مصنوعی چہرون کے اور نیز اپنے اپنے پارٹ کے جنکو وہ افسانہ سازی کی اسٹیج پر زمانہ قدیم سے پلے کرتے و کہیلتے رہے ہین اپنی اس قریب کی رشتہ داری سے بے خبر ہین - کیونکہ خواہ اسکے برخلاف آپ کچھہ ہی کیون نہ کہین صحیح امر یہہ ہے کہ مذہب کے سائنس کا سیدہانت دنیا مین اوس وقت سے پہلے جبکہ لوگ اوسکے اصولون کو افسانہ سازی کے سانچہ مین ڈہالنے بیٹھے ضرور موجود ہوگا - افسانہ و تمثیل اصل امر سے پہلے نہین ممکن ہو سکتے ہین - البتہ اصل امر افسانہ و تمثیل سے بیشتر ہوتا ہے - وہ انگریزی مصنف ٹامس کارلائل جو اپنی ذہانت اور باریک بینی کے لئے مشہور ہے لکہتا ہے " یقیناً یہہ کوشش لغو ہوگی اگر ہم اوس دور دراز گذشتہ دیوی دیوتاؤن کی گڑبڑ جھالا کو جنکی تشبیہہ

ہمارا راستہ ہو سکتا ہے ۔ اصلی مارگ سچے اعتقاد سچے گیان اور سچے چارتر (یا عمل) کے ملنے سے ظاہر ہے ۔ ہم ایک پیشتر کے لکچر میں دیکھ چکے ہیں ۔ بھگتی لوگ بھی ضرور بہت مددگار ہوتا ہے اگر اوسکا ٹھیک طریق پر استعمال کیا جاوے ۔ بھگتی کا "مطلوب" کوئی خیالی دیوی دیوتا نہیں ہے بلکہ خود بھگت کی ہی آتما ہے گو کہ جب تک اس میں کامیابی نہ ہو اوسوقت تک ترتہنکر بھگوان کو ہی جنسے اعلیٰ کوئی گرو بڑا نہیں ہو سکتا ہے آدرش مانکر انکی بھگتی کرنا ضروری ہے جیسا کہ قرآن شریف زور کے ساتھہ بتاتا ہے (سورۂ بقرہ) :-

"خدا کا بپتسمہ ۔ اور خدا سے زیادہ قابل کون بپتسمہ دینے والا ہو سکتا ہے ۔ اور ہم اوسکے خادم ہیں"

یسوع کی سوانح عمری ترتہنکر بھگوان کے جیون کا اعلیٰ درجہ کے النکار میں خلاصہ وہ یہودیوں کی زبان میں اور یہودیوں کی کوتاہیوں کو لیئے ہوئے فتح مند حیات کا پرمیشور کی فرزندی کا اور پرماتماپن کے روح انسانی میں آشکار ہونیکا اعلیٰ آدرش ہے ۔ یقیناً

"...... میں تمسے کہتا ہوں کہ یہاں وہ ہے جو ہیکل سے بھی بڑا ہے
لیکن اگر تم اس کے معنی جانتے کہ میں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں
تو بے قصوروں کو قصوروار نہ ٹھیراتے" (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۲
آیات ۶ و ۷) -

چنانچہ پرماتماؤں کے فتح کے جھنڈوں پر لکھا ہوا سچ کا اعلان حیات اور خوشی کا مژدہ ہے جو اہنسا پرمو دہرما (کسی کو ایذا نہ پہونچانا ہی سب سے اعلیٰ دہرم ہے) ہے جو نہایت ہی خوشگوار اور شیریں الفاظ میں سچا خدا کو زندگی کی خوشخبری دیتا ہے اور اوسکے اوپر عمل کرنے والے کو پرماتما کی ابدی زندگی ۔

تین قسم کے ہوتے ہیں گیان اور دھرشن کے گنون والے ہوتے۔ باقی تمام اشیا غیرہ ہیں جو وہ ہمیری ذات سے علیحدہ ہین۔ اور کرمون سے اوتپن (پیدا) ہوتی ہین۔ اس طرح سے ہمکو اپنی آتما کا تصور کرنا چاہیے۔ تصور کے قایم ہونے پر ایک وقت ایسا آویگا جب دھیان کرنے والا خود دھیان کی صورت میں ہو جاویگا یعنے جب عارضی ذات وہ اپنی اصلیت مین جذب ہو جاویگی۔ یہان پر طالب و مطلوب ایک ہو جاتے ہین۔ بھگت خود اپنا اشٹ دیو بن جاتا ہے (دیکھو آتم دھرم صفحات ۲۹ - ۲۷)۔ مطلب یہ ہے کہ حقیقت اور آدرش کی ایکتا ہو جاتی ہے یعنے شدہ آتم درببیہ (جوہر روح) پرماتما کی مورتی کے سانچہ پڑکر ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ صاف الفاظ مین جیو آتما اب پرماتما ہو جاتا ہے۔ اس ہی کو انجیل مقدس کی زبان مین حیات مین داخل ہونا کہا ہے اور اس مین زندگی اور خوشی کی اتنی افراط ہوتی ہے کہ جنہون نے اسکو ایک لمحہ بھر کے لیے بھی محسوس کیا ہے وہ اس سے ہمیشہ کے لیے مستغنی ہو گئے ہین۔

یہ بیان مختصر طور سے دھیان کا ہے جو پرماتما پن ملنا حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ باقی دو ذرایۂ نجات یعنے پاکیزگی اور تپ کا تذکرہ ان لکچرون مین کافی طور سے اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ پاکیزگی اور تپ کا اصلی مطلب کلیتاً اندرونی ناپاکی کے دور کرنے سے ہے نہ کہ بیرونی نعش (جسم) کے دہونے یا طرح طرح کے آسن لگانے سے۔ آسن لگانا فاقہ کشی وغیرہ سب بلاشبہ روحانی ترقی کے لیئے ضروری امور ہین۔ لیکن یہ سب خالص تصور کے لیئے مددگار ذرایعہ ہین جو فی الواقع موکش کا اصلی سبب ہے کیونکہ بغیر من بچن اور کاے (جسم) کے قابو مین لانے کے تصور کا قیام ناممکن ہے۔ لیکن جہان تصور ہی نہین ہے وہان جسم کو ایذا اور روح کو تکلیف دینے سے کیا فایدہ۔ نہ تو راج یوگ (صرف من کے ذریعۂ دھیان کرنا) اور نہ ہٹ یوگ (بعض جسمانی تپشیا) ہی اس لیے سودمند ہو سکتے ہین۔ اور نہ صرف گیان یوگ (حصول علم آلہی)

قاعدہ کے مطابق زندگی بسر کرنا اور معدہ کو ترپہ چمن کرنا چاہیے کیونکہ شراب اور

استعمال منع ہے کیونکہ اسکے استعمال سے من کی شانتی جاتی رہتی ہے جذبات تند

ہو جاتے ہیں اور وہ نازک اور لطیف وائکے اور ناڑیاں جیسے مدوخ من سے جڑی ہوئی

کثیف اور گندے ہو جاتے ہیں جسکی وجہ سے توجہ پھر اندر آتما کی طرف نہیں ہو

پاتی ہے - انجیل مقدس میں یسعیاہ نبی نے کیا خوب کہا ہے (دیکھو باب ۲۸ آیات ۷ و ۸)

"پر یہ بھی شراب کے سبب سے خطا کرتے ہیں - وے نشہ سے

ڈگمگاتے ہیں - پجاری اور نبی نشہ سے خطا کرتے ہیں - وہ مے سے

مغلوب نشہ سے لڑکھڑاتے ہیں - اونکے رویہ غلط ہوتے ہیں انکی عقل

ٹھوکر کھاتی ہے"

"کیونکہ سب دسترخوان قے کے بادہ سے لدے ہوئے ہیں اور گندگی

سے بھرے ہوئے ہیں حتیٰ کہ کوئی جگہ بھی صاف نہیں ہے"

یہ تذکرہ دھیان کے بیرونی ذرائع کا ہوا - اوسکے اندرونی ذریعوں میں بعض خیالی

اشکال ہیں جنکا تصور آتما کے انو بھو (محسوس کرنے) کے لیئے نہایت کارآمد ثابت ہوا ہے

ایک بہت آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنے جسم کے اندر ایک خالص نور مجسم پرماتما کا جسکی

ذات اعلیٰ فہم اعلیٰ شکیبہ اور اعلیٰ شانتی کا خزانہ ہے تصور کرے - اس کا تصور آنکھوں کو

قدرے بند کرکے اور توجہ کو اندر کی طرف لگا کر کرے - اگر اسکے ساتھ یا اسکے قیام

کے لیئے الفاظ کی ضرورت پڑے تو صرف وہی الفاظ استعمال کیئے جاویں جو رب

کل کی اصلی صفات کو ظاہر کرتے ہیں مثلاً اوم - سوہم - ارہن - سدھ - پرماتما نرنجن

وغیرہ وغیرہ - ذیل کا شلوک خاص کر کے دھیان کے لیئے موزون ہے -

ایکو ہم نر ملا شدھو گیان درشن لکشنا شیشا مے باہرا بھاوا سروے سنجوگ لکشنا

اس کا مطلب یہ ہے کہ میں ایک ہوں بمنزلہ (میل) سے پاک ہوں - میں پرماتما ہوں

> لذات کی قربانی کی ہے نہیں۔ تب تمنے قربانی ہی نہیں کی
> جب تمنے کنکریان پہینکی تو کیا تمنے اپنے نفسانی خیالات کو اپنے
> من سے دور پہینکدیا؟ نہیں۔ تب تمنے ابہی تک کنکریان نہین
> پہینکی ہین اور ابہی تک تمنے حج نہین کیا ہے!

بلا شبہہ سب سے عمدہ مقام جاترا کا وہ ہوسکتا ہے کہ جہان کے تعلقات من کو پاکیزگی اور عالی حوصلگی کی طرف راغب کرنے مین سب سے زیادہ مؤثر ہون یعنے وہ مقام جو تہہ تہنکر بہگوانون کے تپ یاد ہرم اپدیش وغیرہ کی وجہ سے مشہور و قابل تعظیم ہوگئے ہین۔ وہان پر راستبازون کو اعتقاد و ویراگیہ اور پن کی ترقی کے لیئے جانا چاہیئے۔ ایسے مقامات پر جانے سے جہان انسان کے بنائے ہوئے دیبی دیوتاؤن کا تسلط ہو کوئی فائدہ نہین ہے۔

اب مین دہیان کے بارہ مین کچہہ کہونگا جس سے مراد من کو دنیا کیطرف سے موڑ کر آتما مین لگانے سے ہے۔ اصلی مقصد یہ نہین ہے کہ من کو ہمیشہ فلسفہ کی قیل وقال مین مصروف رکہا جاوے بلکہ یہ ہے کہ آتما اپنی ہستی کے راز کو حیات کی حرکات مین منکشفات محسوس کرے۔ اس لیئے یہ ضروری ہے کہ اس اسرار والی ہستی کی ہریک حرکت ہریک جنبش اور ہریک تحریک کو ہم مشاہدہ مین لاوین اور اسکو پورے طور سے سمجہین۔ لیکن من کے ساتہہ یہ دقت لگی ہوئی ہے کہ اگر اسکو موقع ملجاوے تو یہ اور سب چیزون کو مخاطب ہوگا مگر روح کو نہین۔ اور جب ہم ارادہ کرکے اسکو تہوڑا بہت قابو مین لاتے ہین تب بہی یہ موقع پاتے ہی فوراً بہاگ جاتا ہے۔ ذرہ سی جسمانی تکلیف یا نفسانی تحریک ہوئی کہ من بیقابو ہوا اور توجہ کو لے بہاگا۔ اسلیئے جذبات اور خواہشات کی بیخ کنی اور جسمانی شہوتون کا خاتمہ کرنا دہیان کے قیام کے لیئے نہایت ضروری ہے۔ پس نجات کے مارگ پر چلنے کیلیئے

[illegible]

"اوس وقت سے جب تم اپنے گھر سے سفر کو چلے کیا تم علیحدہ گنا ہون کی سمت سے بچکر دوسری سمت مین سفر کرتے رہے" اسنے جواب دیا "نہین"۔ تب تمنے کچھ سفر نہین کیا۔ کہا جب تمنے رات کو کسی منزل پر مقام کیا تو ایک منزل خدا کے راستے پر بھی بڑھے۔ اسنے کہا "نہین"۔ جنید نے فرمایا "تب تمنے منزلین نہین طے کین اور لباس بدلنے کے مقام پر جب تمنے حاجی کا جامہ پہنا تو کیا اپنے پرانے لباس کے ساتھ انسانی خاصیتون کو بھی الگ پھینکدیا" "نہین" "تب تمنے حاجی کا جامہ ہی نہین پہنا۔ جب تم عرفات کے مقام پر کھڑے ہوئے تو کیا تمنے ایک لمحہ خدا کا دہیان کیا" "نہین"۔ تب تم عرفات مین نہین کھڑے ہوئے۔ جب تم مزدلفہ کو گئے اور منت مانی تب کیا تمنے اپنی خواہشات نفسانی کو ترک کیا" "نہین" تب تم مزدلفہ کو نہین گئے۔ جب تمنے کعبہ کا طواف کیا تب کیا تمنے خدا کے نورانی جمال کا پاک مقام پر تصور کیا" "نہین"۔ تب تمنے کعبہ کا طواف نہین کیا۔ جب تم صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے تو کیا تمنے پاکیزگی (صفا) اور نیکی (مروت) کو اپنی ذات پر نمایان کیا" "نہین"۔ تب تم دوڑے بھی نہین۔ جب تم منا کو پہونچے تو کیا تمہاری سب خواہشات (منا) تمسے علیحدہ ہوگئین" "نہین"۔ تب تمنے ابھی تک منا نہین دیکھا ہے۔ جب تم قربانی گاہ پہونچے اور وہان قربانی کی تب کیا تمنے دنیاوی

انگریزی لفظ ہولی (holy) کے استقرائی معنی بھی نہایت ہی مطابقت
ساتھ اوسکے اصلی مطلب کو ظاہر کرنے میں ۔ یہ اینگلو سیکسن ہال (hal)
و قدیم جرمن اور آئس لینڈ کی زبان کے ہیل (heil) اور گوتھک
ہیلز (haila) سے لیا گیا ہے جس کا مطلب پورا (पूरा)
صحیح سالم یا تندرست (باد یا رہت) ہے - پس یہان یہ سوال نہین ہے
کہ کسی کی عیب پوشی کیجائے یا اوسکے گناہ معاف کیئے جاوین بلکہ غیر کامل
(अपूर्ण) کو کامل (पूर्ण) غیر سالم (ٹوٹے ہوئے) کو سالم اور روگی
تندرست کرنے کا ہے - وہ صرف باہرا آتما کا بلدان (قدیم ہندون کی صنعتی
تحریر مین پوُرش میدھ) ہے جو ہمکو ہولی (holy = पूर्ण) بنا
سکتا ہے - جیسے جیسے بری عادات اور برے اطوار جینے بدی کی یہ بدبخت صورت
بنی ہے غارت ہوتے ہین تیسے تیسے روحانی قوت رہائی پاکر اوس شخص کی زندگی مین
جو اونکو غارت کرتا ہے ظاہر ہوتی ہے اور بالآخر گناہ اور بدی کی قوتون کے
پورے طور سے نابش ہو جانے پر روح جو اب ان گندہ اور غلیظ کرنے والے
اسباب سے رہائی پانیکی وجہ سے پورن (whole) اور کامل (holy)
ہوگئی ہے ساکشات پرماتما ہو جاتی ہے -

اب مین نجات کے ذرائع کی فہرست کے تیسرے ذریعہ یعنے حج کا ذکر کرونگا -
کسی مقام کی جاترا یا حج اس غرض سے کیجاتی ہے کہ آتما مین روحانیت کا انش
(جزو) بڑھے اور اوسکی پہل دینے کی شکتی جاتری کے من کی شانتی اور ویراگیہ
پر جو دنیاوی بیوپار و گہرستی کے دایرہ کے باہر نکلنے پر اچھی طور سے حاصل ہوسکتے
ہین موقوف ہے - جیسے جو ایک مسلمان درویش گذرا ہے ایک حاجی سے
گفتگو کرتے وقت حج کے فوائد کو بڑی خوبی سے ظاہر کیا ہے - وہ گفتگو

اور پرماتماپن کا بھی نہ کم ہونے والا حکم مانا ہی پڑتا - ان جیون کے لحاظ سے بالکل
ٹھیک ٹھیک اندازہ کیا گیا ہے کہ اس نفس کو نہ مارنے سے یعنی مت سنگ
وغیرہ کرنے سے انسان اس زندگی کے اغراض کے لئے سربلا ہم پہونچاتا ہے -
(یہ تین طلائی مہرین ہوئین) - ایکے برتون اور نیمون کے طریق پر باقاعدہ قابو میں
لانے سے آئندہ جنم مین سورگ (بہشت) کے سکھ ملتے ہیں (یہ چھ مہرین ہوئین)
لیکن اگر اسکو بالکل جڑسے نیست و نابود کر دیا جاوے (مار ڈالا جاوے) تو یہ
فوراً ہمکو پرماتماپن کے امر پ - پرم سکھ اور حیات ابدی کو دلاتا ہے (ہمارے اپنے
ہموزن سونے مین قیمت ہوئی) -

انگریزی لفظ aaeuafeea (قربانی بلدان) کا
استخراجی مفہوم مجھکو اس امر کے ظاہر کرنے مین خوشی ہوتی ہے نہایت صحیح ہے
اور قربانی کے اصلی مطلب کو سیدھے طور سے ظاہر کرتا ہے - یہ لفظ
لاطینی aaeeifeeuuu (سیکریفیسیم) سے لیا گیا ہے aaeeo
(کامل یا پاک) اور aaeer (بنانا) سے ملکر بنا ہے سیکریفائیس
(قربانی) کا اصلی مفہوم بس ایسے فعل سے ہے جو ہمکو کامل یا پاک بنا سکتا ہے -
ایک معصوم جاندار کا خون ہرگز ایسا نہین کر سکتا کیونکہ خون جذبات اور شہوتون کی
ناپاکیون کو نہین دھو سکتا ہے بلکہ واقعی انسانی رحمدلی کو جو نجات پانے کے لئے نہایت
ضروری صفت ہے بیرحمی اور کٹھورپن سے بدل دیتا ہے - اور اگر یہ کہنا بھی ممکن
ہوتا جو ہمارے موجودہ علم کے ہوتے ہوئے ناممکن ہے کہ کوئی آسمانی قوت خون سے
خوش ہوکر کسی ریاکار کے گناہون کو معاف کر سکتی ہے یا اونکی عیب پوشی کر سکتی ہے
تاہم یہ ظاہر ہے اسکے ایسا کرنے سے کوئی گنہگار سادھو نہین بن سکتا ہے - پاک یا
کامل بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ گنہگار خود اپنی کوشش سے اپنی طبیعت کو بدلاوے

یہی سُرخ رنگ - گہرے سُرخ رنگ کا باعث ہے - موسیٰ کی پانچوین کتاب مین لکھا ہے (دیکھو انجیل مقدس کتاب استثناء باب ۱۲ - آئیت ۱۳) کہ خون جان ہے - خون نہ جوان ہے نہ بڈہا بلکہ بڑہاپے اور جوانی دونون مین ہوتا ہے -

ایک معمولی گائے یقیناً اوس عرصہ مین جب کہ یتیم کا باپ مرا اور وہ سن بلوغ کو پہونچا عمر مین بڑہنے سے باز نہین رہ سکتی تہی - اور کون ایسا بے وقوف تہا جو ایک جنگلی بے کار گائے کے جو عمر بہر صحرا مین چرتی رہی تین مہر طلائی دام لگاتا - یہ صفت بہی کہ جو زمین جوتنے اور پانی سینچنے مین نہین لگائی گئی ہے بہت پُر معنی ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمکو اس گائے کو اون جانورون مین نہین ڈہونڈہنا چاہئے جو کہیتون کے جوتنے یا سینچنے مین استعمال ہوتے ہین - چونکہ یہ رواج نہین ہے کہ گائین ہل چلانے یا کہیتون کے سینچنے مین استعمال کی جاوین اسلیئے اونکے متعلق ایسی علامات کا نفی مین تذکرہ کرنا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ اونکی قوم سے جس کے نزد واقعی ان کامون مین استعمال کیئے جاتے ہین مطلب نہین ہے - معجزہ کے بعد جسم کا مردہ ہوکر گر پڑنا غالباً اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ روح نے اپنی مدت دراز کی قید سے آزادی پائی جبکہ جسم تو علیٰحدہ رہ گیا اور روح اوپر نروان مین جا پہونچی یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے جو گائے کی قربانی کی روایت مین بہری ہوئی ہے -

لیکن بدقسمتی سے اس کا مطلب بالکل اولٹا لگا یا گیا ہے - دراصل قربانی کے مسئلہ ہی کو لوگون نے غلط سمجہا ہے جو اپنے کو بجائے فایدہ کے بے حد نقصان پہونچاتے رہے ہین - اس بچہیا کی روائیت کے متعلق مجہے صرف اتنا اور کہنا ہے کہ اِس مین صرف ایک ہی لفظی تصویر کی مختصر لمبائی چوڑائی کے اندر تمام مذہب و فلسفہ کا خلاصہ بہر دیا گیا ہے اور نفس امارہ کی قیمت کا بلحاظ تینون قسم کے مقاصد کے یعنی اس دنیا مین خوشی حاصل کرنا - مرنے پر دوسرے جنم مین عمدہ اور خوشگوار حالتون کا پانا

جب اوسکو اپنے وجود اور ماہیت کا علم ہوا]۔
نفس کے ایک بہت دور دراز فاصلہ پر پہونچا دینے سے حقیقت کے نہ کہلنے کا اشارہ آواگون کے جنم مرن کی طرف ہے جن مین ایک جون سے دوسری جون تک کلی تبدیلیان ہو جاتی ہین۔ معقول کے دوست جو باہر آتما پر قتل کا الزام لگاتے ہین عقلی امتیاز و رائے سلیم وغیرہ ہین جنکو غایب کی ماہیت کا پتہ لگ گیا ہے۔ ملزمان (یعنی باہر آتما کے اوصاف) اِس امر سے منکر ہین کہ روح کوئی شئے ہے جس کو اونہون نے مارا ہو۔ باہر آتما کے قایل کرنے کے لیئے شہادت ناکافی ہے۔ ایسکا مطلب یہ ہے کہ عقلی دلایل سے ایک ایسے مخالف کو جو روح کی ہستی کو ماننے کے لیئے تیار نہین ہے قایل کرنا مشکل ہے۔ اہلِ راز کا یہ بیانہ معقول ہے۔ ایسی صورت مین عملی امتحان ضروری ہوا۔ اب حیات کا حکم ہوتا ہے کہ گائے کے ذبیحہ سے نعش کو چہواؤ۔ یہ کیا جاتا ہے۔ بس فوراً ہی ایک معجزہ ہوتا ہے۔ وہ گائے جو زندگی مین صرف تین مہر طلائی کے لیئے فروخت ہوتی ہے اب جبکہ وہ قربان کردی گئی ہے انمول ہوگئی ہے۔ فی الحقیقت اب وہ اپنے ہموزن سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ تین مہر طلائی جسکے لیئے نفس امارہ بیچا جاتا ہے اونکا مفہوم تین قسم کی ضروریات کے لیئے کافی مقدرت کا حاصل کرنا ہے۔ یعنی ضروریات ہستی آرام وہ اسباب عیش وعشرت کے سامان کے لیئے کافی استعداد یا مقدرت کا حاصل کرنا۔ ایک اور سلسلہ خیال کے بموجب ان تینون کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ (۱) ضروریات جسمانی کے سامان (۲) من کے محفوظ کرنے والی اشیا اور (۳) معبودون کی پرستش و ہدیئے کے لیئے کافی استعداد کا بہم پہنچانا۔ گائے مطلوبہ کے اوصاف بجز یتیم کی گائے کے اور کسی گائے مین نہین پائے جاتے کیونکہ دراصل تو نفس امارہ گائے نہین ہے۔ مادہ پرست اپنے کو بس خون ہی کا پتلہ جانتا ہے۔

ادائیگی نہ کرے گی نہ اوسکے بیچے کوئی سفارش سنی جائیگی - نہ معاف
کیا جاوے گا - نہ اوسکی مدد کیجاوے گی " (سورہ البقر)

اور جین مت مین سنساری جیو کی بیکسی ایک خاص مضمون بجا کرنیکے لیئے قایم
کیا گیا ہے جو اسطرح پر ہے -

" اس جیو کو اسکی مصیبتون سے کوئی نہین چھڑا سکتا ہے - اسکو تنہا ہی
سب دکھہ درد برداشت کرنا پڑتا ہے - یار لوگ - عزیز و اقارب
بیوی اور بچے تکلیف اور بیماری کو روک نہین سکتے ہین - دہرم ہی
بیکسون کا مددگار ہے " (دیکھو دی پریکٹیکل پاتھہ صفحہ ۵۳) -

اسی محافظ کے نہ ہونیکی حالت کی یتیمی سے تشبیہہ دی گئی ہے - مان سے مراد
عقل سے ہے جو ابتدا مین نفس کی قیمت کا بہت کم اندازہ کرتی ہے - بازار دہ
بازار دنیا ہے جہان پر انسان اپنا "مال" بیچنے کو لاتے ہین تاکہ ضروریات و آسائش
زندگی وغیرہ کا سامان مہیا کرین - یہان پر خیسادار اپنی روح (نفس م) کو تین مہر
طلائی کے عوض جنکی تشریح ابہی ذرہ دیر بعد کیجائیگی بیچنے کے لیئے لاتا ہے - انسانی
شکل والا فرشتہ گذشتہ جنمون کے نیک اعمال کا ثمرہ ہے جو نیک صلاح کی صورت مین
ظاہر ہوتا ہے - مان (عقل) کے مشورہ سے مراد فہم کی خوبی سے ہے جو جلدی مین
کوئی کام نہین کرنا چاہتی ہے - دوگنے دام کا نہ لینا دل پر قابو ہونے کی دلیل ہے -

اسرائیلی (= خداشناس) روح (انتر آتما) ہے جو اپنے عزیز باہر آتما کے ہاتھہ سے
ماری جاتی ہے - دیکھو انجیل مقدس کا یسوع کا کلام کہ جو اپنی ہستی کو پاوے گا وہ اوسکو
کہووے گا اور جو اوسکو میرے نام کی خاطر کہو دیگا وہ اوسکو پاویگا (متی کی انجیل باب ۱۰
آئت ۳۹) - روح کی ہستی سے انکار کرنا اسکو قتل کرنا ہے [کیونکہ روح صرف اوسی
حالت مین موت کے چنگل یعنے آواگون کے بار بار کے مرنے جینے سے خلاصی پا سکتی ہے

لیکن روح کے لحاظ سے وہ خود حیات (خدا) ہی کا فرزند ہے یہی سبب ہے کہ گیانی (عارف کامل) اہل راز کی معمہ والی زبان مین کبھی انسان اور کبھی فرزند خدا کہلاتا ہے

اب باپ اور بیٹے کی ہمیشگی کا معمہ بہی جو تثلیث کی تعلیم مین پایا جاتا ہے آسانی سے صاف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بہ لحاظ اسکے کہ شدھ آتما کرمون سے نجات پانے پر حیات کے پرماتماپن کو ظاہر کرتا ہے وہ فرزند حیات ہے لیکن بلحاظ اس امر کے۔ بدھ آتما خود جوہر روح ہی ہے۔ جو پہلے ناپاکی کی حالت مین بہی موجود تہا اور وہ اصل ہمیشہ کا ہے وہ خود حیات کا مظہر ہے۔ اسلیئے فرزند اور باپ دوامی بہی ہوئے۔

اب ہم پہر گامے کی روایت کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ صحرا جس مین بچہ یا معصوم بچہ کے بلوغ کو پہونچنے تک آوارہ پہرا کی وہ آواگون کی نیچے کے درجہ کی (ایکیندری دو اندری۔ تین اندری وغیرہ کی) جونون کو اظہار کرتا ہے جن مین نفس کی بچہ یا (قابو مین لانے والی عقل کے نہونیکی وجہ سے) خود مختاری کی آوارگی مین سرگردان پائی جاتی ہے۔ یہان مطلب انسانی جون کی فضیلت سے ہے جس سے نروان کا حاصل ہونا ممکن ہے یہان پہونچکر پہلی مرتبہ روح کو اس آوارہ بچہ یا کو گیان اور تپ کے ذریعہ قابو مین لانے کا موقع ملتا ہے۔

صحرا کا مقابلہ باغ عدن سے کرنا چاہیئے کہ جہان پر آدم ابتدا مین رکہا گیا تہا۔ بچہ کی یتیمی روح کی بیکسی کو ظاہر کرتی ہے جس کا کوئی بیرونی مربی یا محافظ نہین ہے انجیل مقدس کی زبور کی کتاب مین لکہا ہے (زبور ۴۹۔ آئیت ۷):۔

"ان مین سے کوئی بہی اپنے بہائی کو نہین چہڑا سکتا ہے اور نہ خدا کو اوس کے لیئے جزیہ دے سکتا ہے"

اور خود پیغمبر صاحب نے کہا ہے:۔

"اُس دن کا خوف کہ جب ایک روح دوسری روح کے لیئے

ناپاک روح خالص روح کا پسر اور نفس امارہ کا مالک ہے - یہان فرزندی کا مسئلہ پہر نئی شکل مین چھپکر آیا ہے - محمدؐ کے پہلے انجیل کے نئے عہد نامہ مین اسکا ذکر آیا ہو اور اس سے بہی پہلے ہوسیا نبی نے کہا تہا -

"تم زندہ خدا کے فرزند ہو" (دیکہو ہوسیا باب ۱ - آئیت ۱۰) -

اور ہوسیا کے دماغ مین خدا کی فرزندی کے بارہ مین کسی قسم کی خام خیالیان نہ تہین کیونکہ اوسکے کلام مین یہ بہی آیا ہے کہ

"تاہم مین خداوند تیرا خدا مصر کی زمین سے ہون - اور تو سوائے میرے کسی دوسرے خدا کو نہ جانیگا - کیونکہ سوا میرے اور کوئی رہبر نہین ہے" (ہوسیا باب ۱۳ - آئیت ۴) -

ہندومت مین بہی یہ آیا ہے کہ سوتری دیبی نے اندر (حیات) کو سراپ دیا تہا کہ اُنکا شہر اور مقام چہین جائیگا اور وہ زنجیرون سے باندہا جائیگا - اسکی ترمیم گائیتری دیبی نے کی تہی اور کہا تہا کہ اندر کو اوسکا فرزند چہڑائیگا - پس یہ ظاہر ہے کہ خدا کی فرزندی کا مسئلہ یسوع سے شروع نہین ہوا جسنے اپنے کو یوحنا کی انجیل کے آٹھوین باب کی چالیسوین آیت مین صاف طور سے انسان کہا ہے - لوقا (دیکہو باب ۳ - آئیت ۲۳) ہمکو بتاتا ہے :-

"اور یسوع خود تیسوین سال مین پہونچا جو کہ یوسف ابن ہیلی کا لڑکا تہا (جیسا کہ خیال کیا جاتا تہا)"

اس آئیت مین بریکیٹس (Brackets) میرے نہین ہین بلکہ خود آئیت ہی مین پائے جاتے ہین - جو کچھ گڑبڑ یا نافہمی اس مسئلہ کے متعلق آج کل لوگون کے خیال مین پائی جاتی ہے وہ سب نے واد (नयवाद = بلحاظ نسبتی) کی عدم واقفیت کا نتیجہ ہے - جسم کے لحاظ سے تو انسان ایک خاص شخص کا لڑکا ہو

شاستروں کی تائید کرتی ہے" [باب ۱۲] ... ... "کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی ہے کہ جس مین ایک مرشد رازدان نہ ہوا ہو" [باب ۳ - آیت ۳۵] ... ...

"مین نصیحت کرنے والی قرآن کی قسم کہتا ہون کہ تو خدا کا ایک پیغمبر ہے جو راہ راست بتانیکو بہیجا گیا ہے" [باب ۴ - آیت ۳۶] -

حال کے نکتہ چین بدقسمتی سے مذہب سے بالکل ناواقف ہین اور لفظی تعبیر کرنے والون کی طرح شاسترون کی خفیہ بہید والی زبان کے سمجہنے مین سخت جہالت کا اظہار کرتے ہین - شیخ بچہیا کی روایت کوئی تاریخی داستان نہین ہے جو چہڑائی یا بدلی جاسکے - وہ ہماری کل قوم کا ورثہ ہے اور تمہاری اور میری بہی اتنی ہی ملک ہے جتنی کہ محمد یا بنی اسرائیل کی - ہمکو اوسکی مزید زیب و زینش کرنے سے روکنے کا حق کسی کو حاصل نہین ہے بشرطیکہ ہم مین ایسا کرنے کی قابلیت ہو - ورنہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اوسکو اپنی اولاد تک بغیر ردّ و بدل کے پہونچا دین -

گائے کی حکایت کے بقیہ امور کے تعلق مین وہ شخص[1] جسنے مرتے وقت ایک بچّہ اور ایک بچہیا چہوڑی وہ خالص نور روح ہے جسکی موت سے مراد اوسکا اصلی پرماتما پن کا اوصاف کا زائل ہوجانا ہے

---

[1] یہ خیال مین رکہنے کے قابل بات ہے کہ سانکہہ درشن مین روح کو پُرش (पुरुष) کہا ہے جسکے معنی مرد کے ہین - روح کی نسبت موت کا خیال اوسکی ذاتی صفات کے زائل ہوجانیکو ظاہر کرتا ہے جو بوجہ مادّہ کے اختلاط کے ہوتا ہے - اسی معنی مین یسوع کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اسنے ایک شاگرد کو جو اپنے مردہ باپ کو دفن کرنیکے لیے اجازت چاہتا تہا سرزنش کر کے یوں کہا تہا "تو میرے پیچہے چل اور مردونکو اپنے مردے گاڑنے دے" (متی کی انجیل باب ۸ آیت ۲۲) اسکا مطلب یقیناً یہ تہا کہ مردونکا دفن کرنا اونکے لیے چہوڑنا چاہیے جو جسمانی لحاظ سے تو زندہ ہین مگر روحانی لحاظ سے بالکل مردہ یعنی دوسرے الفاظ مین جو اپنی روح کو نہین جانتے ہین - مردونکو جلانے یا جی اوٹہنے کا بہی اب ہمکو معلوم ہو گیا مطلب ہے کہ موت پر فتح پا دین نہ کہ الفاظ کے لفظی معنی مین مردون کا زندہ کرنا -

نہ ہونے پر خدا نے حکم دیا کہ خاص علامتون والی ایک گائے ذبح کیجائے - لیکن سوائے یتیم کی گائے کے اور کسی گائے مین وہ علامتین نہین پائی گئین اور لوگون کو اوسکو اتنی اشرفیان دیکر جتنی اوسکی کہال مین آسکین خریدنا پڑا - بعض کا قول ہے کہ اسکے برابر تول کر سونا دیا گیا اور بعض ایسا کہتے ہین کہ اوس سے دس گنے دام دیئے گئے - اوس گائے کی اونہون نے قربانی کی اور خدا کے حکم سے مردہ کو اُس کے ایک عضو سے چہوایا جبکہ وہ جی اوٹہا - اور اوسنے اپنے مارنے والے کا نام بتایا - اسکے بعد وہ پہر فوراً مردہ ہوکر گر پڑا ۔

یہ حکایت گائے کی قربانی کی ہے جو سیل صاحب کی رائے مین اوس سرخ بچہیا کی روایت سے لی گئی ہے جسکے جلانے کا یہودیون کی شریعت مین حکم تہا اور جسکی راکہ اون لوگون کی پاکیزگی کے لیے رکہی جاتی تہی جو کسی مردہ نعش کو چہوتے تہے یا اوس بچہیا کی روایت سے لی گئی ہے جو ایک لاپتہ قتل کے لیئے ذبح کی گئی تہی (دیکہو سیل صاحب کی قرآن صفحہ ۹) مغربی مصنفونکا عام خیال انجیل اور قرآن کے اختلاف کے بارہ مین یہ ہے کہ محمد کو یہودیون کی تاریخ اور روایات سے بہت کم واقفیت تہی اور یہ کہ قرآن مین یہودیون کے مذہب کے بغیر سمجہے ہوئے عقائد توڑ مروڑ کر کے بہر دئے گئے ہین - بے شک یہ بات سچ ہے کہ قرآن ایک نئی یا نو ایجاد کتاب نہین ہے اور اوسکے مضامین کا بیشتر حصہ پہلے کے مذاہب سے لیا گیا ہے جیسا کہ مسٹر ڈیل صاحب نے بخوبی ثابت کر دیا ہے - لیکن قرآن شریف نے اس بات کو کبہی نہین چہپایا بلکہ علانیہ کہا کہ

" ہر زمانہ مین ایک مقدس کتاب ہوئی ہے " [باب ۱۳] .....

" قرآن ایک نو ایجاد کہانی نہین ہے بلکہ اپنے سے پیشتر کے

اور ایک بچہیا کو جو اسکے بلوغ حاصل کرنے تک صحرا مین پہرتی رہی چہوڑا - جب وہ بچہ بالغ ہوا تو اوسکی مان نے اوس کو بتایا کہ وہ بچہیا اوسکی (ملک) ہے اور اوسکو ہدایت کی وہ اوس کو لاکہ تین طلائی مہرون کے عوض بیچ لیوے - جب وہ نوجوان اپنے بچہیا کو لیکر بازار مین گیا تو اوسکو انسانی شکل مین ایک فرشتہ ملا اور اوسنے اوسکی بچہیا کے چہہ مہر طلائی دام لگائے - لیکن اوس نوجوان نے اس قیمت پر بغیر اپنی مان کی اجازت کے بیچنے سے انکار کیا - پہر اجازت ملنے پر وہ بازار کو واپس گیا اور فرشتہ سے ملا - لیکن اب فرشتہ ز پہلے سے دوچند قیمت لگائی بشرطیکہ وہ اپنی مان سے اوسکا ذکر نکرے لیکن اوس نوجوان نے اس طرح پر معاملہ کرنے سے انکار کیا اور اپنی مان کو اس مزید قیمت کا حال بتایا - اوس عورت نے یہ خیال کرکے کہ وہ شخص کوئی فرشتہ ہے اپنے لڑکے کو پہر اسکے پاس بہیجا تاکہ اوس سے دریافت کیا جاوے کہ اوس بچہیا کا کیا کرنا چاہیئے - اسپر اوس فرشتہ نے اوس نوجوان کو بتایا کہ کچہہ عرصہ کے بعد اوسکو بنی اسرائیل موہنہ مانگے دام دیکر لیلینگے - اور اسکے بہت ہی تہوڑے عرصہ کے بعد ایسا ہوا کہ ایک اسرائیلی بنام ہمایل اپنے ایک رشتہ دار کے ہاتہہ سے مارا گیا اور اوسنے حقیقت کو چہپانے کے لیئے جسم کو اوس مقام سے جہان واقع ہوا تہا ایک بہت دور دراز مقام پر پٹادیا - مقتول کے دوستون نے کچہہ اور لوگون پر موسیٰ کے روبرو قتل کا الزام لگایا -

" لیکن اُنکے انکار کرنے پر اور اونکو جہٹلانے کے لیئے شہادت کے

جو قرآن شریف مین استعمال ہوا ہے ترجمہ زرد ہے مگر چونکہ کوئی گائے زرد رنگ کی نہین ہوتی اور بہت گہرے زرد رنگ کی تو یقیناً نہین ہوتی اس لیئے اوسکے لفظی معنی سے کوئی فرق تعبیر مین نہین ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت مین گائے مطلوبہ کا زرد رنگ قرآن شریف کے مفہوم سے گائے کی قوم کو صاف طور سے نکال ڈالتا ہے۔ سرخ کے معنی مین (دیکھو سیل صاحب کی قرآن صفحہ ۹ عبارت نوٹ زیر صفحہ[1]) اُس کی تعبیر بیان پہلے ہی کیجا چکی ہے قتل کے الزام کا مطلب کہ جب تم نے ایک آدمی کو مارا (لفظی معنی مین ایک روح کو مارا) اسطور پر ہے کہ اصلی پُوُرش یا جیو کا گلا ظاہری پُوُرش یعنی مادہ پرستون کی باہر آتما نے گہونٹا ہے جو حیات کو مادہ کا نتیجہ یا اثر اور اپنے کو مادّی جسم ہی مانتے ہین۔ اونہون نے گویا روح کو مار ڈالا ہے اور پہر اوسکی بابت بحث مباحثہ کرتے ہین کہ آیا وہ کوئی شئے ہے یا نہین۔ آیا وہ مادہ کی بنی ہوئی تو نہین ہے وغیرہ وغیرہ۔ خدا (حیات) اب تم کو ایک تعجب خیز معجزہ دکہاتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ ذرہ اوس چیز کو جس کو تم مردہ سمجہے ہو ذبیحہ سے چہواتو دو۔ ایسا کیا جاتا ہے۔ اور لو دیکہو ذبیحہ کے چہوتے ہی ایک زندہ تو دہڑک کر اوٹہتا ہے اور اپنے قاتل باہر آتما کو نامزد کرتا ہے نفس امارہ کی قربانی کا ایسا عجیب وغریب اثر ہے۔ جون ہی روح اوس سے چہو جاتی ہے دون ہی وہ جی اوٹہتی ہے۔ ایہ طریقہ ہے جس سے مردے جی اوٹہتے ہین۔ شائید کہ تم سمجہو۔!

شائید اس سرخ بچہیا کی قربانی کی کل روائیت خالی از لطف نہ ہوگی۔ سیل صاحب کے ترجمہ مین (دیکہو سیل صاحب کا انگریزی ترجمہ قرآن شریف صفحہ ۹) وہ اس طور پر دی ہوئی ہے۔

"ایک خاص شخص نے اپنی وفات پر اپنے لڑکے کو جو اوسوقت بچہ تہا

---

[1] ای۔ آر۔ ای (جلد ۱۱ صفحہ ۳۰۶) مین بہی ایسا لکہا ہے کہ:-

"گائے کا لال رنگ خون کے رنگ کی طرف اشارہ کرتا ہے"

(۱۴) یہ ایک علامت ہے۔
(۱۵) شائد تم اسکو سمجھو۔

میں خیال کرتا ہون کہ الفاظ کے لیئے اس سے زیادہ زور کے ساتھ اصل مطلب کا پتہ دینا ناممکن ہے۔ اون کا مطلب صاف ہے۔ جسکے پاس دیکھنے کے لیئے آنکھیں اور سننے کے لیئے کان ہون وہ سمجھ لے۔ وہ گائے جو نر بچھڑا ہیا ہے نوجوان جو زمین جوتنے یا کھیت سینچنے کے لیئے استعمال نہین ہوتی ہے۔ جو صحیح سالم ہے اور بے عیب ہے جو بہت گہرے سُرخ رنگ کی ہے جو دیکھنے والے کو بھلی معلوم ہوتی ہے وہ نفس امارہ ہے جسکی ہستی باہر آتما کے جسم کے نہایت سُرخ خون اور اُس سے بنے ہوئے گوشت سے وابستہ ہے۔ اس کا رنگ دیکھنے والے کو بھلا لگتا ہے کیونکہ کوئی رنگ ایک زندہ جسم کے چمکتے ہوے رنگ سے زیادہ خوشگوار نہین ہو سکتا ہے۔ یہ خیال ایک چینی مجذوب کی کتاب مین بہت عمدگی کے ساتھ دکھایا گیا ہے جس کے حوالہ پر مین قناعت کرون گا۔

"ڈچنگ نی نے کہا کہ ایک دفعہ جب مین چو کو ایک کام پر بھیجا گیا تھا تو مین نے چند سوٗری کے بچّون کو دیکھا کہ اپنی مردہ مان کا دودھ پی رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد اونہون نے جلدی جلدی ادہر ادہر دیکھا اور اوسکو چھوڑکر بھاگ گئے۔ اونہون نے اس بات کو محسوس کیا کہ وہ اونکو نہین دیکھتی ہے اور اونکی مانند اب نہین ہے۔ جس چیز کو وہ اپنی مان مین محبت کرتے تھے وہ اسکی جسمانی شکل نہ تھی بلکہ وہ چیز تھی جس نے اُس شکل کو زندگی بخشی تھی"

——— (دیکھو ایس۔ بی۔ ای۔ جلد ۳۹ صفحہ ۲۲۰) —

رنگ کے بارہ مین مین اتنا کہنا اور مناسب سمجھتا ہون کہ در اصل اوس عربی لفظ

مگراس مخولبازی پر نہ تو خدا اور نہ موسیٰ ہی ناخوش ہوتے ہین۔ موسیٰ مخول نہین کرتا ہے۔
خدا کی پناہ۔ کیا یہ معاملہ مذاق کا ہے؛
(۲) یہودی لوگ اب پوچھتے ہین کہ وہ کیا (شئے) ہے یہ سوال خودہی بہت پرمعنی ہے
گائے کی قربانی سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ خدا تو جانوردن کا نگہبان ہے اور تم
کہتے ہو کہ وہ قربانی کا طالب ہے۔ اگر یہ مذاق نہین تو اور کیا ہے۔
(۳) وہ ایک گائے ہے جو نہ بڑہی ہے نہ جوان ہے بلکہ دونون کے درمیان کی عمر کی ہو۔
(۴) یہودی لوگ پہر پوچھتے ہین ہمکو اوس کا رنگ بتاؤ۔
(۵) شرح (زرد) خوب گہرا سرخ جو دیکہنے والے کو بہلا معلوم ہوتا ہے۔ موسےٰ
جواب دیتا ہے۔
(۶) پہر ہی یہودی پوچھتے ہین کہ وہ کیا ہے ؛ ہمارے لیئے گائین سب برابر ہین۔
(۷) وہ گائے مقدس ہے جو زمین جوتنے یا کہیت کے سینچنے مین نہین نکالی گئی ہو۔
جو صحیح سالم و بے عیب ہو۔ موسیٰ کا جواب ہے۔
(۸) انجام کار اب لوگون کا اطمینان ہوتا ہے۔ اب تمکو ٹہیک پتہ لگا۔ موسیٰ امتحان
مین پاس ہوتا ہے۔!
(۹) اب گائے کی قربانی ہوتی ہے تاہم لوگ اوسکے نہ کرنے کے قریب (برابر) ہین۔
(۱۰) موسیٰ کے زمانہ کے "وے" اب "تم" اور "تم نے" سے بدل جاتے ہین۔!
(۱۱) تمنے ایک شخص (لفظی معنی مین نفس یا روح) کو مار ڈالا۔ اور آپس مین بحث
مباحثہ کیا (کہ آیا وہ سب وہم وگمان ہی تو نہ تہا یعنے روح کوئی واقعی چیز ہی ہے کہ
جس کو کوئی مارے۔
(۱۲) اب مردہ جسم سے ذبیحہ چہوایا جاتا ہے۔
(۱۳) مردہ زندہ ہوتا ہے۔!!!

ضرور رہبری پاوینگے۔

۷ " موسیٰ نے جواب دیا کہ وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جو نہ زمین جوتنے کے لیئے نکالی گئی ہے نہ کہیت سینچنے کے لیئے۔ صحیح سالم ہے۔ اوس مین کوئی نقص نہین ہے۔

۸ " انہون نے کہا اب تم ٹہیک پتہ لائے۔ تب اونہون نے اوسکو قربان کیا۔

۹ تاہم وہ ایسا نہ کرنے کے قریب تھے۔

۱۰ " اور جب تمنے ایک شخص (نفس = روح) کو قتل کیا۔

۱۱ اور اسکی بابت آپس مین بحث مباحثہ کیا۔

۱۲ اللہ نے اوسکو ظاہر کیا جس کو تمنے چھپایا تہا۔ کیونکہ ہمنے کہاکہ فرض جسم کو قربان شدہ گائے کے حصہ سے چہواؤ

۱۳ ایسے خدا نے مردہ کو زندہ کیا۔

۱۴ اور اپنی علامات دکہاتا ہے۔

۱۵ تاکہ شائد تم سمجہ جاؤ "

سرخ بچہیا کی قربانی کی یہ روائیت ہے۔ اور یہ واقعیٔ ایک عجیب داستان ہے جو غائیت درجہ کی نازک خیالی و فکر کی رسائی کو ظاہر کرتی ہے اور پُر اسرار ہے۔ مین نے اسکے ضروری حصون کے نیچے خط کہینچ دیئے ہین اور مقابل مین حاشیہ پر اونکے نمبر ڈالدیئے ہین جن کی تشریح حسب ذیل ہے۔

(۱) نمبر ایک مین تعجب کا اظہار ہے۔ یہودیون کا قدیم خدا کہ جس سے وہ اچہی طرح واقف ہین ایک گائے کی قربانی چاہتا ہے مگر تاہم اس کا حکم ہنسی اور تعجب کے ساتھہ سنا جاتا ہے " کیا تم مذاق کرتے ہو "

نفس کو کتے سے بہی تشبیہہ دی ہے جو سب سے زیادہ ناپاک جانور ہے - کیونکہ کتا ہر چیز کو خواہ وہ پاک ہو یا ناپاک کہاتا ہے اور ہر چیز مین مونھہ ڈالدیتا ہے اور نفس کی بہی ایسی ہی حالت ہے - درویش لوگ دنیاداروں کو اُنکی نفس پرستی کے باعث سگ دنیا کے لقب سے نامزد کرتے ہین - اس ہی نفس امارہ کو قربانی کی خفیہ تعلیم کی اغراض کے لیئے گائے سے تشبیہہ دی گئی ہے - قرآن شریف مین اس قربانی کا موقع اس طور پر بیان کیا گیا ہے -

۱	"اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو تو اونہوں نے جواب دیا کہ کیا تم ہمسے مذاق کرتے ہو - "موسیٰ نے کہا کہ خدا کی پناہ کہ مین جاہل بن جاؤن -
۲	"انہون نے کہا کہ ہماری خاطر اپنے رب سے دریافت کر کہ وہ ہمارے لیئے بیان کرے کہ وہ کیا (شے) ہے -
۳	"موسیٰ نے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جو نہ بوڑہی ہے نہ بچھیا ہے - ان دونوں مین بیچ کی عمر کی ہے - پس کرو وہ تم جس کا تم کو حکم دیا جاتا ہے -
۴	"اُنہون نے کہا کہ تو اپنے رب سے ہمارے لیئے دریافت کر کہ وہ بیان کرے کہ اوسکا رنگ کیسا ہے - "موسیٰ نے کہا کہ وہ فرماتا ہے کہ
۵	"اوسکا رنگ سرخ (لفظی معنی مین زرد) ہے بہت گہرا سرخ ہے - دیکھنے والے کو اُس کا رنگ بہلا لگتا ہے -
۶	"وہ بولے کہ دریافت کر وہ ہماری خاطر اپنے رب سے کہ وہ ہمارے لیئے بیان کرے کہ وہ کیا (شے) ہے کیونکہ گائین ہمارے لیئے سب ایکسان ہین اور ہم اگر خدا نے چاہا تو

یا کرم ہین - اونکے افعال کرم ہین - اونکے پیچھے روح ہے جو فاعل
یا کرتا ہے - جب کوئی متنفس ان ساتون سے تعلق رکھتا ہے تو
نیکی اور بدی اوسپر اپنا اثر جاتی ہین ورنہ وہ موکش یا رہائی کے
لیئے واقعی کارن بنجاتی ہین"

——— دیکھو پی - ایچ - بی - جلد ۲ صفحات ۶۳۹ - ۶۳۸ اور
نیز ۶۳۶ - ۶۳۴) -

چہندوگیہ اپنشد کے بموجب (دیکھو باب ۳ - آیت ۱۷) :-

"سختی کا برداشت کرنا - خیرات - انکساری - اہنسا (کسی کو
ایذا نہ پہونچانا) اور راستگفتاری اسکی دچہنا ہے (یعنے موکش
کے طالب کو ان چیزون کو نفس امارہ کو مار کر حاصل کرنا چاہیئے)"

تب تو وہ خواہشات کی قربانی تہی جو جگ کا اصلی مطلب تہا نہ کہ بیچارے بےکس
و بیزبان جانورونکا بے رحمی سے مارنا کہ جن کا خون مارنے والے کی روح کے
اوپر بُرے کرمون کے ایک سخت غلیظ لیپ کی طرح بنجاتا ہے اور اوسکو انجام کار
ایسی درگتیون مین کہینچ لے جاتا ہے کہ جنکا خیال کرنے ہی سے رونگٹے کہڑے
ہوتے ہین - اون بیشمار گہوڑون - گایون - بہینسون - بیلون - اور بکرون کے
خیال کرنے سے کہ جنکی جانین انسان کی جہالت کی بدولت مفت ضایع گئین دل
کانپ اوٹہتا ہے - گہوڑا جسکی قربانی کرنی تہی وہ ہمارا من ہے - گائے خواہشات
نفسانی یا نفس - بہینسہ کفر - بیل جہالت یا غرور اور بکرا ناکاری ہے - انہین
سے گائے کے اوپر زمانہ حال مین ہندوستان کے ہندو مسلمانون مین خوب
خون ریزیان ہوئی ہین - تاہم گائے محض ایک علامت اندریون کی ہے یعنے
خواہشات کی جنکو اسلام مین مجموعی طور پر نفس کہا ہے - اسلامی بندش خیال مین

[illegible] کے پیغمبر [illegible] کا کلام یہودیون کے دلون پر موثر نہین ہوا تہا ایسے ہی حضرت محمد کا کلام عربون کے دلون کو نہ بدل سکا۔ انسان اپنی جہالت مین بہی انو کہا ہی ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ پاک سے پاک ذات بہی ذبح کئے گئے جانورون کا گوشت کہانے اور اونکا خون پینے کا خواہشمند ہے۔ اسلام کے گاؤ کشی کے مسئلہ کا تذکرہ ہم آگے کرینگے ہندو مت مین بہی بلدان کے احکام کی ویسی ہی گوڑھ تعبیر ملتی ہے جیسے اور مذاہب مین پائی گئی ہے تحت کے چند حوالہ غور طلب ہین۔

(۱) "بلدان کرنے والا ہی قربانی کا جانور ہے۔ خود بلدان چڑہانے والے کو بلدان سورگ پہونچاتا ہے" (دیکہو تیتریہ برہمن ۳-۱۲-[illegible])

(۲) "بلدان چڑہانے والا ہی جانور ہے" (دیکہو شت پتہ برہمن ۱۱-۱-[illegible])

(۳) "بالآخر جانور خود بلدان چڑہانے والا ہے" (دیکہو تیتریہ برہمن ۲-۲-[illegible])

(۴) "بلدان چڑہانے والا فی الواقع خود بلدان کا جانور ہے" (حوالہ سابق ۱-۲۸)-

ہندو مذہب کی خفیہ زبان مین

"دس اندریان بلدان چڑہانے والے ہین۔ اونکے لذات قربانی کی اشیاء ہین اور اونکے لذات کا جلاڈالنا قربانی کرنا ہے۔

دس اندریان یا دیوتا دس قسم کی آگ ہین۔ چیت (من) بلدان کی کرچھی ہے اور روحانی علم وہ دولت ہے جو قربانی کے کام مین صرف کیجاوے۔۔۔۔۔ تمس (مادی پن) اس کا دہوان ہے اور رجس (حرکت) اسکی راکہہ ہے۔

"جوگ کے جگ کا راز یہ ہے۔ چار قسم کے بلدان چڑہانے والے مانے گئے ہین۔ پانچ اندریان اور من اور بدہی سات کارن

(دیکھو باب ۱۱ - آیت ۵) مین لکھا ہے کہ

"ایسے بہی لوگ ہوئے ہین جنہون نے حفاظت کا ذکر کیا ہے اور ایسے بہی کہ جنہون نے گوشت کی قربانیون کا - جس کسی نے حفاظت کا ذکر کیا ہے وہ ایسا ہے کہ جسنے خوب کہا ہے اور جس کسی نے گوشت کی قربانیون کا ذکر کیا ہے وہ ایسا ہے جس نے ہر بات قابل تعریف نہین کہی ہے"

———(ایس - بی - ای - جلد ۵ - صفحات ۲۳۸ - ۲۳۷)

اسی کتاب مین یہ بہی کہا ہے (دیکھو باب ۱۰ - آیت - ۳۴ - اور ایس - بی - ای - جلد ۵ - صفحہ ۳۳۲) -

"قاعدہ یہ ہے کہ گوشت کے اوپر جبکہ اوس مین سے بدبو یا سٹرائنڈ نہ بہی نکل رہی ہو دعا نہین مانگی جاتی ہے"

جب ہم اسلام کی طرف متوجہ ہوتے ہین تو اس مین شبہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ محمد قربانی کے مسئلہ کی حقیقت سے واقف تھا مگر وہ اپنے ہمقوم لوگون کے غضب کو نہین بہڑکانا چاہتا تھا - اس لیئے اوسنے قربانی کے مسئلہ کے اصلی مفہوم کو کنایہ مین بتانے پر قناعت کی اور اس طور سے علانیہ اوسکے خلاف نہین کہا جیسا کہ انجیل کے نئے عہد نامہ مین کہا گیا ہے - قرآن شریف کے بائیسوین باب مین لکھا ہے

"اونٹون کی قربانی ہمنے تمہارے لیئے تمہاری اطاعت کی علامت بنائی ہے .... اون کا گوشت خدا کو قبول نہین ہے اور نہ اونکا خون - بلکہ تمہاری نیکی اسکو قبول ہے"

زبان کے لیئے اس سے زیادہ صاف اور پیرایہ دور ہونا ناممکن ہے - لیکن افسوس ہے کہ اہل عرب کے اوپر اس کا کچھہ اثر نہ ہوا - اور جیسے کہ انجیل کے پرانے

زیادہ خوش ہوگا"

——— (زبور ۶۹ - آیات ۳۱-۳۰) -

(۱۳) "خدا کے (اصلی) ذبیحے غرور کی شکستگی ہین اے خدا تو ایک خاکسار اور تایب دل کو نفرت کی نظر سے نہین دیکھیگا"

——— (زبور ۵۱ - آیت ۱۷) -

(۱۴) "مین کیا لیکر خداوند کے حضور مین آؤن اور خدا تعالی کے آگے کیونکر سجدہ کرون - کیا سوختنی قربانیون اور ایک سالہ بچھڑون کو لیکر اوسکے آگے آؤن -

"کیا خداوند ہزارون مینڈھون سے یا تیل کے دس ہزار دریاؤن سے خوش ہوگا - کیا مین اپنے پہلوٹے لڑکے کو اپنے گناہ کے عوض اپنے جسم کے پہل کو اپنی روح کے گناہ کے کفارہ مین دیدون -

"اے انسان اوسنے تجھے وہ دکہلایا ہے جو کچھ کہ بہلا ہے اور خداوند تجھ سے اور کیا چاہتا ہے سوائے اسکے کہ تو انصاف کرے اور رحمدلی سے الفت رکھے اور اپنے خدا کے ساتھہ فروتنی سے چلے"

——— مایکاہ نبی - باب ۶ - آیات ۶ تا ۸) -

یہ خود انجیل مقدس کے پرانے عہد نامہ کی آیات ہین اور انکے پڑھنے کے بعد مین نے اس امر کا شبہہ نہین رہتا ہے کہ قربانی کے احکام کے بارہ مین شاسترون کے لفظی معنی لگانے مین سخت غلطی سرزد ہوئی ہے - کیونکہ یہ احکام کبھی لفظی مفہوم مین نہین لکھی گئے تھے نئے عہد نامہ مین اس بدقسمت غلطی کو رفع کیا گیا ہے "مین رحم کا طالب ہون نہ کہ قربانی کا" (دیکھو متی کی انجیل باب ۹ - آیت ۱۳) - یہ نئی انجیل کا پیغام الفت ہے - پارسیون کے مذہب مین بہی گوشت کے ہدیہ ممنوع ہین - شایست لاشایست

(۹) ”میں تمہاری عیدون کو مکروہ جانتا ہون اور اُنسے نفرت رکھتا ہون - اور مین تمہاری مقدس جماعتون کی خوشبو نہین سونگہون گا -
”اور تم ہرچند سوختنی قربانیون اور ہدیون کو میرے لیئے گذرانو مین اونہون قبول نہ کرون گا اور تمہارے موٹے بیلون کو شکرانہ کی ہدیہ کی طرف متوجہ نہین ہونگا “

——— (اموس نبی - باب ۵ - آیات ۲۱ و ۲۲) -

(۱۰) ”رب الافواج - اسرائیل کا خداایون فرماتا ہے کہ اپنے ذبیحون مین اپنی سوختنی قربانیون کو گہسیڑ دو اور گوشت زہر مار کرو -
”کیونکہ جس دن مین تمہارے باپ دادون کو مصر کی زمین سے نکال لایا مین نے اونہین سوختنی قربانی کرنیکی ہدایت نہین کی اور نہ ذبیحے کے لیئے کوئی حکم دیئے -
”بلکہ مین نے صرف اتنا ہی کہکر اونہین حکم دیا کہ میری آواز کے شنوا ہو اور مین تمہارا خدا ہونگا اور تم میرے لوگ ہوگے - اور تم اون سب طریقون پہ چلو جو مین تمہین فرماؤن تاکہ تمہارا بہلا ہوے “

——— (یرمیاہ نبی - باب ۷ - آیات ۲۱ تا ۲۳) -

(۱۱) ” ذبیحہ اور ہدیہ کو تو نے نہین چاہا - تو نے میرے کان کہولے سوختنی قربانی اور گناہونکی قربانی کا تو طالب نہین ہے “

——— (زبور ۴۰ - آیت ۶) -

(۱۲) ”مین گیت گا کے خدا کے نام کی حمد کرونگا اور شکرگذاری کرکے اوسکی بڑائی کرون گا -
” اس سے خداوند بیل اور بچہڑے کی نسبت جنکے سینگ اور کہر ہون زیادہ

"جب تم اپنے ہاتھہ پھیلاؤگے تو مین تم سے اپنی آنکھین چھپاؤنگا - ہان جب تم دعائین مانگوگے تو مین نہ سنونگا - تمہارے ہاتھہ لہوسے بھرے ہوے ہین"

——— یسعیاہ نبی - باب ۱ - آیات ۱۵ - ۱۱) -

(۵) "وہ جو بیل کو ذبح کرتا ہے ایسا ہے جیسے اُسنے ایک آدمی کو مارڈالا - اور وہ جو ایک برّہ قربان کرتا ہے ایسا ہے جیسے اسنے ایک کتّے کی گردن کاٹ ڈالی ہو - جو قربانی چڑہاتا ہے ایسا ہے جیسے لوکر سور کا خون چڑہایا ہو - وہ جو لوبان جلاتا ہے ایسا ہے جیسے اُسنے ایک بُت کو مبارک کہا ہو - ہان اونہون نے اپنی اپنی راہین چُن لین ہین اور اونکے دل اونکی نفرت آمیز بداعمالیون مین مسرور ہین"

——— یسعیاہ نبی - باب ۶۶ - آیت ۳) -

(۶) "مین نے رحم کی خواہش کی تہی نہ کہ قربانی کی - اور خداشناسی کا طالب ہوا تہا بہ نسبت سوختنی قربانیون کے -

——— (ہوسیا نبی باب ۶ - آیت ۶) -

(۷) "کس فایدہ کے لیئے سبا سے لوبان اور ایک دور ملک سے خوشبودار اوکہہ میرے لیئے آتے ہین - تمہاری سوختنی قربانیان مجھے پسند نہین ہین اور تمہارے ذبیحے خوش نہین آتے"

——— (یرمیاہ نبی - باب ۶ - آیت ۲۰) -

(۸) "وے میرے ہدیون کی قربانیون کے لیئے گوشت چڑہاتے ہین اور کہاتے ہین - خداوند اونکو قبول نہین کرتا - اب وہ اونکی برائی یاد کریگا اور اونکے گناہون کی اونکو سزا دیگا - وے مصر [قید] کو پہر جاوینگے"

——— ہوسیاہ نبی - باب ۸ - آیت ۱۳) -

(۲) " مین تیرے گہر کا بیل نہ لونگا نہ تیرے باڑہ کا بکرا -
" کیونکہ جنگل کے سب جانور میرے ہین اور کوہستان کے حیوانات
ہزار با ہزار -
" اگر مین بہوکا ہوتا تو تجہہ سے نہ کہتا - کہ دنیا اور اوسکی معموری میری ہین
" کیا مین بیلون کا گوشت کہاؤن گا اور اونکا خون پیون گا -
" تو شکر گذاری خدا کے آگے پیش کر - اور حق تعالیٰ کے روبرو اپنے
نذرون [جو تون = ۷] کو پورا کر "
——(زبور ۵۰ - آیات ۱۴-۹) -
(۳) " اے خداوند میرے لبون کو کہولدے تو مونہہ تیری ستایش کریگا
" کہ تو ذبیحے سے خوش نہین ہوتا - نہین تو مین دیتا - سوختنی قربانی مین
تیری خوشنودی نہین ہے "
——(زبور ۵۱ - آیات ۱۶ - ۱۵) -
(۴) " خداوند کہتا ہے تمہارے ذبیحون کی کثرت سے مجہے کون
کام - مین مینڈہون کی سوختنی قربانیون سے اور فربہ بچہڑون کی
چربی سے سیر ہون اور بیلون اور بہیڑون اور بکرون کا لہو
نہین چاہتا ہون -
" اب آگے کو جہوٹے ہدیہ مت لاؤ - لوبان سے مجہے نفرت ہے -
نئے چاند اور سبت اور عیدی جماعت سے بہی - کہ مین عید اور بزدینی
دونون کی برداشت نہین کرسکتا ہون -
" میرا جی تمہارے نئے چاندون اور تمہاری عیدون سے بیزار ہے -
" وے مجہپہ بوجہ (کیطرح تکلیف دہ) ہین - مین اونکو برداشت کرتے تہک گیا ہون -

اپنے تئین علیحدہ اور پرماتما کے دہیان مین لین جان -!

۳۰- انسان جو کچھہ نیک و بدکام اپنے گذشتہ جنم مین کرتا ہے اونہین کا پہل اس جنم مین پاتا ہے - اگر یہ مانا جائے کہ اس جنم مین یہ سب کسی دوسرے کا دیا ہوا ہے تو بلاشک اپنے کیئے ہوئے کرم بے اثر ٹہیرے -!

۳۱- "اپنے کرمون کے علاوہ اور کوئی کسی کو کچھہ نہین دیتا ہے" اس کا نتیجہ من سے بچار کر اور اس خیال کو چھوڑ دے کہ کوئی اور دینے والا ہے -!

۳۲- جو لوگ پرماتما کا سدا دہیان کرتے ہین جسکی بندگی امت گتی کرتا ہے - جو ہر چیز سے علیحدہ ہے اور جو پورے طور سے حمد کا مستحق ہے وہ اوس اعلیٰ خوشی کو حاصل کرتے ہین جو نجات مین ملتی ہے -!

اب مین قربانی کے مسئلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہون جو اب ہی بہت سے مذاہب مین رائج ہے اس موقع پر اتنا وقت میرے پاس نہین ہے کہ مین اس بے دردی کی رسم کی ابتدا کا پتہ لگاؤن لیکن ہم یہ بات دیکھینگے کہ یہ ان مسائل مین سے ہے جنکے سمجھنے مین انسانون نے سخت غلطی کہائی ہے - اس امر پر زیادہ تقریر کرنیکی ضرورت نہین ہے انہین لوگون کی مقدس کتب کے چند حوالہ جو قربانی کرتے ہین غلط فہمی کے دور کرنے کے لیئے کافی ہونگے -

پرانے عہدنامہ انجیل کی ذیل کی آیات قربانی کے احکام کی تعبیر مین بڑی مدد دیتی ہین -

(۱) "کیا خداوند سوختنی قربانیون اور ذبیحون سے خوش ہوتا ہے یا اس سے کہ اوس کا حکم مانا جاوے - دیکھو کہ حکم ماننا قربانی چڑہانے اور شنوا ہونا مینڈہون کی چربی سے بہتر ہے" (۱- سیموئیل - باب ۱۵ آیت ۲۲) -

دینے لگتا ہے - جو پوتر - مبارک - شانت اور بغیر ابتدا اور انجام کے ہے - !

۲۱ - مین اوس پرم دیو کی پناہ لیتا ہون جسنے خواہش - غرور - غفلت - تکلیف - خوف غم اور فکر کو ایسے جلا دیا ہے جیسے کوئی جنگل آگ سے جلجاوے - !

۲۲ - دہیان کرنیکے لیے پتہر - گہاس - یا لکڑی یا مٹی کی چوکی ضروری نہین ہے عقلمند ونکے لیے تو آتما خود پوتر آسن ہے جسنے اپنے دشمنون یعنے خواہشات و جذبون کو مغلوب کر لیا ہے - !

۲۳ - اے دوست آتم دہیان کے لیئے نہ کسی آسن کی نہ لوک پوجا کی اور نہ مجموعی عبادت کی ضرورت ہے - اپنے دل سے باہری چیزون کی خواہشات کو نکال دے اور ہر وقت اپنے ہی تصور مین مشغول رہ - !

۲۴ - کوئی بیرونی شئے میری نہین ہے - مین کبھی اونکا نہ ہون " ایسا بچار کر اور بیرونی چیزون سے قطع تعلق کر - اور اے دوست اگر تو نجات کا متلاشی ہے تو اپنے آپ ہی مین قایم رہ - !

۲۵ - تو جو اپنے کو اپنی آتما مین دیکھتا ہے پاک ہے اور درشن اور گیان مجسم ہے - جو سادہو من کو ایکسو کرتا ہے وہ سمادہی کو پراپت ہوتا ہے خواہ وہ کہین ہو - !

۲۶ - میری آتما ہمیشہ سوبہاؤ سے ایک - نیتہ - پاک اور سرب دان ہے - باقی سب چیزین میرے باہر ہین - فانی ہین اور کرمون سے پیدا ہوئی ہین - !

۲۷ - جو خود اپنے جسم ہی سے لیگانہ نہین ہے اوسکا رشتہ لڑکے بیوی یا دوستون سے کیسے ہو سکتا ہے - اگر جسم کی کہال اتار یجاوے تو اوسکے ساتہہ لگے ہوے سوراخ جسم مین کیسے رہسکتے ہین - !

۲۸ - جسم کے تعلق کی وجہ سے آتما کو بہت طرح کے دکہہ اوٹہانے پڑتے ہین - اسلیئے جو کوئی موکش کو حاصل کرنا چاہتا ہے اوسکو من سے بچن سے اور فعل سے جسم کے تعلق کو توڑ دینا چاہیئے - !

۲۹ - اپنے تین شبہون سے جنکے باعث تو جنگل روپی سنسار مین بہٹک رہا ہے دور ہا کر -

۱۲-جسکی یاد سب سادہون کے گروکرتے ہین جسکی بھگتی سب مہاجم مہاراجہ کیا کرتے ہین- وید پوران اور شاستر جس کے گن گایا کرتے ہین وہ دیون کا دیو میرے دل مین باس کرے!

۱۳-جس کا سوبہاو گیان اور سکہہ ہے-جو دنیا کے سب دوشون سے دور ہے- جو سمادہی مین جانا جاتا ہے اور جو پرماتما کہلاتا ہے ایسا دیون کا دیو میرے دل مین باس کرے!

۱۴-جو دنیا کے سب دکہون کو دور کرتا ہے-جو سب باطنی احوال کو جانتا ہے اور جس کو یوگی تپسوی دیکہہ سکتے ہین ایسا دیون کا دیو میرے دل مین باس کرے-!

۱۵-جسنے مکتی کا مارگ دکہلایا ہے-جو جنم مرن سے جو گناہ سے ہوتے ہین آزاد ہے- تینون لوکون کو دیکہتا ہے اور جو بے جسم اور بے عیب ہے ایسا دیون کا دیو میرے دل مین باس کرے-!

۱۶-جس مین رغبت و نفرت وغیرہ نہین ہین جن مین سب مجسّم ہستیان پہنسی ہوئی ہین جس کے گیان کا اندازہ نہین ہو سکتا ہے اور جو بغیر اندریون کے ہے-ایسا دیون کا دیو میرے دل مین باس کرے-!

۱۷-جو تمام جیون فائدہ کا کارن ہونیکے باعث سب جگہہ موجود ہے-جو کامل ہے- ہمہ دان ہے-جس نے سب کرمون کو ناش کر ڈالا ہے اور جس کا دہیان کرنے سے سب آفات ٹل جاتے ہین-ایسا دیون کا دیو میرے دل مین باس کرے-!

۱۸-مین اوس پرم دیو کی پناہ لیتا ہون جسکو کرمون کا میل کسی طور سے چہو نہین سکتا ہے جیسے تاریکی کا جہنڈ آفتاب کو نہین چہو سکتا ہے-جو بے عیب ہے امر ہے اور ایک ہے اور انیک ہے!

۱۹-مین اوس پرم دیو کی پناہ لیتا ہون جو اپنی آتما مین قائم ہوا گیان کا پرکاش کرتا ہے اور عالم کو اسطور پر روشن کرتا ہے کہ آفتاب نہین کر سکتا-!

۲۰-مین اوس پرم دیو کی پناہ لیتا ہون جسکے دیکہنے سے سارا سنسار صاف طور پر دکہائی

کی طرح ہمیشہ ایسے بنے رہین گو یا وہ وہان نقش ہو گئے ہون کہود دیئے گئے ہون قایم ہو گئے ہون کیل دیئے گیئے ہون یا جڑ دیئے گیئے ہون -!

۵ - ہے ناتہہ - اگر ادہراودہر پہرنے مین مین نے کسی ایک یا زیادہ اندرینا والے ذی روح کو چوٹ پہونچائی ہو کاٹ ڈالا ہو یا کچل دیا ہو یا ل دیا ہو تو وہ براکام میرا اچہا کیا جاوے -!

۶ - ہے پربہو - اگر موکش کا مارگ چہوڑ کر مین نے کام کے بس مین بیوقوفی سے اپنے چارتر کو بہنگ کیا ہو تو ایسی میری خطائین باطل ہون -!

۷ - من سے بچن سے یا شریر سے یا کام کے بس گیئے ہوئے اوس پاپ کو جس سے سنسار کی سب برائیان پیدا ہوتی ہین مین آتم گیان پشیمانی اور اپنے کو لعنت ملامت کرنے سے اسی طرح ناش کرتا ہون جس طرح کوئی عقلمند آدمی منترون کے زور سے سانپ کا زہر اوتارتا ہے -!

۸ - ہے جن - جہالت مین پڑکر جو کچھہ مین نے اتی کرم - ویتی کرم - اتی چار یا ناچار کیا ہے اوس سے مین پاکیزگی کے ذریعہ آزاد ہوتا ہون -!

۹ - ہے پربہو [مین جانتا ہون کہ] من کی پاکیزگی کے گندہ کرنے کو اتی کرم کہتے ہین شیل برتون کے توڑنے کو ویتی کرم کہتے ہین - لذات دنیا مین پہنسنے کو اتی چار کہتے ہین اور اون مین بالکل لپت ہو جانیکو اناچار کہتے ہین -

۱۰ - ہے سرسوتی دیوی - اگر مین نے کوئی ایسی بات کہی ہو جس مین مطلب ماترا لفظ یا کلام کا نقص ہو تو مجہے معاف کر اور مجہے پورا گیان دے -

۱۱ - ہے [جن بانی] دیوی - تم چنتامنی کی طرح خواہشات کو پورا کرنے والی ہو اسلیئے مین تمہاری پوجا کرکے دانش من پر قابو خیال کی پاکیزگی - آتم سروپ کی پراپتی اور ہمیشہ کی کامل خوشی حاصل کرون -!

پرماتما ہو گئے ہین عزت اور تعظیم کے ساتھہ پڑہ پڑہ ہتا ہے - نیکی گناہ سے بچنے سے حاصل ہوتی ہے یعنے اپنے گناہون کا اقبال کرنے سے اور ان سے توبہ کرنے سے اور شانتی راگ (رغبت یا دلبستگی) اور دویش (نفرت) کے دل سے نکال ڈالنے سے اور جسمانی خواہشون اور شہوتون کے غارت کرنے سے یہ سب باتین جین مت کے ساما یک مین مدنظر رکہی گئی ہین جو اس وجہ سے دہیان کرنے کا عمدہ ترین طریقہ ہے -

مجہے اب اس مضمون پر زیادہ کہنے کی ضرورت نہین ہے - مین اسے بھگوان امت گتی اچاریہ کے ساما یک پاٹہہ کو جو عمدگی عبارت کے لحاظ سے بہی ایک مت اعلیٰ درجہ کی تحریر ہے پیش کرکے ختم کرون گا - اس پاٹہہ کا انگریزی مین ترجمہ بابو اجیت پرشاد صاحب نے ۱۹۱۵ء مین کیا تہا اور مین نے اس سے بہت کم اختلاف کیا ہے -

۱ - ہے پرماتما [حیات] - مجہے ایسا بنا دے کہ مین سب جانداروں سے محبت رکہون ہنرمندون کی صحبت مین خوشی ہون ان پر جو تکلیف مین ہین رحم کرون اور مخالفون کے ساتہہ برداشت کو عمل مین لاؤن - !

۲ - ہے جنیندر - آپ کے فضل سے مجہہ مین وہ طاقت پیدا ہو جاوے کہ مین بے عیب اور انت شکنی وا ... ئے آتما کو جسم سے اس طور سے الگ کرسکون جیسے میان سے تلوار الگ کیجاتی ہے - !

۳ - ہے ناتہہ - میرا من مدہ کو بالکل غارت کرکے سب حالتون میں سکہہ اور دکہہ مین دوست و دشمن مین گہر اور جنگل مین نفع و نقصان مین مناسب اور نامناسب مین ہمیشہ یکسان رہے - !

۴ - ہے پربہو - آپ کے چرن میرے دل مین تاریکی کو مٹانے والے دیپک

من کی نیکی کا پیدا کرنے والا ہونا چاہیئے -
اور زندگی سے افعال کا جو مژدہ کے لئے کئے جائین -
اور بادشاہت اہور ا کی ہو
جس نے اہو یا رتو کو بیچارگان کا مددگار مقرر کیا ہے"(ای
آر - ای جلد ۱ - صفحہ ۲۳۸) -

ہوگ صاحب اپنی کتاب دی ایسیز اون پارسیز کے صفحہ ۱۴۱ پر اس کا مطلب اوربہی زیادہ صاف طور سے ذیل کے معنی مین لکہتے ہین :-

"چونکہ آسمانی رب کا انتخاب ہوتا ہے .
ایسے ہی ایک دنیاوی مرشد کو نیک خیالات کا دینے والا
و نیک اعمال زندگی کا جو مژدہ کے لیئے کیئے جاوین بتانے والا ہونا چاہیئے
اور بادشاہت اہورہ کے لیئے ہے جس کو مژدہ نے بکیسون کا
مددگار مقرر کیا ہے"

یہان بہی نعمتون کے حصول کے لیئے بہیک مانگنے کا کوئی سوال نہین ہے بلکہ صرف آسمانی رب یا رہبر اور دنیاوی مرشد کے روحانی اوصاف کا ہے -
پس یہ ظاہر ہے کہ لفظ دعا ان دعائیہ مضامین کے تعلق مین ایک بے معنی لفظ ہے اور زمانہ قدیم مین اوسکے معنے کبہی نعمتون یا بخششون کے لئے بہیک مانگنے کے نہ تھے -

چوتھے امر کی نسبت یعنے دعا کیونکر مانگنی چاہیئے یہ ظاہر ہے کہ روزانہ دہیان (تصور) مین وہ سب باتین شامل ہونی چاہئین جو اعتقاد اور نیکی اور من کی شانتی کے بڑہانے والی ہین - اب اعتقاد دل پر اس خیال کے جمانے سے کہ روح خود پرماتما ہے اور اون بزرگون کی سوانح عمری کو جو خود

بدھ مت کی دعا بھی اسی طور پر ایک قسم کے اظہار اور ایک قسم کے اندرونی احساس کا مرکب ہے جس مین اظہار اعتقاد کا ہے اور احساس مقصد اور سرگرمی کا ہے - اعتقاد کے اظہار کے لحاظ سے بدھ مت کی دعا مین بدھ کی بندگی اوسکے سچے مارگ اور سنگ کی تعظیم زیادہ تر عبادت اور عظمت دینے کے طور پر ہوتی ہے جو عقاید ایمان کو بھی ساتھہ ہی ساتھہ ظاہر کرتی ہے - اور مقصد اصلی کے احساس کے معنی مین وہ اخلاقی کمزوریون کے دور کرنیکے لیئے کوشش کے مصمم ارادہ یا عہد کی شکل کو اختیار کرتی ہے (دیکھو ای - آر - ای جلد ۱۰ - صفحہ ۱۶۷) -

اس کے مقابلہ مین ہندو <u>گایتری</u> ایک بیحد سادہ چیز ہے:

"ہم دہیان کرتے ہین اوس آسمانی زندہ کرنے والے (سورج)
کے جلال پر - وہ ہماری سمجھہ کو کہولے"

یہ دعا سورج سے روشنی اور علم کے لیئے مانگی جاتی ہے - اور سورج کی عبادت کا مفہوم اپنی ہی آتما (روح) کی عبادت کا ہے کیونکہ میترائن اپنشد مین ایسا لکھا ہے کہ

"سورج بیرونی آتما ہے اور پران (حیات) اندرونی آتما ہے -
ایک کے کام کی دوسرے کے کام سے مطابقت مانی گئی ہے -
اس لیئے سورج پرمش اوم (ओम) کے بچار کرے اور اوسکو
آتما سے منسوب کرے" (پی - ایچ - بی جلد ا صفحہ ۳۷۲) -

پارسیون کی دعا کا ذکر پہلے لکچر مین آچکا ہے - اوسکا ترجمہ حسب ذیل ہے:

"چونکہ اہو (آسمانی رب) کا انتخاب ہونا ہے -
اس لیئے رتو (دنیاوی مرشد) ہر طرح کی قانونی لیاقت سے

مین خدا کی قوت سے اٹھتا بیٹھتا ہون - اللہ بڑا ہے - مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون - مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون - مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون "مین اللہ اپنے رب کی معافی چاہتا ہون - مین اوسکے سامنے توبہ کرتا ہون - اللہ بڑا ہے -

تمام عبادت زبان کی اللہ کے لئے ہی اور نیز تمام عبادت جسم کی اللہ کے لیئے ہے - اور خیرات بھی -

"اللہ کی سلامتی تجھپر ہو یا رسول اللہ اور اللہ کی رحمت اور برکت تجھہ پہ ہو -

سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک چاکرون پر -

"مین شہادت دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین ہے سوا ے اللہ کے - یا اللہ تیرے لیئے تعریف ہو - اور تو بڑا ہے -

"یا اللہ ہمارے رب ہمکو اس زندگی کی برکتین اور حیات ابدی کی برکتین عطا کر -

ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچا -

"اللہ کی سلامتی اور رحمت تیرے ساتھ ہو"

——— (دیکھو ہیوج صاحب کی اے ڈکشنری اوف اسلام)

یہان بھی ثنا - توبہ - بدی کا خوف - اون مرشدون کے قدمون پر چلنے کی خواہش جن پر حیات مہربان ہوئی ہے اور جو غلطی نہین کرتے ہین - حیات کی وحدانیت پر استدلال - فقیری اور زبان و جسم کا خدا کی حمد اور دولت کا خیرات مین استعمال کرنا ہی پائے جاتے ہین -

تیری عظمت بہت بڑی ہے۔
سوائے تیرے کوئی معبود نہین ہے۔
"مین اللہ کی بارگاہ مین شیطان ملعون سے پناہ مانگتا ہون۔
(شروع) اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحیم ہے۔
تعریف اللہ ہی کو زیبا ہے جو تمام جہان کا رب نہایت
مہربان اور بڑا رحم والا۔
مالک ہے روز جزا کا۔
یا اللہ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہین اور تجھہ ہی سے مدد چاہتے ہین۔
دکھا ہمکو سیدھا راستہ۔ اون لوگون کا راستہ جنپر تونے فضل فرمایا ہے۔
جو نہ وہ ہین جنپر تو غصہ ہوا ہے اور نہ بھٹکنے والے ہین آمین
"کہدو کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اوس
سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی
اوسکے برابر ہے۔
"اللہ بڑا ہے۔ مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون
مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون۔ مین اپنے اعلیٰ
رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون۔
"اللہ اوس کو سنتا ہے جو اسکی تعریف کرتا ہے۔
اے میرے خدا تعریف تیرے لیئے ہے۔ اللہ بڑا ہے۔
مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون۔
مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون۔ مین اپنے اعلیٰ
رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون۔ اللہ بڑا ہے۔

روح پہونچ سکتی ہے - پانچوین کا مطلب ایک زندہ آدرش کی تقلید سے کرمون سے رہائی پانا ہے اور چھٹا روح کی بجائے جسم کو ہی نفس ماننے کی غلطی کو دور کرنا ہے اور نفس امارّہ کو مارتا ہے -

مجھکو اس سلسلہ مین یہ بتانا چاہیئے کہ انجیل مقدس کی خدا کی بادشاہت کا مطلب جسکے دیکھنے کے عیسائی بھگت منتظر ہین سوا اسکے کہ آتما کا پرماتما مین ظاہر ہو اور کچھہ نہین ہے - اس بادشاہت کی تعریف اسکے تئین عیسیٰ نے اسطور پر کی تھی :-

"خدا کی بادشاہت ظاہری طور پر نہین آتی ہے اور لوگ یہ نہ کہینگے کہ دیکھو یہان ہے یا وہان ہے کیونکہ دیکھو خدا کی بادشاہت تمہارے اندر ہے" (لوقا کی انجیل باب ۱۷ - آیات ۲۰ و ۲۱) -

اب ہمارے اندر جو کچھہ ہے وہ بس حیات ہے - پس عیسائیون کی دعا کے اس جملہ کا کہ تیری بادشاہت آوے واقعی یہی مفہوم ہے کہ عیسیٰ کا بھگت اپنی ہی روحانیت کی کمالیت کا خواستگار ہے -

اب مین آپ کو مسلمانون کی دعا کا مضمون جس مین سے وہ حصّہ جو محض اون کے پیغمبر صاحب کی ذات سے تعلق رکھتا ہے چھوڑ دیا گیا ہے بتاؤنگا -

"مین نے صدق دل سے صرف اللہ سے دعا کرنیکا قصد کیا ہے -

اللہ بڑا ہے -

یا اللہ پاکی تیرے لیئے ہے -

تیرے لیئے تعریف ہے -

تیرا نام بڑا ہے -

بادشاہت کے آنیکی امید اور ایک نئی ترتیب کی آرزو جس مین حیات کی ہرشی کا زمین پر اسی طرح ہونا مفہوم ہے جیسے کہ وہ آسمان پر ہوتی ہے (۳) روزانہ پیٹ بہرنے کے لیے روٹی کی خواہش یعنے دراصل ذاتی دولت واملاک کا دل سے ترک کرنا (۴) گناہون سے توبہ اور (۵) آئیندہ کے لیے گناہون کا خوف اور بدی سے رہائی کی تمنا۔

یسوع کی بتائی ہوئی دعا کا ایسا مطلب ہے۔ لیکن یہ تو محض جین ساماٰئیک کا فوٹو ہے جسکو پرماتما مہاویر نے روزانہ دہیان کے لیئے قریب دو ہزار چہہ سو برس ہوئے اپنے سامعین کو سکہایا تہا۔ ساماٰئیک کے انگ (اعضاء) بموجب جین شاسترون کے حسب ذیل ہین۔

(۱) گذشتہ گناہون کا پچہتاوا۔

(۲) آئیندہ گناہون سے بچنے کا مصمم ارادہ۔

(۳) ذاتی رغبتون ونفرتون کا تیاگ۔

(۴) ترتہنکرون کی جو ہمارے لیئے کمالیت کا آدرش (نمونہ) ہیں بلحاظ ذکی الہی صفات کے ثناء۔

(۵) کسی مخصوص ترتہنکر کی حمد جسکا جیون چارتر ہمارے جیون کو پوتر بنانے کا ذریعہ ہے کیونکہ وہ خود گنہگاری کی حالت سے پرماتما پن کے اعلیٰ ترین رتبہ کو پہونچا ہے۔

(۶) جسم سے من کو ہٹانا اور اوسکو روح مین لگانا۔

ان میں سے پہلے دو انگ تو گناہ کو کاٹنے والے ہین۔ تیسرا طبیعت سے جذبہ وجوش کو دور کرتا ہے چوتہا دل کے اوپر اس خیال کو نقش کرتا ہے کہ آتما ہی پرماتما ہے اور بلندی کے اوس اعلیٰ سکہر کو ظاہر کرتا ہے جہان

"آسمانی باپ" (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۲- آیات ۱۵ و ۱۶) کے کلام کی خوبیوں پر توجہ
ہونا چاہیئے - صرف یہی ایک چیز ہے جو ہم حیات سے مانگ سکتے ہیں - دولت
اولاد - دنیاوی جاہ و جلال یا دشمنوں کی تباہی کے لیئے دعا مانگنا منع ہے - ان سے
برے کاموں کا شمار ہوتا ہے اور یہ ہم کو حق سے دور کرنے والے ہیں - ذیل کے
انجیل کے کلام سے بھی جو یسوع کو منسوب کیا گیا ہے یہی نتیجہ نکلتا ہے -

"کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا کیونکہ یا تو وہ ایک سے
عداوت رکھیگا اور دوسرے سے محبت - یا ایک سے ملا رہیگا اور
دوسرے کو ناچیز جانیگا - تم خدا اور زر دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے
" اس لیئے میں تمسے کہتا ہوں کہ نہ اپنی جان کے لیئے فکر کرو کہ
ہم کیا کھاوینگے یا کیا پیوینگے - نہ اپنے بدن کے لیئے کہ ہم کیا پہنینگے
کیا جان خوراک سے اور بدن پوشاک سے بہتر نہیں ہے"

(متی کی انجیل باب ۶ - آیات ۲۴ و ۲۵) -

یسوع کی سکھلائی ہوئی دعا کا مضمون نہایت پرمعنی ہے - وہ اسطور سے ہے (دیکھو
متی کی انجیل باب ۶ - آیات ۹ لغایت ۱۳) :-

" اے ہمارے باپ تو جو آسمان میں ہے - تیرا نام پاک مانا جاوے
تیری بادشاہت آوے - تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے
زمین پر بھی ہو - ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے - اور جسطرح ہم نے
اپنے قرضداروں کو بخش دیا ہے تو بھی ہمارے قرض ہمیں بخش دے - اور ہمیں
آزمائش میں نہ پڑنے دے بلکہ برائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت
اور جلال ابد تک تیرا ہے - آمین!!"

یقیناً یہ دعا نہیں ہے بلکہ حسب ذیل امور کا اجتماع ہے (۱) حیات کی ثنا اور (۲) اوسکی

دل مین جگہ نہ دی"

پھر بھی کہا ہے (دیکھو حوالہ سابق باب ۱۵- آیت ۲۹):-

"خداوند بدون سے دور ہے پر وہ راستبازون کی دعا سنتا ہے"

جو آدمی کی آنکھیں باہر خواہشات اور شہوتون کی دنیا کی طرف لگی ہوئی ہیں جبکہ حیات کی اقلیم اندر کی طرف واقع ہے - برعکس اسکے راستباز آدمی راستی کے فعل کا کرنے والا ہے اور راستی کا فعل پرماتما کی مرضی ہے یعنے وہ فعل ہے جو حیات کو پسندیدہ ہے - اسلئے خداوند بدکردار سے دور ہے اور راستباز کی دعا کو سنتا ہے - پھر وہ شخص جو حیات سے دعا مانگے اوس کے لیئے ضروری ہے وہ صحیح اعتقاد رکھتا ہو یعنے اوسکو حیات کے پرماتما ہونے کا یقین ہو کیونکہ یہ کہا گیا ہے (دیکھو کتاب امثال باب ۲۸- آیت ۹):-

"وہ جو اپنے کان کو پھیر لیتا ہے کہ شریعت کو نہ سنے اسکی دعا بھی نفرت انگیز ہوگی"

دعا مانگنے والے کو ھنسا (جانداروں کے مارنے یا ایذا پہونچانے) سے پاک ہونا چاہئیے کیونکہ انجیل مین لکھا ہے (دیکھو یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۱- آیت):-

"جب تم اپنے ہاتھ پھیلاؤگے تو مین اپنی آنکھیں بند کرونگا
ہان جب تم دعا پر دعا مانگوگے تو مین نہ سنونگا - تمہارے ہاتھ
تو لہو سے بھرے ہین"

سچا اعتقاد سچا علم و سچا عمل تب دعا کے لیئے ضروری ہین ایسے لوگونکا دعا مانگنا بے سود ہو

تیسرا امر یہ ہے کہ دعا مین کیا مانگے - اسکا قریب قریب جواب دوسرے امر کے سلسلہ مین دیدیا گیا - کوئی چیز شریعت (دہرم) کے خلاف نہ ہونی چاہئیے اور نہ سچے اعتقاد کی مخالف - سچے اعتقاد والون کو صرف اپنے

دفرقہ کے لیئے مخصوص نہین ہے اور مردون کی قبرون پتہرون اور دیوتون تک کی پوجنے والون کی دعائین بعض اوقات اس طرح پر قبول ہوئی ہین - فی الحقیقت یہ سب اتفاق ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ امر موقوعہ شدنی بات تہی اور اوس کا ہونا ضرور تہا خواہ کوئی اوسکے لیئے دعا مانگتا یا نہین حتی کہ اوس کا دعا کے ساتھ وقوع مین آنا کسی طرح پر بہی ایک مجیب الدعوات وسیلہ کی کارگذاری نہین مانا جا سکتا اس عالم مین اکثر اتفاقات ایسے ہوا کرتے ہین جنکو تجربہ سے کسی خالق پرستی یا دعا کا نتیجہ نہین مان سکتے مثلاً کسی دشمن کا مرجانا یا اوسپر تباہی کا آنا - لیکن اگر ہم ان مکروہ وقوع کو دعا کا پہل اسوجہ سے نہین مان سکتے ہین کہ ایسا کرنے سے اونکے مرتکبان کی عزت اور نیکی مین دہبہ لگتا ہے تو ہمارے پاس کون دلیل ایسی ہے جسکی بنا پر ہم کسی اور وقوعہ کو ایک دعا کے بخشنے والے خدا کا فعل سمجہ لین -؟

یہ تو پہلے امر کی بابت ہوا - اب دوسرے کے متعلق جو یہ سوال اوٹہتا ہے کہ کون دعا مانگ سکتا ہے مین خیال کرتا ہون کہ آپ مجہہ سے اس بات پر متفق ہونگے کہ چونکہ دراصل دعا کا قبول کرنے والا اندرونی پرماتما ہے اس لیئے صرف وہ شخص ہی جو اوسکا بہگت ہے اوس سے دعا مانگنے کا مجاز ہے - وہ لوگ جو اوسکی مرضی پر نہین چلتے وہ دغا باز اور بدکار ہین - وہ اپنے خدا کو نہین جانتے ہین اور اونکی دعائین قبول نہین ہو سکتی ہین - حیات کا انکے ساتھ کیسا برتاؤ ہوتا ہے اسکو انجیل مقدس کے پرانے عہد نامہ کی امثال کی کتاب (دیکہو باب ۱- آیات ۲۸ و ۲۹) مین ذیل کے پرزور الفاظ مین بتایا گیا ہے:-

"تب وہ مجہکو پکارینگے پر مین جواب نہ دونگا - وہ سویرے
مجہکو ڈہونڈینگے پر مجہے نہ پائینگے۔

"کیونکہ انہون نے دانش سے کینہ رکہا اور خداوند کے خوف کو

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کریگا بلکہ اِن سے بھی بڑے کام وہ کریگا کیونکہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں"۔ (یوحنا کی انجیل باب ۱۴۔ آیت ۱۲)۔

روزہ اور دعا سے روحانی قوت بڑہتی ہے جیسا یسوع نے اپنے شاگردوں کو اونکی اپنی ناکامیابی کا سبب دریافت کرنے پر جب وہ ایک ناپاک روح کو نکالنے میں ناکامیاب ہوئے تھے بتایا۔

"یہ قسم دعا اور روزہ کے سوا کسی اور طرح نہیں نکل سکتی"۔
(مرقس کی انجیل باب ۹ آیت ۲۹)۔

لیکن ان متفرق مضامین میں سب سے زیادہ پرمعنی وہ ہیں جو عیسیٰ کی معجزہ کرنیکی قوت، اور اس کے وطن کے تعلق میں مرقس کی انجیل کے چھٹے باب کی پانچوین و چھٹی آیات میں درج ہے:۔

"اور وہ کوئی معجزہ وہاں نہ دکہا سکا سوا اسکے کہ تہوڑے سے بیماروں پر ہاتہ رکہہ کر انہیں اچھا کر دیا۔
اور اُسنے اُنکی بداعتقادی پر تعجب کیا"۔

بیماروں کو اچھا کرتے وقت یسوع اونسے ضرور پوچھہ لیا کرتا تہا کہ آیا اونکو اعتقاد ہے یا نہیں اور اچھا کرنے کے بعد اونکو ہمیشہ یہ بتا دیا کرتا تہا کہ اونکے اعتقاد ہی نے اونکو اچھا کیا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معجزے و کرامات کا ایک قانون یا قاعدہ ہے جو معجزہ کرنے والے کی ذات یا اسکے مرشد سے کوئی تعلق نہیں رکہتا ہے۔ یہ بلاشک کبہی کبہی ہو جاتا ہے کہ ہم جس چیز کیلئے دعا مانگتے ہیں وہ حاصل ہو جاتی ہے لیکن یہ انسانوں کے کسی خاص گروہ

اگر یہی نتیجہ دعا کا ہے تو یقیناً وہ محض ایک تماشہ ہے۔ لیکن اصلیت یہ ہے کہ دعا کا اصل منشا کبھی ایسا نہ تھا دعا کے حسب ذیل چار درجے ہیں:-

(۱) کس سے مانگے۔

(۲) کون مانگے۔

(۳) کس چیز کو مانگے۔

(۴) کیسے مانگے۔

ان میں سے پہلے امر کی بابت ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ تیرتھنکر بھگوان صرف کامل مرشد ہیں وہ نہ نعمتوں کو دیتے ہیں اور نہ دعا کو قبول کرتے ہیں جبکہ میتھولوجی (قصے کہانیوں والے مذاہب) کے دیوتا محض خیالی مخلوق ہیں۔ پس سوائے اندرونی خدا کے اور کوئی دعا کا قبول کرنے والا نہیں ہے۔ اور در اصل یہی اندرونی خدا ہے جو واقعیُ ہماری دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے کیونکہ حیات کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ اپنے عقائد سے موثر ہوتی ہے حتیٰ کہ جیسا وہ یقین کرتی ہے ویسا ہی ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یسوع نے یہ فرمایا ہے:-

"اس لیئے میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کچھ تم دعائیں مانگتے ہو یقین کرو کہ تم کو مل گیا اور تم کو ملیگا" (مرقس کی انجیل باب ۱۱ آیت ۲۴)

اعتقاد کا اثر (جزو) جو بیرونی خدا کے تعلق میں بالکل نامناسب ہے اندرونی پرماتما کے لیئے جو آتم گیان (روح کے علم) سے زندہ نور ہو جاتا ہے پورے طور پر مناسبت رکھتا ہے۔ اسلیئے جسقدر زیادہ انسان اس اندرونی پرماتما کا سہارا پکڑتا ہے اوتنا ہی زیادہ الٰہی صفات کا اظہار اوسکی ذات میں ہوتا ہے اور کشف وکرامات بھی اسیقدر ہونے لگتے ہیں۔ چنانچہ یسوع اپنے معجزوں کے بارہ میں کہتا ہے:-

آٹھوان لکچر

عبادت

آج کے لکچر مین ہم عبادت کے مختلف طریقون پر جو انسانون مین مروج ہین غور کرینگے - وہ ذیل کے اقسام کے ہین :-

(۱) دعا -

(۲) قربانی -

(۳) حج -

(۴) تصور

(۵) پاکیزگی -

(۶) تپشیا یا ریاضت -

ان مین سے ہم ہایک پر علیحدہ علیحدہ بچار کرینگے تاکہ انکا اصل مطلب معلوم ہو ہم سب سے پہلے دعا پر غور کرینگے جسکی مراد عوام کے عقیدہ کے مطابق کسی خدا یا دیوتا سے بخششون اور نعمتون کے حصول کے لیئے ملتجی ہونا ہے - یہ ظاہر ہے کہ کائنات قدرت مین کہین کوئی دعا کا محکمہ نہین ہو سکتا ہے - حال کی جنگ یورپ کے دلخراش واقعات اس امر کو پورے طور سے ثابت کرتے ہین کہ بہو کے مصیبت زدہ دلشکستہ دل انسانون کے رونے و چلانے کا سننے والا کوئی نہ تہا - ہر فرقہ کے لوگون نے جنکے مذاہب مین دعا مانگنا سکہایا گیا ہے روزانہ سینکڑون دعائین مانگین - مگر بے سود - اور آج بھی ہم اس جنگ سے پیدا ہونے والی خوفناک خرابیون سے پریشان ہین -

ٹھیک ٹھیک ۳۳ بتائی گئی ہے (دیکھو Early Zoroastrianism صفحات ۲۰۳ و ازان بعد)۔

یہ صحت کی طرف رجوع ہوتے ہوئے یہ سابق تہ یونان کی تعداد بھی ۳۳ ہی پائی جاتی ہے یہ بی دنیا کے کاونسیل خداوندوں (Council of Gods) کی تعداد بھی یہی دوبرٹس صاحب کی دلچسپ کتاب موسومہ پیگن کرائسٹس (دیکھو صفحہ ۱۷۹) سے معلوم ہوتا ہے ۳۳ تھی۔ لیکن چونکہ ہمکو انکی بابت بہت کم واقفیت ہے اسلیئے کوئی یقینی نتیجہ ادہر یا ادہر اس تعداد سے نہیں نکالا جا سکتا ہے۔

ع۱ مقابلہ کے لیئے ذیل کا مضمون غور طلب ہے:

"........تو [وہ انسان] وہان بلندی پر پہونچے........ مزدہ کے بنائے ہوئے راستہ پر چلکر۔ ان راستون پر چلکر جنکو خداوندون نے بنایا ہے۔ پانی کے اُس راستہ پر جسکو انہون نے کھولا ہے" (وندیداد فرگرد ۲۱-۳ ج و ایس-بی-ای جلد ۴ صفحہ ۲۲۷)۔

یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ لفظ ترتھنکر کے استخراجی معنی سمندر (یعنی سنسار ساگر = آواگون) کے پار یا باب راستہ بتانے والے کے ہین۔

خون ریزیون اور توہمات کا باعث ہے۔

ہم آگے چلکے کچھ عبادت کے مناسب طریق پر غور کرینگے۔ لیکن اس لکچر کو ختم کرنیکے پہلے مین آپکی توجہ اس امر کی طرف دلاؤنگا کہ پارسیون کے مذہب مین بھی اہورا مزدہ کا خیال مسیح کے معنی مین ہے۔ ہوگ (Haug) صاحب لفظ اہورا وہنو (Ahuraonho) کے تعلق مین بتاتے ہین کہ

"اس سے .... ہم صاف طور سے دیکھ سکتے ہین کہ اہورا کوئی خطاب خدا کا نہین ہے بلکہ انسان کے لیئے بھی وہ مستعمل ہوتا ہے"

یاسنا ۲۸ (آیت ۹) مین کہا ہے:-

"اے اہورا ان نعمتون کے ساتھہ ہم تمہارے غضب کو کبھی نہ بھڑکائینگے اور مزدہ اور راست اور اعلیٰ خیال .... تم وہ ہو جو خواہشات کے پورا کرنے اور برکت دینے مین سب سے زبردست ہو"

صفحہ ۱۴۶ Early Zaroastrianism

یہی خیال یاسنا ۱۵ (آیت ۲۰) مین بھی پایا جاتا ہے جو حسب ذیل ہے:-

"تم اپنی برکتین ہمکو دوگے۔ تم سب کے جو مرضی مین ایک ہو جن کے ساتھہ سچا اچھا خیال راستبازی و مزدہ ایک ہین وعدہ کے مطابق اپنی مدد دیتے ہو جب تمہاری عبادت تعظیم کے ساتھہ کیجائے"

پارسی مت مین یہ بھی تعلیم ہے کہ اُسکے پہلے بھی سچے مذاہب تھے جو قابل پرستش ہین۔ یاسنا ۱۶ (آیت ۳) مین آیا ہے (ایس۔ بی۔ ای جلد ۳۱ صفحات ۲۵۱-۲۵۵):

"اور ہم دنیا کے سابق مذاہب کی پرستش کرتے ہین جو راستبازی سکہاتے ہین"

جو اور بھی زیادہ تعجب خیز بات ہے وہ یہ ہے کہ ... کی تعداد

انسان کو موکش دلانے کے لیئے سب مذہبی ضروریات کا اختتام ہین۔"

پس روح کے لیئے اصلی خدا خود حیات ہی ہے یعنے خود جو ہر روح ہے جو اسکے پرماتماپن کا مادی سبب (اوپادان کارن) ہے - یہ پرماتماپن ایسے شخص کی تعلیم سے حاصل ہوتا ہے جس نے اسکو خود حاصل کیا ہو یعنے ترتہنکر کی تعلیم سے جو باہری رہبر یا خدا ہے - یہ کہنا بمنزلہ اسکے ہے کہ ہر روح کے لیئے صرف ایک اصلی خدا ہے یعنے خود اسکی ذات جو خاصیت مین مثل اور دیگر مکت یا سنساری (غیر مکت) ارواح کے ہے مگر اپنی ذات مین اِن سے بالکل علیحدہ ہے - اِس خدا کو اِسلیئے مناسب ہے کہ وہ اپنی پوری طاقت سے پکڑے - یہی بنیاد ہے جسپر خدا کی وحدانیت قایم ہے - اور انسان کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اِس خدا کے ساتہہ کسی دوسرے کو شریک نہ کرے - اگر آپ اسپر غور کرین گے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ پرماتماپن حیات ابدی - آنند اور کمالئیت کے دیگر اوصاف کا عطا کرنیوالا خود روح کے سوا اور کوئی نہین ہے کیونکہ یہ اوصاف روح کے جو ہر مین قدرتی طور سے موجود ہین اور کسی دوسرے سے نہین مل سکتے ہین - اسوجہ سے اصلی خدا کی وحدانیت پر زور دیا گیا ہے جیسا کہ قرآن شریف (باب ۲۲) مین بتایا گیا ہے - جو کوئی خدا کے ساتہہ دوسرے کو شریک کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے کوئی آسمان سے گر پڑے - علاوہ اس اصلی خدا کے دو قسم کے اور خدا ہین جنکی دنیا مین پرستش مروج ہے یعنے ایک تو وہ اصلی مرشد یا ترتہنکر جو ہمارے لیئے کمالئیت کا آدرش (نمونہ) ہین جنکے قدمون پر چلکر ہم بہی انکی طرح پرماتما ہو سکتے ہین اور دوسرے قصے کہانیون کے قیاسی دیوتا جو حیات کی مختلف صورتون اور دیگر اقتباسون کے روپک ہین - وہ انسانی خیال سے پیدا ہونے والے دیوی دیوتاؤن کی عبادت ہے جس کی ممانعت کی گئی ہے اور جو تمام اقسام کی غلطفہمیون

نہین گہڑے گئے جس سے کسی قسم کی گڑ بڑ ہو سکے گو کہ بیشتر لوگ
آج کل ٹہیک اوس وجہ سے ناواقف ہین کہ یہ لوگ باپ کیون کہلاتے
ہین اور اس لقب کو محض تعظیم کی علامت سمجھتے ہین"

یقیناً یسوع کے موہنہ مین الفاظ آسمانی باپ کا مفہوم خالق نہین ہے اور نہ اون کا کسی عام یا خاص چیز کی پیدائش سے تعلق ہے۔ یہ خیال توریت کی تعلیم کے بیرونی چہلکے سے اور اسکے اندرونی معنی کے نظرانداز کرنے سے پیدا ہو گیا ہے۔ ہندو مذہب مین بہی سنسار کے پیدا کرنے والے کے طور پر ایشور کا خیال سرشٹی کے رچنے والے برہما کے اصلی فعل کی کثیف تعبیر ہے۔ دراصل حیات خود سچا خالق ہے کیونکہ ہر روح اپنے جسم اور حالتون کا بنانے والا ہے۔ لیکن اس لحاظ سے حیات صرف جوہر روح ہی کا ایک پہلو ہے۔ برہما حیات کا روپ بہی نہین ہے۔ بلکہ اوس بدہی (عقل) کا استعارہ ہے جسکو حیات کا گیان ہو گیا ہے۔ پس برہما کی سرشٹی روحانی خیالات کی خلقت ہے جس سے وہ من کو آباد کرتا ہے جیساکہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ وہ سرشٹی ہے جسکی وشنو (= دہرم) حفاظت کرتا ہے۔

کے۔ این۔ آئر صاحب ذیل کا دلچسپ مضمون برہما جی کی خلقت کے متعلق اپنی کتاب دی پرمننٹ ہسٹری آف بھارت ورش (دیکہو جلد ۱ صفحہ ۲۹۵) مین تحریر فرماتے ہین:۔

"برہما کی خلقت سے ..... معنی دراصل کل دنیوی خواہشات کو غارت کرنیکے ہین جس سے دل مین بہگتی کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ وشنو برہما کی پیدا کی ہوئی بدہی (خلقت) کی حفاظت کرتا ہے اور کسی لغویت کی حفاظت نہین کرتا۔ شیو اوجہ سے کہ وہ انسان کی بنیادی خواہشات کو غارت کرتا ہے شیو الاہی برہما کی خلقت کا اصلی سبب ہے اور آخر مین وہ بہگتی اور پن کو بہل کے ناش کر دینے سے مکتی کا کارن ہوتا ہے۔ برہما اور وشنو اور شیو ....

باپ کہلانا جو قریب قریب قدیم مذاہب مین پایا جاتا ہے مادّی جسم کے
تعلق مین نہین ہو سکتا ہے بلکہ صرف اسی ہی وجہ سے ہو سکتا ہے
کہ وہ روح کو پوشیدہ اسرار مین پرورش کراتے ہین جن پر ورش کرانیکو
شاعرانہ تمثیل مین انسان کا روح مین تولّد ہونا یا اختصار کے ساتھہ
صرف دوبارہ جنم لینا کہا گیا ہے۔ پادری کا باپ کہلانا اس
دوسرے جنم سے متعلق ہے۔ کیونکہ گرو جو اسرار مین پرورش کراتا ہے
اور جو اس وجہ سے اس کل تعظیم کا اگر اس سے زائد کا نہین بہی جو انسان
اپنے جسمانی باپ کی کرتا ہے مستحق ہے اس (روحانی جنم) کا موجب
یا باعث ہے اور استعارہ کے لحاظ سے لازمی طور سے باپ
ہوا۔ اب چونکہ تیرتہنکر (خدا) سب سے بڑا اور سب سے زیادہ
قابل تعظیم گرو ہے اس لیئے اس خطاب کا اس سے زیادہ اور
کوئی مستحق نہین ہے۔ اصلی خیال یہ تہا لیکن جب افسانہ سازی
کی زمین دوز بہول بہلیان مین مذہب کی اصلی تعلیم نگاہ سے غائب
ہو گئی اور پرماتما پن کے اصلی خیال کی بجائے بعد کی خالق پرستی
کی غلطیان مروج ہو گئین جو معنوی ولفظی معنی مین مقدس کتابون کی
پوشیدہ عبارت کے پڑہنے پر اصرار کرتی ہین تو خدا کے باپ
ہونے کے اصلی و پاکیزہ مسئلہ کی بجائے بہی ایک جسمانی خالق
کا بہدّا اور نا زیبا عقیدہ پیدا ہو گیا۔ اور ایسی صورت مین
پادریون پر خدا کی ذات کے تعلق والی غلط فہمیون کا اثر نہ پڑنا
کوئی تعجب کی بات نہین ہے بلکہ ٹہیک وہی ہے جس کی امید
کیجا سکتی ہے کیونکہ ان کے فرقہ کے متعلق کبہی کوئی قصہ کہانی

عبادت[1] اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ حیات جو سب آتماؤن مین پائی جاتی ہو
خود اپنی صفات مین پرماتما ہے۔ پس جبکہ پرماتماپن زندگی کی ہی صفت ہو
ترتھنکر وہ مرشد ہین جنکی تعلیم سے اس پرماتماپن کا اظہار پورے طور سے
ہوتا ہے۔ کیونکہ اُنہون نے خود کمالیت کے اعلیٰ ترین درجہ کو حاصل کیا ہے۔
اس لیے ترتھنکر سب سے زیادہ تعظیم کے قابل اور پوجیہ گرو ہے وہ تپا (باپ)
یا آسمانی باپ کہلاتا ہے اسلیئے نہین کہ وہ کسی چیز یا جاندار کا بنانے والا ہے بلکہ
اوسی بنا پر جس پر معمولی پروہت وگرو باپ کہلاتے ہین۔ بپتسمہ یا دوبارہ جنم کا
مسئلہ جو بہت سے ہندوستانی مذاہب اور عیسائیون کے مت مین پایا جاتا ہے
گرو کے تپا (باپ) کہلانے کی بنیاد ہے جیسے دی کی اودت نونیج (باب ششم)
میں کہا گیا ہے:۔

"درحال کے خالق پرستون کو اس امر کے معلوم کرنے سے کچھہ کم تعجب
نہ ہوگا کہ انکی خدا کو خالق ماننے کی غلطی انجام کار دوبارہ جنم سے
شروع ہوتی ہے جو ...... بپتسمہ کے اصول پر مبنی ہے یعنے
روح کے اسرار الٰہی مین داخل ہونے پر۔ اگر خالق پرست اس
معاملہ پر ذرا غور کرین گے تو اونکو فوراً معلوم ہوجائیگا کہ پادریون کا

---

[1] مکاشفہ (باب ۵ آیت ۸) مین کہی ہوئی برّے کی پرستش کا مطلب اس طور پر ایک دنیا کے نجات دینے والے مسیح یعنی ترتھنکر کی پرستش سے ہے۔ پرستش کی غرض کسی خاص دیوتا یا انسان کے پوجنے سے نہین ہے بلکہ روحانی صفات کے کامل ظہور کی پرستش سے ہے۔ کیونکہ عقلمند آدمی کسی متنفس کی پرستش نہین کرتے کہ اوسکے دسترخوان سے نعمتین پاوین بلکہ اوس اعلیٰ ترین حالت یعنی پرماتماپن (خدا) کے اوصاف کی پرستش کرتے ہین جنکو خود اپنی ذات مین نمایان کرنا چاہتے ہین۔

یہہ قصہ برتے کے اسرار ہستی مین زندگی کے شاہی دربار مین ۲۴ ترتہنکرے بہگوانون یا ہمہ دان مرشدون کی موجودگی مین جو سفید جامہ پہنے ہین اور سر پر سونے کے تاج رکہے ہوئے تخت نشین ہین داخل ہونے کا احوال ہے۔ تخت پر جو ایک بیٹہا ہے وہ خود حیات ہے جسکے بغیر نہ دربار ممکن ہے نہ کسی نجات کے متلاشی کا وجود نہ اسرار الٰہی مین داخل ہونا اور نہ پرماتما پن رعد اور برق زندگی کی بیقراری (یعنی خود اختیاری حرکت) کی علامات ہین چونکہ بے جان چیزین خود حرکت نہین کرتی ہین۔ وہ چار جانور جن کے دونون طرف آنکہین ہین وہ چار قسم کے جاندار ہین یعنی وہ جن کے اجسام چار مختلف عناصر کے بنے ہوئے ہین یعنے ہوا۔ آگ۔ پانی اور مٹی کے جسم والے۔ آنکہین گیان یا مشاہدہ کا حوالہ دیتی ہین جو حیات کا فعل ہے اور مختلف قسم کے جانور مادہ کے مختلف عناصر ہین (ملاحظہ ہو The Key of Knowledge)۔ ان جانداروں کے چہہ چہہ پر اوسرپنی اور اُتسرپنی کالون کے چہہ چہہ حصون کی طرف اشارہ کرتے ہین جن مین چارون قسم کے جیوآدا گون کا دُکہہ سُکہہ زمانہ کے تغیرات کے مطابق ہوگتے ہین۔ تخت کے سامنے کے ہسات لسپ ساتپ فہم کے تپ ہین جنکی تشبیہہ سندو استعارہ مین اگنی کی سات زبانون سے دی گئی ہے۔ اور بڑا اعلیٰ حلیمی یا انکساری کی علامت ہے جس کو روح (افسانہ کی زبان مین عیسیٰ) کو قبل اسکے کہ وہ زندگی کے ہاتہون سے اندر اور پیچہے کی طرف لکہی ہوئی کتاب پانے کا مستحق ہوسکے حاصل کرنا ہوتا ہے۔ جو پارٹ (Part) کہ ہم ۲ بزرگون کو دیا گیا ہے وہ حیات اور اسکے اعلیٰ ترین چوبیس ظہورون یعنی ترتہنکرون پر محمول ہے۔ تخت نشین ایک کی

اِسکی ساتون مہرون کے کہولنے کے لیئے غالب آیا ہے "

(۶) "اور مین نے اوس تخت اور چار ون جاندار ون اور اُن بزرگون کے بیچ ایک برّا کہڑا دیکہا "

(۷) "اوس نے آکر تخت پر بیٹہے ہوئے کے داہنے ہاتہہ سے اوس کتاب کو لے لیا "

(۸-۱۴) برّے کو اب خوشی اور دعا اور برکت کے ساتہہ تمام مجمع بشمول ۲۴ بزرگون اور چار جاندارون کے مبارکبادی دیتا ہے اور ہر جاندار اوسکے لیئے برکت اور عزّت اور جلال اور طاقت کا خواہشمند ہوتا ہے -

باب ششم

برّا اب اوس کتاب کی مہرین کہولتا ہے جو اندر اور پیچہے کیطرف لکہی ہوئی ہے اور جسپر سات مہرین لگی ہوئی ہین اور جو اوس نے اوسکے داہنے ہاتہہ سے لی ہے جو تخت پر بیٹہا ہے -

یہہ مشرح بیان اون واقعات کا ہے "جو آئندہ ہونے والی ہین" جنکو عارف یوحنّا نے اپنی کتاب مکاشفہ مین درج کیا ہے - لیکن یہہ نہین خیال کرنا چاہئے کہ یوحنّا یہان ایک آئندہ آنے والی قیامت کے دن ہونے والے ناٹک کے کسی سین کا تذکرہ کر رہا ہے - اوسکا ایسا کرنا ہمارے کس کام کا ہوگا - ؟ مکاشفہ کی غرض ہمکو چکّر مین ڈالنے کی نہین تہی بلکہ یہہ تہی کہ اوس پردہ کو جو اُس خفیہ کارروائی پر پڑا ہوا تہا جسکو میسٹریز (Mysteries) یعنے رموز کہتے تہے قدرے اُٹہا دے تاکہ وہ تعلیم جو پوشیدہ طور پر مختلف رموز خانون (Lodges) مین دیجاتی تہی کچہہ سمجہہ مین آسکے -

(۹) "تو وہ بزرگ اوسکے سامنے جو تخت پر بیٹھا ہے اپنے کو گراتے ہین اور اوسکی جو ابدالاباد زندہ رہیگا عبادت کرتے ہین اور اپنے تاج یہہ کہتے ہوئے اس تخت کے سامنے ڈالدیتے ہین کہ

(۱۰) "اے ہمارے خداوند اور خدا تو ہی تمجید اور عزت اور قدرت کے لائق ہے کیونکہ تو ہی نے ساری چیزین پیدا کین اور وہ تیری ہی خوشنودی کے لیئے ہین اور پیدا کی گئی تھین"

باب پنجم

(۱) "اور مین نے اوسکے داہنے ہاتھہ مین جو تخت پر بیٹھا تھا ایک کتاب دیکھی جو اندر اور پیٹھہ کی طرف لکھی ہوئی تھی اور اُسے سات مہرین لگا کر بند کیا گیا تھا"

(۲) "پھر مین نے ایک زور آور فرشتے کو بلند آواز سے یہہ منادی کرتے ہوئے دیکھا کہ کون اس کتاب کے کھولنے اور اسکی مہرین توڑنے کے لائق ہے"

(۳) "اور کوئی انسان ...... اُس کتاب کے کھولنے یا اُسپر نظر کرنے کے قابل نہ نکلا"

(۴) "اور مین اس پر زار زار رونے لگا کہ کوئی اُس کتاب کے کھولنے یا اوسپر نظر کرنے کے لائق نہ نکلا"

(۵) "تب اون بزرگون مین سے ایک نے مجھسے کہا کہ رو نہین دیکھہ یہوداہ کے قبیلہ کا وہ ببر .... اس کتاب اور

(۲) یوحنّا فوراً روح مین آگیا اور آسمان مین ایک تخت بچھا ہوا دیکھا اور دیکھا کہ " اوس تخت پہ کوئی بیٹھا" تھا۔
(۳) اور اس تخت کے گرد ۲۴ تخت ہین اور اون تختون پر ۲۴ بزرگ سفید پوشاک پہنے ہوئے بیٹھے ہین اور اون کے سرون پر سونے کے تاج ہین "
(۴) " اور اوس تخت مین سے بجلیان اور آوازین اور گرجین پیدا ہوتی ہین اور اوس تخت کے سامنے آگ کے سات چراغ جل رہے ہین۔ یہہ خدا کی سات روحین ہین "
(۵) " اور تخت کے بیچ مین اور تخت کے گرداگرد چار جاندار ہین جن کے آگے پیچھے آنکھین ہی آنکھین ہین "
(۶) پہلا جاندار شیر ببر کے مانند تھا اور دوسرا جاندار بچھڑے کے مانند اور تیسرے جاندار کا چہرہ انسان کا سا تھا اور چوتھا جاندار اوڑتے ہوئے عقاب کے مانند تھا۔
(۷) ان جاندارون مین سے ہر ایک جاندار کے چھہ چھہ پر ہین جنمین آنکھین ہی آنکھین ہین۔ اور وہ دن رات کبھی خاموش نہین ہوتے ہین بلکہ برابر یہہ کہتے رہتے ہین "قدّوس۔ قدّوس۔ قدّوس۔ خداوند خدا قادر مطلق جو تھا اور جو ہے اور جو آنے والا ہے "
(۸) " اور جب وہ جاندار اوسکی تجید اور عزت اور شکر گذاری کرتے ہین جو تخت پہ بیٹھا ہے اور جو ابدالاباد زندہ رہیگا "

ڈکشنری (Imperial Dictionary) مین اسطور آیا ہے:-

"تیرف ایک گہرستی کا دیوتا یا مورت جسکی یہودی لوگ
تعظیم کرتے تھے- تیرف معلوم ہوتا ہے کہ کلاً یا جزاً انسانی
شکل کے ہوتے تھے- اونکی تعظیم و تکریم گرہستی کے دیوتاؤنکے
طور پر کیجاتی تہی- پُرانے عہد نامہ مین اون کا کئی مرتبہ ذکر آیا ہے"

یعقوب کے رشتہ دار لابن کے پاس بہی ایسے دیوتاؤن کی مورتین تہین جنکو یعقوب کی عورت راخل نے چرالیا (دیکھو انجیل مقدس پیدائش کی کتاب باب ۳۱- آیت ۱۹) اوسکے بعد خدا لابن کے پاس خواب مین آیا (آیت ۲۴)- لابن نے دوسرے دن یعقوب سے پوچہا کسواسطے تو میرے معبودون کو چرا لایا ہے" (آیت ۳۰) ہوسیع نبی کی کتاب (باب ۳ آیت ۴) مین کہا گیا ہے-

"کیونکہ بنی اسرائیل بہت دن تک بغیر بادشاہ اور بغیر حاکم
اور بغیر قربانی اور بغیر بت اور بغیر افود اور بغیر ترافیم کرینگے"

لیکن اگر پُرانے عہد نامہ کی کتابون مین خداون کا حوالہ جمع کے صیغہ مین ایک عام طریقہ پر آیا ہے تو انجیل کے جدید عہد نامہ کی آخری کتاب موسومہ مکاشفہ مین تو خود ترتہنکرون کا حوالہ آیا ہے اور اونکی تعداد بہی ۲۴ ہی دی گئی ہے مکاشفہ کے چوتھے- پانچوین اور چھٹے باب اس مضمون سے تعلق رکھتے ہین اور قریب قریب اسطور پر ہین:-

باب چہارم:

(۱) آسمان مین ایک دروازہ کہولا گیا اور ریچہ یوحنا عارف نے
ایک آواز سنی کہ یہان اوپر آجا- مین تجھے وہ باتین دکہلاونگا
جو آئندہ ہونے والی ہین-

"دیکھو انسان ہم مین سے ایک کی مانند ہو گیا ہے"
(انجیل مقدس کی پیدایش کی کتاب باب ۳- آیت ۲۲)۔

اس عبارت کے نیچے جو لکیر کھینچی ہے وہ ضرور میری کھینچی ہوئی ہے لیکن الفاظ میرے نہین ہین۔ بموجب کتاب پیدایش تیسرا باب آیت پنجم سانپ نے حضرت حوا کو ان الفاظ سے ورغلایا کہ "تم مثل خداؤن کے ہو جاؤگے"۔ زبور ۸۲ چھٹی آیت مین یہہ کہا گیا ہے:-

"مین نے تو کہا ہے کہ تم الہہ (خدا) ہو اور تم سب حق تعالے کے فرزند ہو"

یوحنا کے دسوین باب کی ۳۴-۳۵- اور ۳۶- وین آیتون مین عیسیٰ اس مذکورہ بالا کلام کے متعلق کہتا ہے-

"کیا تمہاری شریعت مین یہہ نہین آیا کہ مین نے کہا کہ تم الہہ ہو- جبکہ اوس نے اونہین الہہ کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا اور مقدس کتاب کا باطل ہونا ممکن نہین تم اوس شخص سے جسکو باپ نے مقدس کر کے دنیا مین بھیجا ہے یہہ کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کیونکہ اوس نے کہا کہ مین خدا کا بیٹا ہون"

کتاب خروج کے باب ۲۲ آیت ۲۸ مین یہ ماتاؤن کی مذمت کرنا معیوب بتا کر یون کہا ہے:-

"تو خداؤن کو گالی نہین دیگا اور نہ اپنی قوم کے سردار کو بددعا دے گا-"

یہہ ایک مشہور بات ہے کہ پرانے یہودیون کے یہان انسان کی شکل کے دیوتا جو ٹیرف (Teraphim) کہلاتے تھے ہوتے تھے اور جنکا تذکرہ اوپر لکھا

استعمال مدنون کے لحاظ سے بالکل جمع کا پہلو لیئے ہوئے ہے جس اوسپر زیادہ
تقریر کرنیکی ضرورت نہین ہے - باقیماندہ مذاہب کے بارہ مین الہ جو اسلام کے
بموجب خدا کا نام ہے اور جو دراصل ال الہ ہے واقعی جمع کا صیغہ ہے -
اس لفظ کی حسب ذیل پرمعنی تشریح (انسائیکلوپیڈیا اوف ریلیجن اینڈ اتھکس
جلد ۶ - صفحہ ۲۴۸) مین مندرج ہے :-

"لفظ الہ ـ جو انجیل کی کتاب ایوب مین مستعمل الواہ (Eloah
کے برابر ہے] .... کی صورت سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ وہ ابتدا مین اور درحقیقت پرانی یہودیون کی زبان مین ال
(عبرانی ایل = אל) کی جمع تھی .... انجیل کا الوہم خود
الہ کی جمع ہے جسکا پتہ عربی زبان کی حالت ندا یعنی اللہم تک مین
چلتا ہے جس کے سمجھانے مین ماہران عربی کو بڑی دقت پیش
آتی ہے"

لفظ God (گوڈ) کی وجہ تسمیہ بالکل صاف نہین ہے لیکن امپیریل ڈکشنری
(Imperial Dictionary) کے مطابق قدیم نورس
یا آئس لینڈ کی زبان مین جو سکینڈی نیویا کی زبانون مین سب سے پرانی زبان ہے
یہ لفظ بت پرستون کے خداؤن کے لیئے استعمال ہوتا تھا (جو تذکیر و تانیث سے
مبرا اور قریب قریب ہمیشہ جمع مین مستعمل تھا) اور بعد مین خدا کے معنی مین گوڈ
(God) مین مبتدل ہوگیا - لیکن اگرچہ اس لفظ کی وجہ تسمیہ کا پتہ ٹھیک نہین
چلتا ہے تاہم خود انجیل مقدس خداؤن کے متعدد ہونیکی بابت کوئی شک و شبہ
باقی نہین چھوڑتی ہے - خدا نے عہد نامہ کی سب سے پہلی کتاب مین خدا کا ذکر جمع
کے صیغہ مین آیا ہے -

ہین محض دوسرون کی غلطیون کے تودون پر پیدا ہوگئے ہین - یہ آخرالذکر مذاہب نہ تو الہام پر مبنی ہین اور نہ کسی فلسفہ کی تفتیش پر اور نہ یہ پورانے شاسترون کے گوڑھ مطلب کی واقفیت پر ہی مبنی ہین - اسلئے انکا حوالہ مین ان لکچرون کے دوران مین آئیندہ نہین دون گا بلکہ آپکو خود اونکے بارہ مین اپنی رائے قایم کرنے دون گا - صرف ایک ہی بات اونکے بارہ مین مجھے یہان کہنی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض مذاہب مین یہ مان لیا گیا ہے کہ اونکے بانیون نے معجزے دکھلائے ہین اور معجزے عوام کے دلون مین الہی صفات یا خدا کی عنایات سے منسوب کئے گئے ہین آپ مجھے معاف کرینگے اگر آپ مین سے کسی کا دل میرے ایسا کہنے سے دکھے مگر مین صاف طور سے ان حال کے معجزون مین اعتقاد نہین رکھتا ہون - انمین سے بعض معجزون کا راز توسیلین - فارکو ہار - (Modern Religious movements) جوزف میک کیب (Spiritualism Based on fraud) اور دیگر محققین کی تصانیف مین افشا کر دیا گیا ہے - اگر اونکو سچ بھی مانا جاوے جو میرے خیال مین کم از کم عجلت کی تجویز ہوگی تو معجزون کا ہونا ہندون مسلمانون جینیون اور لوگون مین بشمول وحشیون وجنگلی سنگ پرستون کے بتایا جاتا ہے - تو پھر کس پر اعتقاد کیا جاوے - میرے خیال مین ان مین سے واقعی سچے معجزون کا راز یہ ہے کہ آتما کی کچھ مخفی قوتین معمولی طور پر یا غیر معمولی طور پر ظہور مین آجاتی ہین اور اُن سے کرشمہ ہونے لگتے ہین - لیکن یہ ورزش کی طرح پر ہے جسکا انسانون کے ایمان اور عقائد سے کوئی تعلق نہین ہے -

متعدد مذاہب کے مسئلہ کی طرف متوجہ ہونے پر یہ ظاہر ہے کہ ہندو مت قریب قریب اپنی تمام شکلون مین روح کا پرماتما ہونا مانتا ہے اور قیاس اور

اِکٹھا ہو گئے ہوون - اوسکے پاؤن بھٹی مین تپائے ہوئے خالص پیتل کی طرح چمکدار ہوتے
ہین - اوسکی آنکھین آگ کے شعلہ کی مانند ہوتی ہین (مکاشفہ باب ۱ - آیات ۱۴-
۱۵) - دیا کی سچی مورت وہ دہرم پر چلنے والون کو سچے دہرم کا اوپدیش نروان حاصل
کرنے تک دیتا ہے جب کہ اوسکی روح سے مادہ کے علیحدہ ہو جانے سے وہ [illegible]
خالص نور عیب - موت - تکلیف اور جہالت سے آزاد اور ہمیشہ والی - ضائع نہ
ہونے والی خوشی - ہمیشہ کی زندگی - اور کبھی کم نہ ہونے والی قوت سے
متصف ہو جاتا ہے - ایسی حالت مین مادہ کے نہ ہونے سے جو آوا گون کے لئے ضروری
ہے پھر شرتی قایم نہین رہتی ہے - تیرتہنکرون اور دیگر پاک پرماتماؤن کی جنہون
نے نروان حاصل کیا ہے کسی قسم کی خواہش انسانون سے اپنی پرستش کرانیکی
نہین ہوتی ہے - اور نہ وہ قربانی و نثار کے عوض مین کسی قسم کی نعمتون کے
عطا کرنے کا وعدہ کرتے ہین - وہ خواہش اور حاجت سے بری ہین - اونکے
کمالات بیان کے باہر ہین - اونکے اوصاف کو الفاظ ادا نہین کر سکتے - اونکی
عبادت بُت پرستی نہین ہے بلکہ آدرش (نمونہ) پرستی ہے - وہ ہمارے لیئے
کمالیت کا نمونہ ہین تاکہ ہم اونکی تقلید کرین اور اونکے قدمون پر چلین -

یہ تعریف پرماتما کے گنون کی مذہب کے سائنس کی سیدھی سیدھی زبان
مین ہے جو کل سائنسون سے برتر ہے -

مین خیال کرتا ہون کہ اب آپ کے من مین یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ
متعدد خداؤن کے بابت یہ تعلیم دیگر مذاہب مین نہین ہے - لیکن آپ کو
تعجب نہین کرنا چاہیے اگر اِسکے جواب مین مین آپ کو بتاؤن کہ جس مقام پر
آپ کو ڈھونڈھنا چاہیے تھا اوس مقام پر آپ نے اوسکو نہین ڈھونڈھا
بلکہ در اصل یہی کل مذاہب کی سچی بنیاد ہے بجز اون متون کے جو حال

(۱۲) روحانی مرشدون کی (اوپادہیاون کی) تعظیم وتکریم۔

(۱۳) شاستر کی بھگتی (یعنی شاستروں کا مطالعہ اور یہ سمجھ کر کہ وہ پرماتما کا کلام ہین اونکی تعظیم وتکریم)۔

(۱۴) شاستروں کے بتاے ہوے قواعد کی پابندی۔

(۱۵) دہرم کا پرچار کرنا یعنی مذہب کو پھیلانا اور خود اوسپر عمل کرنا۔

(۱۶) سچے طریقہ پر چلنے والون کے ساتھ ویسی ہی محبت جیسی گاے کو اپنے بچہ کے ساتھ ہوتی ہے۔

ان شبھہ کرمون کے کرنے سے تیرتھنکر بھگوان کا سب سے اعلیٰ درجہ ملتا ہے۔ تیرتھنکر وہ انسان ہے جو اپنے بارہ مین کتاب مکاشفہ کے الفاظ مین یہ کہہ سکتا ہے:۔

"مین وہ ہون جو زندہ ہے اور جو مر گیا تھا اور دیکھ مین ابدالآباد زندہ رہون گا۔ اور دوزخ اور موت کی کنجیان میرے قبضہ مین ہین" (باب ۱۔ آیت ۱۸)۔

تیرتھنکر کا درجہ ہمہ دانی حاصل ہونے پر جو روح کے اوپر سے گیان کے روکنے والے پردہ (گیان = علم اور آورن = پردہ) کے ہٹنے کا نتیجہ ہے حاصل ہوتا ہے۔ تیرتھنکر بھوک[1] پیاس[2] بڑھاپا[3] بیماری[4] جنم[5] مرن[6] خوف[7] غرور[8] رغبت[9] نفرت[10] موہ[11] پریشانی[12] خودی[13] عداوت[14] بےچینی[15] پسینہ[16] نیند[17] اور تعجب[18] سے بری ہوتا ہے۔ سورگ لوک کے دیو اور انسان اوسکی پرستش کرتے ہین۔ اوسکی آواز مثل بہت سی دہارا ون کی آواز کے ہوتی ہے (مکاشفہ باب ۱۔ آیت ۱۵) جو بہت دور تک سنائی دیتی ہے اور جن بانی (خدا کی آواز) یا شرتی (الہام) کہلاتی ہے۔ اوسکا چہرہ ایسا چمکتا ہے گویا ہزار سورج ایک مقام پر

طرف ہی جو پہلے ترتھنکر اور دہرم کا بانی ہو گیا - بیل وہ علامت ہے جسکے ذریعے پرماتما رکشبھ دیو کی مورتی جین مت کے مندروں مین دیگر ترتھنکروں کی مورتوں سے امتیاز کی جاتی ہین - اور اسلئے یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے کہ قصے کہانیونکی تشبیہی زبان مین بھی بیل کا دہرم کے ساتھہ تعلق پایا جاوے -

جیساکہ پولس رسول کے کلام سے واضح ہے "اگر مردے جی نہین اوٹھتے تو عیسیٰ بھی نہین جی اوٹھا ہے" (۱-کرنتھیون باب ۱۵-آیت ۱۶) روحین ہمیشہ روحانی مردے پن کی حالت سے جی اوٹھتی رہی ہین اور نروان حاصل کرتی رہی ہین لیکن ترتھنکر ہر کال مین صرف ۲۴ ہوتے ہین - وہ تمام جانداروں مین برتر ہوتے ہین اور اپنے پچھلے جنم یا جنمون مین ذیل کے شش گنون مین اپنے کو پورن کرنے کی وجہ سے سب سے زیادہ افضل اور اعلیٰ درجہ پاتے ہین:-

(۱) پورا پورا سچا اعتقاد -
(۲) سچے اعتقاد سچے علم و سچے عمل والے راستہ کی اور نیز اُسپر چلنے والونکی عبادت
(۳) برتون کا پالن -
(۴) مطالعہ -
(۵) دہرم سے اُنس اور دنیا سے قطع تعلق -
(۶) تیاگ یا دُنیوی اشیاء سے نفرت -
(۷) ریاضت -
(۸) سادہو سمادہی (اپنی آتما کا دھیان)
(۹) سب جانداروں کی سیوا خاص کر سادہون اور صحیح اعتقاد رکھنے والون کی
(۱۰) ترتھنکر کی اُنکو اورش (نمونہ) مانکر بھگتی -
(۱۱) آچاریہ (سادہون کے رہنما) کی تعظیم و تکریم -

اوس کی شناخت بھگوان دہرم (مذہب) کی علامت ہے۔

तस्य भरतस्य पिता ऋषभः हेमाद्रेर्दक्षिणं वर्षं महद्भारतं
नाम शशास ॥
वराह पुराणम्
ऋषभो मेरुदेव्यां च ऋषभाद्भरतो भवत् ।
भरताद्भारतं वर्षं भरतात्सुमतिस्त्व भूत् ॥
अग्नि पुराणम् ॥

ان کے معنی یہ ہین کہ بہرت رکشبہہ کا لڑکا مرودیوی سے ہے اوسنے بہت بہارتہ ورش پر جو ہموت کے دکہن ہے راج کیا اور اوسکے نام کے اوپر بہارتہ ورش کا نام پڑا۔ اوسکے لڑکے کا نام سومتی ہے۔ نارد پران مین بہی یہ کہا گیا ہے راجہ بہرت کہنڈ کا پہلے نام بہرت رکشبہہ کے لڑکے کے نام پر پڑا (پی۔ ایچ۔ بی۔ جلد ا۔ صفحات ۲۰۵ و ۲۰۷ و ۲۱۰ و ۲۱۳)۔ مسٹر آئیر کی تشریح اسکے بابت حسب ذیل ہے:۔

"رکشبہہ کا نام جو بہا بر بہرت کے باپ کے طور پر آیا ہے اوس سے مفہوم دہرم سے ہے جس کا پرانون مین عموماً بیل کے طور پر ذکر آیا ہے" (حوالہ سابق صفحہ ۲۱۳)۔

سری مدبہاگوت کے مطابق رکشبہہ دیونا بہہ راجہ کا لڑکا مرودیوی سے تہا اور بہرت اوسکا لڑکا تہا۔ یہ جین مت کے شاسترون کے مطابق ہے۔ پس یہ سب ہندو شاستر قطعی طور پر یہ ثابت کرتے ہین کہ اپنے قصے کہانیونکی ضروریات کے لئے دہرم کو شاعرانہ خیال مین انسانی شکل مین باندھتے وقت ان نازک خیالیون کے موجد یعنی شاعرون کا خیال قدرتاً رکشبہہ دیوجی کی

مخصوص بات کے لیئے دعویٰ نہیں کیا - وہ صاف طور سے کہتا ہے:-

"اگر مردون کی قیامت نہیں ہے تو مسیح بہی نہیں جی اٹہا"

(۱-کرنتھیون باب ۱۵-آیت ۱۳)-

چند آیتون کے بعد پہر بہی ایسا ہی کہا ہے اور ایکے اور بہی زیادہ صاف الفاظ مین:-

"اگر مُردے نہین جی اوٹہتے ہین تو مسیح بہی نہین جی اٹہا"

(۱-کرنتھیون باب ۱۵-آیت ۱۶)-

اصلیت یہ ہے کہ یسوع عیسیٰ کی ذات کی بابت غلط فہمی مین پڑکر بڑا دہوکا کہا یا ہے اور اسیوجہ سے مذہب کی سچی تعلیم کے سمجہنے سے قاصر رہے ہین - پولوس کے من مین عیسیٰ کا جی اٹہنا "مردون" کے "جی اوٹہنے" سے ثابت تہا نہ کہ اونکے جی اوٹہنے کی دلیل - عیسیٰ اسطور پر زندگی کا روحانی آدرش ہے جو یہودیون کی خفیہ معرفت کے لباس مین ظاہر ہوتا ہے مثل کرشن کے جو ہندومت مین اسی قسم کا آدرش ہے - ان تمام قصے کہانیونکے پیچہے اصلی آدرش سچا جین (فاتح) ترتہنکر پرماتما ہی ہے - آخری ترتہنکر پرماتما مہابیر ہین جنہون نے اپنی ہی پوجیہ ذات مین زندگی کی کمالیت اور اصلی قدرتی پورنتا حاصل کی اور جنہون نے دوسرون کو سائینس کے طریقہ پر کمالیت کے راستہ کی تعلیم دی - اس کال مین اونکے پہلے ۲۳ پاک ترتہنکر ہوئے ہین جنہون نے اپنے پاک قدمون کے نشان زمانہ کے ریت پر ہم لوگون کے چلنے کے لیئے چہوڑے ہین - ان پاک پرماتماؤن مین سب سے پہلے ریشبھہ دیو ہین جنکا نام ہی دنیا کی سب سے پرانی متہولوجی (دیومالا) مین یعنی ویدک مت مین دہرم کی علامت ہے اور بیل جو اونکی

یہ کئی مقامات پر تکرر سے گزر آیا ہے (ملاحظہ ہو آیت ۱۲ - باب ۴۴ یسعیاہ نبی کی کتاب انجیل) - سورۂ ذاریات مین کہا ہے :-

"مین تمہاری ذات مین موجود ہون مگر تم دیکھتے نہین ہو"

وہ کون چیز ہے جو ہماری ذات مین ہے اور خدا کے اوصاف رکہتی ہے اگر وہ حیات خود نہین ہے تو - یوحنا کی انجیل باب ۸ آیت ۵۸ کی اصلی تعبیر جواب بالکل صاف طور سے سمجھ مین آجائیگی یہ ہے کہ ہر روح بذات خود لا فانی ہے اور اُسکا وجود برابر ازل کے دوام سے چلا آیا ہے - اسلئے ابراہیم کے زمانہ مین بہی وہ تہی - یہودیون کے جواب مین عیسیٰ بہگوت گیتا کا کلام استعمال کرتے تو بہی بہت موزون ہوتا :-

"نہ کبھی مین نہ تہا نہ تو کبھی نہ تہا نہ یہ انسانون کے راجہ کبھی نیست تھے اور نہ واقعیٔ ہم کبھی معدوم ہونگے (ادہیاے دوسرا شلوک ۱۲)

اس بیان کے متعلق کہ "ابراہیم میرا دن دیکھنے کی امید پر بہت خوش تھا چنانچہ اوسنے دیکہا اور خوش ہوا" یہ ظاہر ہے خاص کر الفاظ "میرا دن" کے سلسلہ مین کہ یہان حوالہ ایک فرزند خدا کے جلال سے ہے نہ کہ یسوع کی ذات سے جسکا دن ابراہیم کے لیئے اوس صورت مین دیکہنا ممکن ہو سکتا تہا جب کہ اون دونون کے درمیانی صدیون کا ناش ہو سکتا - جہان پہ ہم غلطی کرتے ہین وہ یہ ہے کہ ہم ایک اصلی یا خیالی شخص کی خواہ وہ کرشن ہو یا عیسیٰ یا اور کوئی ہو بت پرستون کے طور پر عبادت کرنے لگتے ہین حالانکہ پرستش کا اصل نشا یہ ہے کہ مسیح کو جو جین مت مین جِن (فاتح) کہلاتا ہے آدرش (نمونہ) بنا کر اوسکے قدمون پر چلین - آدرش کی تقلید مین مگر رکہتا ہون مکتی کا راستہ ہے - بت پرستی سے تم ہزارون برسون تک کہاتے پہروگے - پولس رسول نے عیسیٰ کے جی اوٹھنے کے تعلق مین کسی

یون پڑہا جاویگا:-

"مین ہون ابراہیم کے پہلے تھا"

اور یہ تعبیر یقیناً متعلق ہی ہے- اب آپ پرماتما کو سمجھیے- اُس کا نام مین ہون ہے جو کہ نہایت ہی موزون اسم الذات زندگی یا ہستی کا ہے جو واقعی ہے- فرض کیجئے کہ آپ نے زندگی کو ایک انسان کی طرح کے کارکن خدا کے طور پر شاعرانہ خیال مین باندہا اور اوس سے استدعا کی کہ وہ اپنے لیئے ایک ایسا نام تجویز کرے جو اسکے فرض ذاتی کا مبیّن ہو- کیا آپ خیال کرسکتے ہین کہ وہ اس سے زیادہ صحیح یا معقول جواب دے سکتا ہے کہ "مین وہ ہون جو ہے" یعنی "مین ہون جو ہون" یا مختصراً محض مین ہون- مین نہین خیال کرتا ہون کہ ہستی کے لیئے مین ہون سے زیادہ موزون کوئی اور نام ہوسکتا ہے- ہم اسطور پر چکر دار راستہ سے پہر پرانے سائنس کے مذہب پر واپس آجاتے ہین جو یہ سکہاتا ہے کہ جہانتک ہستی کے اصلی کنون کا تعلق ہے جیو آتما (معمولی روح) اور پرماتما (خدا) بالکل یکسان ہین- مسلمانون کے یہان بہی خدا کے نامون مین سے ہم الحیّ (وہ جو ہستی رکہتا ہے) القیوم (قائم رہنےوالا) الصمد (دوامی) الاوّل (اوّل) اور الآخر (آخر) کو پاتے ہین- ان مین سے آخری دو نام وہی ہین جو مکاشفہ کی کتاب انجیل (باب ۱- آیت ۸) مین دیئے ہین جہان کہا ہے کہ:-

"خداوند نے کہا مین پہلا اور آخری ہون یعنی اوّل اور آخر ہون"

جو ہے اور جو تہا اور جو آنے والا ہے قادر مطلق"

یسعیاہ نبی کی کتاب انجیل مین بہی یہی تحریر ہے:-

"مین اوّل ہون اور مین آخر ہون اور میرے سوا کوئی دوسرا خدا نہین ہے" (باب ۴۴- آیت ۶)-

نام کیا ہے تو مین انہین کیا بتاؤن"

"اور خدا نے موسیٰ کو کہا کہ مین وہ ہون جو ہون اور اوسنے کہا کہ تو بنی اسرائیل سے یون کہیو کہ مین ہون نے مجھے تمہارے پاس بہیجا ہے" (دیکھو خروج کی کتاب باب ۳- آیات ۱۳ و ۱۴)

آخر آ عیسیٰ ہی "مین ہون" کا حوالہ اپنے پُر اسرار کلام مین دیتا ہے جسکو عیسائی سمجھنے مین چکراتے ہین -

"بیشتر ابراہیم کے تہا مین ہون" (یوحنا کی انجیل باب ۸- آیت ۵۸) -

جس سلسلہ مین یہ آیا ہے وہ ایک مباحثہ تہا جو عیسیٰ اور یہودیون مین ہوا تہا- عیسیٰ نے اپنی تمثیلی تعلیم کے دوران مین کہا:-

"تمہارا باپ ابراہیم میرا دن دیکھنے کی امید پر بہت خوش تہا چنانچہ اوسنے دیکہا اور خوش ہوا"

اسکے بعد کے احوال کو یوحنا کی انجیل مین ذیل کے طور پر دیا ہے:-

"یہودیون نے اوس سے کہا کہ تیری عمر تو ابہی پچاس برس کی بہی نہین ہے پہر تو نے ابراہیم کو کسطرح دیکہا"

"عیسیٰ نے اون سے کہا مین تمسے سچ سچ کہتا ہون بیشتر ابراہیم کے تہا مین ہون"

(یوحنا کی انجیل باب ۸- آیات ۵۸-۵۶) --

اگر تم مین ہون کو اوسی طرز پر مانو جیسا کہ اوسکا مطلب تہا یعنی بطور ایک اسم یا خدا اسکے نام کے جو زندگی ہے تب تم اوس مشکل سے بچ جاؤگے جو دوسرون نے عیسیٰ کے اس بہیدوالے کلام مین پائی ہے - اوسوقت وہ صاف طور سے

جسکے معنی یہ ہیں:-

"وہ پُورش جو زندگی میں رہتا ہے اہم" میں" (یعنی خدا تعالیٰ) اور اسمی" میں ہون" کے نام سے جانا گیا ہے (جو ہستی کو ظاہر کرتا ہے)" (ایس - بی - ایچ - ایسا واسیا اُپنشد) مادہوا چاریہ کے مطابق (دیکھو حوالہ سابق دیباچہ) خدا کے ناگفتنی نام کا منتر ہے - سوہم اسمی (میں ہون جو ہون) ہے۔

ہُرمزد لیشت میں یہ تحریر ہے:-

"تب زردشت نے کہا اے پاک اہور! مزدہ مجھے اپنا وہ نام بتلا جو تیرا سب سے بڑا - سب سے اچھا - سب سے عمدہ ہے اور جو دعا کے لئے سب سے زیادہ تاثیر بخش ہے"

"اہورامزدہ نے اسطور پر جواب دیا: میرا پہلا نام اہمی (میں ہون) ہے .... اور میرا بیسوان نام اہمی یداہمی مزداؤ (یعنی وہ ہون جو میں ہون مزداؤ) ہے"

(Hauga & Mayoon the Parsis صفحہ ۱۹۵)

جیسا کہ ڈاکٹر سپیجل کی رائے ہے (دیکھو دی فاؤن ٹین ہیڈ اوف ریلیجن صفحہ ۳۲) اہورا و یہواہ ایک ہی ہیں اور اہورا کے معنی اہو (سنسکرت اسو یعنی زندگی) کا سوامی ہے - یہودیوں کے مت کے بارہ میں انجیل مقدس کے پُرانے عہدنامہ میں خروج کی کتاب میں یہواہ اور موسیٰ کا ذیل کا مکالمہ درج ہے:-

"اور موسیٰ نے خدا سے کہا کہ دیکھ جب میں بنی اسرائیل کے پاس پہونچوں اور انہیں کہوں کہ تمہارے باپ دادوں کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور وے کہیں کہ اوسکا

کتب کے الفاظ کی غلط تعبیر کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے - اب مین خفیہ تعلیم والے شاستروں کے خدا کے خیال کو حل کرونگا -

ایشور کے لئے فارسی لفظ خدا ہے جو ایک اسم الذات ہے اور جس کے معنی سوتنتر (بذات خود قایم رہنے والے) کے ہین - یہ بے شک نور ہستی یا زندگی کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اپنا مخزن آپ ہی ہے اور دوامی ہے - لفظ یہواہ (زیادہ صحیح طور سے جاہوے) کے لفظی معنی زندہ ہستی کے ہین (ملاحظہ ہو The Lost Language of Symbolism جلد ا - صفحہ ۳۰۲) - یہ تعریف یہواہ کی زندگی کی صفت سے بالکل مطابقت رکھتی ہے جو پورے طور سے پرماتما پن سے متصف ہے جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہین - یہواہ نے خود کہا ہے :-

"تاکہ تو خداوند خدا کو دوست رکھے اور اوسکی آواز کا شنوا ہو اور تو اوس سے لپٹا رہے کہ وہ ہی تیری زندگی اور تیری عمر کی درازی ہے" (کتاب استثنا باب ۳۰ آیت ۲۰) -

حضرت عیسی نے بہی کہا ہے :-

"قیامت اور زندگی تو مین ہون" (یوحنا کی انجیل باب ۱۱ - آیت ۲۵) -

پولس رسول مسیح کا حوالہ ان الفاظ مین "جو حیات ہے" دیتا ہے (کلسیون باب ۳ آیت ۴) - خدا کا سب سے زیادہ بامعنی نام "<u>مین ہون</u>" ہے یہ ہندو پارسی یہودی اور عیسائی چارون متون مین یکسان پایا جاتا ہے - ایسا واسیا اپنشد (منتر ۱۶) سکہاتا ہے کہ

योऽसावसौ पुरुषः सोऽहमस्मि।

ایک خفیہ تعلیم ہے جسکا مطلب محض اتنا ہے کہ روح خود پرماتما کے مرتبہ اور جلال کو حاصل کرے ۔ کیونکہ دو یا زیادہ اصل ہستیون کا ایک دوسرے مین ضم ہو جانا کسی طرح ممکن نہین ہو سکتا ۔ قطرہ کے سمندر مین ملجانے کی تشبیہہ بیسود ہے اور واقعی اوس بات کی تردید کرتی ہے جسکے ثبوت مین اسکو پیش کیا جاتا ہے کیونکہ سمندر کا اصل مفہوم مجمع قطرات ہی ہے جسمین ایک مزید قطرہ پڑنے سے موجودہ قطرات کی تعداد قدرتاً بڑھ جائیگی ۔

بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ وہ ایشور کے درشن کے متلاشی ہین ۔ یہ بھی خفیہ تعلیم والے ہین جنہون نے اپنے متقدمین کے استعارہ کو اوسکے لفظی معنون مین سمجھا ہے ۔ کیونکہ دوسرے کا درشن یا ملاپ لمحہ دو لمحہ کے احساس کو پیدا کرسکتا ہے جو اصل آنند سے اوتنا ہی مختلف ہے جتنی کہڑیا مٹی بنیر سے ۔ فی الواقع اصلی خوشی روح کی صفت ہے اور وہ جون ہی کوئی شخص اوسکو اپنی ہی ذات کے علاوہ باہری چیزون سے حاصل کرنے کا خیال چھوڑ دیتا ہے فوراً محسوس ہونے لگتی ہے ۔ اسلیے جب تک اوسکو ہم اپنی ذات سے باہر والی چیزون مین تلاش کرتے ہین اور جب تک اوسکو کسی ایشور یا ایشور کے درشن سے حاصل کرنا چاہتے ہین تب تک اوسکا ظہور نہین ہو سکتا ۔ اور ہم اوس شخص کے بارہ مین کیا خیال کرین جو لوگون کو بردان دینے کا وعدہ کرکے اونسے اپنی عبادت کرا وے ۔ کیا وہ اپنی ذات مین پورن اور کامل ہو سکتا ہے ۔ نہین ہرگز نہین ۔ ورنہ پرستش کی خواہش کیون ؟ وہ اپنے بھگتونکا صادق دوست بھی نہین ہو سکتا کیونکہ تمام بخششین جو روح کو کسی باہری ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہین خواہش نفسانی یعنی لذات حواس کی تعریف مین آتی ہین جو ممنوع پہلے ہے ۔

مین خیال کرتا ہون کہ یہان بھی یہ ظاہر ہے کہ کُل گڑ بڑ ہماری مقدس

(القرآن باب ۱۶- آیت ۱۸۰)-
اونکو حیات کی روشنی کبھی نہین ملیگی اور اسو جہ سے سنسار (آواگون کی حالت) سے نکلنے کا راستہ اونکو نہین ملیگا - تسپر بہی کوئی باہری خدا یا خالق اونکے ہمیشہ کے بندہن کا باعث نہین ہے اونکے کرم (افعال) خود اُنکے راستے مین حائل ہوتاین اور اون پانچ بدھیون (متبرک روحانی تبدیلیون) کو حاصل کرنے سے جنکا ذکر ہمارے تیسرے لکچر مین آچکا ہے اونکو روکتے این - بدھیون کے حصول سے ہی فضل کے مسئلہ کا تعلق ہے - کیونکہ وہ مطالعہ یا دلیل یا تعلیم سے نہین حاصل ہوسکتین - وہ خود شانتی اور عقل کی عمدگی کے لئے ضروری ہین جنکے بغیر سچ کا جھوٹ سے امتیاز نہین ہوسکتا اور نہ سچی تعلیم روح کو قبول ہوسکتی ہے - پہر وہ کیسے حاصل ہوسکتی ہین - فضل اور صرف فضل سے ہی - یعنی خود روح مین فضل کے انش کے نمایان ہونے سے - اور کسی کے فضل سے کام نہین چلیگا - ہر ایک روح کو اپنی ہی ہستی مین اس غایت ترین مبارک او صاف الٰہی کو ظاہر کرنا چاہئیے - اور اس فضل کے حصول کا صرف ایک ہی طریقہ ہے یعنی عفو اور رحم کے دو اعلیٰ اصولون پر عمل کرنا - یہان پر اہنسا (کسی جاندار کو ایذا نہ پہونچانے) کے مسئلہ کی قدر ظاہر ہوتی ہے کیونکہ دوسرون کو مار ڈالنے یا لنگڑا کرنے یا ایذا پہونچانے سے باز رہنا عفو اور رحم کا اصلی کام ہے - اسلیئے جو اہنسا پر عمل کرتے ہین صرف وہ ہی نروان کے مستحق ہین کیونکہ وہ آسانی سے الٰہی فضل کو حاصل کرینگے جو اونکی آواگون کا خاتمہ کردیگا -

فضل کا مسئلہ اسطور پر خود عوام کے مانے ہوئے عقاید کے خلاف ہے - ایشور کی ذات مین سے ہوجانے کے مسئلہ کے بارہ مین بہی سچ یہ ہے کہ وہ

تشبیہ مین پوشیدہ ہونا زیادہ اغلب ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمہ دانی حیات جاودانی اور آنند آتما ہی کے اصلی صفات ہین اسلیئے اُن کا باہر سے دستیاب ہونا ناممکن ہے۔ روح کی ناپاکی کو دور کرکے اُنکو اپنے اندر ہی سے نکالنا پڑتا ہے اُنکا کسی دوسرے سے خریدنا یا کسی اور ذریعہ سے حاصل کرنا ممکن نہین ہے۔ وہ قیدین ہی جو ہمارے قدرتی کمالون کے حصول مین حارج ہوتی ہین ہماری ذاتی کوششون کے علاوہ اور کسی طریقہ سے نہین ٹوٹ سکتی ہین۔ کیونکہ وہ پورے طور پر خواہشات اور جذبون دونون سے آزاد ہونے سے غارت ہوتی ہین۔ اور روح کو خواہشات اور جذبون سے رہائی خود آپ ہی حاصل کرنی ہوتی ہے مین خیال کرتا ہون مجھے مناسب ہوگا کہ مین اس سلسلہ مین یہ ظاہر کردون کہ دو قسمون کی ارواح دنیا مین پائی جاتی ہین یعنی۔

(۱) وہ ارواح جو کبھی نہ کبھی مکتی ضرور پا۔ لینگی جنکو بہوۃ (भव्य) کہتے ہین اور

(۲) وہ ارواح جو کبھی مکتی حاصل نہین کرسکینگی جنکو اَبہوۃ (अभव्य) کہتے ہین۔ اَبہوۃ اور سب باتون مین بہوۃ کی طرح ارواح ہین لیکن بدقسمتی سے اون کے کرم ایسے برُے ہین جو اونکو کبھی حقیقت کا علم نہین ہونے دینگے۔ اس قسم کی دو طرح کی روحین ہوتی ہین ایک وہ جنکو سچی تعلیم ہمیشہ بُری معلوم ہوگی اور اسوجہ سے وہ کبھی اوسکی طرف راغب نہین ہونگی اور دوسری وہ جنکو سچی تعلیم ناگوار تو نہین ہوگی مگر اونکو کبھی اوسکے حاصل کرنے کا موقع نہین ملیگا۔ یہ ابہوۃ ارواح کے متعلق ہے جو کہا گیا ہے کہ

"ہمنے دوزخ کے لئے بہت سے جنات اور انسانونکو پیدا کیا ہے"

(سورۂ بقر)۔

"کوئی روح اپنی ذات کے سوا دوسرے کے لیئے پُن یا پاپ نہین حاصل کریگی اور نہ گناہ سے لدی ہوئی ایک روح دوسری کا بوجھا اوٹھائیگی" (سورۂ انعام)۔

انجیل کے نئے عہد نامہ مین بھی یسوع نے ایسا کہا ہے:۔

(۱) "اگر تم مجھہ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکمون پہ عمل کروگے" (یوحنا کی انجیل باب۱۴-آیت ۱۵)۔

(۲) "جب تم میرے کہنے پر عمل نہین کرتے تو کیون مجھے خداوند خداوند کہتے ہو" (لوقا کی انجیل باب۶-آیت ۴۶)۔

(۳) "اور جو اپنی صلیب اوٹھا کر میرے پیچھے نہین چلتا وہ میرے لائق نہین ہے" (متی کی انجیل باب ۱۰-آیت ۳۸)۔

(۴) "اور مین اپنی بزرگی نہین چاہتا" (یوحنا کی انجیل باب۸-آیت ۵۰)۔

(۵) "اگر تم توبہ نہ کروگے تو سب اسیطرح ہلاک ہوگے" (لوقا کی انجیل باب ۱۳-آیت ۳)۔

(۶) "مبارک وہ ہین جو خدا کا کلام سنتے اور اوسپر عمل کرتے ہین" لوقا کی انجیل باب ۱۱-آیت ۲۸)۔

اور ہندو مت کی تو ہمیشہ یہ تعلیم رہی ہے کہ نجات گیان اور چار تر (عمل) سے ملتی ہے نہ کہ کسی دوسرے کی مہربانی یا فضل سے۔ جہان کہین اس سلسلہ مین تم مقدس کتابون مین فضل کا حوالہ پاؤگے وہان تمکو اوسکا اشارہ خود روح کے اندرونی پرماتما ہی کی طرف ملیگا گو کہ الفاظ کے اصلی مفہوم کا ایک مخفی اور رموزنگا

دوسرے کا فضل وکرم آدمیون کے بندہن سے رہائی کا باعث ہے۔
پولس رسول کی تعلیم ہے:۔

"روح خود ہماری روح کے ساتھ ملکر گواہی دیتا ہے
کہ ہم خدا کے فرزند ہین اور اگر فرزند ہین تو وارث بہی ہین۔
یعنی خدا کے وارث اور ورثہ مین مسیح کے ہم میراث بشرطیکہ
ہم اوسکے ساتھ دکھہ اٹھائین تاکہ اوسکے ساتھ جلال بہی پائین"
(رومیون باب ۸ - آیات ۱۷-۱۶) -

پہر ۲- تموتہی کے دوسرے باب کی گیارہوین و بارہوین آیات مین
وہ لکھتا ہے:-

"ایمان کی بات یہ ہے جب ہم اوسکے ساتھ مرینگے تو اوسکے
ساتھہ جینگے بہی اور اگر دکھہ سہینگے تو اوسکے ساتھہ بادشاہت
بہی کرین گے"

۲-کرنتہیون باب ۴- آیت ۱۰ مین وہ لکھتا ہے:-

"ہم ہر وقت اپنے جسم مین گویا یسوع کی موت لئے پہرتے ہین
تاکہ یسوع کی زندگی بہی ہماری ذات مین ظاہر ہو"

یہان پر مراد اندرونی مسیح کے فضل سے ہے نہ کسی سفارش کرنے والے
بیرونی درباری کی مہربانی سے کیونکہ قرآن شریف مین محمد صاحب نے
کیا خوب کہا ہے:-

"اوسدن کا خوف کرجس روز ایک روح دوسری روح کی
باقی نہین چکائیگی اور نہ اونکی کوئی سفارش سنی جائیگی نہ کوئی
معاوضہ لیا جاوے گا اور نہ اونکی مدد کی جاوے گی"

"میری راے یہ مین اون اصحاب کی جن پر صفات الہٰی منسوب کیئے جاتے ہین تعداد نہین بلکہ اوصاف ہین جو واقعی قابل غور ہین - اگر خدا کی طاقت مین کوئی زیادہ اونچے اخلاقی اوصاف نہین ہین بہ نسبت اونکے جو معمولی آدمیون مین پائے جاتے ہین - اگر اوسکی سمجھ اسقدر ناقص خیال کی گئی ہے کہ وہ خود اپنی تدابیر کے انجام کو نہین سوچ سکتی ہے اگر آسمانی قوتین اپنی ہی بے اندازہ طاقت سے پیدا کردہ مخلوق سے سخت غضبناک ہوسکتی ہین اور اپنے پاگل پنے کے غصہ مین بے گناہون کو گنہگارون کے ساتھہ ناش کردیتی ہین یا وہ اپنے تیئن مثل کسی مشرقی یا مغربی ظالم بادشاہ کے تحایف یا بیہودی خوشامد سے خوش ہوجانے دیتے ہین - غرضیکہ اگر وہ فانی انسانون سے صرف طاقت مین زیادہ ہین اور اخلاقی طور سے بہتر نہین ہین تب یقیناً ہمارے لئے مناسب ہے کہ انکی سندون یا چٹھیون کو ذرا غور سے دیکھین اور اونکے وجود کی صاف صاف شہادت کے علاوہ اور قسم کی شہادت کو قبول نہ کرین"

مین نہین خیال کرتا کہ اب اس امر کے متعلق زیادہ کہنے سننے کی ضرورت ہو یہ صاف ظاہر ہے کہ اس موقع پر بھی غلطی کی جڑ کتب مقدس کی غلط تعبیر ہی ہے جو سب جنکا حوالہ دیا گیا ہے بغیر ایک ہی استثناء کے قصہ کہانیون کے طور پر لکھے ہوے ہین - مین اسکی تعبیر ابھی ذرا دیر مین کرون گا لیکن مین چاہتا ہون کہ آپ اس امر کو سمجھہ لین کہ موکش کوئی ایسی چیز نہین ہے جسکو کوئی شخص باہر سے دے سکے - نفس کشی کے ذریعۂ خواہشات کا غارت کرنا نہ کہ کسی

(۲) "ہمنے دوزخ کے لئے بہت سے جنات اور انسانون کو پیدا کیا ہے"
(آیت ۱۸۰ - باب ۴۵) -
(۳) " وہ شخص جس سے خدا غلطی کرائے گا کوئی رہبری نہ پاوے گا"
(آیت ۳۲ باب ۱۳) -
(۴) " جس کسی کو خدا چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کسی کو وہ چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے" (آیت ۹۵ باب ۱۶) -
(۵) " وہ بات جو ہمنے کہی ہے پوری کیجاویگی کہ مین نے کہا کہ درحقیقت مین دوزخ کو جنات اور انسانون سے بالکل بہر دونگا" (سورۂ سجدہ)
ہندون کی مقدس کتاب مین بہی یہ لکہا ہے:-
" وہ ان لوگون سے اچھے کام کراتا ہے جنکو وہ دنیا سے اوپر لیجانا چاہتا ہے" (کوشتکی اوپنشد ۳ - ۸ = ایس - ایس - بی صفحہ ۲۱۲) -
ہندو پران اپنے ایشور پر چہل کو بہی منسوب کرتے ہین مثلاً سمندر کے مہتنے پر اوس کا ایک خوبصورت عورت کے روپ مین نکلنا جبکہ اوسنے اسرون کو امرت پینے سے دہوکہ دیکر صرف روکا ہی نہین جس کے وہ دیوتاؤن کے معاہدہ کے بموجب مستحق تھے بلکہ راہو کا جس نے دہوکہ کو معلوم کر کے ایک گہونٹ امرت کا پی لیا تہا سر بہی کاٹ ڈالا -
اس قسم کے اوصاف ذات خدا مین اون کتب مقدس مین جنکا ذکر کیا گیا ہے پائے جاتے ہین - مجھے نہین معلوم کہ آپ نے ہکسلی صاحب کے تصنیفات پڑہے ہین یا نہین لیکن اون مین سے ایک مین اوس نے ہمارے مضمون کے متعلق چند زبردست جملے لکہے ہین - وہ تحریر فرماتے ہین (ملاحظہ ہو Science and Hebrew Tradition صفحہ ۲۵۸)

نہین گئے بھتے پیدا کرتی ہین - مین یہا نپر مختلف مقدس کتابون کے حوالہ دیکر اُن کے بعض مضامین جنسے خدا کے اوصاف ظاہر ہوتے ہین پیش کرتا ہون -

(۱) "مین ..... بدی پیدا کرتا ہون" لسیعاہ بنی کی انجیل - باب ۴۵ - آیت ۷) -

(۲) "مین نے اونہین وہ سُنّتین دین جو بھلی نہ تہین اور وہ تجاویز بتائین جنسے وہ جیتے نہ رہین" (حزقی ایل بنی کی انجیل باب ۲۰ - آیت ۲۵) -

(۳) " تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا" (پیدائش کی کتاب باب ۶ - آیت ۶) -

(۴) "مین خداوند تیرا خدا غیوّر خدا ہون جو باپ دادون کی بدکاری کا بدلہ اونکی اولاد سے تیسری اور چوتھی پشت تک جو مجھہ سے کینہ رکھنے والے ہین لیتا ہون" (کتاب استثنا، باب ۵ - آیت ۹) -

(۵) "کیا کوئی بلا سر پر آوے اور خداوند نے اوسے نہ بھیجا ہو" (عموس باب ۳ - آیت ۶) -

(۶) " اُسنے بلا کے فرشتون کو بھیجا اونپر اپنا شدّت کا قہر غصہ اور غضب اور عذاب نازل کیا اوسنے اپنے قہر کے لئے راہ نکالی - اون کی جان کو موت سے پناہ نہ دی بلکہ اونکی جانین وبا کے حوالہ کین" (زبور ۷۸ - آیات ۴۹ و ۵۰) -

مندرجہ بالا آیات مقدس انجیل کی ہین - قرآن شریف مین بہی ایسا کہا ہے:-

(۱) "جو کچھہ مصیبت تمپر پڑتی ہے وہ خدا نے بھیجی ہے" (باب ۴۲)

دیر کے لیئے بحث کی غرض کے واسطے مان بھی لیا جاوے کہ خالق دنیا سے مثل ایک غیر شکت روح کے بندھا ہوا ہے تاہم ہاتھون کے نہ ہونے کی وجہ سے اوسکی حرکات ہمیشہ بے سود ہونگی کیونکہ ہاتھون کے نہونیسے نہ وہ چیزون کو پکڑ سکیگا نہ اون کو ملا سکیگا اور نہ کسی چیز کو گھڑ ہی سکیگا حتیٰ کہ وہ کچھہ بھی نہین بنا پائے گا۔

ہم دیکھہ چکے ہین کہ خدا کی پاکیزگی کی صفت اوسکی خلقت کرنیوالی صفت سے جو اوسکو منسوب کیجاتی ہے بالکل متضاد ہے لیکن کیا اوس کا پورن آنند اوسکے صانع اور خالق کے طور پر ہمیشہ مصروف رہنے کی صفت سے کچھہ کم مخالف ہے۔ ہم اب جانتے ہین کہ پورن آنند ویراگیہ مین کمالیت حاصل کرنے سے ہی ممکن ہے اسلیئے وہ شخص جو کال کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک لمحہ بھی آرام کر لیئے نہین پاتا خوشی مین پورن نہین خیال کیا جا سکتا ہے۔

میرے پاس اس لکچر مین اس مضمون پر اب زیادہ کہنے کا وقت نہین ہے لیکن بس ایک ہی دلیل اس مسئلہ کو طے کرنے کے لیئے کافی ہو گی اگر کوئی شخص اوسپر شانتی کے ساتھہ غور کرے گا۔ اور وہ یہ ہے کہ اوصاف اور گنون کے لحاظ سے ایک نورہستی دوسرے نورہستی کے برابر ہے اس لیئے اگر پیدا کرنا ایک نورہستی کا کرتب ہو تو وہ اور باقی نورہستیون کا بھی کرتب ہوگا۔ اس صورت مین ہر روح بمنزلہ خالق کے ہوگی جو کسی صورت مین خالق پرست کا دعوےٰ نہین ہے۔

یہہ تمام اور ان سے بھی بڑی مشکلات خالق پرست نے اپنے لیئے شاستروں کے لفظی معنی لگانے سے جو اون معنون مین کبھی نہ لکھے۔

کہانیت ہے اور اوسکی بابت یہہ نہین خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ انسانون اور حیوانون کے جسمون کو ایسے گندے مقامات پر جیسے کہ بعض بعض بچہ دانیان ظاہرا ہوتی ہین اپنے ہاتہہ سے بنانے مین محفوظ ہوگا - لیکن ابہی ایک اور گنجایش کتب مقدسہ کی لفظی تعبیر کرنے والے کے لئیے باقی رہجاتی ہے اور وہ خود روح کے حرکات کی تشبیہہ ہے اب مین اوسکو یہہ کہتے ہوئے قیاس کرتا ہون کہ جسطور پر روح اپنے مادّی جسم کے عضون کو حرکت دیتی ہے حالانکہ اوسکے ہاتہہ پانون نہین ہوتے اسی طور پر ہمکو خالق کے افعال کو سمجھنا چاہیئے - مگر اس مقام پر بہی ایک ضروری امر نظر انداز کر دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مشابہت کوئی دلیل نہین ہے - لیکن یہہ مشابہت ہی خود ٹھیک نہین ہے کیونکہ یہ ایک نہایت ہی اہم امتیاز کو نظر انداز کرتی ہے جو خدا اور ایک غیر مکمت جیو مین پایا جاتا ہے - وہ امتیاز یہہ ہے کہ ایک غیر مکُت جیو بذریعہ دو اندرونی لطیف اجسام کے بیرونی جسم سے حرکت کی تیلیون اور پیچون سے کسا ہوا ہے جبکہ خدا بالکل مکُت ہے یعنی تمام اقسام کے بندہون اور جکڑنے والے تارون اور ہر قسم کے لطیف اور کثیف جسمون سے آزاد ہے - روح کے اس طرح پر ناڑیون سے اور اونکے ذریعہ سے ہاتہہ پاؤن وغیرہ کے پٹہون سے بندہا ہونے کی وجہہ سے اُس کی ہر قسم کی حرکت فوراً اعضاء جسمانی کے ہلنے جلنے کا باعث ہوتی ہے - مگر خالص نور ہستی جیسا کہ خالق قیاس کیا جاتا ہے ایسے یا کسی اور طریقہ پر کسی چیز سے بندہا ہوا نہین ہے اور اسوجہ سے کسیکے ہاتہہ پاؤن کو حرکت نہین دے سکتا ہے - اسکے علاوہ اگر اسکو تہوڑی

معلوم ہو جاوے کہ اونکو کہان تلاش کرین تو ہم اوسکے فیصلون مین کبہی غلطی نہین پاوینگے۔ وہ شخص جو ظالم اور خود غرض ہے۔ جو بدی کی زندگی بسر کرتا ہے جو دوسرون کی دلشکنی کی پرواہ نہین کرتا ہے اس بات سے ناواقف ہم کر قسمت کا لکہنے والا فرشتہ اوسکے تمام برے اعمال کو کرم کے خود بخود لکہے جانے والے کہاتہ مین جسکی باقی ہمیشہ از خود نکلتی رہتی ہے لکہا کرتا ہے اوسکو اس کا کوئی خیال نہین ہے کہ اوسکی پاکیزہ انسانی خصلتین آہستہ آہستہ خراب رغبتون اور صفات مین تبدیل ہوتی جاتی ہین۔ اور اون خوفناک تبدیلات کا اوسکو مطلق خیال نہین ہے جو اوسکے اندرونی کارمان شریر کی ساخت مین واقع ہو رہی ہین جو اس بیرونی چولے سے چہوٹنے پر اوسکو خراب جونون اور دکہدائی مقامات پر پہنچا دے جائینگی۔ وہ شخص جو نیک دل ہے اور اپنی طبیعت کو مارتا ہے اسی طور پر اپنی نیکی سے موثر ہوتا ہے۔ وہ اون قوتون کو پیدا کرتا ہے جو اوسکو خوشی اور بہبودی کی حالت مین آئندہ جنم مین پہونچا ئینگی اور بالآخر مادہ کے روح سے پورے طور سے علیحدہ ہو جانے پر نجات دلائینگی۔ اس کل کارروائی کے لئے کسی جج یا مجسٹریٹ کی ضرورت نہین ہے۔ مختلف اشیا کی مختلف خاصیتین ارواح کی سزا اور جزا کے لئے پورے طور پر کافی ہین۔

اگر خالق پرست ذرا تامل کر کے اپنے من سے یہہ سوال پوچہے کہ اوسکی خدا نے اس دنیا کو کیونکر پیدا کیا یا سزا اور جزا کیونکر دیتا ہے تو وہ اپنے دعوی کی کمزوری کو خود بخود دیکہہ لے گا۔ کیونکہ خالق پرستی کا خدا خالص نور ہستی ہے جسکے عنصرون کو مرتب کرنے اور چیزون کو گہڑنے یا انسانونکی حالتون کے بنانے کے لئے ہاتہہ نہین ہین۔ علاوہ ہ بریں جو اعلیٰ درجہ پاکیزگی کا

کو پیدا کر سکتی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے کہ وہ ایک ایسی دنیا کو پیدا کر سکے جو اپنے وجود مین ہر طور سے پورن ہو اور ترقی کرنے اور آیندہ جاری رہنے کی قابلیت رکھتی ہو۔ اسکا صرف یہی مطلب ہے کہ اگر ایک خالق کے بارہ مین ہم یہ خیال کر سکتے ہین کہ وہ کسی کا بنایا ہوا نہین ہے تو یہ ماننے مین کہ یہہ دنیا دوامی اور انباشی ہے کسی قسم کی قوانین خیال یا منطقی قواعد کی مخالفت نہین ہوتی ہے۔ یہہ ثابت ہو چکا ہے کہ ارواح اور مادہ کے چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے خواہ اونکو ذرّہ کہین یا کسی اور نام سے نامزد کرین بغیر جزو کے ہین اور انباشی ہین اور نہ وہ کسی طرح سے گھڑے جا سکتے ہین کیونکہ اون مین کوئی عنصر نہین ہین جنکے اکٹھا ہونے سے اون کا بننا یا بنانا ممکن ہو نور ہستی کا معاملہ جسکو ناپاکی کی حالت مین روح کہتے ہین [نور ہستی (Spirit) روح (Soul) اور جسم (Body) کا امتیاز جو پال رسول نے ا تھیسیلونیون باب ۵ آیت ۲۳ مین دکھلایا ہے ملاحظہ طلب ہے] اور بھی زیادہ عجیب ہے کیونکہ اوس کا بنانے والا بھی ایک خالص نور ہستی ہے۔ نور ہستی ایک موقع پر دوامی اور تمام موقعون پر ایک نیستی سے پیدا کردہ شئے کیونکر ہو سکتا ہے۔ میرے خیال مین یہہ فلسفانہ لغویت کی حد ہے۔ تو پھر متنفسون کے نیک و بد اعمال کی سزا اور جزا کہان سے ملتی ہین۔ ہان واقعی کہان سے مل سکتی ہین اگر اوسی ذریعہ سے نہین جو اوس آدمی کو جو ایک درخت کے تلے پر بیٹھ کر اوسکی جڑ کاٹتا ہے سزا دینے کے لئے ذمہ دار ہے۔ اگر مین اپنا ہاتھ آگ پر رکھون تو مین اپنی بیوقوفی کا ٹھیک نتیجہ بتا سکتا ہون قبل اسکے کہ کوئی آسمانی جج اسکو تجویز کرے۔ قدرت سرو شکتیمان ہے۔ اوسکو اپنے مجرمون کے لئے نہ جج کی نہ پولیس کی اور نہ قیدخانون ہی کی ضرورت ہے اوسکی سزائین فوری۔ یقینی اور کبھی نہ بدلنے والی ہوتی ہین۔ اگر ہمکو یہہ

گہڑی ساز کے گہڑی نہین بن سکتی ہے اسیطور پر بغیر کسی دنیا کے بنانے والے کے دنیا نہین بن سکتی ہے ۔ بس جو کچھ منطق خالق پرست کی دلیل مین ہے وہ صرف اسیقدر ہے اور یہہ بہی بہت ہی کمزور قسم کا منطق ہے کیونکہ ہر ایک منطق دان اس امر سے واقف ہے کہ مشابہت کوئی اصلی دلیل نہین ہے ۔ ہم اپنے دوسرے لکچر مین دیکہہ چکے ہین کہ ویاپتی (ایک عالمگیر سچے منطقی تعلق) کا وجود منطقی نتیجہ کی صحت کے لئے ضروری ہے ۔ یہہ قطعی طور سے ایک عالمگیر سچا اصول نہین ہے کہ ہر چیز کا کوئی بنانے والا ہوتا ہے ۔ آپ اوس غذا و پانی کی بابت کیا فرماتے ہین جو انسان اور حیوان کے معدہ مین جا کر پیشاب فضلہ اور غلیظ مادہ بن جاتے ہین ۔ کیا یہ کام کسی خدا کا ہے ۔ جسم مین اور قسم کی آلائشین بہی ہوتی ہین ۔ مین کبہی یہہ یقین نہین کرونگا کہ کوئی خدا انسان اور حیوان کے معدہ اور آنتون مین گہس جاتا ہے اور وہان پر غلاظت کے بنانے اکٹہا کرنے اور صرف کرنے مین اپنے کو مصروف کرتا ہے ۔

اب اگر یہ گندہ کام کسی خدا یا دیوتا کا نہین ہے بلکہ مختلف قسم کے عنصرون اور چیزون کے ایک دوسرے کے ساتہہ ملنے اور اپنا اپنا اثر پیدا کرنے کا نتیجہ ہے یعنی اگر ہاضمہ محض طبعی اور کیمیائی عمل کا نتیجہ ہے جو معدہ ۔ آنتون وغیرہ مین جاری ہے تو یہہ کہنا قطعی غلط ہے کہ آئین قدرت کے مطابق ہر چیز کا ایک بنانے یا گہڑنے والا ہونا چاہیئے ۔ یہہ بحث خالق کے بارہ مین بہی خود اپنے سے متضاد پڑتی ہے کیونکہ اِس اصول پر کہ ہر چیز کا کوئی بنانے والا ضروری ہے اِس دنیا کے خالق کا بہی ایک بنانے والا ضروری ہے اور پہر اوس بنانے والے کے بنانے والے کا ایک بنانے والا اور پہر اسی طرح آگے بہی اِس مشکل سے رہائی اوسیوقت مل سکتی ہے جب ہم یہہ سمجہین کہ اِس دنیا کا خالق کسی دوسرے بنانے والے کا محتاج نہین ہے یعنی سوتنتر ہے ۔ لیکن اگر قدرت ایک سوتنتر خالق

شروع کے انسانون کو خوفناک حالتون مین سیکڑون اور ہزارون برس تک رہتے گذرے - اوسپر بہی یہہ تہذیب ایسی ناقص تہی اور اس مین اتنے وحشیانہ خیال گہُسے ہوئے تہے کہ لاکہون کو دکہہ پہر بہی ہوگنا پڑتا تہا - آج بہی ہم جنگون - بیماریون - مفلسی - جرایم - کم ظرفی اور چہوٹی طبیعتون پر جو ہماری زندگی کو تاریک بناتی ہین بے بسی کی حالت مین دیکہتے ہین اور ایسا معلوم دتیا ہے کہ خدا کو اس تمام وقت مین شفق کو سُنہری کرنے اور مورون کی دُمون مین خوبصورت بوٹے بنانے سے فرصت نہین ملی - خالق پرست لوگ کہتے ہین کہ خدا نے گناہ کی وجہ سے جنگ کو روا رکہا - مقصد سے یہان کچہہ غرض نہین ہے - ایسا روا رکہنا پہر بہی وحشیانہ انتقام ہے - آپ اوس باپ کو کیا کہینگے جو پاس کہڑے ہوئے اپنی لڑکی کی عصمت کو بگڑتے دیکہے اور جو اوسکے بچانے کی پوری قابلیت رکہتا ہو اور کیا آپ مطمئن ہوجاوینگے اگر وہ اس بات کو ثابت کردے کہ اوسکی لڑکی نے کسی طور پر اوسکی توہین کی تہی "

(دیکہو The Bankruptcy of Religion صفحات ۳۴ - ۳۰) -

میرے خیال مین میک کیب صاحب نے ایک مہربان و منتظم خدا کے مسئلہ کی تردید مین کوئی بات نہین چہوڑی ہے - اسلئے اب مین خدا کے خالق ہونے کے خیال کی جانچ شروع کرتا ہون -

اب جس دلیل سے خالق پرست اپنے اس مسئلہ کو ثابت کرنا چاہتے ہین کہ دنیا کا کوئی صانع ہے وہ ایک قسم کی مشابہت درمیان دنیا و گہڑی کے ہے - جیسے بغیر

سکتا ہے - وہ کبھی کبھی ایسے روایات کو جیسے کہ مونز-
(Mons) کے مقام پر فرشتون کا دکھائی دینا یا لوروز
(Lourdes) کے معجزے جو تفتیش پر باطل ٹھہرتے ہین
سنکر خوش ہوتا ہے - لیکن عموماً وہ اس سے بچین رہتا ہے کہ انسانی
ترتیب مین خدا کی مداخلت کرنے والی اونگلی نظر نہین آتی ہے -
وہ چپکے چپکے بڑبڑاتا ہے کہ خدا پوشیدہ طور سے اور من کے
اندر سے نہایت باریکی سے کام کرتا ہے - کہ اوس نے انسانون کو
آزادی دی ہے جسکا اوسکے لئے لحاظ کرنا ضروری ہے - اور یہہ کہ
شاید سب سے زیادہ بڑی مہربانی یہہ ہے کہ وہ انسان کو اس بات
کا موقع دیتا ہے کہ وہ اپنی خود مدد کرکے اپنے کو مضبوط بنا لیوے
ان سب کمزوریون کے نیچے ایک مایوسی کا احساس ہے کہ اوس
خدا کا پتہ جسکو وہ اتنے صاف طور سے شفقون گلابون اور خوبصورت
چڑیون کے بننے مین دیکھتا ہے انسان کی زندگی مین کہین بھی ٹھیک
طور سے نہین چلتا ہے - کیا موجودہ نسل کے زمانہ مین کوئی بات
ایسی (زمین کے کسی حصہ پر) واقع ہوئی ہے جس مین خدا کا تعلق
پایا جاوے - کیا بنی نوع انسان کے لمبے کارنامہ مین ایک واقع بھی
ایسا ہے جسمین خدا کا ہاتھہ پایا جاوے - وہ واقع کہان ہے
جسکے قدرتی اسباب کا ہم قابل اطمینان پتہ نہین لگا سکتے ہین -
وہ یہہ شک ہے جسکو جنگ نے مستحکم کر دیا ہے - یہہ بات
نہین ہے کہ انسان کو مدد کی ضرورت نہ تھی - ہماری قوم کا کارنامہ
کیسا پُر درد ہے - تہذیب کی ڈیوڑھی تک پہونچنے کے قبل

پادری کیمپبل صاحب نے جنہون نے ہفتوت انسانون کے شکوک کی بڑہنے والی لہر کے رد کرنے کی کوشش کی ہے کہا ہے کہ لڑائی نے واقعی کوئی نیا سوال پیدا نہین کیا۔ وہ فرماتے ہین کہ اُونکی سمجھ مین نہین آتا کہ دیندار لوگ کیون یکبارگی گھبراتے ہین۔ درحقیقت کوئی نئی تنقیح جنگ سے پیدا نہین ہوئی۔ جو کچھ اوسنے کیا وہ یہ ہے کہ اون سوالات کو جو آدمیون کے دلون مین بہت عرصہ سے اوٹھتے رہے ہین نافذ کر دیا ہے یعنی اونکو بے حد زور و قوت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ جیسا مین نے کہا ہے معمولی مرد یا عورت کو پہاڑون اور ستارون وغیرہ کے خدا مین کم دلچسپی ہے۔ جس خدا کی کہ انسان کو ضرورت ہے وہ منتظم یا مدد کرنے والا خدا ہے۔ ہم جس بات کے منتظر ہین وہ یہہ ہے کہ اس وسیع بچہ کو ٹہوکر کہاتے ہوئے کی مدد کرتے اور زخمی پاؤن والے راہگیر کی حفاظت کرتے دیکھین۔ ہم اس شفقت اعلیٰ مین جو جنگلی کوّون کو کہانا کھلاتی ہے یہہ بات دیکھنا چاہتے ہین کہ وہ انسانی ترتیب مین کچھہ عمدگی کی علامت پیدا کرے یعنی دنیا کے آنسون اور خون کے بہاؤ کو روکنے مین ہماری لڑکھڑاتی ہوئی عقل کی مدد کرے۔ بے گناہون کو تکلیف اور بہوک پیاس سے بچاوے اور عورتون کو اور بچون کو جنگ کے متوالے وحشی سے پناہ دے یا جو اور بہی زیادہ عمدہ ہے وحشی کی پیدائش ہی نہ ہونے دے یا اوسکے وحشی پن کو نہ بڑہنے دے۔ ٹھیک یہی امور خالق پرست کی پریشانی کا باعث ہمیشہ سے رہے ہین۔ وہ ہمکو انسانی ترتیب مین خدا کی مداخلت کی کوئی علامت نہین دکہا

منکر ہین کہ اونکے خدا کے کوئی لڑکا ہے۔ نہ عربون کا اللہ جو اسبات کا دعوے کرتے ہین کہ اس مضمون کے متعلق اونکو براہ راست الہام ہوا تہا وہ خدا ہوسکتا ہے جسکے پیرون کو عرب اور فلسطین مین الہام ہونے سے قطعی انکار ہے۔ ایسی صورت مین الہام کا تذکرہ فضول ہے۔ اسکی نسبت تو زیادہ مفید یہہ ہوگا کہ ہم مختلف مقدس کتابون اور انجیلون کا موازنہ اون طریقون پر جو ان لکچرون مین قایم کئے گئے ہین کرین تاکہ اون کا اصلی مطلب معلوم ہو۔ فی الواقع جو امور ہم ابتک کہہ چکے ہین وہ اس امر کے باطل کرنے کے لئے کہ مذہبی کتابون مین خالق پرستی سکہائی گئی ہے کافی ہین خیال اور اظہار دونون مین افسانہ سازی کے طرز کی یہہ کتب ایک امر مین بہی تاریخ نہین مانی جاسکتی ہین۔

اب منطقی دلیل باقی رہی کہ جس سے ایک ہمہ دان خالق و منتظم خدا کا وجود ثابت کیا جاوے۔ اس سلسلہ مین مین آپ کے سامنے مسٹر جوزف میک کیب صاحب کا جو بہت عرصہ تک عیسائی کلیسیا کے پادری رہے ہین مفصلہ ذیل کلام پیش کرتا ہون۔ وہ فرماتے ہین کہ۔

"ہمارے زمانہ کے مرد وعورت کو اونکو پہاڑون اور چاندون اور ستارون کے خدا سے زیادہ دلچسپی نہین ہے۔ ایک لاپرواہ دانش جو ذرون اور ستارون اور پہولون کی زیبائش مین مصروف ہے اور انسانون کو اونکی نامکمل تدبیرون پر چہوڑ دیتی ہے اوس قسم کا خدا نہین ہے جیسا کہ دین عیسوی نے اونکو تبلایا تہا۔ وہ خدا کہان ہے جو ہمارے سر کے بالون کو گنتا ہے اور چڑیون کی موت کا خیال رکہتا ہے اور جو انسانون سے اپنی تمام مخلوق سے زیادہ محبت کرتا ہے جنگ یورپ نے یہہ بہت ہی اہم سوال مذہب کے تعلق مین اوٹہایا ہے

خدا کے نام سے ہوئی ہے اوس سب کا مرتکب وہ ٹہرتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی خالق پرست یہہ سب باتین اپنے خدا کو منسوب کرنا نہین چاہے گا۔

ایک ہمہ دان مرشد کے کلام کی اصلی علامات رتن کرنڈ شراوکاچار مین حسب ذیل دی ہوئی ہین۔

(۱) وہ ایک تیرتہنکر کا کہا ہوا ہوتا ہے جو ہر کال مین ۲۴ ہوتے ہین (ایک کال بیشمار برسون کا ہوتا ہے)۔

(۲) وہ بحث مباحثہ مین کبھی جہوٹا ثابت نہین ہوسکتا ہے۔

(۳) وہ مشاہدہ یا دلیل یا شہادت سے رد نہین کیا جا سکتا ہے۔

(۴) وہ چیزون کے وجود کی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔

(۵) وہ تمام روحون یعنی انسانون اور حیوانون اور تمام دیگر جاندارون کے لیے مفید ہوتا ہے اور

(۶) وہ ہر قسم کے جہوٹہہ کو باطل کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔

رحم اور سچائی کا دہرم جسکو ہمہ دان ہونٹھون نے بیان کیا ہے سچّا الہام (الٰہی کلام) ہے کیونکہ ڈیا نہ کہ قربانی سب کو فائدہ مند ہے اور ٹہیک ٹہیک علمی سچائی مین ہی باقی قسم کے مذکورہ بالا اوصاف پائے جاتے ہین۔ اور ایس کلام کی کبھی نہ زائل ہونے والی صحت کی پوری گارنٹی مرشد کی ہمہ دانی ہے جو اپنی وسعت مین سب باتون کو شامل کرتی ہے۔ پُرافسانہ تالیفون مین ان اوصاف کو تلاش کرنا بیکار ہے۔ اِن کا جین مت کے علمی سِدّہانت مین ملنا زیادہ قرین قیاس ہے۔ اگر مختلف مذاہب کے خالق پرست اپنے اپنے خدا کے اوصاف۔ فرائض۔ تعلقات اور افعال پہ غور کرینگے تو وہ بہت جلد یہہ نتیجہ اخذ کر لینگے کہ وہ خدا جو عیسٰی کا باپ کہلاتا ہے اسلام کا خدا یا ہندون کا ایشور نہین ہوسکتا جو اس امر سے

اندرونی احساس کے مسئلہ کی پوری لغویت اس امر سے بخوبی ظاہر ہے کہ انسانی بدیہی (عقل) کے یہہ ناہموار چناچہ غور سے جانچ کیے جانے پر خود اپنی تحقیق دہوکہ دینے والے تخیلات پائے جاتے ہین جنکے والدین مذہبی سرگرمی اور جوش ہین

شہادت کے متعلق بہی یہہ عیان ہے کہ کوئی شخص اپنے ذاتی علم سے شاہد ہونے کا مجاز نہین ہے کیونکہ اُس شخص کے لئے یہہ ضروری ہوگا کہ اوسنے واقعی نورہستی کو دیکہا ہو۔ لیکن یہ امر جیسا ابہی دیکہا گیا ہے غیر ممکن ہے۔ پس ہمارے پاس قابل پذیرائی ایک ہی قسم کی شہادت رہجاتی ہے یعنی مقدس مذہبی کتابون کی بشرطیکہ وہ مقدس کتاب جس سے کسی خالق کے وجود کو ثابت کیا جاے خود ایک ہمہ دان خدا کا کلام ہو اور وہ اوس مرشد کی دی ہوئی تعلیم کو صاف طور سے بے کم و کاست ظاہر کرتی ہو۔ مگر اون مقدس کتب مین سے جنکے بارے مین خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ایک خالق یا منتظم خدا کی ہستی کو ثابت کرتی ہین ایک بہی ایسی نہین ہے جو کسی ہمہ دان مرشد کا کلام ہو اور نہ ہوسکتی ہے۔ وہ قصے کہانیون کے طور پر تصنیف ہین اور ہر موقعہ پر اپنی محدود العقل انسان کی تصانیف ہونے کا پتہ دیتی ہین۔ اس امر کے ثابت کرنے کے لئے کہ وہ حضرت انسان کی بنائی ہوئی ہین ایک ہی مختصر دلیل کافی ہے اور وہ یہ ہے کہ اونکے مصنف اوس غلط فہمی نفرت و خون ریزی کو جو روایتون کے دیوی دیوتاؤن کو واقعی تاریخی اشخاص ماننے سے پیدا ہوتی ہین دیکہنے سے قاصر رہے۔ ایک ایسے ہمہ دان مرشد کے بارہ مین جو انسان کو اوسکے فائدہ کے لئے تعلیم دیتا ہے یہہ ماننا پڑیگا کہ اوسنے اس امر کو جان لیا ہوگا کہ مذہبی حوالونکو افسانون کا جزو قطع پنہا کر پیش کرنے کا نتیجہ سوائے ایسکے اور کچہہ نہین ہوسکتا ہے کہ مسلمان۔ یہودی۔ عیسائی۔ ہندو اور اوسکے دیگر پیرو سب ایک دوسرے سے لڑمرین۔ حتیٰ کہ اس دنیا مین جو لوٹ مار غارت گری اور خون ریزی مذہب اور

لکچر ہفتم

خدا

آج کے لکچر کا مضمون خدا یا خدا کا خیال ہے جسکی تعلق مین سب بے حد غلط فہمی انسانون مین پیدا ہو گئی ہے - خدا کی بابت سب سے زیادہ عالمگیر خیال یہ ہے کہ جاندارون کی تقدیرون کا نائنات اور دنیا کا حکمران اور صانع ایک خدا تعالی ہے جو انسان کے کرتوتکا موازنہ کرکے اونکے اعمال کے مطابق اونکو بدل دیتا ہے - آج ہم اس خیال کی اوسکے مختلف پیرائیون اور صورتون مین جانچ کرینگے -

پہلا ہی سوال جو ایسے خدا کے خیال کے متعلق پیدا ہوتا ہے وہ شہادت کے بارہ مین ہے جو اوس کی ہستی و اوصاف کے ثبوت مین پیش کیجائے - کسی بات کا ثبوت تین طریقون سے ہوتا ہے یعنی (۱) ذاتی مشاہدہ سے (۲) انومان یعنے منطق سے اور (۳) کسی معتبر گواہ کی شہادت سے - اب دیکھنا یہہ ہے کہ اس عوام کے عقیدہ کی تائید مین کیا ثبوت ہے - ہمارا ذاتی مشاہدہ تو قطعی کسی ایسے خدا کی ہستی کو ثابت نہین کرتا - کسی شخص نے نورِ ہستی کو واقعی نہین محسوس کیا ہے یا دیکھا ہے اور خدا یقیناً ایک نورِ ہستی کہا جاتا ہے - علاوہ برین نورِ ہستی مین حواس خمسہ سے محسوس ہونیوالی خاصیتین نہین ہوتی ہین انسانون کے اندرونی احساس (intuitions) کی نسبت بحث کرنا محض فضول ہے کیونکہ کوئی ایسا خدا نہین ہے جسکے عابدون نے یہہ دعوے نہ کیا ہو کہ اونہون نے اوسکو اندرونی احساس سے جانا ہے - علاوہ اسکے جیسا کہ اوّل لکچر ہی مین بیان کیا جا چکا ہے اگر عقل سلیم کی بجائے انسانون کے مبہم عقائید مان لئے جائین تو پہر فلاسفی اور سائنس کی ضرورت ہی کیا ہے - انسانون کو

ہوتی ہے" (ایس - بی - ای جلد ۱۸ صفحہ ۲۴) -

جسمانی زندگی قربانی کے طور پر پیش کرنی چاہئے - یاسنا ۳۳ (آیت ۱۴) مین ایسا لکہا ہے:

"پس زردشت قربانی کے طور پر خود اپنی جسمانی زندگی کو دیتا ہے"

(ایس - بی - ای جلد ۳۱ صفحہ ۹۷) -

یاسنا ۳۴ (آیت ۲) مین پہر یہ آیا ہے: -

"اور تم پر اے نعمت بخشنے والے امردیتاؤن مین اپنے جسم کا گوشت بہی صدقہ کردونگا اور بہبودی کی تمام نعمتون کو بہی" (ایس - بی - ای جلد ۳۱ صفحہ ۲۵۳) -

اِن آیات کی جو تعلیم ہے وہ وہی پرانا اصول جسمانی خواہشات اور شہوتون کے مارنے کا ہے گو کہ درحقیقت فاقہ کشی ہی صرف مقصود زندگی نہین ہے -

"ہم لوگون مین روزہ رکہنا یہ ہے کہ ہم آنکہون سے زبان سے کانون سے ہاتہون سے اور پیرون سے گناہون کے ارتکاب سے روزہ رکہین" The Teaching of Zoroaster صفحہ ۴۴) -

مین یہ خیال نہین کرتا کہ زبان اور ہاتہون کے بارہ مین یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ روزہ رکہتی ہین جب کہ وہ کسی بے گناہ کو مارنے اور اوسکا گوشت نگلنے مین مصروف ہون - یہ بہی صاف طور سے کہا گیا ہے کہ نوترتیبی کے زمانہ کے قریب جسمانی ہستیان کہانا چہوڑ دیتی ہین اور بغیر کہانے کے زندگی بسر کرتی ہین (دادستان دینک باب ۳۲ - آیت ۲ و ایس - بی - ای جلد ۱۸ صفحہ ۷۷) -

مجوسیون کے نزدیک ایک فرقہ کے لوگ علانیہ طور سے آواگون کے معتقد تھے (دیکھو ہوگ صاحب Essays on The Parsis صفحہ ۱۵) -

ان حالون سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ روح موت کے بعد قائم رہتی ہے اور مختلف کیفیتون (صورتون یا حالتون) مین آواگون کرتی رہتی ہے جب تک کہ وہ پاک کرنے والے (روح القدس یعنی تپشیا) کی مدد سے موت کے دائرہ سے باہر نکلنے کی قابلیت حاصل نہ کرے جبکہ حاصل ہونے پر وہ پوتر پاک کئے ہوئے نور کے طور پر جوہر پہلو سے متبرک امر اور الہی ہے پوجیہ پرماتماؤن کے مقام پر جا پہونچتی ہے -

تپشیا کے بارہ مین ہمارے زمانہ کے کمزور انسان سب کم و بیش اس بات کے کوشان ہین کہ اسکو نامرغوب قرار دین اور پارسی لوگ بھی اس سے مستثنیٰ نہین ہین جیسا کہ مسٹر کپاڈیا کی Teaching of Zoroaster (صفحہ ۴۴) کے ذیل کے مضمون سے واضح ہے:-

"دیگر مذہبون کے خلاف وہ [پارسی مت] روزہ رکھنے یا غذا کے بالکل نہ کہانے کو ایک بُرا اور بے وقوفی کا فعل قرار دیتا ہے جس سے جسم کو نقصان پہونچتا ہے اور وہ کمزور پڑتا ہے"

مگر یہ ہماری واقفیت کے لحاظ سے بالکل غلط ہے - دادستان دینیک سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کو دور کرنے کے لئے متنفس کی کوشش اوس حد تک پہونچنی چاہیئے جو پریشانی کا درجہ کہا گیا ہے -

"......۱ - جیسے خیالات اچھے الفاظ اور اچھے اعمال کے ذریعہ گناہ کی کمی اور نیکی کی ترقی دراصل اوس کوشش اور دِقّت سے جو روح کے مذہبی اصولون پر عمل کرنے کا نتیجہ ہین ہوتی ہین - اور کوشش کی سختی چار تیز کے استقلال اور روح کی حفاظت سے جو ایماندار کو حاصل ہے

"دادستان دینیک کے بتیسوین باب مین یہ اہم سوال اوٹہایا گیا ہے کہ "آیا یہ دنیا بالکل بغیر انسان کے ہوجاتی ہے یعنی اِسمین کسی قسم کی جسمانی ہستی نہین رہتی ہے جب قیامت ہوتی ہے یا یہ کیونکر ہے ؟" اسکا جواب حسب ذیل دیا گیا ہے :-

" جواب یہ ہے کہ دنیا اپنی ابتدائی حالت سے اپنے از سرِ نو نئے بننے تک برابر نہ بغیر آدمی کے رہی ہے اور نہ رہیگی۔ اور بدی کی روح مین جو ناچیز ہے اِسکی کوئی متحرک خواہش نہین پیدا ہوتی۔ اور از سرِ نو نئے بننے کے زمانہ کے قریب جسمانی وجود کہانا ترک کردیتے ہین اور بغیر غذا کے زندہ رہتے ہین اور اونسے جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ امر ہوتی ہے کیونکہ اونکے جسم پانی اور خون سے خالی ہوتے ہین۔ ایسے وہ لوگ ہین جو باجسم انسان دنیا مین ہین جب کہ ایسے انسان ہین جو گذر گئے ہین اور پہر پیدا ہوتے ہین اور زندہ رہتے ہین"

اسکے علاوہ بابو گنگا پرشاد کی Fountainhead of Religion مین بہت سی کتابون کا حوالہ دیا گیا ہے جو آواگون کے مسئلہ کی بالکل صاف طور سے تعلیم دیتی ہین

کتب حوالہ مین چند مضامین حسب ذیل ہین -

(۱) " پُرانے جسم کا چھوڑنا اور نئے جسم کا دہارن کرنا لازمی ہے" (ہوشنگ ۱۴) -

(۲) "......اچھے کرمونکا کرنیوالا........ اپنے کرمون کے پہل ہو گئے کیلئے بادشاہ وزیر - حکمران یا امیر آدمی کے طور پر جنم پاتا ہے........ بادشاہون کو سکہہ مین جو رنج تکالیف اور بیماریان آگہیرتی ہین وہ اونکے پچہلے جنم کے کرمون کا پہل ہین........ شیر - چیتا - تیندوا - پلنگ بہیڑیا اور تمام خونخوار جانور جو دوسرے جانورون کو ایذا دیتے ہین پچہلے جنم مین........ بااختیار اور ذی عہدہ اشخاص تہے اور وہ جانور جنکو انسان مارتے ہین اونکے وزرا - ملازمین اور کار پردازان تہے جنہون نے اپنے مالکون کے حکم اور مدد سے بُرے افعال کئے تہے اور معصوم اور غریب جانورونکو ایذا پہونچائی تہی" (دنا بہایا ۹۷-۹۸-۱۵۶۹-۷) -

جانیکے لیئے - چونکہ تمام مخلوقات کا وجود اربعہ عناصر سے بنتا ہے۔ اسلئے
یہ امر چشم بینا کو ظاہر ہے کہ اونکے دنیاوی اجسام پہر عنصرون مین ملجاوینگے
روحانی اجزا او جسم کو جان بخشنے والی زندگی کے ابتدائی اسباب ہین
روح مین شامل ہو جاتے ہین - بوجہ روحانیت ذات کے وہ منتشر نہین
ہوتے ہین - اور روح اپنے اعمال کی ذمہ دار ہے - اُسکے کرمون کے
تحویلدار بہی جنکے سپرد اُسکے نیک وبد اعمال ہوتے ہین مقابلہ کے لئے آگے
بڑہتے ہین - جبکہ نیک کامون کی حفاظت کرنے والی زیادہ قوی ہوتی ہے
تو وہ الزام لگانے والے کے ہاتہہ سے اسکی حفاظت اپنی فتحیابی سے
کرتی ہے اور اسکو بڑے تخت پر بیٹہنے اور نوریون کی باہمی خوشی کے لئے
منتخب کرتی ہے اور اوسکی راستبازی مین ترقی کرنے کے لیئے ہمیشہ
مدد ہوتی رہتی ہے - اور جب بدی کی محافظ زیادہ طاقتور ہوتی ہے
تو اوسکی فتحیابی کے باعث روح مدد کرنے والے کے ہاتہون سے
چہن جاتی ہے، اور بہوک اور پیاس اور نہایت تکلیف دہ بیماریون کے
مقام پر پہونچ جاتی ہے - اور وہان بہی وہ چہوٹے چہوٹے نیک کام جو
اُسنے دنیا مین کئے تھے رائگان نہین جاتے ہین اس وجہ سے کہ ہوتی رہائی کی تکالیف
اور سزا گناہ کے لحاظ سے ہوتے ہین نہ کہ اندہا دہند طور پر کیونکہ
اسکی سزا کا ایک نگران ہے - اور انجام کار وہ رحیم خالق جو مخلوقات کو
معافی بخشنے والا ہے کسی روح کو دشمن کے ہاتہہ مین نہین چہوڑتا ہے
بلکہ ایک دن وہ گنہگارون کو بہی اور راستبازون کو بہی پاک کرنیوالے
کے ذریعہ گناہ کی تلافی ہونے پر بچا لیتا ہے اور اونکو مبارک مارگ پر
چلاتا ہے جو ابدی ہے" (ایس - بی - ای جلد ۲۴ - صفحات ۱۲۸-۱۲۹)

اور بچا چاہیئے اور کس کے ساتھہ امید ہے اور کون ہماری حفاظت کرسکتا ہے
ایکے حصول کا طریقہ ذات پاک کے سمجھنے کے سوا اور کچھ نہین ہے کیونکہ
...... صرف اوسکی ہستی ہی کا جان لینا کافی نہین ہے بلکہ اوس کی
ماہیت اور مرضی کا سمجھنا بھی ضروری ہے "

اب مین اس لکچر کے اختتام کے قبل پارسی مت کے اصلی اصولون کی اس مختصر تفتیش کو ختم کرونگا - یہ امر کہ اوس کے اصولون مین آواگون شامل ہے اوسکی عام تعلیم سے جس کا تذکرہ مین اوپر کرچکا ہون صاف ظاہر ہے - روح کے لافانی ہونیکا ثبوت بھی پارسیون کی شاستروں مین پایا جاتا ہے -

"دادستان دینیک (باب ۱۷-۴) مین تحریر ہے: "جسم کی روح اسوجہ سے کہ جسم مین دل کے لئے روحانی زندگی ہے انباشی ہے اور اسیطرح سے قوت ارادی یا ادراک (مثلاً خیال) بھی ہے جو اُس کے اندر رہتی ہے - اوس وقت مین بھی جبکہ اوسکو جسم سے رہائی دیدی جاوے "

شایست لاشایست کے بموجب (دیکھو باب ۱۷-۷) -

" اغلام کرنے والے کی روح شیطان بنیگی اور دہرم سے بہرشٹ ہوجانیوالے کی روح جھپٹنے والا سانپ "

شکند گمانک ویجار کے چوتھے باب مین روح کا آئندہ انجام اسطور پر بیان کیا گیا ہے :

" اگر پیدایشات کا اظہار دنیا مین موت کے وقوع ہونیکی وجہ سے زیادہ تر ہوتا ہے تو بھی یہ دیکھا جاتا ہے کہ موت مین ہستی کا بالکل ہی ناش نہین ہوجاتا ہے بلکہ وہ ایک ضرورت ہے ایک مقام سے دوسرے مقام پر یا ایک منصب (Position) سے دوسرے منصب پر

اسکو دانش کی اوس بڑی مجلس مین جہان مذاہب کی کانفرنس پر امتیاز صدر نشین ہے جگہ نہ مل سکے ۔ میرا یہ خیال ہوتا ہے کہ پارسی مت کی اعلی تشبیہات ہی وہ بنیاد ہین جنکے اوپر اوسکے قرب وجوار کے بعض بعض دینون نے اپنے دیو آے (مذہبی افسانون کے سلسلے) قایم کئے ہین ۔ دنیا کی پیدائش اور طوفان (پرے) منجملہ دیگر مسائل کے مختلف مذاہب مین تعجب خیز مشابہت رکہتے ہین ۔ اونکی تشریح بہی اوس طریقہ پر کرنی چاہیے جو ہم پہلے بتا چکے ہین نہ کہ تاریخی مفہوم مین ۔ شاید وہ دن بہت زیادہ دُور نہین ہے جب ان تمام مذہبی روایات کا مطلب دریافت ہو جاویگا ۔ اس اثنا مین ہمارا موجودہ علم ہمکو پورے طور سے یہ یقین دلاتا ہے کہ اونکا مفہوم ہرگز دنیا کی پیدائش سے جیسا کہ عام لوگ خیال کرتے ہین نہین ہے ۔ اصلیت یہ ہے کہ ان مذہبی روایات کے رموز اتنے گہرے اور نازک تھے کہ معمولی آدمی کی سمجھ کے باہر تھے اور کم از کم یہود دیون نے تو انکے مطالعہ کو جب تک وہ غلطی سے بچنے کے لئے پوری احتیاط کے ساتھ نہ پڑہے جاوین قطعی منع کر دیا تہا ۔ مشنا کی تعلیم ہے "پیدائش کی روایت دو آدمی کی جماعت کو مطالعہ نہ کرنا چاہیئے اور فلسفہ کو تنہائی مین بہی نہین پڑھنا چاہیئے سواے اوس حالت کے کہ جب طالب علم ذہین ہے اور ٹہیک نتایج نکالنے کی قابلیت رکہتا ہے" (ای ۔ آر ۔ ای جلد ۴ صفحہ ۲۴۵) ۔ ہندون نے بہی شودرون (رموز سے بے بہرہ لوگون) کو ویدون کا پڑہنا منع کیا ہے ۔ پارسی مت مین بہی یہ لکہا ہے :۔

"مقدس ذات کا سمجہنا پوری طاقت در سمجہ سرگرم تمیز اور مستعد دانش کے ذریعہ سے ممکن ہے" (شیکند گمانیک وجار باب ۵ ۔ آیت ۹۵ ایس بی ۔ ای جلد نہم ۲ صفحہ ۱۴۰) ۔

مقدس ذات کے سمجہنے کے بارہ مین پہر اوسی کتاب مین ایسا لکہا ہے (باب ۱۰ آیات ۳۷ ۔ ۴۳) :۔

"ہر سمجہدار آدمی کے لئے اتنا جاننا ضروری ہے کہ ہمین کس سے بہاگنا

دہات مین جلا دیتا ہے اور جہنم کی بدبو اور غلاظت اوس دہات مین
جل جاتی ہین اور جہنم بالکل پاک ہوجاتا ہے۔ اہورا مزدہ اوس
منڈل کو جس مین سے بدی کا شیطان بہاگ گیا ہے اوسی دہات مین
ڈال دیتا ہے۔ وہ جہنم کی زمین کو دنیا کی افزونی کے لیئے پہروا پس
لاتا ہے۔ دنیا کی نو ترتیبی اوسکی مرضی سے پہر شروع ہو جاتی ہے اور
دنیا ہمیشہ کے لیئے لافانی اور دوامی ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ یہ دنیا
برف اور نشیبون سے بری ہوتی ہے۔ اور وہ پہاڑ جسکی چوٹی پر چنوَد
نامی پل قایم ہے وہ بہی نیچے دب جاتا ہے اور اوسکا وجود
نہین رہتا۔"

یہ خوبصورت تشبیہی بیان اون واقعات کا ہے جو شدھ آتما کے تجربہ مین آوینگے
جب جب ایک سنساری جیو موکش کو پاتا ہے تب تب یہ ناٹک ہر مرتبہ ہوتا ہے۔
اوسوقت سب قسم کے میلان خاطر اور خاصیتین اور خیالات اور عادات جڑ سے
اوکہاڑ کر دیر آگ کی گہرا مین ڈال دیئے جاتے ہین جہان وہ تمام لوازمہ جو آتما مین ہے
سب کا سب تپ کی آگ سے غارت ہوجاتا ہے۔ وہ روزن جس سے بدی کا شیطان
اہورا مزدہ کی مخلوق پر دوڑتا ہے اب ہمیشہ کے لئے بند ہوجاتا ہے اور اوسپر
اُکانکشا (خواہش سے بریت) کا گنبد قایم کردیا جاتا ہے جو پرماتماپن یعنی ہمہ دانی
قدرت کلی پرم آنند۔ پورنتا اور امرپن کی علامت اور گارنٹی ہے۔ جو روحین نروان
حاصل کرتی ہین وہ واقعیٔ نہ تو شادی کرتی ہین اور نہ اونکی شادی کرائی جاتی ہے۔
وہ کپڑے نہین پہنتی ہین اور نہ کہانا کہاتی ہین اور نہ اونکا سایہ پڑتا ہے۔
ہماری تفتیش پارسی مت کے بارہ مین اب ختم ہوگئی ہے اور وہ ہمکو اس کہنے کی مجاز
ٹہیراتی ہے کہ اس مذہب کی اصلی تعلیم مین کوئی ایسی بات نہین ہے جسکی وجہ سے

کی شدھتا ایک ہمہ دان پرماتما کے طور پر جو اپنی ذات مین سمپورن اور کامل ہے حاصل ہو جاویگی -

دنیا کی نو ترتیبی کا آخری سلسلہ بندہیش مین ذیل کے طریقہ پر بیان کیا گیا ہے (دیکھو تیسوان باب) :-

" بعد ہو آگ اور یالہ شت ویرئو کی دہاتون کو پہاڑیون اور پہاڑونین گلادینگے اور وہ مثل ایک دریا کے اس دنیا مین رہیگا - تب سب آدمی اوس پگہلی ہوئی دہات مین گذر کر پاک ہونگے .... ہوشیانس مع اپنے مددگارون کے مردون آراستہ کرنے کا ایک جشن کرے گا اور اوس جشن مین ہدایوس نامی بیل کو ذبح کرینگے - اوس بیل کی چربی اور سفید ہوم سے وہ ہُش تیار کرتے ہین اور تمام انسانون کو دیتے ہین اور سب آدمی ہمیشہ کے لئے امر ہو جاتے ہین ...... پس وہ دنیا مین زندگی بسر کرتے ہین لیکن اولاد پیدا نہین ہوتی .... اسکے بعد اہورمزدہ بدی کے شیطان کو دبالیتا ہے وہومن اکومن کو اشاوہشت اندر کو شت ویرئو نیاور کو سپندرمد ترومت کو جو نونگہاز ہے ہوروداد اور امیرے داد تیرب اور زیریج کو راست گوئی دروگوئی کو سروش ایشم کو - پہر دو خبیث اہرمن اور آز آزاد رہجاتے ہین اہورہ مزدہ خود زوتا - سروش اور رسپی بنکر دنیا مین آتا ہے اور کستی کو ہاتہ مین لیتا ہے - کستی کے منتر سے شکست کہا کر بدی کے شیطان اور آز کی قوت زایل ہو جاتی ہے اور جس راستے سے شیطان آسمان مین آیا تہا اوسی راستہ سے وہ تاریکی اور ظلمات مین جاگرتا ہے - گوچہر سانپ اوس گلی ہوئی

پڑتی مانگی جائیگی - جل سے خون پودہون سے بال اور اگنی سے زندگی چونکہ ابتدائی خلقت مین یہ اونکے سپرد کیئے گئے تھے" (بندہیش باب ٣٠ - آیت ٦) -

اشیا متذکرہ روح کے چند اوصاف ہین جو مادہ کے اختلاط سے زایل ہو جاتے ہین اور جنکا کرتب (قدرتی فعل یا اظہار) ناپاکی کی حالت مین بند رہتا ہے -

یم کے باڑہ کی روایت اس مسئلہ کو پورے طور پر واضح کرتی ہے وہ روایت یہ ہے: دنیا مین ایک بڑی آفت آنیوالی تھی اہورامزدہ نے بہشت کے بادشاہ یم کو ایک احاطہ بنانے کی ہدایت کی جسمین مویشی بوجہ لانے والے چوپائے کارآمد جانور مرد اور عورتین سب سے عمدہ اور بہت ہی خوبصورت اقسام کی چڑیون جلتی ہوئی آگ کے ڈہیرون اور تمام اقسام کے بیجون کے جن مین ہر قسم کے جوڑے ہون اور جو بدی کے جوہر کی علامت سے پاک ہون آسکین - یہ باڑہ اب زمین کے نیچے چھپا ہوا ہے لیکن ہوشیتر کے ہزار سال کے دور مین پہر نمودار ہوگا جب اسمین سے انسان اور حیوانات برآمد ہونگے اور پہر دنیا کی ترتیب از سرنو کرینگے اور خوشحالی اور بہبودی کا زمانہ ہوگا -

(Teaching of Zoroaster صفحہ ٣٢ و ای - آر - ای جلد ١ - صفحہ ٢٠٧) -

اسکا مطلب یہ ہے کہ روح کی اعلیٰ ترین صفات اب مادّہ کی غلاظت کے نیچے دبی پڑی ہین اور اپنا طبعی فعل نہین کرسکتی ہین لیکن جب راستباز نجات دینے والا پیدا ہوگا جو اپنی روح سے ناپاکیون کو دور کریگا تو وہ سب اعلےٰ صفات جو اسوقت بیکار دبی پڑی ہین نمایان ہوجاوینگی اور خالص جوہر خود روح

بالکل غارت کردون اور جو کچھ اسطور پر ہے وہ دنیا مین آخری ذی روح تک ہے حتی کہ وہ (دونون جوہر) لقیہ انسانون مین بھی حلول کرتے ہین اور بدون کے بالکل بد ہونے کی وجہ سے اونکا ناش پورے طور پر جانا ہوا ہے۔ اور اسی طور پر اوس شخص کا کامل دبیان (تصور) جو راستباز ہے اور بار مزد کی ہمیشگی کی امید ہے" (ایس بی۔ای جلد ۵ صفحہ ۱۲۸)

زردشت اسلئے دنیا کا نجات دینے والا نہین ہے بلکہ اوسی قسم کی خیالی صورت ہے جیسے مختلف مذاہب کے مسیح مثلاً کرشن۔یسوع۔تمذ وغیرہ۔

قیامت مین چیزون کے از سر نو ترتیب پانے سے صرف جوہر روح کی پاکیزگی مراد ہے جسکو شاعرانہ خیال مین دنیا کی نو ترتیبی باندہا ہے کیونکہ جوہر روح کو اوسین سے مادہ کے سب ذرون کو نیکی اور بدی کے ترک سے علیحدہ کرکے پاک کرنا ہے۔ پرماتما پن نیکی اور بدی دونون سے اوپر ہے اور اپنی ہی ذات کے خالص تصور کا نام ہے لیکن نیکی آواگون کی اوتنی ہی باعث ہوتی ہے جتنی بدی۔دونون مین فرق صرف اسقدر ہے کہ نیکی سے پیدا ہونے والی قید کم ناگوار اور زیادہ تر خوشگوار ہوتی ہے اور بدی سے پیدا ہونے والی بہت تکلیف دہ اور ناقابل برداشت۔

قیامت کی آخری نو ترتیبی کے متعلق یہ صاف طور سے کہا گیا ہے کہ وہ کسی بالکل ہی نئی چیز کی خلقت نہین ہوگی کہ جبکا کوئی وجود پہلے نہ تہا یعنی اون اوصاف کی طرح نہ ہوگی جو روح اور مادہ کے ملنے سے پیدا ہوتے ہین جو نہ تو خالص روح اور نہ خالص مادہ ہی مین پائے جاتے ہین بلکہ جنکی پیدائش کہنا چاہیے کہ معجزہ کے طور پر نیستی سے ہوتی ہے۔ اسلئے یہ کہا گیا ہے:۔

"دیکہو جبکہ وہ پیدا کر دیا گیا جبکا وجود نہ تہا تو اوسکا جو پہلے تہا از سر نو پیدا ہونا کیون ناممکن ہے۔کیونکہ اوسوقت پر ہو" کی روح سے

عالمون کے لئے یہ بطور ایک اشارہ کے ہے (حوالہ سابق آیت ۱۱)۔ تیئیسوین یاسنا مین اس مسئلہ کے بارہ مین یہ زیادہ صاف طور سے دکھلایا گیا ہے کہ اسکا تعلق فرداً فرداً انسانون سے ہے۔ دیکھو دوسری آیت جو حسب ذیل ہے:۔

"تب تم اپنے کانون سے سنو اور عمدہ من کی نگاہ سے چمکدار شعلہ کو دیکھو۔ یہ مذہب کے بارہ مین ہر انسان کے لئے فرداً فرداً تجویز کرنا ہے۔ مدعا کے حاصل کرنے کی بڑی کوشش کے پہلے تم سب ہماری تعلیم کو سمجھو"!

پھر تیسری آیت مین ہدایت کی ہے کہ انسان اپنے امتیاز کو بدی کرنیوالون کے طور پر عمل مین لاوین:۔

"اسطور پہ ابتدائی جوہر قدیم سے مشہور ہین جو جوڑے کے طور پر اپنے مختلف میلانون کے ساتھہ ایک دوسرے سے مخلوط ہین۔ اور تاہم ہر ایک اونمین سے اپنی ذات مین آزاد ہے۔ ان دونون مین سے خیال تقریر اور فعل کے لحاظ سے ایک عمدہ اور ایک ناقص ہے۔ ان مین سمجھہ کر کام کرنے والے کو غور سے انتخاب کرنا چاہیے نہ کے بدی کرنے والے کے طور پر"

بالآخر زاد سپیرم مین یہ کہا ہے (باب ۵۔ آیت ۴):۔

"شاستر مین اسطور پر لکھا ہے پس یہ دونون جوہر (روح) ہی پہلی خلقت مین ایک دوسرے سے مل گئے یعنے دونون گایومرد کے جسم مین حلول کر گئے۔ جو کچھہ زندگی مین ہے اہورامزدہ کے اس مطلب سے ہے کہ مین اسکو زندہ رکھون۔ جو کچھہ موت مین ہے وہ بدی کے شیطان کے اس مطلب سے ہے کہ مین اوسکو

مغربی وشمال مغربی ملکون مین گذشتہ زمانہ مین مروّج تھے ۔

مین امید کرتا ہون کہ پارسی لوگ اب اطمینان سے خاموش نہین بیٹھینگے جب تک کہ وہ اس کل معمہ کو حل نہ کرلین جو قدرتاً اون کے لیے بمقابلہ ایک بالکل اجنب شخص کے جو اونکے دستور ورواج اور بالخصوص اونکی زبان اور روایات سے ناواقف ہے زیادہ آسان ہوگا۔ مین نے سمت تفتیش کو بتانے کے لئے بیان پر کافی کہا ہے اور میرے خیال مین پارسیون کی ایک کاربرداز اور قابل سرگرم جماعت سے بہت تھوڑے ہی عرصہ مین اپنے دھرم کے پاک واونچے مندر کو ازسرنو ساخت کرنے مین کوئی دقت نہ ہوگی۔ مگر اون کو اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ اونکی مقدس کتابون کے بموجب الہام "بے مثل اہورمزد کی نیکی اور ہمہ دانی" ہے (بُندہس باب ۱ - آیت ۲) - اور اوسکا تعلق "دونون جوہرون کے اختلاط کی تشریح" سے ہے (حوالہ سابق آیت ۳) - اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ شاستر کا تشبیہی مضمون صرف سائنس مذہب کے اصولون کو جسکی بیشمار صورتین بطور فرشتون انسانون وغیرہ کے باندہی گئی ہین مدنظر رکہہ کے سمجھ مین آسکتا ہے ۔ اسلئے ٹہیک ٹہیک علم (یا سائنس) ہی رموز مذاہب کے انکشاف اور خفیہ روایات کے زنگ آلودہ تالون کو کہولنے کے لئے اصلی کنجی ہے ۔

خلقت کی ترتیب کے اختتام پر غور کرتے ہوئے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ خود قیامت کا ٹہیک وہ ہی علمی مفہوم ہے جو نجات یا نِروان کا ہے کیونکہ یہ کہا گیا ہے (یاسنا ۱۹ - ۹):

" اور اون دونون جوہرون مین سے زیادہ فیاض (اہورامزدہ)
نے مجھہ [زردشت] کو پاکیزگی کی کل خلقت تبلادی جواب موجود ہے
اور جو وجود مین آرہی ہے اور جو آئندہ وجود مین آویگی ایسی زندگی
کے چہرتر اور حصول مدعا کے لحاظ سے جو اہورامزدہ کی یکتی مین
غرق ہوئے"

"خلاصہ یہ ہے کہ منجملہ تمام چرندون پرندون اور مچھلیون کے ہر ایک کسی نہ کسی مضر مخلوق کا مخالف پیدا کیا گیا ہے ...... مرغ شیطانون اور جادو گردون کا مخالف پیدا کیا گیا ہے جسکا مددگار کتا بنایا گیا ہے جیساکہ شاستر مین لکھا ہے کہ دنیا کی مخلوقات مین سے وہ شیاطین کو غارت کرنے مین سروش کی مدد کرتے ہین وہ مرغ اور کتا ہین ......

کتا ایسے خبیث کا غارت کرنے والا ہے جیسے انسانون اور جانورونکین طبع [آیات ۲۰-۲۲و۲۴] ...... کتے بھیڑیون کی قوم کے دشمن اور بھیڑون کی حفاظت کے لیئے پیدا کئے گئے ہین [آیت ۲۷] ...

...... اہورامزدہ نے کوئی چیز بیکار نہین بنائی کیونکہ سب چیزین کارآمد بنائی گئی ہین - جب انکی اصلیت نہین سمجھتا ہے تو اوسکو چاہئیے کہ دستور [پروہت] سے دریافت کرے کیونکہ اوسکی پانچ ترتیبین اس ترکیب سے بنائی گئی ہین کہ وہ برابر خبیثون کو غارت کرتا رہے"

(آیت ۳۶) -

مین نہین خیال کرتا ہون کہ آج کل کے زمانہ مین کوئی دستور ایسا ہے جو اہورامزد کی خلقت کا مفہوم سمجھتا ہو معلوم ہوتا ہے کہ اون سب نے لفظی تعبیر کا زہر خوب پیا ہے اونکو بجز فیش ایبل علمی خالق پرستی کے (دیکھو الیس اے کپاڈیا کی ٹیچنگ اوف زرد سبٹر Teaching of Zoroaster صفحہ۱)

اپنی مقدس کتابون کے ہر صفحہ وسطر مین اور کچھ نظر نہین آتا ہے - بنڈیش کے پڑہنے کے بعد مجھے کوئی شبہہ اس امر مین باقی نہین رہا ہے کہ وہ یہودیون عیسائیون اور مسلمانون کے عجیب و غریب افسانون کی کنجی ہے - اور یہ بات غیرا غلب نہین ہے کہ اور دیگر بہت سے مذہبی افسانہ بہی اوسکے سانچہ پر بنائے گئے ہون جو ایران کے

اور جو پو جادہ آتش کدہ مین کرتے ہین جب کہ وہ ٹھیک بھی نہین ہوتی ہے
"تو وہ شیاطین تک نہین پہونچتی مگر وہ پوجا دوسرے مقامات پر کیجاتی ہو
جب کہ اوسے لوگ ٹھیک طور پر نہین کرتے خبیثون تک پہونچتی ہے کیونکہ
پوجا مین کوئی درمیانی حالت نہین ہے - یا تو وہ فرشتون تک یا شیاطین
تک پہونچتی ہے" (شائیست لاشائیست باب ۹ - ۵) -

فرشتے ہمارے افعال سے پیدا نہین ہوتے کیونکہ وہ تو پہلے ہی سے روح کی بڑی خصلتون کے مخالفین کے طور پر موجود ہین - پس روح کی شیطانی حرکات کے تلاش کرنے ہی سے اونکا ظہور ہوتا ہے لیکن وہ اسطور سے پیدا نہین ہوتے ہین - اسوجہ سے وہ وہرم گیان (اد ہار مزدم) کی مخلوق تصور کئے جاتے ہین جبکے مدی جلال سے وہ پیدا ہوتے ہین - انکے بارہ مین کہا جاتا ہے کہ وہ انسان کو برکتین اور نعمتین دیتے ہین کیونکہ بہبودی ایسی نیک صفات کا صلہ ہے جیسے پاک خیالات - روحانی پاکیزگی وغیرہ - فرشتے روشنی کی اقلیم مین وہرم گیان کے جلال مین رہتے ہین جنکی حفاظت کے لئے سمجھہ کی فصیل قائم ہے (زادسپرم باب ۵ - ۱) جسکو مربی روح اہورا مزدہ نے بنایا ہے - خلقت کے دیگر اقسام مین ہر چیز کسی نہ کسی صفت کو ظاہر کرتی ہے جو مذہب یا اوسکے مخالف بے دینی سے تعلق رکھتی ہو - موت روحانیت کے معدوم ہونے کو کہتے ہین پہر شستا بد اعتقادی کی غلاظت کو اور گائے روحانی راستبازی کو - ایرانی لوگون سے مراد اہورا مزدہ کے پاک معتقدون سے ہے - اَرطیتی اعلیٰ راستبازی ہے اور گایون کی روح زاہدون کی آتما ہے جو مسیح (نجات دہندہ) کی آمد کے لئے رو رہی ہے - خلقت کے تمام دیگر محکمون مین بھی اسی قسم کے رو پک پائے جاتے ہین - اس امر کا بیان بہت صاف طور سے بندہیش کے اونیسوین باب مین کیا گیا ہے جس مین سے مین حسب ذیل قابل غور خلاصہ پیش کرون گا :-

(۴) سپنیتا آرمیتی = دینداری۔
(۵) ہوروتات = محفوظ رکھنے والی سلامتی۔
(۶) اَمیرے تات = دوامی زندگی۔

یہ چھہ بڑے فرشتے ہین۔ خبیث انکے مخالف ہین۔ خبیثون کا سردار اہرمن ہے جسکا مقام غلاظت ہے اور جو اہورامزدہ کے مخلوق کا تن سے من سے اور بچن سے بدخواہ ہے (بندا ہش باب ۲۸ آیات ۱ و ۲) مابقی مین سے اَکومن کا یہ کام ہے کہ وہ بڑے خیالات اور جھگڑے پیدا کرتا ہے۔ ترَومت نافرمانبرداری کا پیدا کرنے والا ہے۔ میتوخت دروغ گو ہے۔ اَرَسک بغض ہے۔ اکتاش ویلے معنی لگانیوالا۔ اَزَ لالچ ہے۔ آیشم غصہ ہے اور نس ناپاکی اور گندگی پیدا کرتا ہے۔ اور "ان مین سے ہر ایک کے ساتہہ بہت سے شیاطین اور خبیث کارپرداز ہین ...... برسات دُکہہ اور بڑہاپے کے بلید ہین ...... بدبو سٹرن اور گندگی کے لانیوالے ہین جو بہت ہین بے شمار ہین اور جو بدی مین مشہور ہین اور اون سب کے جزو انسانونکے جسمون مین ملے ہوئے ہین اور اونکے اوصاف انسانون مین صاف نظر آتے ہین ...... بہت سے نئے خبیث مخلوق کے نئے گناہون سے پیدا ہوتے ہین" (حوالہ سابق باب ۲۸) کیونکہ بڑے خیالات بڑے الفاظ اور بڑے اعمال سے شیاطین پیدا ہوتے ہین اور اونسے اونکو قوت پہونچتی ہے اسلئے یہ کہا گیا ہے: "نفس پرستی نہ کر تاکہ تیرے ہی کرمون سے تجکو نقصان اور افسوس حاصل (دِینائے مینوگ خرد باب ۲-۲۳ و ۲۴) ۔ یہی خیال تحت کی تحریرون مین بھی پایا جاتا ہے:-

"...... خبیث پرستی تونے کی تہی اور شیاطین اور خبیثون کی خدمت کی تہی [حوالہ سابق باب ۲-۷ ۱و ۲۳ ۱] ......

اسلئے اہورامزدہ اور اہرمن کے بارہ مین یہ کہا جاتا ہے کہ "اُنکے درمیان خالی خلا رہتی یعنی جسکو 'ہوا' کہتے ہین جس مین اب اُنکا ارتباط ہے" (بندہشن باب ۱- آیت ۴ والیس- بی- ای جلد ۵ صفحہ ۴)-

مخالفین روشنی کے فرشتے اور تاریکی کی اولاد یعنی شیاطین ہین- اول الذکر کا بادشاہ اہورامزدہ ہے جو ہمہ دان ہے لیکن شیاطین کا افسر اندہا اور جاہل ہے (بندہشن باب ۱- آیت ۱۹) اور اپنی آیندہ پیش آنیوالی تباہی کو نہین دیکھہ سکتا ہے- (دنکرد- د ای- آر- ای جلد ۱ صفحہ ۲۳۷)- چنانچہ اہورامزدہ بدی کے شیطان سے کہتا ہے: "اے بری روح تو ہمہ دان اور قادر مطلق نہین ہے اسلئے تو مجکو غارت نہین کر سکتی ہے اور میرے مخلوق کو میری طرف آنے سے نہین روک سکتی ہے" (بندہشن باب ۱- آیت ۱۶)- اہرمن کی آخری شکست انسان کے ہاتھہ ہے (ای- آر- ای جلد ۱ صفحہ ۲۳۷)-

دہرم گیان (اہورامزدہ) اسلئے اپنے اندہے اور جاہل دشمن سے مہلت حاصل کر لیتا ہے جسمین "دو لڑنے والے بھڑے رہین" (بندہشن باب ۱- آیت ۱۸) کیونکہ اسوجہہ سے کہ بدی کی پوری شکست حق پرست آدمی کے پیدا ہونے تک ناممکن ہے اسلئے اہورامزدہ جو غیر ممکن کو ممکن نہین کر سکتا ہے اپنے بڑے مخالف پر فتحیاب نہین ہو سکتا ہے- یہ زمانہ لڑنے والون کے بھڑے رہنے کا ہے جس مین روح مادیات نباتات- حیوانات اور نیچے درجہ کی انسانی قالبون مین آواگون کرتی رہتی ہے- مقرب فرشتے حسب ذیل ہین:-

(۱) وہومناہ = پاک خیال-

(۲) اشاوہشت = کامل راستبازی-

(۳) کشترویریا = مطلوبہ بادشاہت-

اہونا مژدہ اہرمن کو بدی سے جو اوسکی دائمی خصلت ہے روک سکتا ہے
تو اوسکا مطلب یہ ہوگا کہ خبیث کو دیوتا اور دیوتا کو خبیث بنانا ممکن
ہے اور تاریک کو روشن اور روشن کو تاریک بنانا بھی امکان مین ہوگا
واہ کیا خوب کہا ہے - بیشک قدرت کُلّی ہین ناممکن کو وجود مین لانا شامل نہین ہے
چنانچہ اینگرا مینیو ذیل کے قابل غور الفاظ مین اپنے انباشی ہونیکی شیخی مارتا ہے :-
"تمام دیوتا بھی مل کر مجھے نہ مار سکے برخلاف میری ذات کے اور صرف
زردشت کی رسائی مجھ تک ہو سکتی ہے برخلاف میری ذات کے
وہ مجھے اہونا ویریا سے جو پتھر جیسا مضبوط اور مکان جیسا بڑا
آلہ ہے مارتا ہے - وہ مجھے اَشاوَہشت سے جلاتا ہے
گویا وہ پگھلا ہوا پیتل ہے - وہ ثابت کر دیتا ہے کہ میرے لیئے اس
دنیا کو چھوڑ دینا اچھا ہوگا - وہ سپیتم زردشت صرف ایک ہی
شخص ہے جس سے مین ڈرتا ہون" (ایس - بی - ای جلد ۲۳
صفحات ۲۷۴ و ۲۷۵) -

اہونا ویریا پارسیون کی دعا ہے اور اَشاوَہشت اونکا ایک پاک منتر ہے -
پس مطلب یہ ہے کہ جس دشمن کو تمام دیوتا غارت نہین کر سکتے ہین اوسکو ایک بزرگ
سادہو جس نے اپنے تئین دھرم اور ویراگ مین کامل بنالیا ہے جیت سکتا ہے -
ان دونون مخالف قوتون کا ملنا اونکے درمیانی علاقہ مین ہوتا ہے جو ایک
قسم کا لاوارث مقام ہے جس مین بالآخر انکی آخری جنگ بھی ہوتی ہے - اسکی
وجہ یہ ہے کہ نہ تو روح کی اصلی ماہیت (دھرم گیان کی اقلیم) اور نہ مادّہ کی
اصلی ماہیت (اہرمن یعنے بیدھرمی کے علاقہ) مین ایک دوسرے کا دخل کسی طور سے
ممکن ہے حتی کہ جو چیز اونکے ملنے سے مؤثر ہو سکتی ہے وہ محض اوصاف کا اظہار ہے

کہا گیا ہے کہ وہ اہور امزدہ کے مخلوقات کی صورت کو بگاڑ ڈالتا ہے جس سے یہ
ایک مادّی جوہر کا وجود مفہوم ہوتا ہے :-
اس بد صورتی کی تشریح شکند گمانک وِجار (باب ۲-۶-۹) مین حسب ذیل
کی گئی ہے -

"ضرر پہونچانا یا پہونچانا خواہ وہ کسی طرح سے کیون نہ ہون واقع
نہین ہوتے بجز اختلاف ماہیت کے اور بجز اِسکے کہ وہ ایسی اشیا کی
مابین ہون جنکی خاصیت ایک دوسرے کے مخالف ہے - کیونکہ
ایک ہی خاصیت والون مین مرضی اور اتفاق ایک دوسرے
کے ساتھہ یکسان ہوتے ہین اور وہان نہ ضرر پہونچانا ہوتا ہے
اور نہ ضرر پہونچنا - اور وہ جو مخالف خاصیت کے ہین وہ اپنی طبعی
مخالفت کی وجہ سے ایک دوسرے کے غارت گر اور ضرر رسان ہوتے
ہین جا ہے جس طرح پر اونکا اختلاط ہو - یکسان خاصیت والے
اپنے اتفاق اور طبیعت کی یگانگت کی وجہ سے زندہ دل کارگذار
اور ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہین جب وہ آپس مین ملتے ہین"
(ایس - بی - ای جلد ۲۴ صفحہ ۱۲۳) -

تب اہورامزدہ کی قدرت کلّی کی کیا وقعت ہے اگر وہ اہرمن کو نہین روک
سکتا ہے - جواب یہ ہے (حوالہ سابق صفحات ۱۲۴ و ۱۲۵) :-

"........اہرمن کے برے افعال اوسکی بری خاصیت اور
بری طبیعت کی وجہ سے ہوتے ہین جو بحیثیت خبیث کے اوس کے
دائمی اوصاف ہین - اہورامزدہ کی قدرت کلّی وہ ہے جو سب ممکنات
پر ہے اور اوس سے محدود ہے ...... اگر مین یہ کہون کہ خالق

"......روح کی حفاظت کی ضرورت سے روح کی ناپاکی
وگمراہی ثابت ہین - اور روح کی ناپاکی اور گمراہی سے انسان کی
خیالات الفاظ اور افعال کے گندہ اور بھرشٹ کرنے والے کا
وجود ثابت ہوتا ہے - پس سب باتون پر لحاظ کرنے سے ینظاہر ہے
کہ روحون کا کوئی گمراہ کرنے والا ہے"

مصنف موصوف بلاغلطی کئے ہوئے اتنا اور کہہ سکتا تھا کہ ۱- ایک جوہر ہستی کے گندہ کرنے کے لئے گندہ کرنے والا بھی ضرور کوئی جوہر ہونا چاہیئے - اس ناپاکی کا نتیجہ دینائے بینوگ خرد (ایس-بی-ای جلد ۲۴ صفحہ ۳۲) مین اسطرح پر درج ہے :-

"اور اہرمن شیطان نے اکشو ن اور خیشون کو اور مابقی
شیاطین کو اپنے ناجائز دخول (اختلاط) سے پیدا کیا"

یہ شیاطین خواہش نفسانی لالچ - غصہ ور روح کی دیگر قسم کی بری صفات و جذبات ہین جو ادسین مادہ کے اختلاط سے پیدا ہو جاتے ہین - لیکن یہ تو دراصل جینیون کے آسرو اور بندھ کے اصول ہین جنکا ذکر ہم مذہبی سائنس کے سلسلہ مین کر چکے ہین - یہ امر زادسپیرم (باب ۲-۹) سے بھی ظاہر ہوتا ہے :-

"........کل روے زمین پر سانپ بچھو اور بہت اقسام کے
ایذا رسان حشرات العرض تھے اور اسواسطے دیگر اقسام کے
چوپائے رینگنے والے کیڑون مین کہڑے تھے - زمین کسی جگہہ پر
ان مخلوقات سے خالی نہ تھی یہان تک کہ سوئی کی نوک کے
برابر بھی جگہہ نہین بچی تھی جسمین یہ کیڑے نہ بھر گئے ہون"

زادسپیرم کے چوتھے باب کی دسوین آیت مین اہرمن کے بارہ مین یہ

"اس سے انکار نہین ہو سکتا ہے کہ وہ سخت اقتباسی ہے اور ٹہیک اُس حد تک کہ جہان تک اس مین رنگ اور افسانہ نہین پائے جاتے ہین اسکی گمبہیرتا ظاہر ہے"

مگر اصلیت یہ ہے کہ وہ خیالی اقتباس اور افسانہ سازی دونون کے پہلو لئے ہوئے ہے۔ اسکا کوئی جزو تاریخی طور سے پڑہنے کے لئے نہین لکہا گیا نہ وہ جزو دیا جس مین صدیون مدتون سلطنتون اور برسون کا ذکر ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ہم آج ہر یک ایکٹر کے راز کو جسنے زندگی کے اس مقدس ناٹک مین حصہ لیا ہے نہ سمجہ پائین۔ مگر تسپر بہی ہمارا علم اسقدر کم نہین ہے کہ ہم اوسکی پلاٹ کا اطمینان اور یقین کے ساتہ خاکہ نہ کہینچ سکین۔

اہورا مزدہ سے مراد حیات کے اُس پہلو سے ہے جسے دہرم کہتے ہین یعنے دہرم مارگ ہے۔ لفظ اہورا سنسکرت اَسُر کے برابر ہے جسکے معنی ایشور یا پربہو کے ہین اور مزدہ کی مطابقت میدھس سے ہے جس کا مفہوم سنسکرت مین سائنس کا ہے اس لئے اہورا مزدہ الٰہی دہرم گیان یعنے حیات جاودانی کے سائنس کا روپک (रूपक) ہے۔ اور مزدو جو پہلوی اد ہرمزد کی جسکو عام طور سے اہورہ مزدہ کہتے ہین فارسی شکل ہے کبہی نہ ختم ہونے والی دوامی روشنی مین رہتا ہے کیونکہ دہرم کا اصلی وجود نور خالص مین ہی ممکن ہے جو کبہی نہ ختم ہونے والی دائمی روشنی ہے۔

دشمن بدی یعنے تاریکی ہے جو اسقدر گہری ہے کہ تم اُسے ہاتہہ سے پکڑ سکتے ہو (ای۔ آر۔ ای جلد ۹ صفحہ ۵۶۷)۔ یہ پوری علامت مادہ کی ہے جس مین بدی کا نواس ستہان (قیام) ہے۔

ارواح کے بہشت کرنے والے کی ہستی شکند گومانک وجار کے مصنف نے حسب ذیل دلیل سے ثابت کی ہے:۔

اشا (Asha) ارتا (Arta) کے مطابق نہین ہے بلکہ ارمتی راستبازی دعا برابر ہے اریتی راستبازی دانش کے ۔کشتر ورئون کی بادشاہت ہے جیسے کشتہرا ویریا مزدہ کی اقلیم ہے ۔سوروتات یعنے دیانت داری ہودروتات کے برابر ہے جبکہ پوترمن (دوہومناہ) کا خیال گو وید مین اس کا ذکر نہین آیا ہے (تاہم وہ) قدیم ہندوستانیون کی اخلاقی لغت مین معلوم ہوتا ہے پایا جاتا تہا کیونکہ وید کے پجاریون مین ہر ایک سومنس یعنے پاک من والا کہلاتا تہا۔"

رات سے ورئون کے تعلق کی مطابقت بہی پارسی مذہب مین پائی جاتی ہے۔

"جب اہورا مزدہ جسنے ارواح کا بنایا ہوا جامہ جو ستارون سے مزین ہے پہن لیا ہے متہرا اور رشنو اور پاک آریتی کے ہمراہ جس کا نہ شروع ہے اور نہ انجام ہے وہان ہے" (لیشت ۱۲-۳= ای-آر-ای جلد ۹ صفحہ ۵۶۸)۔

عالم کے اوورسیئر (Overseer) کے طور پر ورئون کی تشبیہ چاند سے دیجا سکتی ہے جو رات کا بادشاہ ہے۔ اسیریا دبے بی لونیا کے دیوآون مین چندر مادیوتا کہا جاتا ہے بڑے اونچے درجہ کا دیوتا تہا (ای-آر-ای جلد ۹ صفحہ ۵۶۹)۔ زردشت کے مذہب مین بہی چاند کو بڑے مقرب فرشتون کے رہنے کا مقام بتایا ہے "وہ بار بارے تو یعنے مرشد یا مربی داشا (انصاف) کہا گیا ہے" (ای-آر-ای جلد ۹ صفحہ ۵۶۸ بحوالہ لیشت ۷-۳)۔

دنیا کی ابتدا کے متعلق بہی ایرانی خیال کا خفیہ پہلو ہر مقام پر نمایان ہے۔ ایل ایچ ملز صاحب کے بموجب (دیکہو ایس-بی-ای جلد ۳۱ صفحہ ۲۶):-

جبکہ ایک ایسے قانون کی کبہی غلطی نہ کرنے والی صحت جو مختلف اشیا کے وصاف کے ذریعہ سے نافذ ہوتا ہے واقعی انصاف کا ایسا نمونہ ہے جس تک پہونچنے کی کوشش مین انسانی ہم کبہی کامیاب نہین ہو سکتے ہین - لیکن یسترکی ہمہ دانی خالص روح کی ہمہ دانی ہے اور ورُذن کی اس شاعرانہ ہمہ دانی سے بالکل مختلف ہے -

پارسیون مین متہرا نے اہورا مزدہ کی برابری کا درجہ حاصل کیا جو کہتا ہے :-

"جب مین نے متہرا کو وسیع چرا گاہون کا خداوند بنایا تب ای سپیتم مین نے اسکا ویسے ہی یعنے اہورا مزدہ کے مانند قربانی اور حمد کا معبود بنایا"

(یشت ۱۰-۱) -

متہرا کو درمیانی بہی کہتے ہین جسکا یہ مطلب ہے کہ وہ مسیح کے طور پر مانا جاتا تہا متہرا عام طور سے تصویرون مین بیل کو قتل کرتے ہوے پایا جاتا ہے جو قربانی کے سلسلہ مین مویشی پن یعنے جہالت (یا خواہشات نفسانی) کی علامت ہے - علاوہ پارسیونکے خیال کی مزید مطابقت دکہانے کے لئے مین ذیل کے قابل غور مضمون کا حوالہ دیتا ہون (دیکہو ای - آر - ای جلد ۹ صفحہ ۵۶۸) :-

"جیسے اہورا مزدہ کے اردگرد اخلاقی خداوندون کا دربار لگتا ہے اسی طور پر ہندوستان کا دانشمند اسُر بہی مذہبی اصولون کے روپکون یعنے روشنی کے دیوتاؤن مین اوّل ہے .... ہندوستان مین ان اصولون مین ہم بہاگ یعنے خوش قسمتی - انش (Amsa) یعنے حصہ - دکش یعنے قابلیت وغیرہ وغیرہ کو پاتے ہین - اگر وہ وہی نہین ہین جو پارسیون کے فرشتے ہین تو یہ محض اتفاق کی بات ہے - کیونکہ ایران کے مختلف مذہبی عقاید کے روپکون سے مطابقت رکہنوالے روپک ویدون کے رموز مین بہی پائے جاتے ہین - صرف یہ تاہی

اور تارے جو رات کو آسمان مین نظر آتے ہین دن مین چھپ جاتے ہین
ہوا مین اُڑنے والی چڑیان اور کبھی نہ سونے والے دریا اوسکی
طاقت اور غضب کو نہین جان سکتے ہین ۔ لیکن وہ آسمان مین پرندونکی
اُڑان کو بہت دور دراز سفر کرنیوالی ہوا کے رُخ کو اور سمندر مین
جہازون کے راستون کو جانتا ہے اور تمام پوشیدہ باتون کو
جو آج تک ہوئی ہین یا آئندہ ہونگی دیکھتا ہے ۔ وہ انسانون کے
جھوٹ اور سچ کا شاہد ہے

" اوسکے جاسوس آسمان سے اوتر کر تمام دنیا مین چارونطرف
گھومتے ہین ۔

" اونکی ہزارون آنکھین دور سے دور مقامون تک زمین
مین دیکھتی ہین ۔

" جو کچھہ بہشت مین اور زمین پر ہے اور جو آسمان کے باہر ہے ۔

" وہ سب ورُون بادشاہ کے سامنے صاف صاف موجود ہے ۔

" ہر ایک ذی روح کی آنکھون کی پوشیدہ جنبشون کو وہ گنتا ہے ۔

" وہ اس دنیا کے ڈہانچہ کو اسطور پر سادھے ہوئے ہے جیسے کوئی پاسہ
پہینکنے والا پاسہ پہینکے ۔

" وہ گرہ دار پہندے ۔ اے خدا ۔ جو تو پہینکتا ہے ۔

" اون مین سب جھوٹون کو پہنس جانے دے لیکن سب سچونکو اونسے بچا"

(Muir Sanskrit Hindu Mythology)

ورُون کی ہمہ دانی بلاشک شاعرانہ خیال مین نیچر (قدرت) کی ہمہ دانی ہے جسکی
خلاف ورزی نہین ہو سکتی نہ جسکو دہوکہ دیا جا سکتا ہے اور نہ جسکے ساتہہ دغا ممکن ہے

ہونا پایا جاتا ہے جبکہ اسر مزاش فی الحقیقت اسر یا کے لوگون کی زبان مین ایران کی خدا اہورا (سنسکرت زبان کا اسر) مزدہ کا نام ہے (دیکہو ای - آر - ای جلد ۸ صفحہ ۷۵۴) - پلوٹرک ہمکو بتاتا ہے کہ متہرا کی پرستش روم مین سیسلی کے بحری ڈاکون نے جو ۶۷ قبل مسیح مین گرفتار ہوئے تھے پہونچائی تہی (حوالہ سابق صفحہ ۷۵۵) -

متہرا سے کیا مراد ہے - ؟ اسکے بارہ مین کوئی شبہہ نہین ہے کہ متہرا اور اسکا دوست ورؤن روشنی کے دیوتا مانے جاتے ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ وہ دونون گیان یا دہرم کے کسی پہلو کے روپک ہین - میترون کا دیوتا ہے اور ورؤن رات کا دن اور رات غالباً روح کی اصلی اور ناپاکی کی حالتون کا اظہار کرتے ہین - اسطور پر میتر (جسکے لفظی معنی دوست کے ہین) الٰہی دانش یا الہام یا سمجہ کو جو انسان کی بڑی کارآمد دوست ہے ظاہر کرتا ہے اور ورؤن زندگی کے کسی خاص فعل کو جو آواگون کی حالت مین پایا جاوے - چنانچہ ورؤن جانداروں کی قسمت کا منصف مصنف ہے جو خود بخود قانون قدرت کے تابع بنتی رہتی ہے - ورؤن کا ہندو دیوتاؤن کے کارنامون مین اسطور پر ذکر آیا ہے :-

" اوسکی نگاہ تیز کہی جاتی ہے کیونکہ وہ انسانون کے دلون کی بات کو جانتا ہے - وہ دیوتاؤن اور انسانون کا راجہ ہے - وہ بلوان اور خوفناک ہے - اور کوئی اسکے حکم کو ٹال نہین سکتا ہے - وہ عالم کا حکمران شہنشاہ ہے - وہ ہی سورج کو آسمان مین طلوع کراتا ہے - وہ ہوائین جو چلتی ہین محض اسکے سانس ہین اسنے دریاؤن کے راستے کہودے ہین جو اوسکے حکم سے بہتے ہین - اور اوسنے سمندر کے عمق کو بنایا ہے - اوسکے احکام مقررہ ہین - اونکو کوئی رد نہین کرسکتا ہے - اونکے نفاذ سے چاند روشنی مین چلتا

اسمین مہترانی مت (Semitism) کی طرف متوجہ ہوتا ہون جو ایکزمانہ مین ایشیا کے تمام مغربی حصہ مین ہندوستان کی سرحد سے لیکر روم (Rome) تک پہیلا ہوا تہا - یہ کم از کم اصلیت مین تو ضرور یہی تہا خواہ نام بہ کہین کہین نہ بہی ہو - یہ عام طور سے قیاس کیا گیا ہے کہ متہرا ویدون کے مترا کا عکس ہے اُن کتبون کے بموجب جو ایچ ونکلر صاحب کو بمقام بوغازکیوی ۱۹۰۷ء مین دستیاب ہوئے تھے اور بالخصوص اُسکے بموجب جسمین شاہ سُبّی لولیوما اور متی اُدازہ ابن تُشرت شاہ مِتنّی کے صلحنامہ کا ذکر ہے متر - ورُون اندر اور سمرو واشونی کمارون کی پرستش مِتنیَ کے ضلع مین چودہوین صدی قبل مسیح کے دور دراز زمانہ مین ہوتی تہی یہ امر اس بات کی زبردست شہادت ہے کہ اوس قدیم زمانہ مین ہندوستانی آریہ لوگ ایشیا کوچک تک حکمران تھے - مین مولٹن صاحب کی اِس رائے سے اتفاق کرنے پر راغب ہون کہ اِس امر سے غالباً بجز اِسکے اور کوئی نتیجہ نہین نکلتا ہے کہ آریا لوگ بادشاہ تھے مگر رعیت وہین کے اصلی باشندے تھے جنپر آریاؤن نے فتح پائی تہی - اس سے یہ بہی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ کچھ آریا لوگ تاریخی زمانہ سے پیشتر مغرب کی طرف چلے گئے تھے جیسا کہ بعض عالمون کا خیال ہے -

ایران کے پارسی بلاشک ہندوستانی آریاؤن کی ایک شاخ معلوم ہوتے ہین جو کہ بہت قدیم زمانہ مین فارس مین جا کر بسے تھے اور ہندوستانی آریاؤن کے خیالات و رسومات اپنے ساتہہ لیگئے تھے جیسا کہ بابو گنگا پرشاد صاحب نے جنکی رائے اس معاملہ مین یورپین محققین کی رائے سے متفق معلوم پڑتی ہے اپنی کتاب موسومہ بہ Fountainhead of Religion مین پورے طور سے ثابت کر دیا ہے - اَسریا کے بادشاہ اسربنی پال (۶۲۶-۶۶۸ قبل مسیح) کے کتب خانہ کی ایک تختی ملی ہے جسکی تحریر سے متہرا اور شمس کا ایک

پہلو ہے۔ بیوہار کے بموجب ترِیتنکرون کے کہے ہوے اصولون پر ایمان لانا سچا اعتقاد ہے۔ تتّون کا گیان جیسا جین شاستر مین بتایا گیا ہے سچا علم ہے۔ اور اون اصولون پر عمل کرنا جو جین مت مین گرہست اور سادہو کے لئے بنائے گئے ہین سچا چارتر یا عمل ہے۔ لیکن چونکہ روح خود دراصل پرماتما ہے اسلئے وہ خود ہی سچے اعتقاد سچے گیان اور سچے چارتر کی مجسم مورتی ہے۔ درببیہ سنگرہ کی تفسیر مین جسکا ابھی حوالہ دیا گیا ہے مسٹر ایس۔سی۔گہوشال صاحب لکھتے ہین:۔

"پورن (سچا) اعتقاد سچا علم اور سچا چارتر معمولی طور سے موکش کے باعث ہین حالانکہ دراصل ان تینون گنون سے متصف آتما ہی خود نجات کا کارن ہے" (دیکھو ایس۔بی۔جے جلد ا صفحہ ۱۱۰)۔

یہی وجہ ہے کہ اپنی ماہیت کو جاننے والا آتما اپنے بارہ مین یہ کہنے کا مجاز ہے کہ

"مین راہ حق اور زندگی ہون"

وہ سلسلہ بہی جس مین ان تینون صفات کا ذکر آیا ہے بڑا با معنی ہے کیونکہ یہ اسی سلسلہ مین ہمیشہ جین شاسترون مین پائی جاتی ہین۔ یہ سلسلہ مسٹر جے۔ ایل۔جینی صاحب کے تتوارتھ سوتر کے ترجمہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے جو ایس۔بی۔جے کی دوسری جلد ہے۔

"ان مین سے سچا اعتقاد بنیاد ہے جسپر باقی دونون امور قائم ہین سچے علم کے پہلے اسکا حاصل ہونا ضروری ہے۔ وہ علّت ہے اور سچا علم معلول ہے۔ سچے گیان مین سچا اعتقاد ہمیشہ شامل ہے اسی طرح پر سچا چارتر سچے گیان سے ہوتا ہے جو اُسکے پیشتر ہوتا ہے اور سچے چارتر مین سچا گیان اور سچا اعتقاد شامل ہین۔ اسوجہ سے ہم سوتر مین پہلے سچا اعتقاد پہر سچا گیان اور سب سے آخر مین سچا چارتر دیا ہوا پاتے ہین"

جیسا کہ اب ہم کو معلوم ہو چکا ہے۔

یہاں پر ہم انجیل مقدس کی اوس آیت کے ٹہیک مفہوم کو دریافت کرنیکے لئے رکہینگے جسکا مضمون "مین راہ حق اور زندگی ہون" (یوحنا کی انجیل باب ۱۴ - آیت ۶) ہے۔

یہ فی الحقیقت دوسرے الفاظ مین اظہار یعنے واقعی لفظی ترجمہ سچے اعتقاد سچے علم اور سچے چارتر (عمل) کے رتن ترے (سہ جواہرات) کا ہے جو ملکر جینمت کے بموجب مُکتی (نجات) کا مارگ ہین۔

راہ = سچا مناسب یا صحیح اعتقاد۔
حق = سچا مناسب یا صحیح علم۔
زندگی = سچا مناسب یا صحیح چارتر (عمل)

سب سے پہلا ہی سوتر جینیون کے مقدس شاستر کا جسکو تتوارتہہ سوتر کہتے ہین ہمکو سکہاتا ہے کہ

सम्यग्दर्शनज्ञानचारित्राणि मोक्षमार्गः॥

اس کا مطلب یہ ہے کہ سچا اعتقاد سچا گیان اور سچا عمل (چارتر) تینون ملکر مُکتی کا مارگ ہین - اور درببہ سنگرہ کے ستائیسوین شلوک مین یہ بتایا گیا ہے (دیکہو ایس - بی جے - جلد ا صفحہ ۱۱۰):-

"کیونکہ قاعدہ کے مطابق دانشمند آدمی نجات کے دونون کارنون (اسباب) کو دہیان سے حاصل کرلیتا ہے اسلئے احتیاط کے ساتہ دہیان کرو۔"

مُکتی کے دونون صورۃ کارن نشچے اور بیوہار کہلاتے ہین - اونکا امتیاز اس امر پر مبنی ہے کہ کس پہلو سے اُن پر غور کیا جاوے - بیوہار ظاہرا و دنیاوی ہے مگر نشچے واقعی یا اصل

اظہار نہیں کیا جاسکتا ہے - اوسکا نام "(انسان مین) پرماتما پن" ہے - چینی زبان کا لفظ جو یہان استعمال ہوا ہے وہ تی (Te) ہے جو مترجم کی عبارت تشریح (زیرین صفحہ ۲۰۷) کے بموجب انسانی روح کے لئے خدا کے معنی مین نہایت ہی عجیب استعمال اس لفظ کا ہے " وہ شخص جو نفع اور نقصان کو ایک نظر سے نہین دیکھتا ہے وہ بڑا آدمی نہین ہے (حوالہ سابق صفحہ ۲۲۹) - حصول مقصد کا مفہوم کیا ہے اسکی بابت ایسا کہا گیا ہے (حوالہ سابق صفحات ۲۷۲ و ۲۷۳) :-

"حصول مقصد سے مراد پورن آنند سے ہے ..... آج کل حصول مدعا سے مراد گاڑیون اور تاج کی دستیابی سے ہے لیکن گاڑیون اور تاج کا اثر جسم پر پڑتا ہے - اونکا کوئی تعلق ہماری ذات سے جیسی وہ قدرتا ہے نہین ہے - جب یہ چیزین حاصل ہو جاتی ہین تو وہ تھوڑے عرصہ کے لئے ہوتی ہین - چند روزہ ہونیکی وجہ سے اونکا آنا نہین رک سکتا ہے اور نہ اونکا جانا روکا جاسکتا ہے ..... ان مین سے ایک حالت ہماری خوشی کا ویسا ہی باعث ہوسکتی ہے جیسا دوسری - کیونکہ خوشی سے مراد محض پریشانی سے آزاد ہونا ہے اب اگر ایک چند روزہ چیز کے دور ہو جانے سے ہمارا اسکھ جاتا رہے تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سکھ جو اوس سے ہمکو ملتا تھا وہ ایک ناقص چیز تھی - اسلئے یہ کہا گیا ہے کہ وہ لوگ جو دنیاوی اشیاء کے پیچھے اپنے تئین بھول جاتے ہین اور مادی چیزون کے دھیان مین اپنے اصلی سروپ کو گنوا دیتے ہین اونکی بابت کہنا پڑتا ہے کہ وہ ایسے انسان ہین جو ہر کام کو اُلٹا کرتے ہین"

یہ سب سچے علمی ([illegible]) مذہب کی تعلیم کے بالکل مطابق ہے

عقلی کارگذاری باقی نہ رہے ہونٹوں کو کیسے خاموش رکھیں تاکہ صرف قدرتی سانس ہی اندر جا سکے اور باہر آ سکے۔ اگر تم من کی فضیلت کے حصول میں مصروف ہو جاؤ تو راست اور باطل معدوم ہو جاویں۔ اگر زبان اپنے قدرتی قانون کے تابع ہو جاوے تو اوس کو نفع اور نقصان یکسان محسوس ہوگا"

(Taoist Teachings صفحہ ۴۱)۔

اسی ذریعہ سے ہمکو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ

"جسم سے رہائی پانے کے لئے صرف ایک ہی راہ ہے یعنی من سے جذبات کا نکال ڈالنا" (حوالہ سابق صفحہ ۴۲)۔

من مبارک تاثیروں کی نشست گاہ ہے۔

"اوس روزن کو دیکھو۔ اوسکے ذریعہ سے خالی کمرہ میں روشنی آتی ہے مبارک تاثیریں (من میں جسکی بیان پر تشبیہہ دی گئی ہے) اسطور پر رہتی ہیں جیسے کوئی اپنی خاص آرام گاہ میں رہے" (ایس۔ بی۔ ای جلد ۳۹ صفحہ ۲۱۰)۔

اصلی انسان یعنی تاؤ کو مرشد یا روح کی مانند انسان کی تعریف "بطور پہاڑی خلوت نشین کے ہے جسکی جسمانی ہیئت بدل گئی ہے اور جو آسمان پر چڑھ جاتا ہے" (حوالہ سابق صفحہ ۲۳۷)۔ "دانا آدمی" فاتح اعظم ہے" (حوالہ سابق صفحہ ۳۸۵)۔

"وہ انسان جنمیں اعلیٰ درجہ کی صفات پائی جاتی ہیں روشنی پر پرواز کرکے اوپر چڑھ جاتے ہیں اور جسم کی قیدیں غارت ہو جاتی ہیں" (حوالہ سابق صفحہ ۳۲۴)۔ انسانی روح یہ کہا جاتا ہے (حوالہ سابق صفحہ ۳۶۷) کل چیزوں کی صورت تبدیل کر دیتی ہے اور اونکی پرورش کرتی ہے۔ کسی مخصوص صورت سے اوسکا

تو وہ خدا کو سمجھ جاتا ہے" (دیکھو گائیلز صاحب کی
Religion of Ancient China صفحہ ۴۲)-
شاؤ ینگ (سنہ ۱۰۱۱ء) خدا کے مسکن کے بارہ مین کہتا ہے کہ
"آسمان خاموش ہین - کوئی آواز نہین آتی ہے تب خدا کہان
ملیگا - ؟ دور دراز آسمانون مین اسکو تلاش نہ کرو - وہ خود انسان
کے دل مین موجود ہے" (حوالہ سابق صفحہ ۵۸) -

آخری انجام ہی خدا ہے (حوالہ سابق صفحہ ۵۰) -
ہر شخص جو بیرونی اشیاء پر زیادہ زور دیتا ہے (یعنے اونسے محبت رکھتا ہے) وہ
اطمینان پر مفلس ہوتا ہے (دیکھو The Musings of a Chinese Mystic
صفحہ ۱۰۰) - پورنتا (الہی فضیلت) نہین بنتی ہے
"...... فیاضی اور اپنے پڑوسی کے ساتھ مناسب برتاؤ کرنے سی
وہ تاؤ کے حاصل کرنے مین پائی جاتی ہے - سماعت کا کمال دوسرونکو
سننے سے نہین ہوتا بلکہ اپنے کو سننے سے .... بصارت کا
کمال دوسرون کو دیکھنے سے نہین ہوتا بلکہ خود اپنے کو دیکھنے سے
کیونکہ وہ شخص جو اپنے کو نہین دیکھتا بلکہ غیرون کو دیکھتا ہے اپنے
کو نہین پکڑتا ہے بلکہ اورون کو اور اسطور پر وہ اوس چیز کو پکڑتا ہے
جو اورون کو پکڑنی چاہیئے نہ کہ اوس چیز کو جسکو اوسے خود پکڑنا چاہیئے
اپنی ذات مین قائم ہونیکی بجائے وہ فی الواقع کوئی دیگر شخص ہوجاتا ہے"
(حوالہ سابق صفحہ ۹۷) -

علم کے کمال سے نیکی و بدی نابود ہوجاتی ہین - ایک چینی عارف کا قول ہے:-
"سوال یہ ہے کہ من کو شانتی کی حالت مین کیسے لاوین جسمین بچار یا

۱۶۱- اور ۲۲۳ برس کی عمر مین فانی جسم کے بہندون سے آزاد ہوکر حیات جاودانی کے آنند مین داخل ہوا۔"

میرے خیال مین یہ زیادہ تر ایک پوشیدہ تعلیم ہے بہ نسبت کسی واقعہ یا واقعات کے لفظی بیان کے - اور اس تعلیم کی علامتی اہمیت کا ایک زبردست اشارہ اوس جزو مین پایا جاتا ہے جسمین جسم کے بہندون سے رہائی پانیکا ذکر ہے جو درحقیقت نِرِوان کی علامت ہے اور جسمانی ہستی کو کیمیائی مرکبات یا جوب سے ہمیشہ قائم رکہنے کے خلاف ہے۔

تاؤ مت کی مخفی کتاب تاؤ تہ چنگ (Tao Teh Ching) مین لکہا ہے کہ

"جتنا ہی زیادہ دور کوئی شخص اپنی ذات سے باہر جاتا ہے اوتنا ہی کم وہ اپنے کو جانتا ہے" (ایس - بی - ای جلد ۳۹ صفحہ ۸۹)

اور حسب ذیل عبارت اوسی کتاب کی

"وہ شخص جسکی ذات مین تاؤ کے اوصاف بہ افراط ہین مثل ایک بچّے کے ہوتا ہے - زہریلے کیڑے اوسکو ڈنک نہین مارتے خونخوار جانور اوسکو نہین پکڑتے - شکاری چڑیان اوسکو نہین کہاتین"
(حوالہ سابق صفحہ ۹۹) -

اوسی لہجہ مین ہے جیسا کہ مرقس کی انجیل کے سولہوین باب کے آخر مین کہی ہوئی پیشینگوئی اور ہندو مت کی تعلیم (دیکہو یوگ وششٹ) - پرماتما کو جاننے کے لئے اپنی آتما کا گیان ضروری بتایا گیا ہے۔

"انسان اپنی دماغی قوتون کو پورے طور سے کام مین لانے سے اپنی ماہیت کو سمجہہ جاتا ہے - اور جب وہ اپنی ماہیت کو سمجہہ جاتا ہے

نے محض پوح کے متواتر جنموں مین یکے بعد دیگرے آواگون کرنیکے خیال کو جس سے
وہ پہلے سے واقف تہا وسعت دیکر انسانون پر عاید کیا۔ گناہون سے پاک
.... ہوتے ہوئے وہ شخص بہی جو ایک جنم مین ریاضت کے کمال کو
نہین پہونچ سکتا تہا متواتر جنمون مین خوبی کو حاصل کرتے ہوئے
دیوتاؤن اور حکمت جیون کی ابدیئیت کو پا سکتا تہا؟

مین خیال کرتا ہون کہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک جنم مین ہمیشہ کی زندگی کو آواگون کے اسباب کے ناش ہونیکے پہلے موت کے وقوع مین آجانیکی وجہ سے حاصل کرنے سے قاصر رہا ہو تو اوسکی محنت کا ثمر ضایع نہین ہوگا بلکہ دوسرے جنم مین اُسکے ساتھہ رہیگا حتیٰ کے مستعدی کے ساتھہ برابر کوشش کرنے سے چند ہی جنمون مین نِردان حاصل ہوسکتا ہے۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے کہ اس چہوٹے سے مسئلہ نے محققین حال کو پریشانی مین ڈالدیا ہے کیونکہ ابتک اون کو سچے سِدہانت کے علمی اصولون سے واقفیت نہین ہوئی ہے۔ جو کچھہ اونہون نے ابتک پڑہا ہے وہ اصلی مذہب کا علمی فلسفہ نہین ہے بلکہ خفیہ رموز یا قصے کہانیون والے مذاہب کے بلا سلسلہ عقاید ہین جو مذہب کے نام سے مروّج ہین۔

<u>چینگ تاولنگ</u> کا آکاش مین غائب ہوجانا اسطور پر ایس۔بی۔ای جلد ۳۹ کے دیباچہ صفحہ ۴۲ مین بیان کیا گیا ہے:۔

"ہماری پہلی صدی مین لیانگ (   ) کی اولاد مین سے ایک شخص <u>چینگ تاولنگ</u> گذرا ہے جسنے ریاست کی ملازمت کو پسند نہ کرکے علم کیمیا کے حصول مین اپنے من کو لگایا یہاں تک کہ آب حیات یا دوامی زندگی کی گولی کے بنانے مین کامیاب

دنیاوی جذبات سے آزادی حاصل کرلی ہے تاؤ تک پہونچ سکتا ہے۔ دوسری سیڑھی عقل کی روشنی ہے جب اوسکا عادت مین داخل ہو جاتی ہے۔ تیسرے وحدانیت کا حصول ہے جبکہ وہ بغیر گہر سے باہر نکلنے کے عارف کل دنیا کا حال معلوم کرلیتا ہے" مگر اسکا طریقہ عمل بہت طول طویل اور سخت ہے مبتدی (شاگرد) کو اولاً کسی اوستاد کے قدمون مین راز حقیقت کو حاصل کرنا چاہیئے۔ بعد ازان اوسکو اپنے کو شانتی کے اصول مین قائم کرنا چاہیئے۔ اور اپنا کل فالتو وقت اپنی ہی آتما کے جاننے مین صرف کرنا چاہیئے۔ پھر اوسکو مادی اشیاء اور دنیاوی تعلقات کے لئے اپنے دل مین پوری حقارت پیدا کرنی چاہیئے۔ تب ہی وہ تاؤ یعنی ہمیشہ کی زندگی مین داخل ہونے کا مستحق ہوگا۔

مذکورۂ بالا احوال جو ای۔ آر۔ ای کے چینی تصوف کے مضمون سے لیا گیا ہے دراصل سچے مذہب کی تعلیم کا خلاصہ ہے اور اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ قدیم زمانہ مین اوسکے اصول کسقدر دور دراز فاصلہ تک پہیلے ہوے تھے۔ ایک فرانسیسی کتاب موسومہ بہ Histoire des Religions کی تیسری جلد مین جس کا حوالہ میچنی کاف (Metchnikoff) صاحب نے اپنی نیچر اوف مین (The Nature of man) نامی کتاب مین دیا ہے لکھا ہے کہ

"تاؤ مت کے خاص خاص دعون مین سے ایک دعوے موت کے دفعیہ کے متعلق تہا۔۔۔۔۔۔۔ اور تاؤ مت کے بعض مرشد جیسے چینگ تاؤ لنگ ایک پہاڑ کی اونچی چوٹی سے آسمان پر چڑہکر غائب ہوگئے اور بہشت مین زندہ جا داخل ہوے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے لاؤتسیو (See. Ibid)

موجود ہے اور سب چیزون پر اپنا رنگ جماتی ہے اور اُن مین مطابقت پیدا کرتی ہے - اور اسکا چپ چاپ کا مگر پورے طور سے اثر پذیر ہونے والا طرز عمل انسانی افعال کے لئے ایک نمونہ یا مثال ہے جسکا ہر بات مین دخل دینے والے بڑے پن اور کہلبلی پیدا کرنے والی خود آرائی سے جو عام طور سے انسانون مین پائی جاتی ہین امتیاز کرنا چاہیے - تاؤ فی الحقیقت انسان کا قدرتی ورثہ ہے لیکن بہت سے حالات مین وہ وراثت دوسری قسم کی دلبستگیون کے لئے طبیعت سے بہلادی گئی ہے - تاؤ کے حصول مین ضرور ہمکو کوشان ہونا چاہیے اگر ہم اوس امن اور کامل قناعت کو حاصل کرنا چاہتے ہین جو دنیادار کو کبھی نصیب نہین ہو سکتے ہین - کیونکہ تاؤ ہی وہ منزل ہی ہے جسکی طرف سب چیزین رجوع ہوتی ہین - منزل مقصود پر پہونچنے کے ذرائع عام طور سے ہر شخص کو حاصل ہین کیونکہ اسکے لئے صرف خودی کو پورے طور سے چھوڑنا ہوتا ہے - شیخی کے لہجہ مین اپنا اعلان کرنے والی عالمانہ دانش سے بچنا - دل سے پورے طور سے خودغرضی کو علیحدہ کر دینا اور تاؤ کی آمد کے لئے من اور احساس کے سب راستون کو کہول دینا اوس آخری انجام پر پہونچنے یعنے تاؤ پر بازگشت کرنے کے لئے ضروری سیڑہیان ہین - ترسنا (خواہش) عیش وعشرت - دولت اور لذات حواس خمسہ تاؤ کے مرید کو اپنی زندگی مین سے نکال ڈالنے چاہین - اوسکو صرف شانتی کے حصول کے لئے کوشان رہنا چاہیے کسی اور چیز کے لئے نہین - نیکی کی ترقی کے لئے بہی نہین اور نہ اپنے مذہب کو پہیلانے کے لئے ہی تاؤ کا معتقد مصنوعی (ظاہری) نیکی کو بمقابلہ اوس اندرونی نیکی کے جو تاؤ کا قدرتی پرکاش ہے بہت بے وقعت جانتا ہے - پس ہر طور سے تاؤ کو حاصل کرنا چاہیے - پہول اوسی وقت کہل سکتے ہین جبکہ جڑ موجود ہو - ذریعون مین سب سے افضل ذریعہ یا سیڑہی دل کی صفائی ہے - صرف وہی شخص جس نے ہمیشہ کے لئے

چینی عارف نے جو لاؤتزے (Lao - Tsze) کے نام سے مشہور تہا
چہٹی صدی قبل مسیح کے قریب قایم کیا تہا - لاؤتزے کے خیالات بہت
کچہہ ہندوستانی خیالات سے ملتے جلتے ہین اور اصل مطلب کے لحاظ سے
جین مت کی تعلیم کا ہی خلاصہ ہین - لفظ تاؤ (Tao) کے معنے جس نے
انگریزی مترجمون کو بہت پریشان کیا ہے (دیکہو ایس - بی - ای جلد ۳۹ دیباچہ
صفحات ۱۵ - ۱۲) حیات کے ہین اور یو جاو ان مختلف صورتون کے جن مین
حیات اپنا ظہور کرتی ہے اوس نے انسانی خیال کو بہت چکر مین ڈالدیا ہے
بعض لوگ اوسکے معنے راستہ یا مارگ کے لگاتے ہین بعضون کا یہ خیال ہے
کہ وہ قدرت کے لیئے استعمال ہوا ہے - دوسرون کا یہ خیال ہے کہ وہ
سمجہہ کو ظاہر کرتا ہے - لیکن اوس کا اصلی مفہوم حیات سے ہے جسکی بہت سی
مختلف صورتین ہین اور جو خاص کر بطور "راہ - حق و زندگی" کے ہے (دیکہو
یوحنا کی انجیل - باب ۱۴ - آیت ۶) - چنانچہ لاؤتزے اپنے تاؤ کی تعریف
بطور آخری اصلیت یا ہستی کے کرتا ہے جو آسمان سے پہلے کی اور اُس سے
برتر ہے اور جو زمانہ کی ابتدا اور ظہور مین آئے ہوئے خدا کے ماقبل ہے -
واقعیٔ حیات ابدی ہے اور جوہر حیات اپنے تئین ایک کامل خدا کے طور پہ
ظاہر کرنے کے قبل سے ہے (یعنے جوہر حیات دوامی ہے گو کہ وہ پرماتماپن
کے کمال کو ناپاکی سے پاک ہونے پر ہی حاصل کرتا ہے) - لفظی اقتباس (عام
صفت) کے طور پہ اوس مین شخصیت نہین ہے اور نہ انسانی اوصاف ہی جن مین
عقل بہی شامل ہے اوس صورت مین ہمین پائے جاتے ہین - اوسکا فعل لازمی اور
کَل کے پرزون کے فعل کی مانند ہوتا ہے اور وہ اموُرتک ہے یعنے وہ حواس
کے ذریعہ نہین محسوس ہوسکتی ہے - ہستی کا آخری مخزن وہ کل کائنات مین

اس روایت کا مطلب اورفیس (Orpheus) کے سکول کے معلم اس طور پر بتایا کرتے تھے :۔

"ہم سب مین ایک الہی عنصر ہے جو بدی سے جسکی علامت ٹائیٹنز (Titans) ہین بالکل مغلوب نہین ہوگیا ہے - اپنے ساتہہ لگی ہوئی ناپاکی کی وجہ سے انسان جنم مرن کے چکر مین پڑتے ہین جس سے صرف پاکیزگی اور رموز کی تعلیم سے بچ سکتے ہین اور پرماتماؤن کی صحبت مین بیٹہنے کے قابل بن سکتے ہین" (دیکھو ای - آر - ای جلد ۹ صفحہ ۸۰) -

مین نہین خیال کرتا ہون کہ مجھے اسکی مزید تشریح مین ایک لفظ بہی اور لکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ اب آپ کو یہ بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ ان رموز مین مرکزی اور ٹہیک مسئلہ خود روح کے پرماتما پن پر حول ہے جسکو ٹائیٹنز (Titans) یعنے کرمون اور آواگون مین پہانسنے اور پہنسائے رکہنے والی قوتون سے چہڑانا اور امر کرنا ہے اور جسکے کل اعضا اور قوتون (= اصلی روحانی اوصاف) کو پہر قائیم کرنا ہے - اسکی مطابقت ہندو پرانون کی ذیل کی عبارت سے پورے پر ہوتی ہے جو ہم اپنے پہلے لیکچر مین دے چکے ہین -

"تمام کوتاہیون کو چہوڑ -

اپنی پراچین (اصلی) صورت ایکمرتبہ پہر اختیار کر -

مع اون تمام اعضا اور اوصاف کے جو پہلے تیرے تھے -

ہر قسم کے (مادّی) میل سے پاک ہو کر"

اب مین چین کے ملک کے اس پرانے مذہب کی تعلیم کو مختصر طور پر بیان کرونگا جو تاؤازم (Taoism) کے نام سے مروج ہے - اسکو اذسر نو ایک

اور رازدان کے لئے حسب ذیل قابل غور الفاظ مین ہدایت تہی:-

" اپنے دل مین اس بات کو سب سے زیادہ خیال رکہو اور اسے یاد رکہو کہ تمہاری بقیہ زندگی اس دنیا مین مجہے نذر ہو چکی ہے اور تم اپنی ہستی کے لئے میرے مقروض ہو" (ای-آر-ای جلد ۹ صفحہ ۸۲)-

تعلیم کے لحاظ سے وہی پورا مضمون ایک خدا کی موت اور اوسکے بعد کو جی اوٹہنے کا ان سب رموز مین پایا جاتا ہے -ان خفیہ عبادت خانون مین سے ایک کا دلچسپ حال ای-آر-ای مین حسب ذیل الفاظ مین دیا ہوا ہے -

" ڈایونی سس (Dionysus) کی عبادت......

کی خاص صورت زیگری اس (Zagreus) کے نام سے تعلق رکہتی ہے جو ڈایونی سس......کا بہی نام تہا- وہ روایات جو زیگری اس کی پیدائش وفات اور مر کر جی اوٹہنے کے بارہ مین مشہور ہین طبیعت مین خاص کر نفرت پیدا کرنے والی قسم کی ہین......زیگری اس زی اس (Zeus) اور پرسیفونی (Persephone) کے ناجائز تعلق کا نتیجہ تہا- بچپن ہی مین ٹائیٹنز (Titans) نے اُسکو کہلونے وغیرہ دیکر پہسلا لیا تہا- اور پکڑ کے اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اوسکو کہا گئے تھے- صرف دل باقی رہگیا تہا جسکو اَتہینی (Athene) نے چہین کر زی اس کو دیدیا جسنے اوسکے قاتلون کو اپنے بجر سے مار ڈالا اور اس دل سے ایک اور زیگری اس پیدا کر دیا"

ازسرنو عمل مین آیا ہے گویا اپنے قربان شدہ دشمن سیتہہ ([illegible])
کی زندگی کو جذب کرکے کہال مین ازسرنو پیدا ہوا ہے۔

ان سب رسمیات کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اوسائیرس پہر زندہ ہوتا ہے۔ ایوقت اوس کو نذرین گذرتی ہین اور اوسکو زیور وغیرہ سے آراستہ کرتے ہین اور اوسکو تاج پہنایا جاتا ہے۔ اوسکو کراماتی آواز ہی حاصل ہوجاتی ہے جس سے وہ کل خطرون سے اپنی حفاظت کرسکتا ہے اور ہر چیز کو جسکی اوسکو خواہش ہو فوراً پیدا کرسکتا ہے (دیکہو ای۔آر۔ای جلد ۹ صفحہ ۷۵)۔

ان رسوم کے علاوہ معلوم ہوتا ہے کہ اور بہی رسوم ہین جنکا تعلق اوسائیرس کے پاک کئے جانے سے تہا اور جو غالباً صرف چیدہ چیدہ رازدان اشخاص کو ہی معلوم تہین۔ یہ رسوم اسوجہ سے کیجاتی تہین کہ وہ اُن مردون اور عورتون کو جو اوسی قسم کی تکالیف برداشت کرین تشفّی دین اور راستبازی کا راستہ دکہادین ای۔آر۔ای مین مصری رموز کے مضمون کے مصنّف فرماتے ہین کہ "مصری رموز مثل Eleusinian اور Isiac رموز کے ...... اُس مارگ (راستہ) کو ظاہر کرنے کا دعوے کرتے ہین جس پر چل کر انسان ایک نئی اور مبارک زندگی کو حاصل کرسکتا ہے۔ ہمکو جتنی واقفیت ان کے بارہ مین ہے وہ سب اوسائیرس کے تعلق مین ہے جو مصر کے دیوتاون مین بالمخصوص مر کر بہی اوٹہنے والے دیوتا کے طور پر مشہور رہے"۔

اب مین یونانی رموز کی طرف متوجہ ہوتا ہون جنکی کئی قسمین تہین اور جنکی بابت لوگون کا یہ اعتقاد تہا کہ اونسے آدمیون کو عقبیٰ کی مصیبتون سے نجات ملتی ہے جبکہ اُن پر عمل نہ کرنے سے انسان درگتی کو پہونچتا ہے۔ یہ صاف طور سے بتایا گیا تہا کہ آخرت مین صرف انہین لوگون کو سکہہ ملیگا جنکا ان رموز مین دخل ہوگا

مدفون نعش کو زندہ کیا اور امر کر دیا - اس طور پر اوسائیرس نے اپنا ملک اپنے لڑکے ہورس کے حوالہ کر دیا جو مصر کے فرعون کا مورث اور مربی ہوا

(دیکھو ای - آر - ای جلد ۹ صفحہ ۱۲۰) -

اوسائیرس کے رموز کی ترتیب جو ایک پرانی تحریر سے جسکی تاریخ ۴۰۰۰ قبل مسیح ہے از سر نو قائم کیگئی ہے حسب ذیل ہے - (۱) آئیسس اور نیفتھیس (Nephthys) اوسائیرس کی نعش کو تلاش کر کے دریائے نیڈیٹ (Nedit) پر ڈہونڈھ نکالتے ہین اور وہان دیر تک رونا پیٹنا ہوتا ہے -

(۲) واویلا کو سنکر دیوتا فوراً آتے ہین - ہورس اور انوبس اور تھوتھہ جادو کے آئے اور تازہ پانی سے بھرے ہوئے طشت لیکر آتے ہین - اوسائیرس کے جسم سے پانی کی چار دہارون اور دہونیون کے ذریعہ سب دہبے دہو ڈالے جاتے ہین -

(۳) متبرک منترون کے اثر سے متعدد معجزے ہوتے ہین - (الف) اوسائیرس کی نعش کے سب ٹکڑے جڑ جاتے ہین (ب) تیلون اور لیپون کے استعمال سے اور انوبس کے لبولہ کی مدد سے مونہہ آنکھہ اور کان اوسائیرس کے جسم مین کہولے جاتے ہین - (ج) سب اعضا متحرک کئے جاتے ہین اور ہر عضو مین جان ڈالی جاتی ہے - (د) اوسائیرس کے جسم مین دوبارہ جان ڈالنے کے لئے اور طریقے استعمال کئے جاتے ہین - وہ زمین مین دفن کیا جاتا ہے - (۴) حیوانی جنم کے بہانہ سے بھی اوسائیرس مین جان ڈالی جاتی ہے - وہ پوجاری جو انوبس کا پارٹ کرتا ہے ایک قربان شدہ جانور کی کہال اوڑھ کر اسطور سے لیٹتا ہے جیسے بچہ ماں کے حمل مین - یہ اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ اوسائیرس

بخوبی معلوم ہین لیکن میرے ہونٹ اون کا تعظیماً اظہار کرنیسے باز رہینگے "

اور پلوٹرک (Plutarch) اتنا اور کہتا ہے کہ

" آئیسس (Isis) نہین چاہتی کہ خود اسکے مصائب اور غم آلودہ سفرنامے اور اوساٸیرس کی دانش اور بہادری کے کارنامے بہول اور خاموشی مین ڈالدیے جاوین - اس لیے اُسنے پاک متبرک رموز قایم کیے ہین جو اوساٸیرس کے مصائب کی ناٹک کے پیراۓ مین نقل کرتے ہین تاکہ وہ اُن مردوزن کے لیے جو ویسی ہی مصیبتون مین گرفتار ہین ایک مذہبی تعلیم اور تشفی دہ امید کے طور پر کارآمد ہون "

————— دیکھو پلوٹرک کی آئیسس واوساٸیرس - ۲۷ -

ایک مصری روایت کے بموجب اوساٸیرس کو اسکے بہائی سیتہہ (Seth) نے جس کے نام کا مفہوم تند طوفان ہے قتل کرڈالا تہا اور اسکی نعش تابوت مین بند کرکے دریاے نیل مین بہادی گئی تہی - وہ وہان سے بہہ کر ایک ایسے مقام پر پہنچی کہ جہان آئیسس نے اوس کا پتہ لگالیا - اور وہان سے اسکو وہ مصر لیگئی - یہان پر سیتہہ کو وہ نعش ملگئی جس نے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے دریاۓ نیل مین ڈالدیے - آئیسس نے اس نعش کی پہر تلاش شروع کی اور جہان جہان اسکو کوئی ٹکڑہ اس کا ملا وہان وہان اُسنے ایک قبر بنادی - اس کے بعد ہورس (Horus) ابن اوساٸیرس اور اسکے دوست تہوتہہ (Thoth) اور انوبس (Anubis) اوساٸیرس کا بدلہ لینے کے واسطے آئیسس کے مددگار ہوئے - انہون نے دیوتاؤن کے دربار مین اوسکو بےگناہ ثابت کیا اور اوسکی

زمانہ تک یہ خیال پختہ ہوگیا تھا کہ ہر فرعون کی زندگی اوسائیرس کی سوانح عمری کی تقلید تھی۔ بالاخصوصاف ہوتے ہوتے لوگون کا عقیدہ یہ ہوگیا کہ ہر شخص جو ضروری علم رکھتا ہے مرنے کے بعد اوسائیرس بن سکتا ہے پہر زندہ کیا جاسکتا ہے اور دیوتاؤن کے سامنے نِردوش (بے عیب) قرار پاکر ہمیشہ کی خوشی کو حاصل کرسکتا ہے۔ یہ اعتقاد قریب قریب مصر کے کل باشندون کا قدیم سے قدیم زمانہ سے تھا کہ چونکہ اوسائیرس پہر زندہ ہوا اور نِردوش ٹہیرائے جانیکے بعد پہر ہمیشہ کے لئے امر ہوگیا اسلئے اُسکے ماننے والے بہی ویسے ہی ہو سکتے ہین۔ .... یہ اعتقاد تمام تاریخی زمانہ مین بلا کسی خاص تفاوت کے برابر جاری رہا“

دی بُک آف دی ڈیڈ (The Book of the Dead) کے باب ۱۵۴ مین یہ آیا ہے کہ

”اے میرے آبی باپ اوسائیرس تجکو بندگی ہو۔ تو ...... نہین سڑا ..... تو بہرشٹ نہین ہوا۔ مین نہین سڑونگا .... مین بہرشٹ نہین ہونگا۔ میرا وجود ہیگا۔ مین زندہ رہونگا۔ مین بڑہونگا۔ مین امن مین بیدار ہونگا“

ہیروڈوٹس (Herodotus) نے ان رموز کا حسب ذیل تذکرہ کیا ہے (دیکھو ای۔ آر۔ ای جلد ۹ صفحہ ۷۴) :-

”سیس (Sais) مین ایک بزرگ کا مزار ہے جسکا نام لینے مین مجہے تامل ہوتا ہے۔ مقبرہ کی جہیل پر مصری لوگ رات مین اُسکی برداشت کی ہوئی مصیبتون کا ناٹک کرتے ہین۔ اور اس ناٹک کو وہ رموز کہتے ہین۔ ان رموز کی سب رسومات مجہے

چھٹا لکچر

چند قدیم اور معدوم مذاہب

آج میرا ارادہ بعض قدیم مذاہب کے تذکرہ کرنے کا ہے۔ جیسا کہ حال مین پورے طور سے واضح ہوگیا ہے بے بی لونیا (Babylonia) کے قدیم باشندے اپنے خدا تمّذ (Tammuz) کے متعلق ایک قسم کی خفیہ رسم ادا کیا کرتے تھے۔ تمّذ اِنینی (Innini) کی مدد سے جو اسکی روتی ہوئی مان تھی اور جو انجام کار اسکی زوجیت مین آئی مرکرجی اوٹھا تھا۔ یہہ دیوتکی دیوی اسٹار (Istar) کی روایت بہی جو نوجوان تمّذ کی تلاش مین عالم ارواح (Hades) مین پہونچی تہی اسی قسم کی ایک کتھا ہے اسیطور پر مصریون کی اوسائیرس (Osiris) کی پرستش بہی ہے جسکے متعلق بعض مخصوص رسوم جو "رموز" کہلاتی تہین ہر سال پوشیدہ طور سے ادا کیجاتی تہین۔ حسب ذیل احوال اس قدیم مذہب کا ای۔ آر۔ ای جلد ۲ صفحہ ۲۴۳ مین دیا ہوا ملتا ہے۔

"اسکی روایت کی تفصیل سے ہمین سروکار نہین ہے مگر مختصر طور سے مصریون کے مذہب کی تعلیم یہ تہی کہ اوسائیرس جو ایک مربی خدا اور بادشاہ تہا اپنے بدخواہ متضاد سیٹ (Set) کی تکمرامی کے باعث مارے جانے کے بعد پہر زندہ کیا گیا اور سیٹ کے الزامون کے خلاف دیوتاؤن کے سامنے نیردوش قرار دیا گیا اور مرتیولوک مین خدا اور منصف بنایا گیا۔ پنجم خاندان کے

آخری حوالہ اس امر کو صاف طور سے ثابت کرتا ہے کہ نجات پانیکے لئے ٹہیک اعمال کی ضرورت ہے - اب مین آج یہین پر رک جاؤنگا اور کل اور سمت مین دیوی دیوتاؤن والے مذاہب کی تفتیش جاری رکہون گا -

(۷) کیا غفلت ہے کہ ہمکو اندہا کردیا ہے + کہ موت کا خیال دل سے نکال دیا ہے۔
(۸) جب تک نفس روح کا مطیع نہین ہوجاتا + دل مجروح کا علاج کیسے ممکن ہے۔
(۹) فقیری کا مقام عالیمقام ہے۔ مین اور میرے کا گذر اسمین نہین ہے۔
(۱۰) اُس منزل مین کشف و کرامات ہوتے ہین + لیکن وہانسے گذر جانا چاہیئے۔
(۱۱) اگر دنیا و عقبیٰ فقیر کے سامنے آجاوین + تو بہی پر نظر نہین ڈالنی چاہیئے۔
(۱۲) اگر تو توحید مین فانی ہوجاوے + تو حقیقت مین ابدی زندگانی پاوے۔

قرآن شریف کی ذیل کی آیات مین ترقی کرنیکے ذرائعون مین علم پر اصرار پایا جاتا ہے۔ حوالہ سیل (Sale) صاحب کے انگریزی ترجمہ کے صفحون کا ہے۔

(۱) "برداشت کو عمل مین لا اور عادلانہ ہدایت کر اور جاہل سے دور ہٹ جا" (صفحہ ۱۲۵)۔

(۲) "...... کہ وہ اپنے تئین مذہب مین اسکو سمجھ کر تعلیم دے سکین" (صفحہ ۱۴۹)۔

(۳) "کتنے آدمی ان باتون پر اپنے من مین بچار کرتے ہین" (صفحہ ۳۵۲)۔

(۴) "یہ ایک انسان کے لئے زیبا نہین ہے کہ خدا اسکو ایک الہامی کتاب دے اور دانش دے اور پیشین گوئی کرنے کی قابلیت عطا کرے۔ اور وہ آدمیون سے کہے کہ تم خدا کے علاوہ میری پرستش کرو۔ لیکن اسکو یہ کہنا چاہیئے کہ تمکو علم اور عمل مین کامل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تم شاستروں کے جاننے والے ہو اور تمکو اُن پر چلنا چاہیئے" (صفحہ ۴۱)۔

مین شمس تبریز اور فرید الدین عطار کی تصانیف مین سے ذیل کے چند اشعار اپنے اس بیان کی تائید مین پیش کرتا ہون۔

(۱) ز دنیا ترک گیر از بہر دین تو	توکل بر خدا کن بالیقین تو
(۲) قلم اندر بصورت خویش و زن	حصار نفس را از بیخ بر کن
(۳) حواس خمسہ را چون دزد بر بند	جو بستن دزد را مین باش خرسند
(۴) چو باید رفتنت زین دار دنیا	چرا بندی تو دل در کار دنیا
(۵) بغفلتہائے دنیا خلق مغرور	بکردہ یاد مرگ از دل بہر دور
(۶) علایقہائے دنیا قطع گردان	حزین دل باش در وے چون غریبان
(۷) زہے غفلت کہ ما را کور کرد است	کہ یاد مرگ از دل دور کرد است
(۸) تا نہ گردد نفس تابع روح را	کے دوا یابی دل مجروح را
(۹) مقام فقر بس عالیمقام است	منی و ما در آنجا بس حرام است
(۱۰) دران منزل بود کشف و کرامات	وے باید گذشتن زان مقامات
(۱۱) اگر دنیا و عقبیٰ پیش آید	نظر کردن دران ہرگز نشاید
(۱۲) اگر گردی تو در توحید فانی	بحق یابی بقائے زندگانی

ان کا اردو مین ترجمہ اس طور پر ہے۔

(۱) تو دین کے واسطے دنیا کو چھوڑ دے + تو خدا پر یقیناً بھروسہ کر۔
(۲) خودی کی صورت مین تو قلم مار دے + تو نفس کے حصار کو بنیاد سے اکھاڑ کر پھینک دے
(۳) اندریون کو تو چور کی طرح سے قید کرلے + جب چور پکڑ لیا تو تو اس سے خوشی منا
(۴) جب تجھے اس دنیا سے جانا ہے + تو پھر اپنے دلکو دنیا کے کاروبار مین کیون لگاتا ہے
(۵) دنیا کے نشون مین خلقت مغرور ہے + سبھون نے موت کا خیال دل سے بھلا دیا ہے۔
(۶) دنیا کے تعلقات کو قطع کر دے + تو اوسمین مسافرون کی طرح سے اوداس چت سے رہ

اور آواگون کے مسئلہ کے مطابق ہی سمجھ مین آسکتا ہے۔کیونکہ عربی لفظ نجات جو اس مضمون مین آیا ہے بے معنی ہوگا سوائے اوس صورت کے کہ جب وہ کسی قید یا بندش سے رہائی پانیکا اظہار کرے۔اور اسکی صحیح تعبیر اوسی طرح کی ہوگی جیسے انجیل مقدس کے اوس مشہور اور معروف مضمون کی جو یوحنا کی انجیل کے آٹھوین باب کی بتیسوین آیت مین ذیل کے الفاظ مین درج ہے۔

"اور تم حقیقت کو جان لوگے اور حقیقت کا علم تمکو آزاد کریگا"

یہ سب اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ قرآن شریف اور انجیل مقدس دونون مین آواگون کا اصول خفیہ طور سے سکھایا گیا ہے۔

اب ہم اون ذرایعہ پر غور کرینگے جو اسلام مین نجات پانیکے لئے قرار دیئے گئے ہین۔انہین

(۱) قربانی۔

(۲) دعا۔

(۳) روزہ۔

(۴) حج۔اور

(۵) عام اصول راست بازی۔

شامل ہین۔ہم انہین سے پہلے دو کا تذکرہ کسی بعد کے لکچر مین کرینگے مگر حج (جاترا) ہر مذہب مین بتائی گئی ہے کیونکہ وہ اعتقاد بڑھانیکا ایک زبردست ذریعہ ہے اور روزہ اور عام اصول راست بازی کے بارہ مین اس مقام پر کوئی خاص تذکرہ کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ان سب کی منشا یہی تھی کہ خواہش کے زہریلے درخت کو جو تمام مصیبتون کی جڑ ہے اکھاڑ کر پھینکدیا جاوے اور اسلام مین بڑے بڑے درویش ہوئے ہین جنہون نے ان ہدایات کو اسی معنی مین سمجھا ہے۔

جو خود بخود انسانوں کے اعمال اور اونکے قرار دادہ پھل کو درج کرتی رہتی ہے جنہیں ہندوانی کرم فلاسفی میں صاف اور واضح طور سے دکھائے گئے ہیں - پس یہ کل مسئلہ کرم کے فلسفہ کا نہایت مختصر اور گٹھا ہوا خلاصہ ہے -

یہ مضمون کہ

"اے میرے لوگوں یہ کیا بات ہے کہ میں تمکو نجات کی طرف بلاتا ہوں (نجات کی ہدایت کرتا ہوں) لیکن تم مجکو آگ کی طرف بلاتے ہو (جہنم کے حوالہ کرتے ہو)"

جو چوالیسویں سورة میں آیا ہے قرآن کے مسائل پر بہت بڑی روشنی ڈالتا ہے

ل ذیل کی آیت قرآن کی اس سلسلہ میں قابل غور ہے (دیکھو قرآن شریف مترجمہ ابوالفضل - جلد ۲ - صفحہ ۳۸۶):-

"یقیناً خدا نہیں بدلتا ہے اوسکو جو آدمیوں کے پاس ہے جبتک کہ وہ جو اونکے اندر ہے نہیں بدلتے ہیں"

اسی آیت کا ترجمہ سیل صاحب نے ذیل کے پُر معنی الفاظ میں کیا ہے (دیکھو Sales Quran صفحہ ۱۸۲):-

"یقیناً الہٰ اپنے فضل کو جو انسانوں میں ہے نہیں بدلیگا جب تک کہ وہ اپنی روح کی (اندرونی) طبیعت کو گناہوں سے نہ بدل دیں"

جن الفاظ کے نیچے لکیر کھینچی گئی ہے وہ سیل صاحب کے ترجمہ میں مفہوم کو صاف کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں جو یوں ہی کافی طور سے واضح ہے - یہاں صاف طور سے مطلب اوس چیز کی بُرے افعال کے ذریعۂ تبدیلی کرنے سے ہے جو آدمیوں کے اندر ہے - دیگر الفاظ میں طبیعت کے افعال سے بدل جانے سے - یہ یقیناً حقیقت کے مطابق ہے جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں -

——— (سورہ ۳- آیت ۱۳۹) -

"خدا نے سب چیزون کو بنایا اور وزن کیا ہے اور اُنکی تقدیر قائم کی ہے اور انکی رہبری کرتا ہے"

——— (سورہ ۸۷- آیت ۲) -

"کسی طور سے بہی ہم پر کوئی بات نہین ہو سکتی لیکن وہ ہی جو خدا نے ہمارے لئے مقرر کر دی ہے"

——— (سورہ ۹- آیت ۵۱) -

کتاب واضح کی ایسی ماہئیت ہے لیکن جو سوال یہان پر اوٹھتا ہے وہ یہ ہے کہ تقدیر کی کتاب کے احکام انسانون کی دنیا مین کیونکر نافذ ہوتے ہین - آسمانی صحافظ خانہ مین ممکن ہے کہ ایک کتاب یا پورا کتب خانہ موجود ہو لیکن جب تک کوئی طاقت یا قوت ایسی نہ ہو کہ جو انسانون کو اُن افعال سے جو انسے سرزد ہونگے باندھ سکے اسوقت تک یہ قیاس کے باہر ہے کہ تقدیر کے احکام کی اس تختی کی قیمت سے جس پر وہ کندہ ہین کسی طرح سے زیادہ وقعت ہو سکے اگر ہمارے مسلمان دوست احکام تقدیر اور انسانون اور باقی تینون لوکون کے جانداروں کے افعال کے تعلق کے معمہ کو حل کرنے کی تکلیف گوارہ کرینگے تو وہ اس امر کے جاننے مین قاصر نہین رہینگے کہ وہ قوت جو احکام تقدیر کی پابندی کرا سکتی ہے وہ صرف کرم کی قوت ہے اور یہ کہ کتاب واضح یعنے لوح محفوظ سے مراد دراصل کرمون کے خود بخود لکھے جانے والے بہی کہاتہ سے ہے جس مین وہ سب باتین درج ہین جو سابق مین ہو چکی ہین اور نیز وہ بہی جو آئیندہ ہونے والی ہین - یا قرآن شریف کی عبارت مین تمام انسانی افعال جن مین شامل ہین وہ افعال بہی جو اُنہون نے اپنے پہلے سے بہیجے ہین اور وہ علامتین بہی جو اپنے پیچھے چھوڑینگے - کتاب تقدیر کی ماہیت اور اوس کارروائی کا حال

ہوا ہے یا آئندہ ہوگا وہ کلیتاً خدا کی مرضی سے ہوا ہے اور وہ سب
ہمیشہ کے لئے محفوظ تختی پر تقدیر کی قلم سے کندہ ہے اور کبھی
نہین بدل سکتا ہے "

یہ محفوظ تختی خدا کے احکام کی کتاب ہے جو عربی مین لوح محفوظ کہلاتی ہے
اور اس مین وہ سب درج ہے جو گذشتہ زمانہ مین ہو چکا ہے اور نیز وہ بھی
جو آئندہ ہونے والا ہے ۔

"جسکی عمر بڑہائی جاتی ہے اُس کی عمر مین کچھہ بڑہایا نہین جاتا
نہ کسی کی عمر مین کچھہ گہٹایا جاتا ہے لیکن وہ ہی جو خدا کی ڈگریونکی
کتاب مین درج ہے " (سورۃ ۳۵)

سورۂ یٰسین مین یہ بتایا گیا ہے کہ

"درحقیقت وہ ہم ہین جو مُردون کو متحرک کرینگے اور اُن کامون کو
لکھینگے جو انہون نے اپنے پہلے بہیجے ہین اور ان علامات کو جو وہ اپنے
پیچھے چھوڑ جائینگے ۔ اور ہر چیز ہمنے اپنی ڈگریون کی واضح کتاب
مین لکھدی ہے "

انسانون کے افعال اس ڈگریون کی کتاب کے موافق سرزد ہوتے ہین اور یہ
ہی حال باقی سب جانداروں کی نسبت بہی صحیح ہے کیونکہ

"سب چیزین مقررۃ ڈگریون کے مطابق ہی بنائی گئی ہین "
——— (سورۃ ۵۴ - آیت ۴۹) ۔

مفصلہ ذیل آیات کا مطلب بہی ایسا ہی ہے ۔

"کوئی مر نہین سکتا ہے اِلّا خدا کی مرضی سے اُس کتاب کے مطابق جس مین
عمر کی میعاد قایم کیگئی ہے ۔"

تیری ہی ہستی تیرے چہرہ پر نقاب کیطرح حائل ہوئی ہے -

یہ سب پیغمبر کے اوس مختصر بیان کی تشریحیں ہیں جو ذیل میں دیا ہوا ہے:-

"جو اپنے آپ کو جانتا ہے وہ خدا کو جانتا ہے"

(دیکھو Sayings of Muhammad) ——

اسلام کے بموجب روح کی ایسی ماہیت ہے جو اوپر دکہائی گئی ہے - اور مجکو اس امر کو معلوم کرکے کہ قرآن شریف میں حیوانون کی جان کو انسان کے برابر درجہ کا مانا ہے بہت خوشی ہوتی ہے (دیکھو قرآن شریف باب ٦) -

"دنیا مین کوئی کسی قسم کا چوپایا نہین ہے نہ کوئی مرغ جو پرون سے اوڑتا ہو لیکن یہ سب تمہاری طرح جاندار ہین - ہمنے اپنے احکام کی کتاب مین کسی چیز کو نہین چھوڑا ہے - تب وہ سب اپنے خداوند پر واپس پہونچینگے"

قرآن شریف مین ایسی آیتون کو پاکر ہی کہ جن مین اس امر سے اقبال ہے کہ اسکے پیشتر اور قومون اور ملکون مین بہیج مذہب مروج تہا دل کو فرحت ہوتی ہے - فی الحقیقت یہ امر قرآن شریف کی تعلیم کا ایک جزو ہے کہ شروع مین انسان صرف ایکہی مذہب کے معتقد تہے لیکن بعد کو اونمین تفرقین ہوگئین (دیکھو Sale's Quran صفحہ ۱۵۱) آواگون کی بارہ مین تقدیر کا مسئلہ کہ جسکی وجہ سے اسلام پر fatalism (تدبیر کے منکر ہونے) کا الزام لگایا گیا ہے خود روحون کے بار بار جنم مرن کو ثابت کرتا ہے اگر اس کو فلسفانہ نگاہ سے دیکھا جاوے - ٹی - پی - ہیو جیمز صاحب Dictionary of Islam مین لکھتے ہین:-

"تقدیر یا نیکی و بدی کی نہ ٹلنے والی ڈگری اسلام کا چھٹا رکن ہے - اور مسلمان لوگون کا عقیدہ ہے کہ جو کچھہ نیک و بد ابتک اس دنیا مین

دیدہ وا کن چہرۂ اسرار بین۔

(۹) کشف در معنی بود رفع حجاب۔

بود تو آمد بروئے تو نقاب۔

ان کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

(۱) روح کا مقام میرے لئے بہت تعجب خیز تھا۔

مین شرمندہ ہون کہ مین اوسکی تعریف کرنے مین قاصر ہون۔

(۲) تو ہی ظاہری عاشق طریقہ کے بموجب ہے۔

اور تو ہی دراصل خود معشوق بھی ہے۔

(۳) اگر تو اپنے راز کو پالے۔

تو خدا اور خلق کے راز سے بیشک آگاہ ہو جاوے۔

(۴) اسیوجہ سے بحر صفا مین کہا ہے۔

کہ میرے جبہ مین سوائے خدا کے دوسرا نہین ہے۔

(۵) تو تو خود آب (پانی) ہے اور پانی کو ڈہونڈ تا ہے۔

اپنی پونجی کو بہول گیا ہے اور اب کہتا ہے تعجب ہے۔

(۶) تو بادشاہ ہے بہکاری کسلئے بنتا ہے۔

سب خزانے تیری ملکیت ہین پہر تو مفلس کیون ہے۔

(۷) معشوق نقاب کے اندر چہپا ہوا ہے۔

مثل دریا کے کہ حباب سے ڈہکا ہو۔

(۸) نقاب دور کر اور یار کا جمال دیکھہ۔

آنکھین کھول اور اسرار کو سمجھہ۔

(۹) حجاب معنی کے سمجھنے سے جاتا رہتا ہے۔

کیا اس مضمون مین پُرانے ہندوستانی اعتقاد کے سوا جو بتاتا ہے کہ روح خود خدا ہے کوئی اور بات ہے یا یہ مسیح کے کلام سے مطابق نہین ہے جو کہتا ہے "دیکھو متی کی انجیل باب ۱۰- آیت ۳۹):-

"جو کوئی اپنی جان بچاتا ہے اوسے کھویگا اور جو کوئی میرے لئے اپنی جان کھوتا ہے اوسے پائیگا"

اب مین تصوف کے چند بیش بہا جواہرات آپ کے سامنے پیش کرتا ہون -

(۱) مقام روح برمن حیرت آمد -
نشان از وے بگفتن غیرت آمد -

(۲) توئی عاشق بظاہر در طریقت -
توئی معشوق باطن در حقیقت -

(۳) گر بکنہ خود ترا باشد رہے -
از خدا و خلق بیشک آگہے -

(۴) ہم ازین گفت است در بحر صفا -
نیست اندر جُبہ ام غیرے خدا -

(۵) عین آبے آب سے جو لی عجب -
نقد خود در انسان سے گوئی عجب -

(۶) پادشاہی از چہ میمانی گدا -
گنجہا داری چرا ئی بے نوا -

(۷) یار پنہانست در زیر نقاب -
ہم چو دریا کو نہان شد در حباب -

(۸) پردہ بردار و جمال یار بین -

بھی حاصل کرنا چاہیئے ۔ خود پیغمبر صاحب نے کہا ہے:۔

"اے انسان تو اپنے کو پہچان"

عارفون مین سے ہم الحلاج کا جسکو عام طور سے لوگ منصور کہتے ہین اور جسکا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے حوالہ دے سکتے ہین ۔ شمش تبریز بھی انہین مین ہوا ہے جسنے کہا ہے:۔

عجب من شمش تبریزم کہ گشتم شیفتہ بر خود

چون خود را خود نظر کردم ندیدم جز خدا در خود

اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے ۔

مین کیا عجیب شمش تبریز ہون کہ اپنے ہی اوپر عاشق ہو گیا ہون ۔

جب مین نے اپنے کو غور سے دیکھا تو مین نے سوائے خدا کے اپنی ذات مین اور کسیکو نہین پایا

مولانا روم کہتے ہین " اے میری روح مین نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تلاش کیا ۔ مین نے تجھہ مین سوائے مطلب کے اور کسیکو نہین پایا ۔ اے میری روح مجکو کافرمت کہہ اگر مین کہون کہ تو ہی مطلوب ہے ۔ اے تم لوگون جو خدا کی تلاش کر رہے ہے تلاش کر رہے ہو تم کو تلاش کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ خدا تم ہی ہو خدا تم ہی ہو"

فریدالدین عطار کے ساتھہ تصوّف کا خیال کمال کے درجہ تک پہونچتا ہے جسنے کہا ہے:۔

تا تو ہستی خدا اے در خواب است

تو نہ مانی چون او شود بیدار

اسکا اُردو ترجمہ نظم ہی مین اسطور پر ہے ۔

تیری ہستی ہے باعث ایک خدا کے خواب غفلت کی

رہے جب تو نہ عالم مین تو وہ بیدار ہو جاوے

اور ہمہ دان ہے - سورۂ فاتح مین بتایا گیا ہے -

"جو آدمی کہ تجھسے ہاتہہ ملاتے ہین وہ تجھسے ہاتہہ نہین ملاتے ہین بلکہ خدا

سے ہاتہہ ملاتے ہین"

ایک اور مقام پر یہ کہا ہے کہ خدا انسان کے زیادہ نزدیک ہے بہ نسبت اوسکے اونٹ کی گردن کے سورۂ واکیا مین کہا ہے:-

"ہم تمہاری نسبت انسان سے زیادہ نزدیک ہین مگر تم نہین سمجھتے ہو"

سورۂ ذریعت مین یہ لکھا ہے:-

"مین انسان سے بہ نسبت اوسکے گلے کی رگ کے زیادہ نزدیک ہون"

اور آخر مین اسی سورۂ ذریعت مین علانیہ طور سے کہا ہے:-

"مین تمہارے وجود مین موجود ہون مگر تم نہین سمجھتے ہو"

ان جملون کی مجھے تشریح کرنیکی ضرورت نہین ہے - جس وجہ سے کہ یہ فلسفہ کے اعلیٰ ترین اصول انسانون کو اس بہدے ڈھنگ سے سکہائے گئے تھے وہ مختلف پیغمبرون کے زمانہ کے آدمیون اور سوسائٹی کے برتاؤ سے تعلق رکھتا ہے - منصور انا الحق (مین خدا ہون) کہنے پر جیسا آپ جانتے ہین سُولی پر چڑہا یا گیا تھا - اور بہی بہتیرے ایسے انسان ہوئے ہین کہ جنکو دیوانی خلقت نے مذہبی افسانون کے لفظی خداؤن کے نام پر اسی طور پر مار ڈالا جسکی وجہ سے تمثیلون مین دہرم اپدیش دینے کا رواج چل پڑا (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۶ - آیت ۲۵ و متی کی انجیل باب ۷ - آیت ۶) - ان تمثیلون کا اصلی مفہوم اون لوگون پر جو اصلی حقیقت اور رموزدان عارفون کے طرز اپدیش سے واقف ہین صاف ظاہر ہے ورنہ شاعرانہ مبالغہ اور عبارت آرائی مین کہپ جاتا ہے -

مسلمان عارفون نے ان مضامین کو کیونکر سمجھا وہ حضرت علی کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ جس نے اپنے معتقدون کو اس امر کی ہدایت کی تہی کہ اگر ضروری ہو تو انکو فلسفہ کا فردن سے

دھیان کرتا ہے اور اپنے من کو اپنی خیال میں لگا لیتا ہے تب وہ
پرم آتما کے جلال کو دیکھہ سکتا ہے ۔ وہ داتا یوگی جو اسطرح ہمیشہ دھیان
کرتا رہتا ہے وہ اوس پرم آتما کا انچار (ہپی) آتما میں کرتا ہے اور اوس سے
گفتگو بھی کر سکتا ہے ؎

باقی فرشتون مین سے دو وہ ہین جو انسان کا اعمال نامہ تیار کرنے کے لئے مقرر ہینؔ ایک اوسکے داہنی ہاتہہ اور دوسرا بائین بیٹھتا ہے وہ ایک لفظ بھی نہین کہہ پاتا ہی لیکن اوسکے ساتہہ ایک نگہبان ہے جو فوراً اسکو لکھہ لیتا ہے؟ (قرآن شریف باب ۵۰) ۔ یہ صاف طور سے پران کی دو ناڑیان ہین جنکو ایڑا اور پنگلا کہتے ہین جو ریڑھ کے چکرون کے سلسلہ مین جن مین متنفس کے جسمانی حرکات جذبات ۔ عادات و خیالات کا خلاصہ محفوظ رہتا ہے گذرتی ہین ۔ یہ مناسب ہوگا کہ مین آپکو یہ بتادون کہ ایڑا بائین نتھنے سے اور پنگلا داہنے نتھنے سے گذرتی ہے ۔

اسلام کے اصلی اصولون کے بارہ مین اس مین شک نہین ہے کہ وہ ہی سب اصول جو دیگر مذاہب مین پائے جاتے ہین اسلام مین بھی موجود ہین گوکہ بوجوہ نمایان کارآمد اور بے کار امور کا اجتماع قرآن شریف مین بہت زیادہ طبیعت کو پریشان کرنے والا ہے ۔ بیشمار موقعون پر قرآن شریف مین خدا کی تعریف ان الفاظ مین کی گئی ہے کہ جو دیکھتا اور سنتا ہے ۔ ہم جانتے ہین کہ دیکھنا اور سننا ادراک یا زندگی کی صفت ہین کسی ایک متنفس یا روح کی ملکیت نہین ہین ۔ سورۃ الحدید مین ایسا آیا ہے ۔

"خدا تمہارے ساتھہ ہے جہان کہین تم ہو"

سورۃ الرحمان مین کہا گیا ہے کہ وہ اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر اور باطن ہے

جس مین ایک ہلال سیتیے کی شکل کے اوپر ہے ایک بندی کے جو اسکے اوپر ہے اور جسمین تین بندیون کے جو نیچے ہین بنا ہے - یہ علامت ذیل کی شکل کی ہے



کی تشریح اسطور پر ہے کہ سیتیے یا کراسکی چار شاخین چار گتیون کو بتاتی ہین جنمین آواگون کے نیوالا جیو بار بار جنم لیتا ہے جو گتیان یہ ہین

(۱) دیوگتی - یعنے بہشتون کے باشندون کی حالت -

(۲) منش گتی - یعنے انسانی زندگی -

(۳) نرک گتی - یعنے دوزخ کے باشندون کی حالت - اور

(۴) باقی تمام زندگی کی حالتین جنکو تریچ گتی کہتے ہین - مثلاً پرندے درندے - کیڑے - مکوڑے - نباتات - مادنیات وغیرہ وغیرہ -

سیتیے کے اوپر کی تین بندیون کا مطلب سچے اعتقاد سچے علم اور سچے عمل سے ہے اور ہلال سے مراد جاگ اوٹھنے والے نور سے ہے جو روز بڑہتا اور افزون ہوتا ہے جب تک کہ وہ بڑھ کر چاند کی طرح پورن نہ ہو جاوے - سب سے اوپر کی بندی پرماتماپن اور پورنتا کو ظاہر کرتی ہے - ہلال کی یہ تشریح ہے جو خفیہ علم معرفت بتاتا ہے -

جبرئیل فرشتہ کے بارہ مین سر سید احمد نے اوسکی ہستی کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ جب کہ پیغمبر صاحب نے کہا کہ اونکے پاس ایک فرشتہ آیا تہا تو اونکا مطلب صرف اتنا ہی تہا کہ اونکو ایک اجنبی شخص ملا تہا (دیکھو خواجہ خان کی Philosophy of Islam صفحہ ۵۴) - مگر اسکے اصل مطلب کا پتہ اور ہی مقام سے لگتا ہے - شیو سنگہت نامی یوگ کی مشہور کتاب مین ایسا لکہا ہے :-

"جب یوگی اپنی آنکھون کو اندر کی طرف اوٹھا کر پرم آتما کا

جیسا ادسکے اعمال ہین کہ انکا محسوب کرنا اس امر کے دریافت کرنے کیلئے
کرادے کہان تک اصلی روحانی ترقی کی ہی ضروری ہے -

اسمین شبہہ نہین - ہے کہ اسلام کی منشا ، شروع مین ضرور اون عیاشیون اور
زر پرستی کے متعلق جو محمد کے زمانہ مین عربون مین پائی جاتی تہی ایک قسم کی
ریفارم سے ہتی لیکن تلوار نے جسکو محمد اپنی حفاظت مین کہینچنے کے لیئے مجبور ہوا
اس خیال کو پورا نہین ہونے دیا - میرا ایمان کوئی تعلق اسلام کے پولیٹکل پہلو سے
نہین ہے - لیکن یہ ظاہر ہے کہ انجیل اسلام مین سابق مذاہب کی وہ تعلیم جو ساد ہو کو
اعلیٰ درجہ کی چہاادر شانتی کی ہدایت کرتی ہے نہین پائی جاتی ہے اور نہ ممکن ہی تہی
ضروریات وقت کے نتیجہ قرآن شریف مین یہ تعلیم نہ آسکتی ہتی اور نہ واقعی آئی کہ
اگر کوئی ایک گال پر تہپڑ مارے تو دوسرا اوسکے سامنے کر دیا جاوے - جہاد
بیرونی علامت اسلام کی ٹہیراگو کہ ہلال اب تک اوسکی اندرونی نشانی ہے -
اسمین شبہہ ہے کہ آیا اسوقت کوئی زندہ مسلمان اس امر سے واقف ہے
کہ یہ ہلال کہان سے آیا - غالباً ان مین سے بہت سے اپنے من مین اوسکو معجزہ شق القمر
سے نسبت دیتے ہون گے لیکن اوس معجزہ کی اصلی تعبیر بالکل مختلف ہے جیساکہ
کی اوف نولیج مین دکہایا گیا ہے - اوس معجزہ سے مراد صرف ایک قسم کی روشن
ضمیری سے ہے جسکو غالباً تہیوسوفی والے ایسٹرل طبقہ کا مشاہدہ یا نظارہ
کہتے ہین - یہ قیاس کیا گیا ہے کہ روشن ضمیری کو روکنے والے پردون مین سے
پہلا پردہ ایک نہایت لطیف مادہ کا ہے جسکو ایسٹرل مادہ کہتے ہین اور جسکا چاند کے
ساتھہ ایک قسم کا مقناطیسی تعلق ہے اور اس معجزہ سے مطلب صرف اس
مادی پردے کو چہوڑ کر نگاہ کا پار نکل جانا ہے - ہلال کی تشریح کے بارہ مین
مجہے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مین آپ کو قدیم جین مت کی علامت کا حوالہ دون

درمیان اس قسم کی جنگ پائی جاتی ہے۔ کیلٹک (Celtic) ٹیوٹونک (Teutonic) اور یونانی مذہبی افسانے معلوم ہوتا ہے بہت بڑے پیمانے پر بنائے گئے ہین گوکہ وہ ہندؤن کی عالیشان نظمون مہابہارت وغیرہ کو نہین پہونچتے۔ لیکن اونکے "راسخ الاعتقاد اور مہذب" مترجمون کی کارگذاری کی وجہ سے اب ان "بت پرستون" کے افسانون کے اصل مطلب کا پتہ حال کی لکھی ہوئی کتابون کے ذریعہ سے پورا پورا نہین چلتا ہے۔ یونانی لوگون نے تو علانیہ اپنی کتب مقدس کی تعبیر اونکو تشبیہ والکار مان کر کی تہی اور بعض بعض یونانی روایات کا مطلب مین نے کی اوف لولیج مین بہی دیا ہے۔

لیکن اب مجکو ہندون اور عیسائون کے مذہبی افسانون پر زیادہ دیر نہین ٹھہرنا چاہیئے۔ مین اب اسلام کی طرف متوجہ ہون گا۔ اس امر سے انکار نہین ہوسکتا ہے کہ قرآن شریف بہی اوسی قسم کی دستاویز ہے جیسی انجیل اور وید۔ دراصل اسلام یہودیون اور پارسیون کے مذاہب کا بچہ ہے جیساکہ پادری ٹسڈیل صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتہ اپنی مشہور کتاب Sources of the Quran مین دکہایا ہے۔ غیرمسلم مصنفون نے محمد کی ذاتی کوتاہیون پر حملہ کرتے ہوئے بہت کچہہ لکہا ہے۔ لیکن ہم اسکو نہین مان سکتے ہین۔ اسکے لیئے صرف ایک ہی وجہہ کافی ہے کہ محمد نے کبہی لوگون سے اپنی تقلید کرنے کو نہین کہا۔ مہابیر۔ بدّہہ اور دیگر ہندوستانی مرشدون نے تو اپنی تقلید کرنے کو لوگون سے کہا تہا اور یسوع نے بہی ایسا ہی کہا تہا لیکن محمد نے نہین۔ اوسنے کبہی کسی سے نہین کہا کہ جا جو تیرے پاس ہو وہ سب بیچ ڈال اور اوسکو خیرات مین دیدے اور پہر آکر میری طرح سے چل۔ اسلیئے اگر محمد نے نو (یا گیارہ) بیویان رکہین اگر اوسنے اپنے فائدہ کے لیئے احکام نافذ کیئے اور اگر اوسنے اپنے تئین تیاگ اور چارترمین کامل نہین بنایا تو

"ہر ایک گہاٹی بہر دیجائیگی - ہر ایک پہاڑ اور ٹیلہ نیچا کیا جائیگا
جو ٹیڑہا ہے سیدہا بنایا جائیگا - جو اونچا نیچا ہے وہ ہموار
کیا جائیگا"

لیکن یہ کام بغیر مخالفت کے نہیں ہو سکتا ہے - تاریکی کے دیو مقابلہ کو طیار ہین پہلے اُن سے تصفیہ کرنا ضروری ہے - اب خاندانون اور قومون کی فراہمی ہوتی ہے سورما پیدا ہوتے ہین - بہادرون کو سپہ گری کی تعلیم دیجاتی ہے - فوجین اکہٹا ہوتی ہین - کرشن کی رہبری سے کمزور کم اعتقاد روح (ارجن) دشمن کی زبردست فوجون سے خونخوار جنگ کرتا ہے - انجام کار بدی مغلوب ہوتی ہے روح کی فتح ہوتی ہے اور قید سے رہائی ملتی ہے - پہر نروان ہے اور خوشی اور آنند جہان پر نہ کوئی لڑائی لڑنے کو باقی رہتی ہے نہ کوئی دشمن خوف دلانے یا زیر کرنے کو -

مختصر طور سے یہ مہابہارت کا مطلب ہے - بعض اوقات یہ خونخوار جنگ دیون اور اسرون (شیاطین تاریکی و غضب) کی جنگ کہلاتی ہے دیون کی فوج کا سردار اندر ہے جسکی موجودگی مین دیوتا خوب بہادری سے لڑتے ہین - اس کی وجہ یہ ہے کہ دیوتا لوگ صرف روح کی مختلف قسم کی اصلی صفات ہین اور اس سے علیحدہ کوئی چیز نہین ہین - یہ دیوتا امر ہین گو کہ یہ جنگ مین اکثر شکست کہاتے ہین - لیکن شیاطین فانی ہین - اس کا مطلب یہ ہے کہ روح کی الٰہی صفات دراصل روح کے جوہر کی خاصیتین ہین جو وقتاً فوقتاً محدود و بے اثر تو ہو سکتی ہین مگر قطعیً غارت کبہی نہین ہو سکتین - برعکس اسکے جہالت اور غضب وہ قوتین ہین جو مادہ کے میل سے ناپاک روح مین پیدا ہوتی ہین اور مادہ کی علیحدگی پر بالکل جاتی رہتی ہین - بیشتر مذہبی افسانون مین روشنی کے دیوتاؤن اور تاریکی اور بدی کے شیاطین کے

کے من) کو اپنی چھوٹی انگلی پر اٹھا لیتا ہے اور اس طور پر انکی رکشا کرتا ہے اندھیری راتون مین گوپیون کو انکے شوہرون کے بسترون پر سے بلانا ۔ جمنا کے کنارہ پر کے چاندنی رات کے مستانہ رقص ۔ چوری چھپے کے بوس وکنار جو اخلاقی لحاظ سے نہایت برے افعال ہین اگر وہ کسی واقعی شخص سے سرزد ہون سب ہیچ یا کرشن کے لئے نہایت ہی انسب ہین ۔ کیونکہ کرشن گوپی (روح) کے لئے پرماتما ہن کی پورنتا کا آورش (نمونہ) ہے تاکہ وہ اس سے دل کہول کر محبت کرے ۔ اسکے لئے لازم ہے کہ وہ رات کی تاریکی مین یعنے اپنے من سے دنیاداری کے خیالات علیحدہ کرکے شوہر کی محبت اور ہم نشینون کے طعنون (دنیاوی تعلقات) کا خیال دل سے نکال کر شانتی سے بہنے والی جمنا (چت یا من) کے کنارہ پر جا نکلے ۔ جب وہ اپنے نجات دینے والے کے سامنے اپنے کپڑے ۔ اوتار کر (دنیاوی مقبوضات واملاک کو چھوڑ کر) کھڑی ہو جاتی ہے جب وہ عورتونکی شرم کی آخری علامت کو بہولجاتی ہے اور اپنی برہنگی اور سوسائٹی کے قاعدون کو خیال مین نہ لاکر سیدہی کہڑی ہوئی حالت مین اپنے ہاتہہ اپنے سر کے اوپر اٹھا کر جوڑتی ہے تب طالب و مطلوب کی دوئی کا خیال دل سے نکلتا ہے اور محبت کے ثمر کا حظ آتا ہے محبت مین مبتلا گوپیون کی تمنائین اور خوف انکی گہر کے کاروبار سے بے خبری ۔ انکی مطلوب سے ہمبغل ہونے کی پرجوش خواہش ۔ یہ سب محض تشبیہین ہین جو اس امر کو ظاہر کرتی ہین کہ نورانی فضیلت کے حاصل کرنے کے لئے جو نجات دہندہ کرائیسٹ یا کرشن کے روپ مین باندہا گیا ہے کیسے غائیت درجہ کی بہگتی و سرگرمی کی ضرورت پڑتی ہے (کی اوف نولیج باب ہفتم) ۔

کرشن کی پیدائش اس بڑی سے بڑی لڑائی (مہابہارت) کی ابتدا کی جو روح کو اپنی زندگی مین لڑنی پڑتی ہے علامت ہے ۔ جگا ہوا نور چپ نہین رہ سکتا ہے ۔ اسکو بہت کام کرنا ہے ۔ عیسائیون کے شاشترون کی زبان مین اسکو باپ کے امور کو طے کرنا ہے لوقا کی انجیل مین لکہا ہے (باب ۲ ۔ آیت ۵) ۔

"ضروری ہے کہ وہ بڑہیگا اور مین گہٹونگا"

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے مسیح کا خیال ہندوستان مین بہی کرشن کی صورت مین پایا جاتا ہے جو گوپیون اور گایون کا ناتہہ ہے ۔ یہان پر مین اس رو پک کے بنیادی اصولون کا نہایت ہی اختصار کے ساتہہ بیان کر سکتا ہون بلحاظ اس امر کے کہ اوسکے چارتر نے پوری پورانون کو بہر دیا ہے ۔ اور اس روپک کے حل کرنیکی کوئی خاص ضرورت بہی اسوقت محسوس نہین ہوتی ہے کیونکہ اب ایک مستند تشریح بہی کُل مہابہارت کی گوڑھہ تعلیم کی جس مین کرشن کا جیون چرتر بہی شامل ہے موجود ہے یہ آیر صاحب کی کتاب ہے جس کا حوالہ پی ۔ ایچ ۔ بی کے اختصار کے طریق پر ہم پیشتر دے چکے ہین ۔ عام طور پر جبکہ نیک کرمون کے پہل کے باعث کوئی شخص اپنی آتما کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو آتما کے برماتماپن کا خیال عقل مین معکوس ہوتا ہے اور سچے اعتقاد کے حاصل ہو جانے سے اوسکی آتما مین زندگی کی تحریک پیدا ہوتی ہے ۔ پولس رسول نے اِسکو ذیل کے الفاظ مین خوب ادا کیا ہے

(۱ - کرنتہیون ۱۵/۴۵) :-

"پہلا آدمی یعنے آدم زندہ نفس (روح) تہا ۔ پچہلا آدم زندہ نور ہو گیا"

نور کا اس طور سے زندہ ہونا ہی کرشن کی پیدائش ہے جو اصلی نجات دہندہ ہے کیونکہ جب وہ پورے طور سے جاگ اٹہتی ہے تو خود روح ہی ایک پورن پرماتما ہو جاتی ہے ۔ اسوجہ سے کرشن تمام صفات الٰہی کا مخزن ہے ۔ وہ گوپیون اور گایون (یعنی ورتیون وغیرہ) کا سوامی ہے ۔ بچپن ہی مین وہ کالی ناگ راج کو مطیع کرتا ہے جسکی تعبیر یعنی خواہشات یا نفس امارہ کے مارنے کے ہم پہلے کر چکے ہین ۔ جب اندر (ناپاک جیو) گایون کو چرانا چاہتا ہے تو کرشن گوبردہن پہاڑ (خواہشات

بہگتی اور ریاضت کا تعلق چوتھی انجیل کے مفصلۂ ذیل کلام سے بطور پر ظاہر ہوتا ہے (یوحنا کی انجیل باب ۱۶-آیت ۷):-

"لیکن مین تمسے سچ کہتا ہون کہ میرا جانا تمہارے لئے فایدہ مند ہے
کیونکہ اگر مین نہ جاؤن تو وہ تسکین دینے والا تمہارے پاس آئیگا-
لیکن اگر مین جاؤنگا تو مین اُسے تمہارے پاس بہیجدونگا"

اس کا مطلب صاف طور سے یہ ہے کہ شاگردون کی بہگتی ریاضت کی جو آنند کے حصول کا ذریعۂ ہے مانع ہتی - خود خوشی کو دلہن سے تشبیہہ دی گئی ہے جو دولہا کو آنند کے دینے والی ہے - اس لئے یوحنا بپتسمہ دینے والے نے کہا ہے:-

"جسکے پاس دولہن ہے وہی دولہا ہے"

یوحنا کی تقریر اُس کی نسبت جو مادّی ہے اور مادّی چیزون کا ذکر کرتا ہے اور اُس کی نسبت جو اوپر سے آتا ہے بہت پر معنی ہے - عقلی شخصیت خالص نور نہین ہے بلکہ روح اور مادّہ کا مرکب باہر آتا ہے جو زمین کی خاک سے بنا ہے اور جس مین زندگی کا سانس پہونک دیا گیا ہے - یہ بیرونی شخصیت ظاہری آتا ہے جو نیکی اور بدی کا امتیاز کرتی ہے اور جس کا فرض منصبی روح کو اپنے پرماتماپن کا علم ہو جانے پر ختم ہو جاتا ہے - یہی نیم مادّی نیم نورانی شخصیت ہے جو یوحنا بپتسمہ دینے والے کی شکل مین پیش کی گئی ہے اور جو گہٹتی ہے اور ختم ہو جاتی ہے جبکہ اُسکا رشتہ کا الٰہائی یعنے فتح مند حیات بڑھتا اور روز افزون ہوتا ہے - دوسرے الفاظ مین جبکہ مادّہ سے علیحدگی کرنے والے عمل زندگی کی فضیلت اور پرماتماپن کو پہونچاتے ہین وہ اُن سب قوتون اور اندریون کا ناش کر ڈالتے ہین جو خالص نور کے لئے بیکار اور مضر ہین خواہ وہ غیر مکت جیو کے لئے کتنے ہی ضروری کیون نہ ہون - لہذا یوحنا کا ذیل کا غایت درجہ کا پر معنی کلام کہ

قطع تعلق ہے - آگ سے مطلب تپشیا سے ہے جیسے روزہ وغیرہ - ویہ آگیا اور تپ روح کے پاک کرنے کے دو ذریعہ ہین - اسلئے مسیح روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیتا ہے - روح القدس کو تسکین دینے والا بھی کہتے ہین کیونکہ گو کہ ریاضت شروع مین نہایت سخت اور دشوار معلوم پڑتی ہے تاہم اونچے درجہ کے سادہون کو اتنی خوشی محسوس ہوتی ہے کہ جس کا ذکر الفاظ مین نہین کیا جا سکتا ہے - ریاضت سے ہمہ دانی کا ملنا بھی یسوع کے ذیل کے کلام سے عیان ہے (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۴ - آیت ۲۶ - اور باب ۱۶ - آیات ۱۲ و ۱۳) -

"لیکن تسکین دینے والا جو روح القدس ہے جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہین سب باتین سکھائیگا اور جو کچھ مین نے تمسے کہا ہے وہ سب تمہین یاد دلائیگا -

"مجھے تمسے اور بھی بہت سی باتین کہنی ہین لیکن اُن کو ابھی تم برداشت نہین کر سکتے ہو - البتہ جب وہ سچائی کا روح آویگا تب وہ تم کو سب باتین بتاویگا"

اب اس امر کے بارہ مین کہ یہ ہمہ دانی کہان سے پیدا ہوگی ہمکو یہ پہلے ہی معلوم ہوچکا ہے کہ تعلیم کے معنے علم کے روح کے اندر ہی سے نکلنے کے ہین - انگریزی لفظ (education) کا بھی اصلی منشا یہی ہے جسکے اشتقاقی معنے e + ducere باہر نکالنے کے ہین - متی کی انجیل مین بھی ایسا لکھا ہے (دیکھو باب ۵ - آیات ۱۴ و ۱۵) :-

"تم دنیا کے نور ہو جو شہر پہاڑ پر بسا ہوا ہے وہ چھپ نہین سکتا - اور چراغ جلاکر پیمانہ (سرپوش) کے نیچے نہین بلکہ چراغ دان پر رکھتے ہین تو اُس سے گھر کے سب لوگون کو روشنی پہونچتی ہے"

ذریعہ سے ہم اپنی روح کی اصلی ماہیت سے واقف ہو سکتے ہین اس لئے عقل ہی آنے والے مسیح کا کہ جسکے مل مین آنیسے وہ خود شکم مادر (بچپن سے یعنے ابتدا کی حالت) مین خوشی سے اُچھل پڑتی ہے اُسکی شاہد یا گواہ ہے۔ لیکن اس حد تک کہ جہان تک مسیح کی زندگی مین دانش ایک نہایت ضروری جزو ہے وہ اولاً بغیر عقل کے بپتسمہ کے کامیاب نہین ہو سکتا ہے۔ لہذا یسوع کے پُر معنی الفاظ: "اب ایسا ہی ہونے دے کیونکہ ہمکو اسی طرح ساری راستبازی پوری کرنا چاہیئے" (دیکھو متی کی انجیل باب ۳ - آیت ۱۵) -

عقل سکھ کی ہوگنے والی نہین ہے اسلئے وہ دولہا نہین ہے - لیکن یہ اسکے لئے قدرتی فعل ہے کہ وہ دولہا کی آواز سنکر خوش ہو کیونکہ اُسکے آتے ہی بیابان بہشت سے مبدل ہو جاتا ہے - اور آخری بات یہ ہے کہ چونکہ نجات کے حاصل ہونے مین ہمیشہ دانائی حاصل ہوتی ہے جو عقل و حافظہ وغیرہ کے غارت ہونے کے بعد حاصل ہوتی ہے اسلئے یوحنا (عقل) کہتا ہے کہ "ضروری ہے کہ وہ بڑھے لیکن مین گھٹون گا"

یوحنا کا اپنے شاگردون کو اس امر کے دریافت کرنے کے لئے بھیجنا کہ آیا یسوع (روح مسیح یعنے نجات دینے والا ہے باوجود اسکے کہ وہ اُسکی حاملہ مان کی آواز سنکر خوشی سے اُچھل پڑا تھا عقل کی خاصیت کو ظاہر کرتا ہے جو ہمیشہ شبہہ و شک مین پڑی رہتی ہے اور شاذ و نادر ہی اپنے نتائج سے مطمئن ہوتی ہے - پس یہ ظاہر ہے کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کا خیال اُس انسانی عقل کی طرف اشارہ کرتا ہے جسکو آتما کے خدا ہونے کا پتہ لگ گیا ہے -

روح القدس یا متبرک روح وہ پاک روحانی خیال ہے جو انسان کو متبرک یا کامل بناتا ہے - وہ پورنتا یا متبرک پن کا دینے والا ہے یعنے صاف الفاظ مین روح القدس ویدانتیہ ہی کا دوسرا نام ہے جس کا مفہوم دنیادی تعلقات سے غایت درجے کا

تصویر ہے اور یوحنا لذات دنیاوی سے پیچھا کر دستکش ہونے والی عقل کی
چونکہ جوہر روح ایک ہی ہے جسکی یہ دو مختلف صورتیں ہین اسلئے وہ آپس مین
رشتہ دار ٹھیرتے ہین - اس وجہ سے یسوع اور یوحنا آپس مین ماؤن کے
رشتہ سے بھائی ہین - یوحنا کی زندگی کی غرض مثل ایک بیابان مین رونے والیکی
آواز کے ہے اور اوسکے رونے کا مطلب انسانون کو توبہ کرنے کی ہدایت کرنا
اور خداوند کی آمد کے لئے راستون کو سیدہا کرنا ہے (دیکھو مرقس کی انجیل باب
۱ - آیات ۳ و ۴) - یہ اس من کی حالت ہوتی ہے جو صدق دل سے اپنی عاقبت
پر بچار کرنے لگا ہو - جب انسان دنیاوی بھوگون سے عاجز اور خواہشات
نفسانی سے پریشان ہو جاتا ہے تب وہ اپنی عاقبت کا خیال کرتا ہے اور اُسوقت
اسکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ کوئی دوست واحباب نہ دولت نہ مرتبہ نہ جسمانی قوت
نہ کوئی اور دنیاوی شئے اُسکو موت کے پنجہ سے چھڑا سکتی ہے اور نہ عدم کی تاریکی کو
جو اسکے آگے آنی ہے ہٹا سکتی ہے - تب وہ اس دنیا کو مثل بیابان کے پاتا ہے
اور تنہائی کی دہشت سے چلاتا ہے - پہر وہ فانی انسان کے سکھون اور بھوگون سے
کہ جن مین اب تک اسکا دل پھنسا ہوا تھا رنجیدہ ہو کر آہستہ آہستہ یہ معلوم کرلیتا ہے
کہ تمام خوشی اور سرور اور ہمیشگی کا خزانہ خود اوسکا آتما ہی ہے - یہ حالت ہے کہ
جسکی تشبیہ ایک شخص کے بیابان مین رونے سے دی گئی ہے جو یہ کہتا ہے کہ "توبہ
کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت قریب ہے" - اب چونکہ عقل کی کارگذاری محض جسمانی
پاکیزگی پر ختم ہو جاتی ہے اور چونکہ زندگی (*elkhra*) نہ کہ عقل اصلی ترقی
کا باعث ہے اسلئے یوحنا کا بپتسمہ پانی پر محدود ہے - عقل مادہ کی بنی ہوئی مادی
ہے - لیکن روح نور ہے اور نورانی ہے - اسلئے عقل سے کہلایا گیا ہے کہ وہ مسیح
کے جوتے کا تسمہ کھولنے کی قابلیت نہین رکھتی ہے - تاہم چونکہ عقل ہی سے

کی انجیل کی متذکرہ بالا آیات کی نسبت زمانہ حال کی عالمانہ چھان بین کا نتیجہ ان ہی سخت الفاظ مین دیتے ہین (دیکھو حوالہ سابق صفحہ ۹۱):-

"یہی رائے فی الحقیقت یہ ہے کہ باوجود صحت کا دعویٰ کرنے کے لوقا ایک بد احتیاط اور اناپ شناپ لکھنے والا مصنف تھا"

ایوین سن کی رائے مین لوقا کی انجیل کے پہلے دو باب

"دوسری صدی کے عیسایون مین سے بعض بے تکلف جلسازونکی بے باکانہ افسانہ گری ہین جنہون نے یہ قیاس کرکے کہ اونکے نئے مذہب کے موجد کی اس مین عزت بڑھتی ہے اس امر کی کوشش کی کہ اُس کی پیدائیش تو کم از کم اتنی ہی عجیب و غریب ثابت ہو جتنی بت پرستون کے سورماؤن اور دیوتاؤن کی ہوتی ہے۔ اور جنہون نے بعد کی یسوع پرستی کی یعنی یسوع کے خدا کی مانند مانے جانے کی بنیاد رکھی جو کفر کی شدت کے لحاظ سے بت پرستون کی بھدی روایات سے بھی بڑھکر ہے"

——(حوالہ سابق صفحہ ۹۲)۔

بدقسمتی سے یہ بات نہ تو ایوین سن کو اور نہ کسی حال کے زمانہ کے محقق کو اور نہ خود پادری لوگون ہی کو سوجھی کہ نئے عہدنامہ کی کتابین تحریر کے الفاظ کے مفہوم مین نہین لکھی گئی ہین اور واقعات کے بیان کے طور نہین پڑھی جانی چاہئین - اگر یہ بات انکو سوجھ جاتی تو اونکی کیا رائے ہوتی مین نہین جانتا - لیکن اب مین یوحنا اور مسیح کا مفہوم آپکے سامنے حل کرونگا تاکہ آپ خود اسکی وقعت کا اندازہ کرسکین -

یسوع اور یوحنا خود روح ہی کی دو مختلف حالتین ہین جو اسوقت پیدا ہوتی ہین جب کہ متنفس کے اندر اک مین روحانیت کا خیال جاگ اُٹھتا ہے - یسوع حیات فقنوز کی

کہتا ہے۔ جو آسمان سے آتا ہے وہ سب سے اوپر ہے"

اور یہی کہا (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۳ - آیت ۱۶)۔

"مین تو پانی سے تمہین بپتسمہ دیتا ہون لیکن میرے بعد ایک آنیوالا ہے جو مجھ سے بہت زیادہ زورآور ہے جسکے جوتہ کا تسمہ کھولنے کے لائق مین نہین ہون وہ تمکو روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا"

یوحنا نے یہ سب کچھ کہا تاہم چند مہینون کے بعد جب ہیرود نے اسکو قید خانہ مین ڈالدیا تو اوسنے واقعی اپنے شاگردون کو بھیجا کہ وہ جاکر یسوع سے دریافت کرین کہ "آیا وہ وہی ہے جو آنے والا تھا" یا وہ کسی دوسرے کے منتظر رہین (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۱ - آیات ۲ و ۳)۔

مین یوحنا کی اس عجیب قلابازی کے متعلق خود کچھ نہین کہون گا بلکہ صرف ایو جسن (Eve Jesen) صاحب کو جو بہت دنون تک عیسائی کلیسا کے پادری تھے اور جنہون نے بالاخر اپنے کو اوس کلیسا سے بوجہ اختلاف رائے کے علٰحدہ کرلیا تھا خود اپنی رائے آپ کے سامنے اس مضمون پر ظاہر کرنے دون گا۔

"اب یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا کو جو بچپن ہی سے یسوع سے واقف تھا اور جو اوسکے بارہ مین وہ سب حال جانتا ہوگا جو اوسنے اپنے اور اوسکے خاندانون سے معلوم کیا ہوگا اور جسنے معجزانہ طور پر اپنی مان کے پیٹ ہی مین سے اپنی محبت اور تعظیم کا اظہار محض اوسکی (یسوع کی) مان کی آواز کے سننے پر خوشی کے مارے اچھل پڑنے سے کیا تھا کسی وقت یسوع کے مسیح ہونے مین شبہہ ہوا ہو"

History of New Testament Criticism صفحہ ۹۱

جس کتاب کا بیان پر حوالہ دیا گیا ہے اوسکے مصنف مسٹر ایف - سی - کونی بیر لوقا

"مین آپ تجہہ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہون اور تو میرے پاس آتا ہے
(یعنی مجہہ سے بپتسمہ لینا چاہتا ہے)"
وہ اُسیوقت یسوع کو بپتسمہ دینے کو راضی ہوتا ہے کہ جب یسوع اسکو یقین دلاتا ہی کہ مسیح کے لئے اول اوس سے بپتسمہ پانا لازمی ہے (دیکہو متی کی انجیل باب ۳ آیت ۱۵)-

"یسوع نے جواب مین اوس سے کہا کہ تو اب ایسا ہونے ہی دے
کیونکہ ہمین اسیطرح ساری راستبازی پوری کرنی مناسب ہے"
اسکے بعد یوحنا نے دیکہا کہ آسمان کہل گیا اور خدا کی روح فاختہ کی شکل مین یسوع کے اوپر اوتری - اور اسکے بارہ مین یوحنا نے خود ایسا کہا ہے (دیکہو یوحنا کی انجیل باب ۱ - آیت ۳۴) :-

"چنانچہ مین نے دیکہا اور گواہی دیتا ہون کہ یہ خدا کا بیٹا ہے"
دوسرے روز یوحنا نے اپنے دو شاگردون کو یسوع کو جاتے ہوئے دکہایا اور کہا (دیکہو یوحنا کی انجیل باب ۱ - آیت ۳۶) :-

"دیکہو یہ خدا کا برہ ہے"
اپنے آنے کا مطلب یوحنا نے اسطرح پر بتلایا (دیکہو یوحنا کی انجیل باب ۳ - آیت ۲۸ لغایت ۳۱) -

"مین مسیح نہین ہون مگر مین اوسکے آگے بہیجا گیا ہون - جسکے پاس دلہن ہی وہی دولہہ ہے مگر دولہا کا دوست جو کہڑا ہوا اور اوسکی باتین سنتا ہو دولہا کی آواز سے بہت خوش ہوتا ہے - پس میری یہ خوشی پوری ہوگئی ضرور ہے کہ وہ بڑہے اور مین گہٹون - جو اوپر سے آتا ہے وہ سب کے اوپر ہے اور جو زمین کا ہے وہ زمین ہی سے ہے اور زمین ہی کی

"جنکے دل سچے اعتقاد سے پاک ہوگئے ہین وہ تیج - پرتاپ - وِدّیا کیرتی - لچھمی - فتح اور فضیلت سے مالک ہوتے ہین - وہ اونچے گھرانون مین پیدا ہوتے ہین اور دہرم - ارتھہ - کام و موکش سے حاصل کرنے والے اور انسانون مین برتر ہوتے ہین -

"جس نے دہرم کا امرت پیا ہے وہ جیو سب قسم کے دکھون سے آزاد ہوتا ہوا بارتبے مثال اور سب سے عمدہ موکش کے پرم آنند کے سمندر سے اپنی تسکین کرتا ہے -

"جو جیو ویراگ اور دہرم کے کرڑے مارگ پر چلتے ہین وہ ہمیشہ کے لئے مکتی کے پرم آنند (بے مثال سکھہ) کو ہوگتے ہین اور انہین لامحدود گیان - اعتقاد قوت - شانتی - خوشی - ترپتی اور پورنتا (فضیلت) پائی جاتی ہین - اور اگر کوئی ایسی آفت بہی آجاوے جو تینون لوکون (تمام کائنات) کے غارت کرنیکو کافی ہے تو بہی سیکڑون کالونکی گذرنے پر مکست جیون کی حالت مین ذرہ بہی کمی نہین ہوسکتی ہے"

اب ہم یسوع اور یوحنا بپتسمہ دینے والے کے باہمی تعلق کو سمجھنے کی کوشش کرینگے جن مین سے آخرالذکر کی شخصیت انجیل مقدس مین نہایت پیچیدہ ہے - اول تو وہ مسیح کا اوسکی مان کے رشتہ سے بہائی کے طور پر قریبی رشتہ دار ہے اور مسیح کی مان کی آواز کو جب کہ مسیح اوسکے پیٹ مین تہا خود اپنی حاملہ مان کے پیٹ کے اندر رہی سے سنکر خوشی کے مارے اچہل پڑتا ہے (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۱ - آیت ۴۱) - یہ بہی لکہا ہے کہ یوحنا یردن ندی کے کنارہ عیسیٰ کو ملا اور جب عیسیٰ نے اوس سے بپتسمہ لینا چاہا تو اوس نے حلیمی سے جواب دیا (دیکھو متی کی انجیل باب ۳ آیت ۱۴) :-

پر زیادہ زور دیا جائے - اگر ارواح صرف ایک ہی دفعہ پیدا ہوتے اور مرتے ہوں
تو یہ الفاظ بالکل بے معنی ٹھہرینگے - یہ امر کہ یہ بیان صرف اون ہی پرم آتماؤن کی نسبت
کہ جو اوس دنیا کو پاتے ہین اور مُردون سے جی اوٹھتے ہین کیا گیا تھا اس بات کے
ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے کہ وہ تمام ارواح سے بلا امتیاز متعلق نہین ہے - پس جب
کہ وہ تمام جاندار جنہون نے اپنی آتماؤن کو پوتر نہین کر لیا ہے آواگون مین بار بار
پیدا ہوتے اور مرتے ہین وہ ارواح جنہون نے روحانی کمال کو پورے طور سے
حاصل کر لیا ہے آئندہ مرنے سے خلاصی پاتے ہین (دیکھو کی اوف نولیج) -
اب ہم تحت کا مضمون آسانی سے سمجھ سکتے ہین -

"مبارک وے ہین جو حلیم ہین کیونکہ وہ دنیا کے وارث ہونگے"
(دیکھو متی کی انجیل باب ۵ آیت ۵) -

اِسکا صاف طور سے یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ اپنے آئندہ جنمون مین بادشاہ اور
انسانون کے حاکم بنینگے - قیامت کے مسئلہ کی مروجہ لفظی تعبیر سے اس آیت کا مطلب
بالکل خبط ہو جاتا ہے کیونکہ اگر قیامت کے قبل دنیا کا خاتمہ ہو جاویگا تو حلیم کس چیز کو
ورثہ مین پائینگے -

اسی طور پر یہ کہا گیا ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۹ آیت ۲۹) :-

"اور جس کسی نے گہرون یا بہائیون یا بہنون یا باپ یا مان یا بچون
یا کہیتون کو میرے نام کی خاطر چہوڑ دیا ہے اوسکو سو گنا ملیگا اور وہ ہمیشہ
کی زندگی کا وارث ہوگا"

یہ بالکل وہ ہی بات ہے جو جین مت مین کہی گئی ہے جیسا کہ رتن کرنڈ شراوکا
چار کے ذیل کے مضمون سے جو گہرست دہرم پر ایک بڑا مستند شاستر ہے
ظاہر ہوگا -

دوسرے کنارہ پر پہونچ جاتی ہے تو اوسکے شہوت کے خیالات اور نیز وہ مادّی جسم جو تذکیر اور تانیث کی اندریون کے لئے ضروری ہین دونون ہی تپ اور گیان کی آگنی سے جل جاتے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ نیروان ہین جیو نہ شادی کرتے ہین اور نہ اونکی شادی کرائی جاتی ہے۔

پس فرزندان خداوہ پاک اور کامل بزرگ ہین جنہون نے اپنے اعلیٰ آدرش (مقصد) کو حاصل کرلیا ہے اور جو خدا ہو گئے ہین۔ اُنہون نے اپنے کرمون کی قید اور اُس سے پیدا ہونے والے بار بار کے جنم مرن کے سلسلہ کو توڑ ڈالا ہے۔ اور اب عالم کے سکھر (چوٹی) پر جہالت اور اسکے بڑے دلی دوست موت کے فاتح کے طور پر زندہ ہین۔ وہ فرزندان خدا کہلاتے ہین اسوجہ سے کہ انہون نے خدا کے کمال کو حاصل کیا ہے جو جِیون کا انجام ہے گویا پرماتماپن یا خداوندی کو ورثہ مین پایا ہے۔ خالص پورن خوشی یعنی کبھی نہ کم ہونے والا ہمیشہ کا پرم آنند موت کو مغلوب کرنے کی طاقت یعنی حیات جاودانی۔ قدرت کاملہ۔ غیر محدود گیان۔ اور غیر محدود مشاہدہ جنکو جین مت کے شاستروں مین اننت چتشٹ (چار قسم کی لامحدود فضلیتین) کہتے ہین اونکی نورانی آتماؤن کے گُن ہین۔ وہ قوم انسان کے اصلی مرشد ہین اور معرفت یعنی مذہب کے اصلی مخرج۔ اونکے خاص اوصاف جو لیسوع نے بتائے ہین (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۲۰ آیات ۳۴ لغایت ۳۶) حسب ذیل ہین۔

(۱) روحانی قابلیت جس سے وہ اوس دنیا یعنی نروان کو پاتے ہین۔

(۲) تذکیر اور تانیث سے مبرا ہونا یعنی سب قسم کے جسمون سے رہائی۔

(۳) موت سے خلاصی۔ اور

(۴) پرماتماپن کا حصول۔

یہ ناممکن ہے کہ لوقا کی انجیل (باب ۲۰ آیت ۳۶) مین مسیح کے کہے ہوئے الفاظ "پھر کبھی نہین"

(دیکھو دی نیچر اوف مین صفحات ۱۴۳ و ۱۴۴):-

"کبالہ (خفیہ معرفت) کے فلسفہ کے زمانہ مین یہودی آواگون کے مسئلہ کو قبول کرتے تھے اور اس بات کو مانتے تھے کہ آدم کی روح نے داؤد مین جنم لیا تھا اور آئندہ مسیح ہو گی"

سچ تو یون ہے کہ آواگون کا مسئلہ یہودیون کے مت کے پرانے ابتدائی اصولون مین مفہوم ہے۔ لیکن اپنے مضمون کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے موت تو روح اور مادہ کے اختلاط کا نتیجہ ہے اسوجہ سے کہ وہ ایک دوسرے سے آزادگی کی حالت مین امر ہین۔ کیونکہ دونون خالص نور روح اور نیز مادہ کے ذرے غیر مرکب ہین اور اسلئے غارت ہونے کے ناقابل ہین۔ پس جو کوئی حیات جاودانی کا طالب ہے اوسکو چاہیے کہ وہ اسکو اپنی ہی ذات مین اپنی روح سے اوس بیرونی مادہ کے ایک ایک ذرہ کو جو اوس سے لپٹا ہوا ہے علیحدہ کرکے ڈھونڈے۔ یہ ایک ہی طرح سے ممکن ہے یعنی صرف تپشیا سے۔ جب کوئی متنفس سب قسم کے راگ اور دویش سے مبرا ہو جاتا ہے تب کہا جاتا ہے کہ اوسنے موت کو فتح کر لیا گو کہ وہ اس دنیا مین آدمیون کے درمیان زندہ رہتا ہے جب تک کہ اوسکا جسم (یا زیادہ صحت کے ساتھہ اجسام) بالکل اوس سے علیحدہ نہین ہو جاتے۔ اس زمانہ مین وہ جیون مکت کہلاتا ہے۔ بالآخر جب وہ سب قسمون کے مادی تعلقات سے چھٹکارا پاتا ہے تو وہ فوراً اس کل کائنات کے سب سے اونچے مقام (سکہر) پر مثل خالص نور کے پہونچ جاتا ہے اور (The most High) (اللہ تعالیٰ) کہلاتا ہے۔ کیون اوس دنیا مین شادی نہین ہوتی ہے اور نہ کرائی جاتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اوس دنیا مین تذکیر اور تانیث کا امتیاز ہی نہین ہے۔ تذکیر اور تانیث کا تعلق جسم سے ہے نہ کہ روح سے۔ اسوجہ سے ایک ہی روح آواگون کے سلسلہ مین کبھی مرد اور کبھی عورت کا جامہ پہنتی ہے۔ لیکن جب وہ اس سنسار ساگر کے

آیا ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۸ آیت ۲۲):-

"مردون کو اپنے مردے دفن کرنے دو"

انجیل کی کتاب مکاشفہ کا بہی ایسا ہی مفہوم ہے (دیکھو باب پہلا آیت ۱۸) کہ جہان ایک کامل آتما کے مُنہ سو کہلایا گیا ہے کہ -

"مین وہ ہون جو زندہ رہتا ہے اور مرگیا تہا اور دیکھہ مین ابدالاباد زندہ رہون گا - آمین - اور موت اور دوزخ کی کنجیان میری پاس ہین"

مُردون سے جی اُٹہنے یا قیامت کے معنی پس موت کے فتح کرنے کے ہین یعنے اوس کمزوری کے دور کردینے کے جو روحانی زوال کے باعث سے پیدا ہوتی ہے - یہ کمزوری راگ اور دویش کے باعث سے ہے (جنکو شاعرانہ خیال مین نیکی اور بدی کا پہل باندہا گیا ہے) اور افعال کو درست کرکے موت کو مغلوب کرنے سے رفع ہوجاتی ہے جب کہ وہ اشخاص جو اُس دنیا کے پانے اور مُردون سے جی اوٹہنے کے قابل خیال کیئے جاتے ہین پہر کبہی نہین مرسکتے (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۲۰ آیت ۳۶) - اسطرح پر موت کی عملداری اُس علاقہ مین محدود ہے جہان راگ اور دُویش یعنی ذاتی محبت اور نفرت پائے جاتے ہین - جیساکہ ہم سابق کے سائینس والے لکچر مین دیکھہ چکے ہین راگ اور دویش کرمون کے بندھن اور آواگون کے اصلی کارن ہین - اون سے نور روح اور مادّہ کا اختلاط ہوتا ہے جس سے روح کی طاقت کمزور پڑتی ہے - یہ وہی بات ہے جو عیسائی رموزدان عارفون نے خود بتائی ہے جیساکہ ہم پہلے کہہ چکے ہین گو کہ اونکو اس کل مضمون سے تفصیل کے ساتہہ واقفیت نہ تہی - یہودیون کے پوشیدہ علم معرفت مین بہی جو اونکے مذہب کا سچا پہلو ہے جیساکہ اسوقت بالکل صاف ہوگیا ہوگا (کیونکہ لفظی تعبیر مثل بے مغز کے پوست کے ہے) آواگون کو تسلیم کیا ہے (دیکھو ای - آر - ای - جلد ۲ صفحہ ۲۶) پروفیسر میچنی کوف صاحب کا کلام ہے

فضل و کرم سے خدا کی بادشاہت مین داخل ہوئی ہے یہ امید کرنا کہ وہ مثل ایک جین یا ہندو بیوہ کے سدا پرہیزگار بنی رہیگی امر موہوم ہے - ہان ایسی ہی دقیقین ہین جن مین بدعقلی پڑا کرتی ہے جب وہ واقعات کے خلاف رائے زنی پر آمادہ ہوتی ہے -

تیسرا امر یعنے حیات ابدی کا زندہ شدہ متنفّس کا پالینا بہی اتنا ہی تعجب خیز ہے - مجسم روح نور اور مادّہ کا مرکب ہے اور مرکبات کی یہ صفت نہین ہے کہ وہ غیرفانی ہون اور نہ حیات جاودانی کوئی ایسی شئے ہے کہ جو دو دو آنہ کی پڑیون مین عطارون کے یہان مل سکے - اصلیت یہ ہے کہ قیامت کا مسئلہ دراصل آواگون کا مسئلہ ہے گو کہ وہ خفیہ رازدانی زبان مین چھپایا گیا ہے - یہودی لوگ اس سے ناواقف نہ تھے اور فریسی لوگ علانیہ اسکو مانتے تھے انکے پہلے مصریون کو معلوم تہا جنہون نے غالباً اسکو اہل فارس سے کسی طور پر حاصل کیا تہا - لیکن قیامت کے دن کے خدا کا ابتدائی پیشرو ہندون کا دیوتا جمراج ہے جو جیون کے مرنے پر اُنکے پُن اور پاپ کا موازنہ کرتا ہے اور انکو انکے مناسب مقامات پر بہیجدیتا ہے - یہ جمراج کرم (کے قانون قدرت) کی تصویر ہے جو بوجہ اس کے کہ وہ مختلف جوہرون اور عناصر کی قدرتی صفات اور قوتون سے پیدا ہونے والا نتیجہ ہے قطعی خطا نہین کرسکتا ہے مگر مُردونکا ایک مقررّہ دن دنیا کے اختتام پر جی اوٹھنے کا خیال اس مسئلہ سے کسی مذہب مین بہی تعلق نہین رکہتا تہا گو کہ بعض بعض شاسترون کا کلام بیرونی لفظی مفہوم مین اس قسم کے معنی کو کہینچ تان کر قبول کرسکتا ہے - اصل مفہوم یہ تہا کہ ہر متنفّس کے مرنے پر اوسکی عاقبت کا تصفیہ کرم کے قانون سے جو موت کے دیوتا کی شکل مین باندہا گیا ہے خودبخود ہوجاتا ہے اور وہ ایک نئی جون مین دوبارہ جنم کے لیئے قدرتی کشش سے پہونچ جاتا ہے یہ سلسلہ جنم مرن کا نروان کے حاصل ہونے تک جسکے معنی موت پر فتح پانا یعنی مُردون سے جی اوٹہنا ہین جاری رہتا ہے - مُردون سے مراد اُن تمام ارواح سے ہے جو روحانیت مین زندہ نہین ہین جیساکہ انجیل کی مفصلہ ذیل آیت مین

فرزند ہین"

یہان یہ صاف طور سے بتایا گیا ہے -

(۱) کہ قیامت ہر شخص کے لئے نہین ہے بلکہ صرف اُنہین کے لئے ہے جو اوس دنیا کے پانے کے اور مُردون سے جی اوٹھنے کے لائق قرار دیئے جاتے ہین -

(۲) کہ اوس دنیا مین شادی کی قسم کی کوئی چیز نہین ہے - اور

(۳) جو لوگ مُردون سے جی اوٹھتے ہین وہ ابدی زندگی پاتے ہین اور بوجہہ قیامت کے فرزند ہونے کے خدا کے فرزند کہلاتے ہین -

لیکن ان مین سے پہلا امر ہی قیامت کے مسئلہ کے متعلق عوام کے عقیدہ کا قاتل ہے جس کے بموجب ہر شخص بلا لحاظ قابلیت کے زندہ کیا جائیگا - یسوع صاف طور سے کہتا ہے کہ وہ حالت صرف اُنہین کے لئے ہے جو اوسکے لائق سمجھے جائینگے

دوسرا امر عوام کے عقیدہ کے اور بہی خلاف ہے جس کے بموجب مرد اور عورت مادّی جسمون کے ساتہہ جی اٹہینگے اور خاندان اکٹھے کئے جائینگے - اب اگر مُردون سے جی اوٹھے ہوئے انسانون مین مرد وزن کا امتیاز ہوگا تو اونکی حالت اُن بیواؤن کی سی ہوگی جنکو دوبارہ شادی کرنے کی اجازت نہین دی گئی ہے اور جنکے ساتہہ عیسائی لوگ اس وجہہ سے کہ جبراً اون پر عمر بہر کا رنڈاپا ڈال دینا بے دردی اور نا انصفی کا فعل ہے نہایت ہمدردی ظاہر کرتے ہین -

ہم پوچھتے ہین کہ قیامت کے بعد کی دنیا کے اُن لوگون کی کیا حالت ہوگی جو مرد اور عورت تو ہونگے مگر جو شادی کی خوشی سے محروم رکھے جائینگے - کیا اندری کا عطیہ جبکہ وہ اپنا کام نہ کر پاوے باعث نا قابل برداشت دکہہ کا نہ ہوگا -

اور ایسی ہر روح سے جس نے کسی قسم کے قواعد اور قرینہ کی پابندی نہین کی ہے اور جو تپشیا کے تنگ دروازہ اور سکڑے راستہ مین سے نہین بلکہ کسی نجات دہندہ کی

بلکہ اپنا آزاد نفاذ رکہتے ہین - اسلیئے جب بعض لوگ کہتے ہین کہ اونکو یہ خیال
بہت تسکین دہ معلوم ہوتا ہے کہ اونکو کوئی شخص اپنے فضل سے نجات دیدیگا
تو وہ جہوٹی حفاظت سے مطمئن ہوجاتے ہین اور اپنے تئین ایک ایسے ظاہرین
بیجان نظر آنے والے آتش فشان پہاڑ کی چوٹی پر سُلا دیتے ہین جسکی ظاہری خاموشی
عنقریب ہی اچانک غارتگری کی یورش سے مبدّل ہوا چاہتی ہے - اُن قوانین
سے جو روح کے متعلق پہلے بیان کئے جاچکے ہین یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ اوسکی
قید کو کوئی شخص اوسکے باہر سے کسی حالت مین نہین توڑ سکتا ہے - اوسکی وجہ
یہ ہے کہ ایک روح دوسری روح کی خواہشات پر قابو نہین رکہتی ہے جو اسوجہ سے
کہ وہ روح اور مادّہ کے اختلاط کا باعث ہین جب تک کہ وہ قایم ہین اپنا اثر ضرور
دکہاتی رہتی ہین -

مُردون کے جی اُٹہنے کے متعلق عیسیٰ کی تعلیم جو عیسائیون کی آواگون کی
مخالفت کی آخری گڑہی ہے خود آواگون کو ثابت کر دیتی ہے اگر اوس پر فلسفہ
کے طریقہ سے غور کیجائے - یہ تعلیم بعض صدوقیون کے اس سوال کے جواب مین کہی گئی تھی
مین ایک خاص عورت کسکی زوجیت مین آئیگی جسنے اس دنیا مین سات بہائیون
سے اونکے یکے بعد دیگرے مرجانے پر شادی کی تہی دی گئی تہی - اور اسکا مضمون
لفظ بہ لفظ حسب ذیل ہے (دیکہو لوقا کی انجیل باب ۲۰ - آیات ۳۴ تا آیت ۳۶) -

"اس جہان کے فرزندون مین تو بیاہ شادی ہوتی ہے لیکن جو
لوگ اِس لایق قرار دیئے جاینگے کہ اوس جہان کو حاصل کرین
اور مُردون مین سے جی اوٹہین وہ شادی نہین کرتے اور نہ اونکی
شادی کرائی جاتی ہے اور نہ وہ پہر مر سکتے ہین کیونکہ وہ فرشتون کے
مانند ہین اور خدا کے فرزند ہین اسوجہ سے کہ وہ قیامت کے

اسلئے گناہ کی غلامی صاف طور سے افعال یعنی کرمون (کرم = فعل) کی بندش ہے جس سے رہائی پانے سے فرزندی کی حالت حاصل ہوتی ہے -

اب اگر پڑہنے والا اس مضمون پر اور غور کرے گا اور یہ سوال اٹھائے گا کہ روح اپنے کرمون سے کیسی بندہتی ہے تو وہ جلد اون نتیجون پر پہونچ جائیگا جو ہم آسرو اور بندھ کے سلسلہ مین پہلے نکال چکے ہین - کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ کسی واقعی وجود رکہنے والے ذی روح یا شئے کو محض خیالی باتون یا قیاسات یا الفاظ سے باندہا جاسکے - اسکے لئے کسی باندہنے والی طاقت کی ضرورت ہے اور باندہنے والی طاقت کا کسی جوہر یا شئے کے وجود سے علیحدہ خیال مین آنا ناممکن ہے - یہان پر جین مت کی ٹہیک ٹہیک تعلیم بے حد کارآمد ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب کہ بعض مذاہب محض الفاظ جیسے وہم مایا وغیرہ سے روح کو باندھنا چاہتے ہین بعض مبہم طور پر خواہش کا تذکرہ کرتے ہین اور بعض اس قسم کے عام الفاظ کو استعمال کرتے ہین جیسے کرم - فعل - گناہ اور تقدیر - سائنس کی طرح کے ٹہیک ٹہیک علم کی ضرورت پر ہم پہلے زور دے چکے ہین اور یہ واضح ہے کہ مذاہب کے جہگڑے اور غلط فہمیان محض مبہم مسائل ہی پر مبنی ہین -

یہ قرین قیاس نہین ہے کہ اب کوئی شخص ایسا ملیگا جو یوحنّا کی انجیل کے آٹھوین باب کی چھتیسوین آیت مین آئے ہوئے لفظ فرزند کے معنی یسوع ناصری کے لگائے - لیکن اگر کوئی ایسا خیال کرے تو یہ یاد رکہنا چاہیئے کہ ایک روح دوسری روح کو روحانی ترقی کے معاملہ مین اس سے زیادہ مدد نہین دیسکتی ہے کہ اوسکو آواگون کی قید سے رہائی پانے کا راستہ بتا دے اور یہ بہی نہین ہے کہ ہمارے ذاتی عقائید کا کچہہ اثر اس معاملہ پر پڑتا ہو کیونکہ قوانین قدرت انسانون یا اون سے نیچے اور اونچے طبقہ کے جانداروں کی خواہشات پر موقوف نہین ہین

انجام کار چہتیسوین مین بطور کیا گیا کہ عقیدہ سرداقعی آدمی (لفظ واقعی یہان قابل لحاظ ہے) صرف فرزندی دے سکتا ہے جواُ تک رہے گا - اب لفظ فرزند کے معنی یسوع کی زبانین روح - ہین جو خدا کو مرتبہ و جلال کو حاصل کر لیا ہو - سینٹ پال کہتے ہین "اسلئے کہ جتنے خدا کے کمال کو بدنظر رکہکر چلتے ہین وہی خدا کے بیٹے ہین . . . . . . روح خود ہماری روح کے ساتہہ مل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہین اور اگر فرزند ہین تو وارث بہی ہین یعنے خدا کے وارث اور مسیح کے ہم میراث بشرطیکہ ہم اوسکے ساتہہ دکہہ اوٹہائین تا کہ اسکے ساتہہ جلال بہی پائین" (انجیل کتاب رومیون باب ۸ آیات ۱۴ و ۱۶ و ۱۷) - پس اگر ہم اپنے نتائج کو سلسلہ وار درج کرین تو حسب ذیل امور حاصل ہوتے ہین -

(۱) لفظ غلامی کے معنی مذہب مین گناہ کی قید یا بندش کے ہین -

(۲) یہ قید دوامی نہین ہے مگر فرزندی کی حالت ابدی ہے - اور

(۳) روح اصلی آزادی کو اوسی وقت پاتی ہے جبکہ وہ فرزندی کا مرتبہ حاصل کر لیتی ہے -

یہ امور جین مت کی تعلیم سے بالکل متفق ہین اور دراصل سائنس مذہب ہی کے تین رکن ہین اون سے آواگون کے اصول کی علت غائی پورے طور سے ظاہر نہین ہوتی اور وہ سمجہدار آدمی کے لئے محض اشارہ کے طور پر ہین - اگر پڑہنے والا اب اپنے سے یہ سوال پوچہے کہ گناہ کیا چیز ہے تو وہ جلد اس بات کو دیکہہ لیگا کہ اس نام کا کوئی ذی روح یا شئے نہین ہو سکتی ہے - یہ تو ایک محض لفظ ہے اور اگر ہم آج سے قیامت کے دن تک اسکی تلاش کرتے رہین تو یہ یقینی ہے کہ یہ ہمیشہ ایک محض لفظ ہی پایا جائیگا - اصلیت یہ ہے کہ گناہ کا مفہوم ناروا افعال کا کرنا ہے کیونکہ گناہ کوئی واقعی ذی روح یا شئے قدرت مین نہین ہے -

بناءِ عالم سے اب تک پوشیدہ رہی ہین" (متی کی انجیل باب ۱۳-
آیت ۳۵) -

یوحنا کی انجیل کے آٹھوین باب کی بتیسوین آیت کا مضمون یہان پر بہت اہمیت رکھتا ہے - وہ کرمون کی قید ہے جس کا حوالہ یسوع کے تحت کے بیان مین ہے -

" اور تم حقیقت سے واقف ہوگے اور حقیقت تمکو آزاد کریگی" (یوحنا کی انجیل باب ۸ - آیت ۳۲) -

وہ فرضی مناظرہ جسکا ذکر اِس کے بعد کی آیتون مین درج ہے اوس قید کی ماہیت کے سمجھانے کے لئے جسکا حوالہ دیا گیا ہے عاقلان را اشارہ بس است کے طور پر گھڑا گیا تہا - ذیل مین اِس سلسلہ کی ضروری آیات پیش کی جاتی ہین -

" ۳۳ - اُنہون نے اوسے جواب دیا ہم ابراہیم کی نسل سے ہین اور کبھی کسیکی غلامی مین نہین رہے تو یہ کیونکر کہتا ہے کہ تم آزاد کئے جاوٗگے "

" ۳۴ - یسوع نے اونہین جواب دیا مین تمسے سچ سچ کہتا ہون کہ جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ گناہ کا غلام ہے "

" ۳۵ - اور غلام ابد تک گہر مین نہین رہتا لیکن بٹیا ابد تک رہتا ہے "

" ۳۶ - پس اگر بیٹا تمہین آزاد کریگا تو تم واقعی آزاد ہوگے "

اگر ہم اِن آیات کی ٹہیک تعبیر کرنا چاہتے ہین تو ہمکو چاہیئے کہ پہلے اون امور کو دریافت کرین جو ان مین الگ الگ طے کئے گئے ہین - احتیاط کے ساتہہ غور کرنے سے واضح ہوگا کہ چونتیسوین آیت مین اس سوال کا کہ آیا غلامی سے مراد قومی یا فلکی اطاعت سے ہے جو بتیسوین مین اٹہایا گیا ہے جواب دیا گیا ہے - جواب صاف ہے - گناہ کی غلامی سے مطلب ہے نہ کہ قومی غلامی سے - پینتیسوین آیت مین غلامی اور فرزندی کی حالتون مین امتیاز کیا گیا ہے جنمین سے پہلی کو ختم ہونیوالی اور دوسری کو ابدی قرار دیا ہے -

(۳) مندر کے پردہ کا پھٹنا ہی ایک تمثیلی راز ہے - جو پردہ پھٹتا ہے وہ کسی ہاتھون سے بنائے ہوئے چونے اور اینٹ کے مندر کا نہین بلکہ روح کے مندر کا ہے اندرونی روشنی کے اوپر جو پردہ پڑا ہوا ہے اوسکے ہٹنے سے یہان مراد ہے جس سے پرماتما ہن کا اصلی پرکاش ہوجاتا ہے نہ کہ ایک چونے یا پتھر کے بنے ہوئے مندریا اوسکے کسی حصہ کے غارت ہونے سے - روحانی پرکاش (روشن ضمیری) اِس اندرونی پردہ کے پھٹنے کا فوری نتیجہ ہے -

(۴) لیکن سب سے دلفریب تشبیہہ جو اس سلسلہ مین استعمال ہوئی ہے وہ قبرون کے کھل جانے کی ہے - جس چیز سے یہان مراد ہے وہ صاف طور سے کسی قبرستان کی قبرون کی قطارین نہین ہین جن مین مُردے دفن رہتے ہین اور نہ مُردون کی سڑی ہوئی لاشون کے کسی زبردست قوت سے پھینکے جانے اور عوام مین ظاہر ہونے سے ہے - بلکہ انسانی حافظہ کے قبرستان سے ہے جہان گذشتہ زمانہ کے واقعات احساس وخیالات اسی طرح سے دفن پڑے رہتے ہین جیسے زمین کے اندر مُردے - یہ تمثیل پچھلی جونون کے حالات کا یاد آنا جو ریاضت سے ممکن ہے ظاہر کرتی ہے -

ہمسے یہ کہنا کہ آواگون عیسائی مذہب کا کوئی بنیادی اصول نہین ہے اور یہ کہ عیسیٰ کی تعلیم کلیتاً اِس مسئلہ کے مخالف ہے بے سود ہے - اصلیت یہ ہے کہ جو لوگ ایسا خیال کرتے ہین اُنہون نے اپنی انجیل کو اِس ہدایت کے لحاظ سے "جو پڑھے وہ سمجھے" جسکا ہم پہلے ذکر کر چکے ہین نہین پڑھا ہے - جیسا اب آپ کو معلوم ہوگیا ہے انجیل مین خُفیہ عقائد اور پوشیدہ مسائل بظاہر بے معنی الفاظ کے نیچے چھپے ہوئے ہین - اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ کبھی نہین کہا جاتا :-

" مین تمثیلون مین اپنی زبان کھولون گا - مین وہ باتین ظاہر کرونگا جو

یہ سب تفصیلی رموز ہین جو اس زمانہ مین پہلی مرتبہ آپ کو بتائے جاتے ہین ۔

(۱) چاندون کے پھٹ جانے سے مراد کرمون کی سخت فولاد کی سی بندشون کا ٹوٹنا ہے جو روح کے اندرونی جسم مین پڑی ہوئی ہین۔ آپ نے ہندؤن اور جینیون کی پرانون مین پڑھا ہوگا کہ سادہون کی ریاضت سے اِندر کا آسن ہلنے لگتا ہے اور بزرگ سادہون کی ہمہ دانی کے حاصل ہونے کے وقت دیولوک کے مندرون کے گھنٹے خود بخود بجنے لگتے ہین ان عجیب وغریب واقعات کی اصلیت یہ ہے کہ دہیان کے یکسو ہونے سے جو کرمون کی بندشین ٹوٹتی ہین اون سے پیدا ہونے والی زبردست جنبشین ایک لطیف برقی مادہ کے بلا تار ([illegible]) کے وسیلہ سے اوس لطیف مادہ سے جسکے اِندرون کے آسن اور دیولوک کے گھنٹے بنے ہوتے ہین ٹکراتی ہین جس سے وہ ہلنے اور بجنے اور آواز دینے لگتے ہین ۔ سورگون کے راجاؤن (اندرون) کے تختون کے ہلنے اور دیون (سورگون کے باشندون) کے محلون کے گھنٹون کے بجنے کی یہی وجہ ہے ۔

(۲) آفتاب کے تاریک ہونے سے مطلب محدود من کے کارخانہ کے بند ہو جانے سے یعنی اِندریون (حواس) وعقل کی شکستگی سے ہے۔ ہمہ دانی کے طلوع ہونے پر یہ سب غارت ہو جاتے ہین اور پھر انکی ضرورت نہین رہتی ہے ۔ یہ ضرور ہے کہ ہم حواس اور عقل کو بہت کارآمد پاتے ہین لیکن دراصل یہ روح کی اصلی وجامع ہمہ دانی کے روشنی کے روکنے والے ہین اِنکا غارت ہونا جب وہ ریاضت کی تکمیل کے وجہ سے ہو بڑی برکت ہے کیونکہ فوراً ہی ماضی ۔ حال و مستقبل تینون زمانون کا پورا پورا علم انکی شکستگی پر حاصل ہو جاتا ہے گو کہ باقی اور سب موقعون پر انکا غارت ہونا واقعی ایک مصیبت ہے

حاصل ہو سکتا ہے کہ جب تک اندرونی روحانی تحریک بری خصلتوں - عادات اور خیالات کو کافی طور سے غارت نہ کر دے - پہر ریاضت کرنی پڑتی ہے جس سے بعض مخصوص عجیب وغریب قوتیں روح کو حاصل ہو جاتی ہین - اب وہ وقت آجاتا ہے کہ جب شاگرد تقدیر کے چوراہے پر اپنے تئین زندگی اور موت کی قوتوں کو ہاتہہ مین لیے ہوئے کہڑا پاتا ہے کیونکہ ان غارت گر قوتوں کا دنیاوی عروج کے لئے استعمال کرنا ہی روحانی ترقی کی جڑ کاٹنا ہے - یہی ترغیب ہے - اسکے بارہ مین انجیل مین کہا گیا ہے کہ شیطان نے یسوع کو دنیا کی سلطنتین دکہائین جو اسکو سجدہ کرنے سے حاصل ہو سکتی تہین - لیکن نجات کا خواہشمند درویش یا سادہو اب اپنے اس ارادہ سے کہ وہ اپنی شخصیت کو مغلوب کرے نہین بدل سکتا ہے - پس وہ اپنی صلیب اپنے ساتہہ لئے پہرتا ہے اور گول گوتہا کے مقام پر جس سے مراد کہوپری کی جگہہ ہے مصلوب ہوتا ہے - کہوپری کا خاص مفہوم یہ ہے کہ بہیجے مین جوگ کے ایک بڑے چکر کا مقام ہے جسپر آخر مین دہیان لگایا جاتا ہے اس تشریح کی تائید مین انجیل کی ذیل کی آیات کا حوالہ دیا جاتا ہے -

۱- "یسوع اب تک اپنے جلال کو نہ پہونچا تہا" (یوحنا کی انجیل باب ، آیت ۳۹

۲- "جس نے اس خوشی کے لئے جو اسکے سامنے رکہی گئی تہی شرمندگی کی پرواہ نہ کرکے صلیب کا دکہہ سہا" (انجیل - عبرانیون باب ۱۲ - آیت ۲) -

اصلی زندگی مین جو ایکدم کثیر اور جلیل ہے داخل ہونے کی غرض سے جو باہر آتما (جسمانی شخصیت) کو مصلوب کیا جاتا ہے اسکا نتیجہ اس طور پر ظاہر ہوتا ہے -

(۱) چٹانون کا پہٹنا -

(۲) آفتاب کا تاریک ہو جانا -

(۳) ہیکل (مندر) کے پردہ کا اوپر سے نیچے تک پہٹ جانا - اور

(۴) قبرون کا کہل جانا اور مردون کا نمودار ہونا -

اُلٰہی کمال کو اونہین دنیدار آدمیون کا جو مادّہ و نفس کی اسیری سے آزاد ہو چکے ہین حقت سمجھتے تھے کیونکہ انکے مطابق مادّہ و گناہ [ایک دوسرے سے] جدا نہین ہو سکتے ہین"

اس فرقہ کے مطابق کمالیت صرف علم کے ذریعہ سے ہے اور علم رموز مین داخل ہونے (تعلیم پانے) سے حاصل ہو سکتا ہے۔" وہ ایک اندرونی روحانی حالت ہے جو رموز دانی سے حاصل ہوتی ہے اور جس کا مسیح سے کوئی زندگی کا تعلق نہین ہے" (ای۔آر۔ای۔جلد ۹ صفحہ ۳۲۳)۔

رموز معرفت کے تعلق مین مصلوب ہونے پھر زندہ ہو جانے اور آسمان پر اوٹھ جانے کے مسئلون سے عیسائی لوگ ایسے ہی ناواقف ہین جیسے ہندو اگنی۔ اندر و سورج سے عیسیٰ کی کل زندگی نازک خیالی کی تمثیلات کا ایک سلسلہ ہے جسمین روحانیت مین ترقی کرنیوالی آتما کا جلال دکھایا ہے۔ جب روح کے پرماتما پن کا خیال دل مین پیدا ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یسوع یا کرشن کی پیدائش ہوئی۔ زندگی سے اوسکی بہت گہری آشنائی ہونیکی وجہ سے اوسکا تعلق پیدا ہونے کے وقت سے ہی گایون سے پایا جاتا ہے۔ سنسکرت مین گائے سے مراد حواس خمسہ سے ہے اور انکو زیر کرنا اور اونپر فتح حاصل کرنا گایون کی حفاظت کرنا ہے جسکو گورکشا کہتے ہین (دیکھو پی۔ ایچ بی جلد ۲ صفحہ ۵۲۰) کنواری ماں مریم عقل ہے جو روح کی قدرت سے حاملہ ہوتی ہے۔ مسیح کا باپ ایک بڑھئی ہے جو ایک اور نازک تمثیل اوس ذہن کی ہے جسکا مظہر ہندون کا دیوتا گنیش ہے۔ کیونکہ بڑھئی چیزون کو کاٹتا ہے (علم تجزیہ = analysis) اور جوڑتا ہے ۲۰۱
(علم مرکبات = synthesis) مسیح کا حمل مین آنا بغیر گناہ کے یعنی پاک طور سے ہوتا ہے کیونکہ یہ حمل عقل کو ہوتا ہے مرد و عورت کے یکجا ہونے سے نہین۔ بالک مسیح پوشیدہ طور سے نشو و نما پاتا رہتا ہے جب تک کہ اوسکے دشمن غارت نہ ہو جاین جسکا مطلب یہ ہے کہ صحیح اعتقاد حاصل ہونے کے بعد درجہ مسیحائی اسوقت تک نہین

۹ "اگر کوئی میرے پاس آئے اور اپنے باپ اور ماں اور بیوی اور بچون اور بہائیون اور بہنون بلکہ اپنی جان سے بہی دشمنی نہ کرے تو میرا شاگرد نہین ہو سکتا" (لوقا - باب ۱۴ - آیت ۲۶) -

۱۰ "جو کوئی اپنی جان بچانے کی کوشش کریگا وہ اوسے کہوئیگا - اور جو کوئی اوسے کہوئیگا وہ اوسکو زندہ رکھیگا" (لوقا باب ۱۷ - آیت ۳۳) -

۱۱ "لومڑیون کے بہٹ ہوتے ہین اور ہوا کے پرندون کے گہونسلے مگر ابن آدم کے لیے سر دہرنے کی بہی جگہ نہین" (متی - باب ۸ - آیت ۲۰) -

۱۲ "محنت اور مشقت مین بارہا بیداری کی حالت مین بہوک اور پیاس کی مصیبت مین بارہا فاقہ کشی مین سردی اور ننگے پن کی حالت مین" (۲ کرنتہیون باب ۱۱ - آیت ۲۷) -

۱۳ "... اور بعض خوجے ایسے ہین جنہون نے آسمان کی بادشاہت کے لئے اپنے آپ کو خوجہ بنایا ہے" (متی باب ۱۹ - آیت ۱۲) -

۱۴ "بلکہ مین اپنے بدن کو مارتا کوٹتا اور اوسے قابو مین رکہتا ہون (۱ - کرنتہیون باب ۹ - آیت ۲۷) -

۱۵ "اور جو مسیح یسوع کے ہین اُنہون نے جسم کو اسکی رغبتون اور خواہشون سمیت صلیب پر کہینچ دیا ہے" (گلتیون باب ۵ - آیت ۲۴) -

۱۶ "پس اے بہائیون مین خدا کی رحمتین یاد دلاکر تم سے التماس کرتا ہون کہ اپنے بدن زندہ اور پاک قربانی کے طور پہ نذر کرو جو خدا کو پسندیدہ ہے - یہی تمہاری معقول عبادت ہے" - (رومیون باب ۱۲ - آیت ۱) -

ایسی روشنی ہے جو یہ فلسفہ کے بیش بہا بکہرے ہوئے لعل وجواہرات ہمارے سوالات پہ ڈالتے ہین عیسائی رموزدان لوگ (gnostics) بہی

۵ - اس قید سے رہائی ریاضت اور دیگر نیمون پر عمل کرنے سے جو خواہشات کے قاتل ہین حاصل ہوتی ہے -

۱ "کیونکہ اگر تم جسم کے مطابق زندگی گزاروگے تو ضرور مروگے اور اگر روح سے بدن کے کامون کو نیست و نابود کروگے تو جیتے رہوگے" (رومیون باب ۸- آیت ۱۳)

۲ "جو کوئی اپنے جسم کے لیئے بوتا ہے وہ جسم سے ہلاکت کی فصل کاٹیگا اور جو کوئی روح کے لئے بوتا ہے وہ روح سے ہمیشہ کی زندگی کی فصل کاٹیگا" (گلیتون باب ۶ - آیت ۸) -

۳ "پس اپنے اون اعضا کو مردہ کرو جو زمین پر ہین" (کلسیون باب ۳- آیت ۵) -

۴ "اور جسمانی نیت موت ہے مگر روحانی نیت زندگی اور اطمینان ہے" (رومیون باب ۸- آیت ۶) -

۵ "تنگ دروازہ سے داخل ہو - کیونکہ وہ دروازہ چوڑا ہے اور وہ راستہ کشادہ ہے جو ہلاکت کو پہونچاتا ہے اور اس سے داخل ہونے والے بہت ہین کیونکہ وہ دروازہ تنگ ہے اور راستہ سکڑا ہے جو زندگی کو پہونچاتا ہے اور اسکو پانے والے تہوڑے ہین" (متی باب ۷- آیات ۱۳ و ۱۴) -

۶ "افسوس ہے تم پر جواب سیر ہو کیونکہ بھوکے ہوگے - افسوس ہے تم پر جواب ہنستے ہو کیونکہ ماتم کروگے اور روؤگے - مبارک ہو تم جو بھوکے ہو کیونکہ آسودہ ہوگے - مبارک ہو تم جواب روتے ہو کیونکہ ہنسوگے" (لوقا - باب ۶ - آیت ۲۱) -

۷ "اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے اور اپنی صلیب اٹھائے اور میرے پیچھے ہولے" - (متی - باب ۱۶ - آیت ۲۴) -

۸ "اور جو کوئی اپنی صلیب نہین اٹھاتا ہے اور میرے پیچھے چلتا ہے وہ میرے لائق نہین ہے" (متی - باب ۱۰ - آیت ۳۸) -

۵ - " کیونکہ دیکھو خدا کی بادشاہت تمہارے اندر ہے" (لوقا کی انجیل - باب ۱۷ آیت ۲۱) -

۶ - " اور آسمان پر کوئی نہیں چڑہا سوائے اس کے جو آسمان سے اترا یعنے ابن آدم جو آسمان مین ہے" (یوحنا کی انجیل باب ۳ - آیت ۱۳) -

۲ - آدم کا گناہ وزوال -

۱ - " اسلئے کہ سب نے گناہ کیا ہے اور خدا کے جلال مین کم ہین" (رومیون - باب ۳ آیت ۲۳) -

۲ - " کیونکہ خدا نے جہالت مین سب کو ڈال رکہا ہے" (رومیون باب ۱۱ - آیت ۳۲) -

۳ - کلید معرفت سے نجات کا ملنا -

۱ - " اے شرع کے عالمون تم پر افسوس ہے کہ تمنے معرفت کی کنجی غائب کردی - تم آپ ہی داخل نہ ہوے اور دیگر داخل ہونے والون کو بہی تمنے روکا" (لوقا کی انجیل باب ۱۱ - آیت ۵۲) -

۲ - " اور تم سچائی سے واقف ہوگے - اور سچائی تمکو آزاد کر دیگی" (یوحنا کی انجیل باب ۸ - آیت ۳۲) -

۳ - " پس چاہئیے کہ تم کامل ہو جیسا کہ تمہارا آسمانی باپ کامل ہے" (متی کی انجیل باب ۵ - آیت ۴۸)

۴ - قید گناہ یعنے کرمون کی وجہ سے ہے -

۱ - " اور انسان چراغ جلاکر پیمانہ کے نیچے نہین دہرتے ہین" (متی کی انجیل باب ۵ - آیت ۱۵) [یہان پر اشارہ صاف طور سے گیان اور نہ کرم کی طرف ہے جو روح کی ہمہ دانی کی صفت پر پردہ کی طرح (گیان = علم + آورن = پردہ) حائل ہوتا ہے]

۲ - " جو کوئی گناہ کرتا ہے گناہ کا غلام ہے" (یوحنا کی انجیل - باب ۸ - آیت ۳۴) -

پانچوان لکچر

دیوی دیوتاؤن والے مذاہب

(ب)

نئے عہد نامہ انجیل پر جو پرانے عہد نامہ کا تکملہ کہا جاتا ہے غور کرنے سے انجیلون کی سب سے زیادہ توجہ کے قابل بات انکی تمثیلی تعلیم پائی جاتی ہے - جس معرفت کی کنجی کے کہو جانے پر حضرت عیسیٰ نے بنی اسرائیل کے عالمون کو سرزنش کی ہتی اسی کنجی کی مسیحائی کلام کے پوشیدہ معنی سمجھنے کے لیئے ہی ضرورت ہے - بلاشبہ کہین کہین بیش بہا قیمتی جواہرات ہی سطح پر پڑے نظر آتے ہین - لیکن ٹہیک اسوجہ سے کہ وہ یون کہلے پڑے ہین اور کسی زیور مین مرصع نہین ہین وہ ہر قسم کے سامان مین بٹہائے اور جڑے جا سکتے ہین - نئے عہد نامہ پر غور کرنے سے اس مین دی ہوئی مسیحائی تعلیم کے مسائل حسب ذیل پائے جاتے ہین -

۱ - روح کا پرماتما ہونا و اسکی کمالیت -

۱ "جبکہ اسنے انہین خدا کہا" (یوحنا کی انجیل باب ۱۰ - آیت ۳۵) -

۲ "تم دنیا کے نور ہو - جو شہر پہاڑ پر بسا ہوا ہے وہ چہپ نہین سکتا ہے" (متی کی انجیل باب ۵ - آیت ۱۴) -

۳ "تم زمین کے نمک ہو" (متی کی انجیل باب ۵ - آیت ۱۳) -

۴ "عزیزو ہم اسوقت خدا کے فرزند ہین اور ابہی تک یہ ظاہر نہین ہوا کہ ہم کیا کچہہ ہونگے - ہم اتنا جانتے ہین کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم بہی اسکے مانند ہونگے کیونکہ اسکو ویسا ہی دیکہینگے جیسا وہ ہے" (نیا عہد نامہ - ۱ - یوحنا - باب ۳ - آیت ۲) -

یہودیون کی شاستر مین آدم کے گناہ اور زوال کا یہ مطلب ہے جو ہم نے کہا ہے۔ وہ ایک ہمہ دان خدا کے ضعیف البنیاد انسانون سے کے جوڑہ کی نافرمانی پر غصہ ہونے کی حکایت نہین ہے۔ اور نہ انسانون کے بندرون کی قوم مین سے علیحدہ ہونے کے وقت کی وحشیانہ حالت کی بچون کی کہانی ہی ہے بلکہ وہ ایک ایسی روحانی علم کے چند بیش بہا اصولون کا خلاصہ ہے جسکی واقفیت روح اور اتما کرن کے اوصاف کی ماہیت سے آج کل کے سائنس کی نسبت بہت زیادہ صحیح اور معقول ہے۔

سامنے لاتے ہین لیکن ہابیل کا ہدیہ قبول ہوتا ہے اور قائن کا نہین۔ قائن اسپر ہابیل کو مارڈالتا ہے جسکے باعث خدا اسکو سراپ دیتا ہے۔ سیت (جسکے لفظی معنے تعنیات کیا گیا ہین) آدم کا تیسرا لڑکا ہے اور سیت کا لڑکا انوس ہے جس کے زمانہ مین انسان "اپنے کو خدا کے نام سے پکارنے لگے" (دیکھو پیدائیش کی کتاب باب ۴ - آیت ۲۶ کے متعلق حاشیہ کی تشریح)

(۱۵) یہان پر ہابیل اعتقاد ہے جوزندگی کی طرف متوجہ ہے مگر قاین عقل ہے جو مادہ سے منسوب ہے اسوجہ سے ہابیل بھیڑون کا محافظ ہے جوزندگی کی علامت ہین اور قائن زمین (= مادہ) کا جوتنے والا ہے - ان ہر دو کی قربانی یا ہدیہ سے مطلب اونکے فرائیض کا نتیجہ ہے - ہابیل کا ہدیہ زندگی کے محکمہ کے اعلیٰ ترین تحالف مثلاً برے کے اوصاف (اوتّم مارڈو = اعلیٰ درجہ کی حلیمی) وغیرہ ہین اور قائن کا مادی سائنس کی عمدہ ترین ایجادین (برقی روشنی - ہوائی جہاز وغیرہ وغیرہ) ہین ہابیل کی کارگذاری خدا کو جو الٰہی کمال اور آنند کا آدرش (نمونہ ہے) ہے قدرتاً قبول ہوتی ہے کیونکہ اوتّم مارڈو (اعلیٰ درجہ کی حلیمی) وغیرہ واقعی مین نجات کے ذریعہ ہین لیکن عقل اور اعتقاد قدرتاً ایک دوسرے کے مخالف ہین کیونکہ ایک نکتہ چین ہے اور دوسرا مدہے پن کی اطاعت کا خواستگار اسلیئے ہابیل قاین کے ہاتھہ سے مارا جاتا ہے -

(۱۶) قاین کا سراپ بھی عقل سے نسبت رکھتا ہے - کی اوف نولیج - کے چوتھے باب مین اوسکی تشریح کی گئی ہے - یہان ہمارے پاس اوسکے بیان کرنے کے لیئے وقت نہین ہے - لیکن سیت جسکا مطلب تعینات کیئے گئے سے ہے وہ سچا گیان ہے جو مقتول ہابیل (بلا دلیل کے اعتقاد) کی جگہ لیتا ہے - اور اس سچے گیان کا فرزند انوس ہے جو اپنے آپ کو خدا کرکے پکارتا ہے یعنے جو اپنے کو خدا جانتا ہے -

(iii) "وہ کانٹے اور اونٹ کٹارے وہ تیرے لئے اُگائیگی اور تو کہیت کی گہاس کہائیگا۔

(iiii) "اپنے چہرہ سے ٹپکتے ہوے پسینہ کے ساتہہ تو روٹی کہائیگا جب تک کہ تو زمین مین نہ ملجائے کیونکہ تو اوس سے نکالا گیا تہا اور اسلئے کہ تو خاک ہے اور پہر خاک مین جائیگا"

——(دیکھو پیدائش کی کتاب باب ۳ - آیات ۱۷ تا غایت ۱۹)

"ان اصطلاحات کا مطلب یہ ہے کہ وہ آفات۔ قحط لڑائیان اور مصیبتین جو دنیا مین لوگون پر آتی ہین وہ انسانون کی شہوتون۔ برائیون بدمعاشیون اور جعلسازیون کا نتیجہ ہین اور یہ کہ باوجود ہماری تمام کوششون کے کہ دنیا اور قوانین قدرت کو اپنا مطیع بناوین لالچی اور شہوت پرست آدمی کو سوائے کانٹون اور چہبنے والی چیزون کے اور کچہہ دستیاب نہین ہو سکتا ہے اور نیز یہ کہ ایک روح سے انکار کرنیوالے مادی فلسفہ مین دل کو تسکین بخشنے کی قوت نہین ہے جو صرف روحانی گیان سے آتی ہے۔

آدم کے خاکی پن کا احوال یہ ہے کہ شخصیت تین قسم کی ہوتی ہین۔

(i) باہر آتما (جسمانی شخصیت)۔

(ii) انتر آتما (روح) - اور

(iii) پرم آتما (خدا)

بے وقوف آدمی اپنے تئین صرف جسمانی شخصیت ہی سمجہتا ہے جو مادہ سے مل کر بنا ہے اور فانی ہے۔ سمجہدار آدمی اپنے تئین روح جانتا ہے جو غیر فانی ہے اور جو شُدھ (پاک) ہونے پر پرم آتما (خدا) ہو جاتی ہے۔ ان مین سے پہلی قسم کی شخصیت کا خیال یعنی گنہگار دنیا دار کی باہر آتما وہ شخصیت ہے جسکا اظہار انجیل مقدس کے سراب مین ہی۔

(۱۴) گناہ کے بعد ہابیل اور قائن آدم کے پیدا ہوتے ہین جن مین سے ہابیل بہیڑ ونکا چرواہا اور قائن زمین کا جوتنے والا ہے۔ یہ دونون اپنے اپنے پیشون کا ہدیہ خدا کے

پورنتا کے آدرش ([illegible] = نمونہ) سے ہے - راجہ جنم جی کا سراپ جگت بہی خواہشات کے غارت کرنیکی ایک اور عمدہ تشبیہہ ہے - (دیکہو - این آئیر صاحب کی مہابہارت صفحہ ۱۹۱ وزان بعد) انجیل کی پیدایش کی کتاب کے بموجب سانپ کو یہی سراپ ملا ہے کہ وہ اپنے پیٹ کے بل چلیگا (دیکہو باب ۳ - آیت ۱۴) - اسکی وجہ یہ ہے کہ شہوت پرست متنفس کے لئے روحانی ترقی کا خیال ناممکن ہے کیونکہ اوسکو نفس پوجا (حواس خمسہ کی لذات) سے ایک لمحہ بہی اپنی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہین ملتی ہے -

(ب) حوا کا سراپ بہی عقل کی ماہیت سے پوری مطابقت رکہتا ہے اوسکی پریشانی اور جننے کی طاقت بڑہا دی گئی ہین - جانور کو گذشتہ کا افسوس اور آئیندہ کا خوف نہین ہے لیکن انسان کو جو صاحب عقل ہے دونون باتین پریشان کرتی ہین - عقل کے جننے کی طاقت کے بہت زیادہ بڑہائے جانیکا اشارہ عاقلون کی طرح طرح کی بیشمار من گہڑت رایون کی طرف ہے جو وہ دنیا کی ابتدا وغیرہ کے بارہ مین لگایا کرتے ہین "پریشانی مین تو بچے جنیگی اور تیری خواہش تیرے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجہہ پر حکومت کریگا" ——(دیکہو پیدائش کی کتاب باب ۳ - آیت ۱۶) عقل جان ([illegible]) کے تابع ہے جو تشبیہہ کی زبان مین اوسکا شوہر ہے اور سکے بچے وہ مختلف رائے و فلسفانہ قیاسات ہین جو بڑی جہان بین کی مصیبت اور پریشانی کے بعد قائم ہوتی ہین اور اوسکی ہستی کی وجہ بہی محض اوسکے شوہر یعنے جان ([illegible]) کی بہبودی ہے -

(ج) آدم کے سراپ مین بہی سنساری جیو کی حالت کا لحاظ ہے -

(ا) "زمین تیرے سبب سے لعنتی ہے -

(اا) "تکلیف کے ساتہہ تو اپنی عمر بہر اوس سے کہائیگا -

اپنی کارگذاری مین مصروف ہو خود عقل کو نہین حاصل ہے بلکہ منتفس کی خواہشات پر موقوف ہے
اور اوسکی زبردست خواہشات کے مطابق طے پایا ہے ۔ جیسا کہ کی اوف نیبج
مین تبایا گیا ہے عقل مثل ایک لالٹین کے انسان کے پاؤن کی رہبری کے لیے ہے لیکن یہ بات کہ آیا وہ
اسکو عبادت کے مقام کی طرف لیجاوے یا ایک جوئے خانہ کیطرف خود انسان کی میلان طبع پر
موقوف ہے نہ کہ عقل کی مرضی پر ۔

(۱۳) گنہگارون کی سزائین بہی جان (   ) عقل اور خواہشات کی ماہیت
کو ظاہر کرتی ہین ۔

(الف) سانپ سب مویشیون اور میدان کے چارپایون سے زیادہ ملعون ہے وہ اپنے
پیٹ کے بل چلیگا اور عمر بہر خاک کہائیگا ۔ چونکہ خواہشات انسان کو چوپایون اور مویشیون
سے بہی زیادہ ذلیل بنا سکتی ہین اسلئے سانپ سب مویشیون اور چارپایون سے بہی زیادہ
ملعون ہوا ۔ خواہشات مین لپٹا ہوا ٔمن ہمیشہ خاک کے بیوپار مین لگا رہتا ہی جسکا مطلب یہ ہے
کہ وہ رات دن اندریون کے ذریعۂ لذات حواس کا مادّہ بیرونی اشیا سے اپنی طرف کہینچا
کرتا ہے ان لذات احساس کا مادّہ ہی جو اندریوان کے ذریعۂ سے رات دن کہنچا کرتا ہے
وہ خاک ہے جو سانپ کو عمر بہر کہانے کو تبائی گئی ہی ۔ سانپ اور حوّا کے درمیان مین عداوت
بہی قائم کی گئی ہے (دیکہو انجیل مقدس پیدائش کی کتاب باب ۳ ۔ آیت ۱۵)

"وہ تیرے سر کو کچلیگی اور تو اوسکی ایڑی کو کاٹیگا"

اسکا اشارہ اوس مخالفت کی طرف ہے جو عمدہ عقل اور خواہشات کی
رغبت مین ہے ۔ خواہشات کا بالآخر تپسیا سے جوگیان (عقل کا بچہ) کا
نتیجہ ہے ناش ہوجاتا ہے ۔ اسی کو نہایت خوبی کے ساتہہ ہندو شاستر ون مین
کرشن کا کالی ناگ کو ناتہنا کہا ہے ۔ کرشن سے مطلب کسی آسمانی دیبی
دیوتا کے اوتار سے نہین ہے بلکہ محض تشبیہ کی عمدہ زبان مین آ ئی

(۸) محبت و نفرت (راگ و دویش) خواہش کی دو عام قسمین ہین (اچھی شئے کے اپنانے کی خواہش = راگ اور بری شے کے غارت کرنیکی خواہش = دویش) اور خواہش کرم بندھن اور آواگون کا رن ہے جیسا کہ پہلے ایک لکچر مین دکھایا گیا ہے - لہذا نیکی و بدی کے امتیاز کا پہل کہانا منع ہے -

(۹) روح اسوجہ سے کہ وہ غیر مرکب جوہر ہے لافانی ہے لیکن اسکے مجسم ہونیکی وجہ سے زندگی اور موت اسکے ساتہہ لگے ہوئے ہین اسی وجہ سے انجیل مین آیا ہے (دیکہو پیدائش کی کتاب باب ۲ - آیت ۱۷) کہ

"جس روز تو اسکا پہل کہائیگا تو یقیناً مرجاویگا"

یہ یاد رکہنا چاہیئے کہ آدم اسی دن نہین مر گیا جسدن اسنے نیکی و بدی کے امتیاز کے درخت کا پہل کہایا بلکہ اسکے بعد بہت برسون تک زندہ رہا اور ۹۳۰ سال کی عمر مین مرا (کتاب پیدائش باب ۵ - آیت ۵) پس پیدائش کی کتاب کے دوسرے باب کی سترہوین آیت کی اصلی تعبیر یہی ہوسکتی ہے کہ ممنوع پہل سے موت انسان پر حاوی ہوجاتی ہے -

(۱۰) سانپ سے مراد جسکے ذریعہ سے بدی کی ترغیب ہوئی خواہش سے ہے جو روح کو دہرم سے ہٹاکر ممنوع کامون کی طرف کہینچ لیتی ہے -

(۱۱) دنیاوی لذات کے نیک و بد کو امتیاز مین پڑا ہوا متنفس روح سے بے خبر ہوتا ہے یعنے اس امر سے ناواقف ہوتا ہے کہ روح خود پرماتما ہے اور وہ بیرونی دیوتاؤن سے خوف کہاکر چہپتا پہرتا ہے -

(۱۲) آدم گناہ کا الزام اپنی سمجھہ (حوا) پر ڈالتا ہے اور حوا (سمجھہ یا عقل) بہین ہوتی ہے کہ وہ خواہشات (سانپ) کے بہکانے سے گمراہ اور مغلوب ہوئی - یہ باتین جان (Soul) عقل اور خواہش کی اندرونی ماہیت سے بالکل مطابقت رکہتی ہین کیونکہ جان کا رہبر (معلم) عقل ہے اور عقل خواہشات کے قابو مین ہے - چنانچہ اس امر کے طے کرنیکا حق کہ عقل کس بات کے بارہ مین

جو ایک نہایت مناسب تشبیہہ ہے کیونکہ بالآخر عقل تو روح ہی کی ایک شکل ہے جو نیند مین غائب ہو جاتی ہے اور سو اٹھنے پر ظاہر ہوتی ہے۔

(۵) سب جاندارون مین انسان ہی موکش پا سکتا ہے اور اس لئے وہ ہی دہرم کی تعلیم کا مستحق ہے جانور اپنی عقل کی کمی اور دیگر جسم ومن کے فرائض کی کوتاہیون کی وجہ سے موکش نہین پاسکتے ہین سورگ اور نرک کے باشندے بھی اسوجہ سے کہ وہ تپسیا نہین کرسکتے ہین موکش نہین پاسکتے ہین۔ اسلئے خاصکر انسان ہی دہرم کی تعلیم کا مستحق کہا گیا ہے۔

(۶) زندگی کے درخت سے مراد زندگی سے ہے اور نیکی اور بدی کے امتیاز کے درخت سے مراد چیزون کی قیمت کا یعنے انکے ہمارے محظوظ کرنیکی قابلیت کا تخمینہ کرنے سے ہے۔

(۷) نیکی اور بدی کے امتیاز کا پہل (نتیجہ) راگ (اُنس یا محبت) اور دویش (نفرت) ہین کیونکہ انسان اس چیز کے حاصل کرنے اور تحفظ کی کوشش کرتا ہے جسکو وہ عمدہ سمجھتا ہے اور اسکو غارت کرنا چاہتا ہے جسکو وہ برا خیال کرتا ہے۔ اب اگر آپ نیکی اور بدی کی ماہیت پر غور کرین تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ دراصل کوئی قدرتی شئے نہین ہین اور نہ ہمیشہ ایک صورت مین قیام پذیر ہی ہوسکتی ہین۔ وہ تو صرف نسبتی الفاظ ہین۔ پہلے ہی ہوئی بڈھے مالدار کے فرزند کی مثال مین اس کا بڈھا باپ اسکے پیدا ہونیکی خوشی مناتا ہے لیکن وہ قریبی وارث جو اسکے باپ کے لاولد مرنیکا منتظر بیٹھا تھا غم اور ماتم مین ڈوب جاتا ہے۔ لگر وہ بچہ جسکے باعث ایک شخص کو خوشی اور دوسری کو رنج ہوتا ہے اپنی ذات مین صرف ایک واقعہ ہے وہ اپنے والدین کے لیے بہبودی کی علامت اور مبارک ہے اور اس لئے نیک ہے۔ لیکن اُن کے لئے جو اس بڈھے دولتمند کے مرنے پر اسکی دولت پانے کے مشتاق بیٹھے تھے مایوسی اور مصیبتون کا باعث ہے۔ ایک کے سینہ مین وہ محبت اور الفت کے جذبون کو پیدا کرتا ہے یعنے راگ کو اور دوسرے کے دل مین نفرت اور غصہ کو یعنے دویش کو۔ اس طرح پر راگ (محبت) اور دویش (نفرت) نیکی اور بدی کے امتیاز کے درخت کے پہل ہین۔

نیکی وبدی کے علم کے پیڑ کہے جاتے ہین تو باغ عدن کو ایک اصلی باغ ماننے کی لغویت اور بہی زیادہ بیہودہ ثابت ہوگی۔ پہر نیکی وبدی کا علم انسان کے لئے ممنوع کیون ہو۔؟ اور پہر صرف اسکے پہل کے ایک ٹکڑے کے کہانے کی سزا اسقدر سخت کہ اُسپر لعنت کیجاوے اُسکو باغ سے نکالدیا جاوے اور موت اس پر جاری بنادیجاوے اور اسکے لڑکے پوتے اور انکی اولاد ہمیشہ کے لئے آخری آدم تک پریشان اور سرگردان ہون۔ اور اگر سزا ہی دینا منظور تہا (اور ایک ہمہ دان خدا کو تو شروع ہی مین معلوم ہوگا کہ آدم نافرمانی کریگا) تو پہر بیہودہ بار بار پیغمبرون کو انسانون کی رہبری کے لئے کیون بہیجتا ہے۔ کیا وہ ایک لفظ سے انکو پاک نہین بنا سکتا تہا جیسا کہ اسنے انکو لعنتی بنایا تہا ایسا کرنے سے اسکو افسوس کرنا اور پچہتانا بہی نہ پڑتا۔

اگر آپ ان سوالات پر اور ایسے ہی اور سوالات پر جو اس روایت کی لفظی تعبیر مین پیدا ہوتے ہین غور کرین گے تو آپ اور یجن (صفحہ ۶) سے اس امر پر اتفاق کرین گے کہ یہ تاریخی واقعات کے طور پر نہین سمجھی جاسکتی ہے۔ ویدک لیتاؤن کے مطلب کیطرح اسکا مطلب بہی پوشیدہ ہے۔ مین اب آپ کے سامنے اس افسانہ کے اصلی راز کو پیش کرتا ہون۔

(۱) باغ عدن روح کے اوصاف کی تشبیہہ ہے یعنے اس مین روح کو باغ اور اُسکے اوصاف کو درختون سے مشابہت دی گئی ہے۔

(۲) ان مین زیست اور امتیاز نیک و بد دو بڑے اوصاف ہین۔ ہذا زندگی اور نیکی و بدی کے امتیاز کے درخت باغ کے بیچ مین پائے جاتے ہین۔

(۳) آدم سے مراد اس متنفس روح سے ہے جس نے انسانی جون پائی ہے۔ یعنے جسنے انسانی جامہ پایا ہے۔

(۴) حوا سے مراد عقل سے ہے جو آدم کے سوتے وقت اوسکی پسلی مین سے بنائی گئی ہے

اسطرح پر سرشٹی کا رچنے والا برہما روحانی بدہی ہے جو من کی تاریکی کو دور کرتا ہے اور اوس مین پاک خیالات پیدا کرتا ہے - وشنو جو حفاظت کرنے والا ہے دہرم ہے جس سے روحانیت کی ترقی ہوتی ہے - وہ برہما کی سرشٹی کی حفاظت کرتا ہے مگر کسی اور چیز کی نہین - آخیر مین شیو یا مہیش سے مراد دیہ اگ سے ہے جو کرم اور بدی کا ناش کرنیوالا ہے دوسرے طریقہ پر رشبہہ دہرم ہے - بہرت رشبہہ کا لڑکا بہگتی اور بیل دہرم کا چینہہ یا علامت ہے - جمبو دیپ فانی انسان کے لئے بہگتی کی اقلیم ہے اور بہارت ورش بہگتی کے طریقہ و معنی ہین - کور جہیتر دونون بہون کے درمیان کا چکر ہے - پریاگ سے مراد ہردی کمل (دل کے چکر) سے ہے متہرا ہزار پنکہڑی والا سہس رار ہے جو کہوپری مین ہے اور گوبردہن من کو کہتے ہین - ہردوار شانتی کا مقام ہے - گنگا جمنا اور سرستی - اپترا - نیگلا اور سشمنا ناڑیان ہین اور جگ تپشیا کے درجہ ہین جب کہ انسانی جسم ایک سال یا برس کے برابر ہے - اوتار سے مراد دہرم کے مارگ کے مرحلون سے ہے جو کمال کی منزل مقصود تک پہونچاتے ہین -

مین خیال کرتا ہون کہ آپ کو ہندون کے دیوی دیوتاؤن کے افسانون کی ماہیت کا گیان کرانے کے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہوگا - اب مین 'Fall' (روحانی زوال) کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرون گا جو یہودیون اور عیسائیون کے مذاہب کا ایک بہت ضروری رُکن ہے -

سب سے پہلے آپ کو اپنے من مین سے یہ خیال نکال ڈالنا چاہیئے کہ اس دنیا مین یا آسمان پر کوئی ایسا مقام تہا جو عدن کہلاتا تہا جہان پر کہ ایک پرماتما نے کسی وقت پر خوبصورت درختون کا کوئی باغ لگایا ہو - ہمنے اوریجن (Origen) صاحب کی تحریر کے حوالہ سے دیکہہ لیا ہے کہ ایسا خیال کسقدر لغو ہے - اور اگر آپ ان دو مشہور و معروف درختون کی طرف غور کرینگے جو زندگی اور

اہم اہم مسئلون کو شاعرانہ تشبیہہ کی پوشاک پہنا کر پیش کیا گیا ہے - گو کہ یہ مضمون نہایت
دلچسپ ہے لیکن مین اب اسپر زیادہ توقف نہین کر سکتا ہون - آپ اسکا تذکرہ میری
تصنیف کردہ Practical Path مین زیادہ تفصیل کے ساتھ پائینگے
Key of Knowledge مین بھی جس مین مختلف قومون کے دیبی دیوتاؤن
کے رموز کی تفتیش بغیر کسی قسم کی طرفداری کے کی گئی ہے - اس سلسلہ مین ایک اور
کتاب جسکا مین حوالہ دینا چاہتا ہون گا وہ دی پرمیننٹ ہسٹری اوف بھارت ورش
ہے جسکا اس لکچر مین پہلے ہی کئی بار تذکرہ آچکا ہے - اس مین سیکڑون دیبی دیوتاؤن کے
اصلی مفہوم کو شاسترون کا حوالہ دے دیکر ثابت کیا ہے گو کہ اونکے تشبیہی اوصاف کی
مطابقت دریافت کرنیکی کوشش نہین کی گئی ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین
ہندون کو اس قسم کے روپک النکارون کا خبط ہوگیا تھا اور وہ اپنے مَن کی خیالی
مخلوق کو تشبیہی پوشاک اور زیور سے آراستہ کرنے مین دل وجان سے مشغول ہو گئے
تھے - ایک لفظ بھی انکی مقدس تحریرون کا اسلئے تاریخی طور پر ٹھیک نہین ہے اور نہ مہابھارت
اور رامائن کی نظمین ہی تاریخی افسانے ہین - اونکے زمانہ اور مقامات کے حوالہ سائنس
کی نگاہ مین اوتنے ہی مصنوعی ہین جتنے کہ وہ اشخاص جو اون اوقات اور مقامات سے
تعلق رکھتے ہین وسشٹ رشی انسان نہین ہین بلکہ شرتی یعنی الہام کی علامت ہے
جبکہ وشوامتر منس (عقلی غور وفکر) ہے - اونکے باہمی جھگڑون سے مراد الہام
اور عقل کے تنازعہ سے ہے جو خفیہ رموز والے مذاہب مین بسا اوقات پایا جاتا ہے
لیکن شرتی انجام مین عقل پر غالب آتی ہے اور اسی لیئے ہم وسشٹ کو اپنے مخالف
وشوامتر پر غالب پاتے ہین - چودہ لوک (طبقہ) روحانی ترقی کی چودہ منزلین
ہین - دنیا کی اوتپتی سے مراد من مین روحانی خیالات کے آباد کرنے سے ہے - تحفظ
سے مراد روحانی زندگی کی ترقی سے ہے اور ناش بری خصلتون اور عادات کا ہے

سات ہاتھہ مانا ہے۔

(۳) سات زبانین اگنی کی پانچ حواس ۔ من ۔ اور بدہی (عقل) ہین جو تپ کی اگنی مین سوا ہا کئے جاتے ہین یعنے جلا دیئے جاتے ہین ۔

(۴) چونکہ تپشیا کرنے سے آتما کے الٰہی اوصاف ظہور مین آتے ہین اسلیئے اگنی کو دیوتاؤن (= خدای یعنے الٰہی اوصاف) کا پردہت کہا گیا ہے جو اُسکے بلانے سے آتے ہین ۔

(۵) پُن اور پاپ دونون بندھن یعنی آواگون کے کارن ہین جن مین سے پن سے خوشگوار اور پاپ سے ناگوار جونین ملتی ہین ۔ ان دونون کو موکش کے متلاشی کو چھوڑنا پڑتا ہے اسلیئے اگنی کو پاک (پُن) اور ناپاک (پاپ) دونون کا ہکشن کرنے والا کہا ہے ۔

(۶) اگنی کی خوراک خواہشات یعنی طبیعت کا مارنا ہے کیونکہ تپشیا سے مطلب ہی ترک خواہشات سے ہے ۔ خواہشات کے ناش کرنے سے آتما کے الٰہی اوصاف اور خاصیتین ظاہر اور مضبوط ہوتی ہین ۔ تشبیہہ کی زبان مین ان الٰہی اوصاف کو دیوتا کہتے ہین اسلیئے اگنی پر بلدان (قربانی) چڑھانے سے دیوتاؤن کی طاقت بڑھتی ہے ۔

اگنی کا ایسا سروپ ہے جسکی آپ جانتے ہین کہ صرف ہندو ہی نہین بلکہ پارسی لوگ بھی پرستش کرتے ہین انجام مین ویدک دیوتاؤن کی ترتیب مین مفصلہ ذیل امور پائے جاتے ہین ۔

(۱) ہر متنفس روح اپنی ذات مین ایک خدا ہے یعنی جیوآتما ہی پرماتما ہے ۔

(۲) خالص روح پورن (مکمل) پرماتما ہے اور ہمہ دانی سے جو پرماتما کی صفت ہے متصف ہے ۔

(۳) روح کا پرماتماپن اوسکے مادہ سے مخلوط ہونے کے باعث دبا ہوا ہے ۔ اور

(۴) تپشیا وہ مارگ ہے جو پورنتا اور پرماتماپن کو پہونچاتا ہے ۔

پس ہم دیکھتے ہین کہ ویدون کے دیبی دیوتاؤن کے افسانون مین زندگی کے بعض

کرنے کے ہین - عیسائیون کی انجیل مقدس مین کہے ہوئے آگ کے بپتسمہ کا بہی یہی مطلب ہے - اگنی کی خاص علامات مفصلۂ ذیل ہین -

(۱) اوسکے تین پاؤن -

(۲) سات ہاتہہ -

(۳) اور سات زبانین ہین -

(۴) وہ دیوتاؤن کا پروہت ہے جو اوسکے بلانے سے آتے ہین -

(۵) وہ بہکش اور ابہکش یعنے پاک اور ناپاک دونون کو کہا جاتا ہے اور -

(۶) وہ دیوتاؤن کو طاقت بخشتا ہے یعنے جسقدر زیادہ بلدان (قربانی) اگنی کے اوپر چڑہایا جاوے اوتنی ہی دیوتاؤن کی طاقت بڑہتی ہے -

ان نہایت خوبصورت خیالات کی تشریح اسطور پر ہے -

(۱) تپ تین قسم کے ضبط سے ہوتا ہے یعنے تپشیا

(الف) من -

(ب) جسم - اور

(ج) بچن -

کو قابو مین لانے کا نام ہے - اگر ان مین سے صرف دو ہی چیزون پر قابو ہوا تو تپ ادہورہ رہے گا اور کوئی چوتہی چیز قابو مین لانے کے لیئے نہین ہے - اب چونکہ تپشیا ان تین قسم کے ضبطون پر قایم ہے اسلیئے اوس کے تین پاؤن کہے گئے ہین

(۲) سات ہاتہون سے مراد سات قسم کی ردّہیون سے ہے جو تپسیون کو حاصل ہو جاتی ہین - کمر کی نارٹی مین سات قسم کے جوگ کے چکر ہین جن مین سے ہر ایک مین ایک قسم کی ردّہی (قوت) خفتہ ہے - تپشیا کرنے سے یہ قوتین بیدار ہو جاتی ہین چونکہ قوت کا استعمال عموماً ہاتہہ کے ذریعہ ہوتا ہے اسلیئے ان سات قوتون کو اگنی کے

مادہ سے اختلاط کو ہم یون کہہ سکتے ہین کہ گویا اندر دیوتا نے اپنے گرو کی استری سے زنا کیا۔

(۲) پھوڑے پھنسیان اگیانی جیو ہین جو روح اور مادہ کے اختلاط کے باعث اپنے اصلی سروپ سے ناواقف ہین۔ وہ ابتدا اندھے ہین۔

(۳) جب انکو برہم گیان یعنے اس امر کا گیان کہ آتما ہی برہم ہے ہوجاتا ہے تو گویا انکی آنکھین کھل جاتی ہین — اسی امر کو پرار تھنا پر برہماجی کی مہربان ہوکر پھوڑے پھنسیون کو آنکھون مین مبدّل کردینے سے تشبیہہ دی گئی ہے۔

(۴) اِندر اپنے باپ کے باپ ہین کیونکہ۔

(الف) لفظ باپ کا مفہوم تشبیہہ کی زبان مین اُپادان کارن ہے۔ اور

(ب) - کیونکہ شدھ (خالص یا پاک) جیو کا اوپادان کارن اشدھ (ناپاک) جیو ہے جبکہ اشدھ (ناپاک) جیو خود مادہ اور نور روح سے بنا ہے۔

اسلئے ایک دوسرے کا باپ (اوپادان کارن یعنی مادّی سبب) ہے

یہ مختصر طور سے اندر اور اسکی اپنی گرد کی عورت سے قابل ملامت آشنائی کی روایت ہے ہمارے پاس زیادہ تفصیل مین جانیکے لئے وقت نہین ہے لیکن یہ بیان کیا جاسکتا ہے کہ اِس دیوتا کا دشمن تاریکی کا دیو ہے جس سے مفہوم اگیانتا سے ہے۔ اور بارش جو اِندر کے نام سے وابستہ ہے شانتی کی تسکین بخشنے والی بارش ہے جو جذبات اور کفر کی سخت تپش کے رفع ہو جانے پر ہوتی ہے۔ اِن بڑے دیوتاؤن کی تثلیث کا تیسرا ممبر اگنی ہے جو تپشیا کی تصویر ہے جیساکہ ہم پہلے کہہ چکے ہین۔ ہم دیکھہ چکے ہین کہ اِس دیوتا کو آگ یا رو ٹی بنانیکی دو یا کاروبک ماننا کتنا لغو اور غیر متعلق ہے۔ لیکن تپ کا تعلق خود عیان ہے۔ لفظ اگنی ہی اپنے مفہوم مین تپشیا کے اظہار کے لئے نہایت موزون ہے کیونکہ تپشیا کے معنی دراصل ویراگ کی اگنی سے روح کو پاک

(۲) اندر سے مراد ناپاک یعنے سنساری جیو سے ہے جو اندریون (حواس خمسہ) کے ذریعے
سے دنیا کے بیوپار مین مصروف ہوتا ہے۔
(۳) اُنکی پیشانی قورت ہے جو نجات کا باعث ہے۔
تفصیل کے ساتھہ اندر نے
(۱) اپنے گرو کی استری کے ساتھہ زنا کیا۔
(۲) جسکی علت مین اسکے جسم مین پھوڑے پھنسیان پھوٹ نکلین۔
(۳) یہ پھوڑے پھنسیان برہما جی کی مہربانی سے آنکھین بن گئین۔
(۴) علاوہ اسکے اندر اپنے باپ کا باپ بھی ہے۔
اِن امور کی مطابقت حسب ذیل ہے۔
(۱) الف۔ زنا سے مراد نور روح کا مادہ مین گھسنا ہے جو ایک ممنوع فعل ہے
کیونکہ نجات کے معنی ہی مادہ کی بغلگیری سے علیحدگی کے ہین۔
ب۔ حیات اور عقل روح کی دو صورتین ہین جن مین سے حیات برابر قائم
رہتی ہے مگر عقل وقتاً فوقتاً نمایان اور غائب ہو جاتی ہے جیسے خواب مین
اس کا غائب ہو جانا۔
ج۔ حیات کی تعلیم کا ذریعہ عقل ہے چونکہ باہری کتب یا اوستاد تو حصول
علم مین محض سہکاری کارن ہ (مددگار اسباب) ہی ہوتے ہین۔
د۔ عقل معمولاً مادہ سے تعلق رکھتی ہے اور شاذ و نادر ہی حیات کیطرف
متوجہ ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر یوروپین عالمون کو دیکھیئے کہ جن کی
عقل کو ابھی تک روح کا پتہ نہین ملا ہے۔
اسلیئے نور کے مادہ مین داخل ہونے کے خیال کی شاعرانہ عبارت مین ایک ممنوع فعل
یعنے زناکاری سے اسکے ساتھہ جو حیات کے اوستاد عقل سے مخصوص تعلق رکھتی ہے
(یعنے حیات کی اپنے گرو کی عورت سے زنا کرنے سے) تشبیہہ دیجا سکتی ہے۔ پس جیو اور

وہ تینون دراصل ایک ہی مین سما جاتے ہین - وہ تین سورج - اندر اور اگنی ہین جنکے بارہ مین حال کے زمانہ مین لوگون نے سخت غلطیان کی ہین - انکی ماہیت کے سمجھنے کے لئے ہمکو مذہبی سائنس کے وہ نتائج جو ہم ایک ماقبل کے لکچر مین نکال چکے ہین یاد رکھنے چاہئین - انکا خلاصہ مین یہان ایکدفعہ اور کہونگا تاکہ حوالہ دینے مین سہولیت ہو وہ اسطور پر ہے -

(۱) روح ایک جوہر (دربیہ) ہے جو ہمہ دانی کی قابلیت رکھتی ہے یعنے جو ہمہ دان ہوتی اگروہ اس خارج ہونے والی ناپاکی سے جو اسکے ساتھ لگی ہوئی ہے پاک ہوتی -

(۲) ناپاک روح نت اندریون کے ذریعہ باہر کی دنیا سے بیوپار مین مصروف ہے اور آواگون مین مبتلا ہے -

(۳) تپشیا اور نفس کشی پرماتماپن اور پورنتا (کمال) کے حاصل کرنے کے ذرایعہ ہین دوسرے الفاظ مین ہر روح مین پرماتما ہو جانیکی قابلیت موجود ہے - تاہم وہ جب تک مادہ سے لپٹی ہوئی ہے اسوقت تک وہ سنساری جیو یا جیو آتما (ناپاک روح) ہی ہے اور مادہ سے چھٹکارا تپشیا سے مل سکتا ہے - پس تین باتین جو ہر متلاشی نجات کو جاننی ضروری ہین یہ ہین -

(۱) جیودربیہ (جوہر روح) کی ماہیت -

(۲) جیو آتما (ناپاک روح) کی حالت - اور

(۳) ناپاکی کے دور کرنے کی تدبیر -

یہ ہی تین باتین اب مین آپ کو بتاتا ہون وہ امور ہین جو ہندو دیوا (देवालय) مین تین بڑے دیوتاؤن سورج اندر اور اگنی کے سروپ مین ظاہر کئے گئے ہین -

(۱) سورج ہمہ دانی کی علامت ہے کیونکہ جسطرح آفتاب کے آسمان مین نمودار ہونے سے سب چیزین دکھائی پڑتی ہین اسی طرح جب ہمہ دانی کی صفت روح مین نمایان ہو جاتی ہے تو اوسکو تمام چیزون کا گیان ہو جاتا ہے -

تب ہی حاصل ہوتی ہے۔

(۴) باوجود اسکے کہ عقل دیوتاؤن مین سب سے چھوٹی ہے وہ اِس امر پر اصرار کرتی ہے کہ کسی کام کے شروع مین سب سے پہلے اوسکی آؤبھگت کیجائے۔ کیونکہ سوچ سمجھ کر کام نہ کرنے سے تباہی و بربادی لازمی ہین۔

(۵) لڈو سے مراد عقل کے پھل سے ہے کیونکہ عقلمند لوگ قدرتی طور سے آنند (خوشی) کی شیرینی کا حظ اٹھاتے ہین۔ اور

(۶) ایکدنت کا اِشارہ اَدویت مت کے اصول "ایکو برہم دوتیا ناستی" کیطرف ہے (برہم ایک ہے اور اسکے سوا دوسرا کوئی نہین ہے) جو بموجب اَدویت فلسفہ کے عقل کا انتہائی نتیجہ ہے۔

یہ دلفریب مورتی گنیش جی کی ہے۔ یہ دلکش اور نیز سمجھ کے پڑھانیوالی ہی جیساکہ اس ملاقات کے کارڈ (Visiting Card) سے جو کئے ہوئے مفقود دانت مین چھپا ہوا ہے ظاہر ہے اِس اعلیٰ روپک (تشبیہی استعارہ) کا مصنف ایک اَدویت وادی تہا جسکی علمی واقفیت اتنی ہی ٹھیک پائی جاتی ہی جتنی وہ تعجب خیز ہے۔ پس گنیش جس سے ہم ابہی ملاقی ہوئے ہین کسی وحشی دماغ کی جو ہوا بادل یا بارش کو دیوی دیوتا ماننے پر تلا ہوا ہو گھڑنت نہین ہے بلکہ نجات کے حصول کے سب سے ضروری ذریعہ کی شاعرانہ خلقت یا مورتی ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ علم کے بغیر نجات نہین ملسکتی ہے جیساکہ وید مین آیا ہے "رتے گیانن نہ مکتی" (بغیر گیان کے مکتی نہین ہوسکتی ہے)۔

گیان کے دیو کو نمسکار کرنیکے بعد اب ہم ویدک دہرم کے دیوتاؤن کی اصلیت کی تفتیش مین مصروف ہونگے۔ جیساکہ ویدون کا نہایت مشہور و معروف تشریح کرنیوالا سائین کہتا ہے ویدک دیوتاؤن مین تین سب سے بڑے ہین اور

اب ہم چند مذہبی افسانون کا مطلب خود بیان کرینگے۔ سب سے پہلے ہم گنیش جی کا ذکر کرینگے جو اس امر پر اصرار کرتے ہین کہ سب دیوتاؤن سے پہلے انکی پرستش کیجائے گنیش کے اوصاف حسب ذیل ہین۔

(۱) وہ چوہے پر سوار ہوتا ہے۔

(۲) اسکے جسم مین ہاتہی کی سونڈ انسان کے دہڑ سے جڑی ہوئی ہے۔

(۳) وہ دیوتاؤن مین سب سے چہوٹا ہے۔

(۴) مگر اور سب دیوتاؤن سے زیادہ کہوٹا ہے بالخصوص اسوقت جبکہ کسی کام کے شروع مین اسکا آدرنہ کیا جائے۔

(۵) اوسکی خوراک لڈّو ہے۔ اور

(۶) اوسکا نام ایکدنت ہے کیونکہ اُسکی سونڈ مین بجائے دو دانتون کے ایک ہی دانت ہے۔

اس بالک دیوتا کا پتہ آج تک کسی محقق کو نہین لگا کیونکہ وہ سب دنیاوی چیزون مین ہی اوسکو ڈہونڈتے رہے اصلی بہید اوسکا اِس زمانہ مین پہلے پہل کی اوف نولیج (The Key of Knowledge) مین دیا گیا تہا گنیش سے مراد عقل یا سمجہ سے ہے جیسا کہ آپ ذیل کی مطابقت سے خود دیکہہ سکتے ہین

(۱) چوہا جو چیزون کے کاٹ ڈالنے کی وجہہ سے بہت زیادہ مشہور ہے علم تجزیہ (analysis) کی علامت ہے۔

(۲) گنیش جسکا جسم انسان کے دہڑ اور ہاتہی کی سونڈ سے جڑکر بنا ہے خود علم مرکبات (synthesis) کی مورتی ہے۔

(۳) عقل دیوتاؤن (الٰہی اوصاف) مین سب سے کم عمر (بچہ) ہے کیونکہ وہ آواگون کے چکر مین ازل سے گہومنے والی روح کو جب وہ نجات پانیکے قریب ہوتی ہے

عام طور پر اتفاق کیا ہے - مثال کے طور پر ابن رشد (Averroes) کی یہ رائے تھی کہ عقل اور ایمان میں کوئی وجہ مخالفت کی نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ ایمان کے مسائل دراصل فلسفہ کے اصول ہی ہیں جو تمثیلی عبارت میں بیان کئے گئے ہیں (حوالہ سابق) فی الواقع وہ وقعت جو شروع کے اسلامی رہبروں کی نگاہ میں فلسفہ کے لئے تھی اس بات کی شہادت ہے کہ ان لوگوں کو اس کا یقین تھا کہ آیات حدیث اور سائنس میں ایک واقعی اندرونی مطابقت ہے اس بات کا کچھ اثر اس نتیجہ پر نہیں پڑتا ہے کہ مسلمانوں کی بد قسمتی بعد کی صدیوں میں علم کے غارت ہونے کا باعث ہوئیں - خود پیغمبر صاحب نے حدیث میں عقل کی بہت تعریف کی ہے اور کہا ہے: " وہ شخص نہیں مرتا ہے جو اپنی زندگی علم کے حصول میں صرف کرتا ہے " (Sayings of Muhammad) حضرت علی کے بارہ میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایسا فرمایا ہے: " فلسفہ با ایمان آدمی کی گم شدہ بھیڑ ہے اگر تمہیں اسکو کافر سے بھی حاصل کرنا پڑے تو بھی اسکو حاصل کرو " (ای - آر - ای جلد ۹ صفحہ ۸۷۸) - اسی ذریعہ سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو کے معتقد مسلمان اس بات کو مانتے تھے کہ فلسفہ حقیقت کا اعلیٰ درجہ ہے جو انسان حاصل کرسکتا ہے بعد کے غور کرنے والوں میں سے سعدی شیرازی نے علم کے اوپر زیادہ سے زیادہ زور دیا ہے جب اسنے لکھا ہے کہ بے علم نتوان خدارا شناخت (بے علم انسان خدا کو نہیں پہچان سکتا ہے) -

پس یہ ظاہر ہے کہ قرآن شریف کی عبارت کو بھی ہمکو الفاظ کے لفظی معنوں میں نہیں پڑھنا چاہیئے اور یہ کہ اس قسم کی روایات کا شمول جیسے لوح محفوظ ممنوع پھل کا کھانا وغیرہ اسلام کے دھرم شاستر کو بھی ایک دم اوسی قسم کی تحریر ثابت کرتا ہے جیسے وید اور نئے اور پرانے عہد نامہ انجیل کے ہیں -

ایک قسمت کی لوح ہے جسکے اوپر اللہ نے دنیا کے شروع مین تقدیر کی قلم سے لکہا تہا جسکا حال تاہم یہودیون اور عیسائیون کو نہین معلوم تہا۔ منجلہ دیگر دلچسپ امور کے ذوالقرنین کا قصہ برادران یاجوج وماجوج کی تاریخ وشیطان کی نافرمانی کی روایت قرآن شریف مین پائے جاتے ہین۔ اس امر مین کہ یہ سب صاف صاف محض روایاتی تمثیلین مثل آدم کے گناہ کی کہانی کے ہین آج کل کوئی شبہہ نہین کر سکتا ہے۔ خود مسلمانون کا ایک فرقہ تہا کہ جسنے دراصل اس بات کو تسلیم کیا تہا کہ قرآن شریف کے مضمون کا مفہوم صرف تمثیلی تعبیر کے اصول پر سمجہہ مین آسکتا ہے۔ جیسا ای۔ آر۔ ای (جلد ۹ صفحہ ۸۸۱) مین آیا ہے۔

" اسلامی فلسفہ کا ایک بڑا سوال یہ تہا کہ وہ اپنا تعلق قرآن اور حدیث مین بیان کئے گئے مذہب سے صاف طور سے قائم کرے۔ بہت سے مسلمان فلاسفر جنہون نے اہل یونان سے مذہبی کتابون کی تعبیر کی تمثیلی طریقہ کو حاصل کیا تہا اور جو اس اوپر والے سوال سے کم وبیش آگاہی رکہتے تھے اس کوشش مین مصروف تھے کہ شرع کے مضمون کو روحانیت کے معنی پہنا دین جن لوگون نے اس طریقہ کا پورا پورا استعمال کیا وہ باطنی کہلاتے تھے (باطن = اندرونی)... انتہائی عارف عقلی فلاسفر اور آزاد خیال اور (Freethinkers) لوگ سب اس طور پر ایک ہی نتیجہ پر پہونچے۔ ایک اور مسئلہ جو ان سبکو قبول تہا یہ تہا کہ لفظ کا خفیہ مطلب یعنی حقیقت صرف چند ہی آدمیون کو معلوم تہا خواہ وہ الہٰی الہام (معرفت) سے ہو یا اپنی غور سے (فلسفہ) یا آزادی خیال سے۔"

یہ مزید اطلاع بہی ہمکو ملتی ہے کہ ارسطو کے مسلمان پیرؤون نے اس رائے سے

زندگی کے کارنامے قرار دینے سے ممنوع ہین یسوع کی زندگی کے حالات سے متعلق انجیلون مین جو اختلافات پائے جاتے ہین وہ ایسے بالارادہ اور جان بوجھ پیدا کئے ہوئے معلوم ہوتے ہین کہ ان مین سے ایک بھی واقعیٔ دنیا کا اصلی واقعہ نظر نہین آتا ہے - ایک طرف تو تمثیلون اور تشبیہون کے انبار لگے ملتے ہین اور دوسری طرف دل کو نہایت محظوظ کرنے والا ایک ارادہ پایا جاتا ہے جو واقعات کے قدرتی سلسلہ کو توڑنے - انسانون کے ایجاد کرنے - حالات کی تکذیب اور سنیس کی تردید کرنے پر غرضیکہ سرطور پر یہ ظاہر کرنے پر کہ تاریخ اولٹی پلٹی ہی ہونی چاہئے تیار ہے - نتیجہ صاف ہے لکھنے والون کو اس بات کی فکر تھی کہ کہین پڑھنے والے اونکی تصنیفون کو تاریخی طور سے نہ پڑھ لین اور انہون نے تاریخی مفہوم کی تردید کیلئے ہر قسم کی احتیاط کی - نئے عہد نامہ کی انجیلین اس طرح پر یسوع (= روح) کی روحانی ترقی کے حالات کا ذکر کرتی ہین نہ کہ ایک شخص یسوع کی سوانح عمری اور تعلیم کا کہ جنکو متعدد مصنفون نے لکھا ہو -

پس ہماری رائے یہ ہے کہ مثل ہندو شاسترون کے اختلافات کے انجیل کے اختلافات بھی یا تو اوسکی کتابون کے مصنفون نے بالارادہ پیدا کئے ہین یا بوجہ تشبیہی صنعت عبارت کے خود بخود پیدا ہو گئے ہین - ہم ابھی دیکھینگے کہ یہ رائے صرف ٹھیک ہی نہین ثابت ہوگی بلکہ انجیل کی تعلیم کو قدیم مذاہب اور ساتھہ ہی ساتھہ سچے علمی دہرم کی تعلیم سے بھی متفق کرا دیگی -

اب مین اسلام کی طرف متوجہ ہوتا ہون جسکو آپکو معلوم ہے کہ قریب تیرہ سو برس ہوئے ایک شخص محمد نامی نے جس کا بعد مین تاریخ سے بہت کچھہ تعلق ہو گیا قائم کیا تھا اسلام کا دہرم شاستر بھی تمثیلی عبارت مین تحریر ہے اسمین زیادہ تر انجیل کے پرانے عہد نامہ کی تعلیم شامل ہے اور اسکے علاوہ کچھہ روایات و حدیث اور بھی ہین اونکے بموجب

لکھنے والے بے سود چلا چلا کر اپنا گلا دکھاتے ہین کہ جو اونکی تحریر کو پڑھے وہ سمجھا یا پو
(متی کی انجیل باب ۲۴ - آیت ۱۵) لیکن ہم اپنی تاریخ کے اوپر ایسے مطمئن ہین کہ ہم
اس ہدایت سے موثر ہونے کی استطاعت نہین رکھتے ہین ۔ کتاب مکاشفہ مین ہی
ایسا کہا ہے (دیکھو انجیل مکاشفہ - باب ۲ - آیت ۷) کہ

"جسکے کان ہون وہ سنے کہ روح کلیساؤن سے کیا کہتا ہے :-
جو غالب آئے مین اوسے اوس زندگی کے درخت مین سے جو خدا
کے فردوس مین ہے کھانیکو پھل دونگا"

مین خیال کرتا ہون کہ مزید نظیرون کی تعداد بڑھانا بے سود ہے ۔ یہان پر
بالکل صاف طور سے علاوہ غیر تاریخی دستاویزات کو تاریخی طور سے پڑھنے کا ہے ۔ صرف
ایک باپ اور بیٹے کا رشتہ تھا جن مین سے دونون ہمیشہ کے اور ایک دوسرے کے
پورے طور سے ہم عصر کہے جاتے ہین تاریخی خیال کی تردید کے لیے کافی ہے ۔ جیسا
کہ مین نے کی اوف نولیج (The Key of Knowledge) مین کہا ہے
ہمارے سامنے یہان پر ایسا معاملہ نہین ہے کہ جہان ایک تاریخی ابتدا بعد کی
پرستش کے واضح کرنے کے لئے ضروری ہو وہ دستاویزات جو ہمارے سامنے
موجود ہین وہ صاف طور سے تمثیلی قسم کی ہین اور انکو تاریخ مان لینا ناممکن ہے
جو شخص کے واقعی اِن مذہبی تمثیلات کے بڑے اور اُلجھے ہوئے انبار کے پیچھے
ہے وہ اس ابتدائی تصنیف کا مصنف ہے جسکی بنا پر ایک دوسرے سے
اختلاف رکھنے والی انجیلین معلوم ہوتا ہے لکھی گئی تھین ۔ لیکن بدقسمتی سے اسنے
اپنے کو ظاہر کرنا مناسب نہین سمجھا - یہ بات کہ وہ بہت دانشمند اور سمجھدار شخص تھا
اور اسرار معرفت کے بعض نازک ترین مسئلون اور جوگ دویا کا پورا پورا واقف کار
تھا اسکی تصنیف سے عیان ہے گو کہ یہ ظاہر ہے کہ ہم انجیل کی روایتون کو اسکی

"جسکے کان ہون وہ سن لے" یسوع کا تکیہ کلام تہا جسکو وہ بار بار کہا کرتا تہا (دیکہو متی کی انجیل باب ۱۳ - آیت ۹) - تو معلوم ہوتا ہے کہ نئے عہد نامہ انجیل کی تعلیم مین کوئی بات ایسی ہتی کہ جسکے لیئے دیکہنے - سننے سمجہنے کی ضرورت تہی - صاف صاف الفاظ مین تعلیم نہین دیجاتی ہتی - پاک اوستاد تاریخ کی تعلیم لوگون کو نہین دے رہا تہا باوجودیکہ اوسنے بعد مین تاریخ کو بننے مین خود ایک بہت بڑا حصہ لیا نئے عہد نامہ کی انجیلون کے مصنفون نے ہی یہودیون کے قدیم شاستردن کو لفظی معنون مین نہین سمجہا - یسوع نے ایکبر ایسا کہا ہے "تمکو سچ معلوم ہو جائیگا اور سچ تمکو آزاد کر دیگا" (یوحنا کی انجیل باب ۸ - آیت ۳۲) - عالمان شرع سے جو سچ کی تعلیم دینے کا دعویٰ کرتے تھے اوسنے کہا (دیکہو لوقا کی انجیل باب ۱۱ - آیت ۵۲) -

"اے شرع کے عالمون تم پر افسوس ہے کہ تمنے معرفت کی کنجی چہین لی - تم آپ ہی داخل نہ ہوے اور داخل ہونیوالونکو تمنے روکا -"

زمانہ حال کے ذی علم پادری کو اس امر کا مطلق علم نہین ہے کہ اِس آیت سے کیا مطلب ہے - یقیناً وہ کسی کنجی کے بارہ مین کچہہ نہین جانتا ہے خاص کر معرفت کی کنجی کے بارہ مین تو وہ بالکل ہی ناواقف ہے اور نہ اوسنے کبہی ایسے کسی حال یا مقام کا ذکر سنا ہے کہ جہان داخل ہونے سے شرع کے بدقسمت عالمون نے اپنے تئین اور اپنے پیروُن کو اوسکی کنجی کے غائب کر دینے سے محروم کر دیا ہو - اسکو ہر جگہ تاریخ ہی تاریخ نظر آتی ہے یعنے جیہوا کی منکر اور بت پرست بنی اسرائیل کے لئے از خود رفتہ محبت کی تاریخ - یا ایک نئے اعلان کئے گئے خدا کے بیٹے کی سوانح عمری کی تاریخ جو گناہگارون کو نجات دینے کے لئے مجسّم ہوا - انجیلونکو

کہ وہ ایک خفیہ زبان مین جنکا مطلب سمجھنا ضروری ہے لکھی گئین ہین یسوع کی تعلیم تمثیلون کے پیرایہ مین ہوتی تھی جنکا مطلب بار بار شاگردون کو سمجھایا جاتا تھا اور تسپر بہی وہ بسا اوقات نہین سمجھتے تھے (دیکھو مرقس کی انجیل باب ۹ آیات ۳۱ و ۳۲ و لوقا کی انجیل باب ۱۸ - آیات ۳۲ لغایت ۳۴ و مرقس کی انجیل باب ۹ - آیت ۱۰) - یہ بہی کہا جاتا ہے کہ یسوع نے اپنے جی اوٹھنے کے بعد اپنے شاگردون کی سمجھ کو کہولا (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۲۴ آیت ۴۵) تاکہ وہ کتب مقدسہ کو سمجھ سکین - اِس امر کی ہدایت کے بے دینون کو مذہب کے اصلی اصول نہین بتانے جاہئین ذیل کے قابل غور الفاظ مین متی کی انجیل کے ساتوین باب کی چھٹی آیت مین درج ہین -

"پاک چیز کتّون کو نہ دو اور اپنے موتی سورون کے آگے
نہ ڈالو ایسا نہ ہو کہ وہ اونہین پاؤن کے نیچے روندین اور
پلٹ کر تمہین پہاڑ ڈالین"

بنی اسرائیل کو یسعیاہ نبی نے پہلے ہی بتایا تھا (باب ٦ آیت ۹) "تم سنتے ضرور ہو مگر سمجھتے نہین ہو اور تم دیکھتے ضرور ہو مگر غور نہین کرتے ہو" یسوع اس سے مطابقت رکھتا ہے اور اسکی پورے طور سے تائید کرتا ہے جب وہ کہتا ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۳ - آیات ۱۳ و ۱۵) -

"مین اونسے تمثیلون مین اسلئے باتین کرتا ہون کہ وہ دیکھتے ہین
اور پہر نہین دیکھتے اور سنتے ہین پہر نہین سنتے اور نہ وہ سمجھتے
ہین . . . . . . کیونکہ اِن لوگون کے دلون پر چربی چھا گئی
ہے اور انکے کان سماعت مین مند پڑ گئے ہین اور اپنی آنکھین
انہون نے بند کر لی ہین"

کہ خدانے اپنے لڑکے کا وجود کسی پہلے یا پچھلے پیغمبر پر ظاہر نہین کیا خاص کر
ایسے لڑکے کا وجود جیسے یسوع جو دنیا کا نجات دینے والا ہے۔
برعکس اوسکے یسعیاہ نبی کی معرفت خدا نے بہت صاف طور سے
ہمکو بتایا تہا (دیکھو انجیل مقدس یسعیاہ باب ۴۳ - آیت ۱۱) "مین
اور مین ہی خداوند ہون اور میرے سوائے اور کوئی
نجات دینے والا نہین ہے" اسکی تکذیب کہین نہین ہوئی بلکہ تائید
واعظ کی انجیل سے ہوتی ہے (دیکھو باب ۴ - آیت ۸)۔

"ایک اکیلا ہے اور کوئی دوسرا نہین ہے۔ ہان اوسکے
نہ بیٹا ہے اور نہ کوئی بہائی ہے"

کیا وہی خدا جو یسوع کا باپ کہا جاتا ہے یہان پر بول رہا ہے۔
اگر ایسا ہے تو وہ کیون اپنے بیٹے کے وجود سے انکار کرتا ہے۔ اور
کیا وہ وہی خداوند ہے جسکو ہندو ایشور مسلمان اللہ اور پارسی
اہورہ مزدہ کہہ کے پوجتے ہین۔ اگر ایسا ہے تو اوسنے اون لوگون کو بہی
کیون نہین بتایا کہ اوس کے ایک لڑکا ہے۔ اسلام عیسائیت سے
قریب چہہ سو برس کے بعد قائم ہوا اور کہا جاتا ہے کہ وہ الہام
پر مبنی ہے تو پہر اسکی کیا وجہ ہے کہ محمد نے یسوع کے خدا کا بیٹا ہونیسے
انکار کیا یہان غور کی سخت ضرورت ہے۔ ہم ان دو باتون مین سے ایک نہ
ایک پر قائم ہونے کے لئے مجبور ہونگے کہ یا تو یسوع کا آسمانی باپ
ہندون کا ایشور مسلمانون کا اللہ اور زردشت کا اہورہ مزدہ نہین ہے
اور یا ان سب مذاہب کی کتب تاریخی طور سے پڑہنے کے لئے نہین
لکہی گئین نہین۔ اصلیت یہ ہے کہ انجیلین خود اس امر کو افشا کردیتی ہین

سلطنت مین جسمین عیسائی مت کی ابتدا واقع ہوئی ہے
ایک خداوند کی موت اور اوسکے جی اوٹھنے کا سالانہ تہوار
بہت سے مذاہب مین پایا جاتا تہا مصر کے اوسائرس
بے بی لونیا کے تمُّز (یا اسے ڈونس) اور فریجیا کے
اٹیِّس کے متون نے اِس سالانہ تہوار کو نامعلوم
زمانہ سے منایا تہا اور اسکو روم کی سلطنت کی تابع
قومون مین تمام مشرقی دنیا مین پہیلا دیا تہا یونانی لوگ
اِس تہوار کو یسوع کے پیدا ہونے کے کئی صدیون قبل
ماننے لگے تھے - ایران مین متھرا کے مت والون نے
بہی اِسکو مانا تہا - ایسا کہنا غلط نہین ہے کہ اوس قدیم
دنیا مین مسیح کے زمانہ کے قبل کوئی شہر بہی ایسا نہین تہا
جس مین ایک یا زیادہ مندر مختلف مذاہب کے ایسے
موجود نہ ہون جو ایک خداوند کے مرنے اور جی اوٹھنے
کی رسم کو بڑی دہوم دہام سے سالانہ عوام مین نہ مناتے
ہون "

متھرا کے مندرون مین تو عیسائی مت سے اسقدر مشابہت
پائی جاتی تہی کہ دوبارہ زندہ ہوکر اوٹھنے والے خداوند کو انجیل کے
مخصوص الفاظ مین یعنے " خدا کا برا جو دنیا کے گناہون کو دور کرتا ہے"
کہہ کر مبارکباد دیجاتی تہی -

یقیناً یہ سب اِس خیال کو باطل کرتا ہے کہ نئے عہدنامہ کا بانی
مبانی یسوع کوئی تاریخی شخص تہا اور یقیناً یہ بڑے تعجب کی بات ہے

کیے گئے ہین بلکہ وہ اُس عدم امتیاز کے زمانہ مین ہر قوم اور ہر مذہب مین پائے جاتے ہین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

رائٹ انریبل ۔ جے ایم ۔ رو برٹسن کی تصنیفات مین علم مقابلہ و موازنہ مذاہب کی اِس ضروری شاخ کی پوری اور عالمانہ تفتیش موجود ہے ۔ فی الواقع مسٹر روبرٹسن نے روایاتی مطابقت کو اتنی باریک تفصیل مین تلاش کیا ہے کہ اسکو اِس امر کا یقین ہوگیا ہے کہ یسوع مسیح واقعی کوئی شخص نہ تھا اور یہ کہ اوسکی کل داستان ایک افسانہ ہے جو ایک مذہبی ناٹک یا رموز کے کھیل کے اوپر مبنی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو شہادت کہ مسٹر روبرٹسن نے فراہم کی ہے اور جسکے ایک جزو کو مسٹر جے ۔ جی ۔ فریزر نے اپنی Golden Bough نامی کتاب مین وسعت کے ساتھہ پھر دُہرایا ہے وہ کسی غیر جنبہ دار شخص کو اِس امر کا یقین دلانے کے لئے کافی ہے کہ یسوع کی پیدائش جی اوٹھنے اور گناہون کے کفارہ کی روایات محض اسوقت کے موجودہ مذاہب کی مشہور و معروف روایات ہین جو یسوع پر منسوب کردی گئی ہین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مسیح کی موت اور اوسکا جی اُٹھنا غالباً ایک معمولی عیسائی کے لئے عیسائی مذہب کے اصلی اور عجیب اسرار ہین ۔ مگر ہر ذیشعور طالب علم مذہب صدیون سے اِس امر سے واقف ہے کہ روم کی

اور موجودہ انجیلین اوس طبقہ مین لکھی گیئن تھین ان شہرون مین سب مذہبون کی روایات عقاید اور اور پجاری افراط سے موجود تھے - مصر - سریا - فارس - یونان - روم اور سلطنت کے دیگر مشہور مقامات کے پجاریون نے اپنے اپنے متون کے مندر بنا رکہے تھے اور ہر جگہ لوگون کو اپنے اپنے مذہبون مین شامل کرتے تھے - مذہبی روایات - کہانیان اور رسوم ایک فرقہ سے دوسرے فرقہ مین آسانی سے پہیل جاتی ہین - دور دراز کے ملکون مین ہی بہت سی روایات آپس مین مشابہت رکھتی تہین - - - ...... مذہبی افسانون کے گھڑنے کے لیئے دنیا کی تاریخ مین اس قسم کی کوئی اور کوٹھالی نہین تہی جیسی وہ بحر روم کا مشرقی کنارہ اوس زمانہ مین جب کہ روم کی سلطنت مین مختلف قومین ملکر ایک ہوگیئن تہین - پرانی سلطنتون کے کتبون پرانے مذاہب کے شاسترون اور عیسائی پادریون اور غیر عیسائی مصنفون کی تحریرون سے یہ بات اب ثابت ہوگئی ہے کہ یسوع کی سوانح عمری کے تمام روایتی اجزا اوس مجموعۂ اقوام کی دنیا مین پہلے سے موجود تھے - بیمارون کا چنگا کرنا اور دیگر معجزے بالکل خاص تحقیقات کے محتاج نہین ہین ایسے معجزے صرف انجیل کے پرانے عہد نامہ ہی مین مقدس آدمیون پر محول نہین

وولنے اور ڈوپوئی کی ہی تصنیفات نہین ملتی ہین کہ جنہون
مین انجیلون کی سوانح عمری کو ایک قسم کی شمسی تمثیلین
مانا ہے بلکہ ایک اجنب جرمن کی تبائی ہوئی کتاب کا
بہی پتہ چلتا ہے جسکا حوالہ سٹروسس نے دیا ہے
اور جسنے مسیح کو روحانیت کا ایک ایسا خیالی
نمونہ (Ideal) مانا ہے جو یہودیون کو پہلے سے
معلوم تہا گو کہ اس مین اختلاف کیلئے بہی گنجائش ہی"۔
(دیکھو Christianity and Mythology
مصنفہ جے۔ ایم۔ رابرٹسن صفحہ ۲۷۶)۔

ایک اور مشہور مصنف اور ایسا مصنف بہی کہ جو بہت
دنون تک خود پادری کے عہدہ پر ممتاز تہا جس سے بالآخر دہ
مستعفی ہو گیا جوزف مک کیب ہے جو اپنی کتاب
موسومہ بہ Bankruptcy of Religion کے
صفحات ۱۶۲ و ۱۶۳ پر لکہتا ہے کہ۔

"علم مقابلہ و موازنہ مذاہب ..... اس
امر کی تحقیقات کرتا ہے کہ انجیلون کے یسوع کا
خیال کیونکر پیدا ہوا اور یہ کوئی مشکل امر نہین ہے
ہم یہ نہین جانتے ہین کہ انجیلین کہان لکہی گئین تہین
لیکن ہم یہ جانتے ہین کہ جس زمانہ مین وہ لکہی گئین تہین
اوس زمانہ مین دین عیسوی بحر روم کے مشرقی کنارہ
پر کم از کم ایلگزانڈریہ سے کورنتہہ تک پہیلا ہوا تہا

وجود قائم کرے - جیسا کہ محققین کو معلوم ہے
جہان بین کی تاریخ مین یہ رائے کوئی نئی بات
نہین ہے گو کہ اوسکے وجوہ ممکن ہے نئے
ہون - دوسری صدی مین اگر پہلی مین نہین ایک فرقہ
جوڈوسیٹی (Docetae) کہلاتا تھا
قائم ہوا تھا جسکے ممبر عیسائی مت کے بانی کو ایک قسم کا
بغیر جسم کا سایہ مانتے تھے جسنے صرف ظاہر مین صلیب
کی تکلیف برداشت کی تہی اور بہت سے عیسائی
عارف اسکو محض ایک لفظی اقتباس کے طور پر
مانتے تھے - ان مین سے ایک ٹ دوسری رائے وقتاً
فوقتاً بعد کی صدیون مین برابر ملتی ہے - یا دریون
کی ایک خفیہ جماعت ہی جو ۱۰۲۲ء کے قریب
اورلینس (Orleans) کے مقام پر
توڑ دی گئی تہی یسوع کے متعلق پہلی قسم کی رائے
رکہتی تہی اور سولہوین صدی مین انگلستان اور دیگر
ملکون مین مختلف فرقہ پائے جاتے ہین جنہون نے
عیسائی مت کے بانی کے وجود کو ایک خفیہ راز
مانا ہے - پہر اٹھاروین صدی مین وولٹیئر بولنگ بروک
کے کچھہ شاگردون کا ذکر کرتا ہے جنہون نے تاریخی
وجوہ پر یسوع کے وجود سے انکار کیا ہے - اور
فرانس کے انقلاب سلطنت کے زمانہ میں ... رف

گئے ہین لیکن یورپین تحقیقات نے صرف اوسکے اختلافات ڈہونڈنے پر ہی اکتفا نہین کیا ہے اوسنے انجیلون کی مختلف روائیون کے مخرجون کی ہی جستجو کی ہے۔ اور اِس تحقیقات کے نتیجہ کے طور پر اب یہ واضح ہو گیا ہے کہ:-

" عیسائیون کی کتب مقدسہ کی بہت سی معجزانہ اور غیر معجزانہ باتین جنکو کہ عیسائی لوگ تاریخی واقعات مانتے ہین یا کم از کم ایسی ایزادین مانتے ہین جو ایک عجیب مذہبی اوستاد اور بانی کی سوانح عمری کے گرد جمع ہو گئی ہین وہ در اصل بہت پرانے زمانہ کی روائیتون سے ہی لیے گئے ہین اور اِس لئے عیسائیت کے بانی کی متنازعہ ذات ہی جسکا وجود بعض اشخاص نے صرف مان لیا ہے اور بعض نے نتیجہ کے طور پر اخذ کیا ہے اتنی ہی مشتبہ ہے جتنی پرانی روایات کے نیم خداوندون کی۔ ....

فروعات کو چہوڑ کر بحث یہ ہے کہ جب انجیلون کے یسوع کی روایت کا ہر ضروری جز وکم یا زیادہ واضح طور سے مذہبی کہانیون کی قسم کا ثابت ہوتا ہے (تعلیم کے لحاظ سے ہی اوتنا ہی جتنا عمل کے لحاظ سے) تو پہر بالکل کوئی بات باقی نہین رہتی جو کسی شخص کو اِس امر کا مجاز ٹہراوے کہ وہ یسوع کے نام کے پیچھے کسی مجسم شخصیت کا

گو کہ وہ یسوع کے پیدا ہونے سے چونتیس برس پہلے مرچکا تھا۔۔۔۔۔۔ انجیلوں کے لکھنے والے جب کہ وہ دریا مین بپتسمہ دینے کا ذکر کرتے ہین اور خاص کر یردن ندی مین جہان نہانا ناہی منع تھا فلسطین کے یہودیون کی رسم ورواج سے واقف نہین کہے جاسکتے ۔ لوقا کی انجیل مین دو سرداران کاہن کیفاز اور اناتسس کے ایک ہی وقت مین موجود ہونے کا ذکر ہے جو ناممکن ہے۔ یسوع کا ہیکل مین تعلیم دینا کہا گیا ہے جو صرف قربانیون کے لیے مخصوص تھا وا عظہ عبادت خانہ (Synagogue) مین ہوا کرتا تھا۔۔ انجیلون کی کہانیون کو یہودیون کی شرع سے مقابلہ کرنے پر عجیب وغریب اختلافات پائے جاتے ہین ۔ مذہبی عیدون کے دن قانونی کاروائی قطعاً منع تہی۔ اسلئے یسوع کا مقدمہ فسح کے دن نہین ہوسکتا تھا ۔ ایسے موقعون پر اسلحہ لئے پہرنا بہی منع تہا ۔ پس سرداران کاہن ہیکل کے سپاہیون کو اوس روز مسیح کے گرفتار کرنے کے لئے نہین بہیج سکتے تھے اور پطرس یقیناً تلوار لے کر نہین جاسکتا تھا۔"

اوپر کے مضمون مین انجیل کے صرف چند اختلافات دکھائے

خلاف ہین - اگر مریم اور یوسف کو معجزانہ پیدائش کا
علم ہوتا تو وہ جب مسیح نے ہیکل مین اپنے باپ کے
کام مین مشغول ہونے کا (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۲-
آیت ۵۰) ذکر کیا تہا کیون متعجب ہوتے - ان
تین سوانح عمری والی انجیلون مین کہے ہوے معجزے
بہت کچھہ یکسان ہین لیکن جن حالات مین ان کا وقوع
ہونا بیان کیا گیا ہے وہ بہت مختلف ہین - - - -
سب سے بڑا معجزہ یعنی لازرس کا جلانا صرف
یوحنا کی انجیل مین پایا جاتا ہے - باقی معجزے - - - -
اکثر تمثیلی ہین (مثلاً روٹیون کی تعداد کا بڑھ جانا -
پانی کو شراب بنا دینا وغیرہ) - جو آدمی صلیب کے
نیچے موجود تھے اُنکے نام دو انجیلون مین یکسان نہین
ملتے - مسیح کے جی اُٹھنے کے بارہ مین ان سوانح عمری
والی انجیلون کے مصنف ایک دوسرے سے بہت
اختلاف رکہتے ہین - مرقس کی انجیل کے سولہوین
باب کی نوین آیت سے بیسوین آیت تک کا مضمون
بعد کا بڑھایا ہوا ضمیمہ ہے - - - - لوقا کے تاریخی
حوالہ جہوٹے ہین - ہیرود کبھی بادشاہ نہ تھا بلکہ گورنر تہا -
سرینیئس جسکو وہ یسوع کی تاریخ مین لاتا ہی سنہ ۶ع سے
سنہ ۱۱ع تک حاکم تہا اور اسلئے اسکا یسوع کے قصہ سے
کوئی تعلق نہین ہے - وہ لسانیاس کا بہی تذکرہ کرتا ہے

اورون کے مطابق یسوع کی زندگی کا صرف
آخری حصہ ہی وہان صرف ہوا - یوحنا کی انجیل
مین جون بپتسمہ دینے والے کی وقعت بہت کم پائی
جاتی ہے - اوس مین معجزہ بہی مختلف ملتے ہین یعنے وہ
زیادہ تعجب خیز ہین اور ساتہہ ہی ساتہہ خفیہ رموز کی
طرف اشارہ کرتے ہین - یسوع کی تمام زندگی یوحنا
کی انجیل مین بہ نسبت باقی ماندہ تین انجیلون کے
بہت زیادہ متبرک ہے اور لوگوس (کلام = ایشور
وا کیہ) کی سی ہے - لیکن ساتہہ ہی مین یسوع کو وہ
یوسف کا لڑکا بتاتا ہے اور کنواری کے بچہ ہونے کا
ذکر نہین کرتا ہے - - - - - - - نہ باقی تین انجیلین ہی آپس مین
متفق ہوتی ہین متی یسوع کی پیدائش کی تاریخ سن
عیسوی سے چار برس قبل ہیرود کے زمانہ مین
قائم کرتا ہے - لوقا اسکو دس برس بعد اسم نویسی
کے سال مین قرار دیتا ہے یعنے سن چہہ عیسوی مین مگر آگے چلکر
کہتا ہے کہ تبریس قیصر کے پندرھوین سال (سنہ ۲۹ء)
مین مسیح قریب تیس برس کا تھا - - - - - - - - - -
- - - - مرقس معجزانہ پیدائش کا ذکر نہین کرتا ہے -
متی اور لوقا یسوع کے دو مختلف نسب نامہ یوسف
از داؤد کے بنسون کے دیتے ہین لیکن یہ - - - - -
اوس کے کنواری سے پیدا ہونے کی روایت کے

مصنفہ ایف-سی-کونی بیر-صفحات ۹ و ۱۰)-
اگر ہم انجیل کو تاریخ مان کر پڑھیں تو مثل دیدون کے وہ اختلافات اور لغویات سے بھری پائی جاتی ہے-اور بحیثیت تاریخ کے اسکی صحت ہی قابل اعتراض ہے- خود عیسائی محققین نے جنہون نے جنبہ داری کو چھوڑ کر تحقیقات کی ہے انجیل مقدس کے بعض حصون کو صاف طور سے جعلی ماننے پر اپنے کو مجبور پایا ہے (انسائیکلوپیڈیا برٹینکا آرٹیکل بائیبل) میرے پاس اتنا وقت نہین ہے کہ مین بائبل کے اختلافات دکھاؤن لیکن مین ہتیوسوفسٹ جلد ۳۵ صفحہ ۳۹۶ کے ایک عالمانہ مضمون کا کچھ خلاصہ جس مین چند اختلافات کا حوالہ دیا ہوا ہے آپ کے سامنے پیش کرتا ہون-

"انجیلین برابر ایک دوسرے کی تردید کرتی ہین اور یوحنا کی انجیل باقی تین انجیلون سے اسقدر مختلف ہے کہ سب محققین نے اس مین اور مابقی انجیلون مین جو سوانح عمری کے طور پر لکھی ہوئی ہین امتیاز کیا ہے...... ماسوا اسکے کہ یوحنا مسیح کا تذکرہ باقی تین انجیلون سے بہت مختلف طریقہ سے کرتا ہے وہ عشائے ربانی کا تذکرہ نہین کرتا ہے وہ یسوع کے مرنیکی مختلف تاریخ قائم کرتا ہے وہ فسح کی تین عیدون کا ذکر کرتا ہے جب کہ اور لکھنے والے صرف ایک ہی کا ذکر کرتے ہین اور وہ یسوع کی زندگی کے تمام واقعات یروشلم مین ہونا بتاتا ہے جب کہ

لگائے یعنے واقعی ایسے پیڑ نصب کئے کہ جنکو لوگ دیکھہ سکین اور چہو سکین اور ان مین سے ایک کو زندگی کا اور دوسرے کو نیک و بد کے امتیاز کا پیڑ نامزد کیا جنکے پہلون کو آپ اپنے مادّی جبڑون سے چبا سکین - کون اس کو مان سکتا ہے کہ خدا باغ عدن مین چہل قدمی کا عادی تھا - یا اسکو کہ آدم ایک درخت کے نیچے چہپ گیا اور قائن خدا کے چہرہ [سامنے] سے بہاگ گیا - سمجہدار سفاہت کرے سوالا اسکے پوچہنے کا مستحق ہے کہ خدا کا چہرہ کیا ہے اور کس طرح پر کوئی اس سے بہاگ سکتا ہے - اور پرانے عہد نامہ مین ہی ایسی باتین نہین پائی جاتی ہین جنکو کوئی سمجہدار اور یا معقول شخص امر واقعہ یا سچی تاریخ نہین کہہ سکتا ہے [نئے عہد نامہ کی] انجیلون مین بہی ایسے ہی افسانہ بہرے ہوئے ہین - یہ کیسے سچ ہو سکتا ہے یا کیونکر تاریخی واقعہ ٹہیرایا جاسکتا ہے کہ ایک ہی پہاڑ کی چوٹی پر سے مادّی آنکہون سے فارس سائی تہیا (Say thia) اور ہندوستان کی اقالیم متصل اور ایک ہی وقت مین نظر آ سکین - اس قسم کے بیشمار افسانہ احتیاط سے پڑہنے والے کو انجیل مین ملینگے "

The History of New Testament Criticism)

کیا مراد ہے۔ وہ قدیم سانپ کا راز جو شیطان
یا خبیث کہلاتا ہے آشکارا کرتی ہے۔ وہ انسانکی
طرح کے خالق کی تردید کرتی ہے۔ اور نہایت ہی
اعلیٰ بندش خیال مین حیات جاودانی کے حصول کا
جو ایک ہی ذریعہ ہے اسکو بیان کرتی ہے"

یہ کوئی نئی گھڑ ونت نہین ہے جو مین آپ کے سامنے پیش
کر رہا ہون ایسے دور دراز وقت مین ہی جیسے کہ عیسائیون کے
سمبت کی چوتہی صدی اوریجن (Origen) نے جو
Encyclo. Brit. کے بموجب عیسائی کلیسا کا سب سے
مشہور اور زبردست واقفکار تہا خفیہ تعبیر کے طریقہ کو انجیل
مقدس کی تہ تک پہونچنے کے لیئے استعمال کیا تھا۔ اوریجین کو
پورا یقین تھا کہ نئے اور پرانے عہد نامون مین ایک لفظ ہی ایسا
نہ تہا جو معرفت اور راز سے خالی ہو۔ وہ سوال کرتا ہے۔

"لیکن کیونکر ہم اس معرفت کے خیال کے ساتھہ
انجیل کے ایسے قصون کو مطابق کر سکتے ہین جیسے
لوط کا اپنی لڑکیون سے ہمبستر ہونا۔ ابراہیم کا پہلے
اپنی ایک بیوی سے اور بعد کو دوسری بیوی سے
حرام کرانا۔ آفتاب کے بنائے جانے کے قبل
کم از کم تین رات و دن کا وقوع مین آنا۔ ایسا
کون بیوقوف ہوگا جو یہ مانے کہ خدا نے ایک
معمولی مالی کی طرح پر بہشت [باغ عدن] مین درختان

اور اوسکے بجائے بعد کی صدیون مین نئے اور پرانے عہد ناموں کے الفاظ کی ظاہرا مردہ تعلیم پر ایک احکامی شریعت خدا پرستی کی قائم ہوگئی اس خیال پر کہ انجیل مین الہام کے طور پر انسان کے ساتھ خدا کے گذشتہ زمانہ کے برتاو کا تذکرہ ہے اسکے تاریخی پہلو پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور وہ کتابین جو خفیہ اور تمثیلی عبارت مین تحریر ہوئی تھین تواریخ سمجھکر پڑہی جاتی ہین"

اور کتاب مکاشفہ کے بارہ مین مسٹر پرائس زور کے ساتھ رقم کرتے ہین (دیکھو حوالہ سابق صفحہ ۵) کہ

"وہ اس خفیہ اسرار الہی کی کنجی ہے جو ہر زمانہ مین یکسان ہے اور سب عقیدون اور فلسفون سے برتر ہے یعنے اس پوشیدہ علم کی جو دراصل اسیقدر پوشیدہ ہے کہ وہ ہر چھوٹے سے چھوٹے اور بیوقوف سے بیوقوف ذی روح مین بہی درپردہ موجود ہے اور جس کے کہولنے کے لئے سوا اسکے خود اسکی ذات کے اور کوئی واضع کرنے والی کنجی کو نہین گہما سکتا ہے .... صاف الفاظ مین...... وہ مسیح کی کہانی کے معمہ کو حل کردیتی ہے - وہ یہ بتاتی ہے کہ یسوع مسیح سے دراصل

مطالعہ کرنے والا اس امر سے لازمی طور سے موثر ہوجاتا ہے کہ ان مین سے ہر ایک مین ایک خفیہ اسرار معرفت یعنی رموز کے علم کی علامات پائی جاتی ہین جو بہت قدیم زمانہ سے مسلسل چلا آرہا ہے - اِس خفیہ علم کا بار بار حوالہ انجیل کے نئے عہد نامہ مین ملتا ہے اور اپنشدون مین بھی کہ جن مین اوسکے چند تحقی اصولون کا احتیاط کے ساتھہ اظہار کیا گیا ہے - اور اِدہر اودہر کے نظارون سے جو اس کے حاصل ہوے ہین یہ صاف طور سے ثابت ہے کہ وہ سب پرانے مذاہب اور فلسفون مین بہ لحاظ اصلیت ایک ہی تہا اور واقعی اِن سب کی بنیاد تھا - عیسایون کی کلیسا کی ابتدا مین جو مثل ایک خفیہ جماعت کے قائم ہوئی تھی اِس مخفی اسرار الٰہی کی بہت احتیاط کے ساتھہ حفاظت کیجاتی تہی اور اس اصول کے مطابق کہ بہت سے بُلائے جاتے ہین مگر ان مین سے چند ہی منتخب ہوتے ہین وہ صرف انہین کو سکھایا جاتا تھا جو اِس نہی تعلیم کے مستحق سمجھے جاتے تھے - امور مملکت کی گندہ کرنے والی مصلحتون اور خودغرض نالائق پادریون کی اخلاقی کمزوریون کی بدولت یہ خفیہ اسرار معرفت شروع ہی کی صدیون مین عیسائیون کی جماعت سے جاتا رہا

یا تعداد ہے اور ہر رقم ایک لفظ - اس قسم کا حروف تہجی کا شمار اردو اور فارسی مین بہی ہے جسکو معمولی طور سے ابجد (ا-ب-ج-د = ابجد) کہتے ہین - معلوم ہوتا ہے کہ یہودیون نے اپنی کتب مقدسہ مین اس طریق کو بہت استعمال کیا ہے - اسطور پر اونکی کتب مقدسہ مخفی رموز کا ایک ذخیرہ ہین جنکا مطلب اسوقت ہی معلوم ہوسکتا ہے جب اونکی عبارت کے خفیہ معنی صاف ہوجاوین "کباآلہ کے بموجب یہ سب رموز معرفت یہودیون کے شاسترون مین موجود ہین - ناواقف لوگ اونکو نہین سمجہہ سکتے ہین - لیکن اون لوگون کو جو روحانیت مین داخل ہوتے ہین انکا راز بتایا جاتا ہے - انکو علم معرفت کے دقیق امور جو شاسترون کے حروف اور الفاظ کی سطح کے نیچے چہپے رہتے ہین معلوم ہو جاتے ہین" (برٹش انسائیکلوپیڈیا جلد ۱۵ صفحہ ۶۲۱ - آرٹکل کباآلہ)-

بموجب ای - آر - ای (انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس جلد ۷ صفحہ ۶۲۲ آرٹکل کباآلہ)

• "خفیہ معرفت کوئی حال کا پودا نہین ہر گو کہ اس فلسفہ کی ابتدا اور تاریخ اور اسکے اسباب اور وجوہ کا پتہ لگانا بہت مشکل ہر تاہم یہ بات کافی طور سے قابل یقین ہے کہ اسکی جڑین زمانہ ماضی مین بہت دور تک پہیلی ہوئی ہین اور یہ کہ سن عیسوی کی درمیانی صدیون کا کباآلہ یہودیون کے علم معرفت کی ابتدا نہین بلکہ انجام ہے"

خفیہ تعلیم کا یہ طریقہ انجیل کے نئے عہد نامہ مین بہی استعمال کیا گیا ہے - جے - ایم - پرایس صاحب ہمکو بتاتے ہین (دیکہو The Apocalypse Unsealed صفحہ ۱) کہ:-

"پرانے مذاہب اور عیسائیت کی کتابون کا ہر ایک

استعمال کئے گئے ہین یہان تک کہ انسانی خیال ایک ایسے دلفریب اور محو کرنے والے جامہ مین ملبوس پایا جاتا ہے جو جستجو کرنے والی عقل کو ہر موقع پر دہوکا دیتا ہے۔ یہودیون کی کتب مقدسہ اور نئے عہد نامہ انجیل مین ایک طریقہ جسکو تعدادی معنی الفاظ کہنا غیر مناسب نہ ہوگا مصنف کے اصلی مفہوم کو چہپانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ یہودیون کے مت کے رموز کبالہ (Kabbalah) کہلاتے ہین۔ ایس۔ ایل۔ میکلگر یگر میتہرز صاحب اپنی کتاب کبالہ انو یلڈ Kabbalah Unveiled کے دیباچہ مین تحریر کرتے ہین کہ "اس بات کو اب لوگ سمجہنے لگے ہین کہ انجیل مین جسکو غالباً اور سب کتابون کی نسبت لوگ بہت کم سمجہہ پائے ہین بیشمار ایسی آیات درج ہین جنکو کسی ایسی کنجی کی مدد کے بغیر کہ جو اونکے اصلی مفہوم کو واضح کرسکے کوئی نہین سمجہہ سکتا ہے۔ وہ کنجی کبالہ مین ملیگی" کبالہ تین حصون پر منقسم ہے۔ جمیٹریا۔ نوٹیریکون اور تیمورو۔ ان مین سے جمیٹریا۔ الفاظ کی قیمت پر مبنی ہے اور یہ بتاتا ہے کہ جو الفاظ ہم تعداد ہوتے ہین وہ ہم معنی ہی ہوتے ہین۔ باقی دو بہت پیچیدہ ہین جیسے کسی لفظ کے حرفون کو الگ الگ لفظ مان کر اون سے ایک جملہ بنانا وغیرہ۔ مگر ہمکو اون سے یہان کچہہ سروکار نہین ہے۔ یہودی علم معرفت مین اس قسم کے علم ہندسہ یا شمار کے اوپر بہت زور دیا گیا ہے۔ عبرانی زبان مین ہندسے علیحدہ نہین ہین۔ ہر حرف کی ایک مخصوص تعداد ہے جیسے الف = ۱۔ ب = ۲۔ ج = ۳۔ د = ۴۔ وغیرہ۔ اس گنتی کے اوپر یہ اصول مبنی ہے کہ ہر لفظ ایک قم

قانون اور مصلحت حکومت ( ) کے پیرائے مین بیان کیا گیا ہے"

ویدون کے سمجھنے کے لئے ویدانگون کا جاننا ضروری ہے اور ویدانگون مین نِرُکت (علم تعبیر) سب سے ضروری ہے جس کے جانے بغیر کسی کو ویدون کا مطلب سمجھانے کی اجازت نہین ہے - اپنی مہابہارت کے دیباچہ مین مسٹر کے - این - آئیر صاحب لکھتے ہین -

"معمولی آدمیون کو دہرم سیکشا دینے کے لئے سلف کے رشیون نے علمی اصولون کو قصّے کہانیون کے طور پر اوپر کہے ہوے طریقہ کے مطابق بیان کیا ہے - مناسب اصطلاحات جنکے معنی نِرُکت کے قاعدہ کے بموجب جو وید کے چہہ انگون یعنے عضوین شامل ہے اسکے استخراج سے ظاہر ہوتے ہین گھڑے گئے اور قائم کئے گئے تھے .... اور انکا مفہوم شاسترون مین احتیاط کے ساتہہ درج کیا گیا تھا تاکہ شروع ہی سے غلطی سے احتیاط رہے"

یہ ممکن ہے کہ ہم مسٹر آئیر صاحب سے اِس قسم کی تعلیم کی ضرورت کے متعلق متفق نہ ہون لیکن اس مین شبہہ نہین ہوسکتا ہے کہ شاسترون کے بنانے والون کی نیت کبھی یہ نہ تہی کہ اون کا مضمون الفاظ کے ظاہری لفظی معنون مین سمجھا جاوے - صرف استخراجی طریقہ ہی الفاظ کے مروجہ معنی کو بدلنے کے لئے استعمال نہین کیا گیا ہے بلکہ تشبیہہ اور دیگر قسم کے نازک انکار (صنعت تحریر) بھی نہایت آزادی کے ساتھہ

ہدایت کرتی ہین - لوئی جیکولئیٹ صاحب اگر و چد پر یکشے کا حوالہ دے کر ہندو شاستر ون کے متعلق ایسا فرماتے ہین - (Occult Science in India صفحہ ۱۰۲) -

"مقدس کتابون کو مثل معمولی کتابون کے اونکے لفظی معنون مین نہین پڑہنا چاہئیے - اگر اونکا اصلی مطلب اون کے لفظی معنون مین عیان ہوتا تو شودرون وغیرہ کو اونکے پڑہنے سے کیون روکا جاتا - - - - - وید خود اپنا مطلب نہین بتاتے ہین اور وہ تب ہی سمجھہ مین آسکتے ہین کہ جب گرو اس لباس کو جس سے وہ ڈہکے ہوئے ہین دور کر دیتا ہے اور اون بادلون کو جو اونکی اندرونی روشنی کو چھپائے ہوئے ہین ہٹا دیتا ہے -"

بدقسمتی سے جیکولئیٹ خود ہندو مت کے سمجھنے مین قاصر رہا گو کہ اسکو اس امر کا علم ضرور ہو گیا تھا کہ اسکی تعبیر خفیہ ہے - اس کا دماغ مروج مادی خیالات سے اتنا بہرا ہوا تہا کہ اس مین روحانیت کے اصلی اصولون کے لئے بہت کم گنجائش تہی -

کے - این آئیر صاحب اپنی نہایت بیش قیمت کتاب The Permanent History of Bharatvarsha مین تحریر کرتے ہین کہ "وہ پاک شاستر گذشتہ زمانہ کے قصہ نہین بتاتے ہین لیکن ان مین انسان کے لئے نہایت مفید تعلیم بہری ہوئی ہے - دہرم مین ترقی کرنے کا علمی طریقہ ان مین تواریخ - جغرافیہ -

کھل جانا چاہئین تھین لیکن بدقسمتی سے زیادہ تر آدمی لکیر کے فقیر ہی ہوتے ہین ۔

تو پھر ویدک دھرم کی سچی تعلیم کیا ہے اور منترون مین کہے ہوئے ایک دیوی دیوتاؤن کا راز کیا ہے ۔ لیکن قبل اسکے کہ مین ان اہم سوالات کا جواب دون یہ ضروری ہے کہ آپ کو مین تبلا دون کہ اوپر کہے ہوئے تین قسم کے ویدون کے واقف کار یعنے توہمات سے خوف زدہ سناتن دھرمی ۔ ڈاروِنی (انسان کو بندرون کی اولاد ماننے والا) یورپین ۔ اور نیم ڈاروِنی ہندوستانی کیون ویدون کے سمجھنے مین قاصر رہے ۔ اسکی وجہہ یہ ہے کہ ویدون کی زبان سنسکرت نہین ہے جیسے کہ انجیل مقدس کی زبان عبرانی اور یونانی اور قرآن شریف کی زبان عربی نہین ہے ۔ کیا اس سے آپ کو تعجب ہوتا ہے ۔ تاہم یہ امر واقع ہے جن کتب نبی کا ذکر مین نے یہان پر کیا ہے یہ سب دو زبانون مین لکھی ہوئی ہین ایک مین نہین جن الفاظ مین اونکی عبارت تحریر کی گئی ہے وبلاشک ایک قوم کی زبان ہین لیکن ان الفاظ مین مخفی ایک دوسری عبارت مفہوم کی ہے جو ان کتابون کی اصلی زبان ہے ۔ ماہران مذاہب اس چھپی ہوئی زبان سے بالکل ناواقف تھے اور انہون نے اپنی ساری کاریگری اون کتب مقدسہ کے مختلف زبانون مین نقل کرنے اور ترجمہ کرنے مین صرف کردی ۔ مطلب کی تہ کو نہ پہونچنے پائے ۔ یہی وجہ ہے کہ وید ۔ زیند اوستا ۔ انجیل اور قران ان عالمون کو بچون کی سی کہانیون اور دریاؤن اور نالون اور جھیلون کے دیوی دیوتاؤن سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہین ۔ عموماً یہ کتب مقدسہ خود ہی ہمکو لفظی تعبیر کے خلاف

(۲) اسکی طرز تحریر ایک مدرسہ کے طالب علم کے مضمون کی سی ہے نا کہ کسی علم یا ہنر کے عالمانہ بیان کی سی۔

یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ یہ وید کے اوس منتر کی جس کے ایک حصہ کا یہ ترجمہ کہا جاتا ہے کوئی مستند تعبیر ہی نہین ہے۔ اگر رعایتاً یہ مان لیا جاوے کہ اس قسم کی تعبیر سے وید مقدس کی توہین نہین ہوتی تاہم یہ کہنا تو ضرور ہی پڑے گا کہ اوس سے ویدون کی کچھہ تعریف ہی نہین ہوتی اور نہ اوس ہندو جماعت کی بہی جو ویدون کی پیرو کار ہے۔

ویدون کے سمجھنے مین سناتن دہرمیون نے بہی کچھہ کامیابی حاصل نہین کی انہون نے اپنے مورثون کی غلطیون کو اندہے پن سے دہرایا ہے اور یہ نہین سوچا کہ انکے انیک دیوی اور دیوتاؤن کے جو کارنامجات بیان کئے گئے ہین وہ دیوتاؤن کے شایان ہین یا نہین۔ اندر نے اپنے گرو کی استری کے ساتہہ زنا کیا اور دیو گرو (برہسپتی) نے اپنے بڑے بہائی کی حاملہ عورت کو بہگایا اور سوم یعنے چندرمان نے خود دیو گرو کی استری سے ایک لڑکا پیدا کیا۔ لیکن سناتن دہرمی لوگ دیوتاؤن کے ان اور اسی قسم کے دیگر بُرے افعالون کو نہین دیکہتے ہین۔ ان عجیب دیوتاؤن کی سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اب اونکے کارنامے جاری نہین ہین۔ اون کے سب کام پُرانون کے لکہے جانے کے پہلے ہی ختم ہو چکے تھے۔ زندہ اشخاص کے لئے یہ کیسے ممکن ہے خاص کر ایسے متنفسون کے لئے جو ایک لمحہ بہر بہی اپنے پڑوسی کی عورت کو بہگانے کا خیال کئے بغیر نہین رہ سکتے ہین۔ ان دیوتاؤن کی صرف اسی خصوصیت سے سمجہہ دار آدمیون کی آنکہین

کمزوری خود عیان ہو جاتی ہے۔

"(۱) ہم ان طاقتور گھوڑون کی قوت پیدا کرنے والی خاصیتون کا بیان کرین گے جن مین بڑے بڑے اوصاف پائے جاتے ہین یا حرارت کی اوس زبردست طاقت کا ذکر کرین گے جس کو ماہران علوم کام مین لانے کی غرض سے پیدا کرتے ہین (قربانی کے لئے نہین)۔

"(۲) وہ لوگ جو نصیحت کرتے ہین کہ صرف اوس سرمایہ کو حاصل کرنا اور خرچ کرنا چاہیئے جو کہ جائز طریقون سے حاصل ہو سکے اور وہ لوگ جو کہ بیدائشی عقلمند ہین اور دوسرونے علم و ادب پر خوش اصلوبی کے ساتھہ سوال کرنے مین اور ضعیف العقل اشخاص کی غلطیون کو دور کرنے مین کافی ملکہ رکھتے ہین صرف اون ہی لوگون کو اختیار اور حکومت کی معتا دینی چاہیئے۔

"(۳) کار آمد خاصیتون والی بکری دودہ دیتی ہے جو گھوڑون کے لئے مقوی غذا ہے عمدہ سے عمدہ اناج اسیوقت مفید ہوتا ہے جب کہ وہ لذیذ کہانون کے طور پر پیش کیا جائے جسکو کسی عمدہ باورچی نے اصول و خواص اغذیہ کے مطابق تیار کیا ہو۔"

اب آپ ایک ہی نظر مین دیکھہ سکتے ہین کہ اِس خلاصہ مین خاص باتین یہ ہین۔

(۱) اسکا مذہب سے کوئی تعلق نہین ہے۔اور

سی باتین ایسی معلوم ہو جاتین جو اسکی سمجہ کو بہت پریشان کن محسوس ہوتین اوسکو یہ معلوم ہو جاتا کہ قدیم رشیون نے اس نہایت عجیب دیوتا کا ذکر حسب ذیل طریقہ پر کیا ہے۔

(۱) اوسکے تین ٹانگین اور سات ہاتہہ اور سات زبانین ہین۔

(۲) وہ سب دیوتاؤن کا پجاری ہے۔

(۳) دیوتا اوسکے بلانے سے آتے ہین۔

(۴) اوسکو کہلایا ہوا کہانا دیوتاؤن کو پہونچتا ہے اور اس سے اونکی طاقت بڑہتی ہے۔ اور

(۵) وہ بہکش (پاک) اور ابہکش (ناپاک) دونون کا کہانیوالا ہے۔

اینکے علاوہ اور بہی اوصاف اگنی کے ہین لیکن محض اتنے ہی ہماری توجہ کو اٹکانے کے لئے کافی ہین۔ اب مین آپ سے درخواست کرتا ہون کہ آپ مجہے اپنی آگ یا کہانا پکانے کے علم مین اگنی کے ان اوصاف کو دکہادین۔ یہ بہی مین آپ سے درخواست کرتا ہون کہ آپ محققین اور فصیح لکچرارون کے نیتجون مین اسس امر کو ڈہونڈہین کہ بارسش یا ابر نے کسطرح پر اپنی گرد کی استری کے ساتہہ زِنا کیا اور وہ بیماری کے داغ کہان ہین جنکو کہ برہماجی نے انجام کار آنکہون مین مبدّل کردیا۔ لیکن آپ چاہے جتنی جستجو کرین محققین کے نیتجون مین اِن امور کا آپ کو جواب نہین ملے گا۔ اِسکے علاوہ یہ بہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آگ کو مذہب سے کیا سروکار ہے اور کہانا پکانے کا ہنر مکتی سے کیا تعلق رکہتا ہے۔ لیکن ان سوالون کا بہی کوئی جواب نہین ہے مین وید مقدس کے ایک برہمن کے ایک حصہ کا ترجمہ جسکو ایک آریہ سماجی نے کیا ہے پیش کرتا ہون جس سے اونکی تعبیر کی

لیکن ان ذی علم محققین مین سے ایک کوبہی ویدون - انجیل مقدس یا زیند اوستا کا راز نہین ملا - مشرقی علوم کی واقفیت کا دعویدار - (Oriental scholar) خیال کرتا ہے کہ ویدون مین لکہے ہوے سورج اندرا ورا گنی کو آفتاب - ابر اور آگ سے تشبیہ دینا اور انجیل مقدس کے نئے اور پُرانے عہد نامون کو تاریخی طور سے پڑھنا بس مذہب کی تہ کو پہونچ جانا ہے - اور حال کے زمانہ کے علماء نے اپنا ایک قسم کا تعریفی سماج قائم کر لیا ہے جسکا ہر ممبر ہر وقت اس فکر مین لگا رہتا ہے کہ اس بات کو معلوم کرے کہ اونکی اس قسم کی تحقیقاتون کی شاباشی کس کو دیجاے اور اسکا بغیر کسی ذاتی خود غرضی کے اعلان کرے اگر مین ان محققین کی مذہبی تحقیقات و معلومات کے عشر عشیر پر بہی غور کرون تو اسکے لیے کم سے کم ایک ہزار صفحہ کی ضخامت کی کتاب کے لکھنے کی ضرورت ہو گی - یہ بات نہین ہے کہ وہ لوگ دل کے صاف نہین ہین یا اونکی تعلیم ناقص ہے درحقیقت اون مین سے چند تو ایسے ہین کہ فی زمانہ قابلیت مین اپنا ثانی نہین رکھتے ہین لیکن بدقسمتی سے وہ سب کے سب بغیر کسی استثناء کے عقلی کوتاہ نظری کے مریض ہین - اور ان کا مرض ہی ایسا ہے کہ جسکی اونکو مطلق خبر نہین ہے - اونکے من کی کوتاہ نظری کا مرض اونکے ایک دوسرے کے ذہن کی رسائی اور وسعت خیال کی تحسین و آفرین کرتے رہنے کی وجہہ سے اور بہی زیادہ مہلک ہو گیا ہے - اگر اوس ذی علم پروفیسر نے جس نے یہ نتیجہ نکالا کہ اگنی سے مراد آگ سے ہے یا اوس چرب زبان آریہ سماجی نے جس نے اوسکو کہانا پکانے کا علم سمجھہ لیا اگنی کے عجیب و غریب اوصاف پہ توجہ کی ہوتی تو اوسکو بہت

پانچوان لکچر

دیوی دیوتاؤن والے مذاہب

(الف)

آج کی تقریر ایک ایسے مضمون پر ہے کہ جو امور مذہبی کے سمجھنے کے لئے نہایت ضروری ہے اور جسکا جاننا اسلیئے بنی نوع انسان کے لئے لازمی ہے - آج ہم قصے کہانیون والے مذاہب کی تحقیقات کرینگے جنکو باوجود کوشش بلیغ کے موجودہ زمانہ کے لوگ نہین سمجھ سکے ہین - ان مذاہب کے محققین مین بہت اختلاف پیدا ہوا ہے اور دونون قسم کے واقف کارون کی یعنی خود ان مذاہب کے ماننے والون اور نیز بیرونی ماہران کی کوشش اب تک رائگان گئی ہے - کیونکہ کچھ لوگون نے تو ان مختلف ممالک اور مختلف دیوآؤن کے دیوی دیوتاؤن کو واقعی زندہ متنفس اور اونکے عجیب و غریب کارنامون اور ناممکن تعلقات کو اونکے دیوتا ہونے کی دلیل مانا ہے جب کہ اون لوگون نے جنکو کسی قسم کے مذہبی توہمات نہ تھے کہ جن سے اونکی عقل گمراہ ہو جاتی یا جنھون نے اپنے تئین اس قسم کے توہمات سے تعلیم وغیرہ کے ذریعہ آزاد کر لیا ان بیشمار دیوی دیوتاؤن کو روشنی - بارش آگ وغیرہ جیسے طبعی واقعات یا مختلف علوم و فنون جیسے حکومت کرنے کا علم - کہانا بنانے کا علم وغیرہ وغیرہ کے روپک یعنے خیالی تصویرات (personifications) سمجھا ہے -

اون سے واقف ہین دنیا کی شہوتون اور دل بہانے والی چیزون سے اس مردم خور غول کے بڑے غار سے نکلنے کے لئے منہہ موڑتے ہین -

لیکن مابقی لوگ جو عشق اور ناچ و رنگ کے جلسون مین لگے ہوے ہین اور مختلف قسم کے کہانون کے عمدہ عمدہ ذائقون کا مزہ لینے مین مصروف ہین آواگون کے دوامی چکّر مین بار بار پڑکر کچلے جاتے ہین اور موت کے طاقتور جبڑون مین اونکے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاتے ہین -

اس پر کوئی مشکل سے سبقت لے گیا ہے۔

"افسوس ہے ایسی جوانی پر جسکو بڑہاپے کا ڈر لگا ہوا ہے
شوک ہے تندرستی پر جسکو بہت سی بیماریان ناش
کر دیتی ہین - افسوس ہے انسان کی زندگی پر جو بہت
تہوڑے عرصہ قائم رہتی ہے - لعنت ہے اون
جسمانی خواہشون پر کہ جن سے عقلمندون کے
دل پہسل جاتے ہین - کاش کہ نہ بڑہاپا ہوتا نہ روگ
ہوتا نہ موت ہوتی اور نہ موت کی تکلیف"
(دیکہو للت وستار)۔

اسی طرح مین یہ بہی کہا ہے "دکہون سے بہری ہوئی یہ دنیا در اصل ہے
جس مین ابتدا ہے جنم لینا ہے بوڑہا ہونا ہے
ناش ہونا اور پہر دوبارہ پیدا ہونا ہے - افسوس
اون سب کے لئے جو زندہ ہین بڑہاپا اور بیماری
اور موت اور اسی قسم کی دیگر آفتین آتی ہین"
(حوالہ سابق)۔

درحقیقت یہ دنیا جو بے سمجہ انسان کو سُکہ اور دلبستگی کے اسباب سے بہری ہوئی معلوم ہوتی ہے مثل الف لیلا کے آدم خور غول کے جزیرہ کے ہے جسکے بدقسمت قیدی اسواسطے موٹے کئے جاتے ہین کہ کچہ دیر بعد کہا لئے جائین - یہان بہی ہمارے لئے زیست کے جنون کا انجام بڑہاپے کی تکلیف اور موت کے سوا اور کچہ نہین ہے - ہم مین سے وہ لوگ جو ہستی کے بہید کو سمجہ گئے ہین اور جن شرائط پر اوسکا دارومدار ہے

(ای - آر - ای - جلد ۲ صفحہ ۷۰) -
ہمین یہ نہین معلوم کہ بدھ اِس امر پر کیا خیال کرتا یا کہتا اگر اسکو یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ سنیاس مین اپنے تئین پکا کرنے کی کوشش بغیر گرہست آشرم کو باقاعدہ بنہائے ہوے کے کرتا تھا - غالباً اوس نے اسپر کبھی دہیان نہین دیا کہ کوٹھے پر پہونچنے کے لئے سیڑہی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کہ تپشیا سے سواے تکلیف اور کلیش کے اور کچھہ نہین حاصل ہوتا جب تک وہ ٹھیک اعتقاد اور ٹھیک علم کے ساتھہ نہ ہو - اِسطور پر بدھ بڑی عمر تک درمیانی مارگ کا پرچار کرتا رہا اور لوگون کو دکھہ سے بچنے کے لئے نروان کی نیستی مین فنا ہو جانیکی تعلیم دیتا رہا وہ اسی برس کی عمر مین سور کا گوشت کہانے سے مرگیا -

بدھ کی تعلیم کا اثر بہت لوگون کے دلون پر خاص کر اسوجہ سے پڑا کہ اس مین کڑی تپشیا نہین کرنا پڑتی تھی اور اِسنے ہٹ یوگ کی سختیون کو جو واقعیٔ ایک فضول طریقہ جسمانی کلیشون کا ہے اور جس کا تپشیا کی اصلی شکلون سے جیسا جینی مت مانت مین دی ہوئی ہین امتیاز کرنا ضروری ہے ہلکا کر دیا تھا - مگر ہم بدھ کی فلاسفی کی بابت داد سکے آواگون کے مسئلہ کی نسبت جس مین فعل کرنے والے کے بجائے ایک دوسرا شخص سزا یا جزا پاتا ہے اور اوسکی روحون کے فانی ہونے کی تعلیم کی بابت چاہے جو کچھہ خیال کرین یا کہین لیکن مجبوراً ہمکو اوس کے سنساری جیو کے دکھہ کو بہت صاف طور سے محسوس کرنے کے لئے اور اوس دکھہ کی الفاظ مین بے حد ٹھیک تصویر کھینچنے کے لئے تعریف کرنی پڑتی ہے - عبارت کی عمدگی کے لحاظ سے

باوجود اس اتفاق کے جب پریشاہ ج (प्रधानजप) کی سختی کا سامنا پڑا جسکا مفہوم ستیاس کے متعلق سب قسم کی تکلیفون کو خوشی سے برداشت کرنا ہے اور جب اوسنے اپنے کو کمزور اور دبلا پایا لیکن وہ روشن ضمیری جسکا وہ متلاشی تھا نہ ملی تو بدھ نے ایسا کہا کہ:-

"ان سختیون کے برداشت کرنے والے ناگوار راستہ سے
مین اوس انوکھے مکمل - اعلیٰ بلند مرتبہ (آریون کے)
گیان کو جو انسانی سمجھ کے باہر ہے حاصل کر پاؤنگا -
کیا یہ ممکن نہین ہے کہ اوس کے حاصل کرنے کا کوئی
دوسرا طریقہ ہو" (ای - آر - ای - جلد ۲ صفحہ ۷۰) -

اسوقت سے اوسنے جسم کی پرورش پھر شروع کر دی - بالآخر وہ درمیانی طریقہ جسکی وہ تلاش مین تھا مشہور عالم بود ہی درخت کے نیچے حاصل ہوا - وہ درمیان کٹھن تپسیا اور بغیر روک ٹوک کی عیاشی کے جو کرم یوگ (سب قسم کے دنیاوی افعال مین نِشکام کام یعنے بلا خواہش کے مشغول ہونے) کے بھیس مین مروج تھی ایک قسم کا صلح نامہ تھا - آیا یہ درمیانی راستہ علم سائینس کے مطابق ہے یا نہین - یہ سوال نہ تھا - مطلب یہ تھا کہ دُکھ سے ہر طرح سے بچین - اگر تپ خود دکھ کا کارن ہے تو اوس سے دُکھ کا ناش کیسے ہو سکتا ہے -

بدھ نے کہا "دُکھ بُرا ہے اور اس سے بچنا چاہیئے - زیادتی دُکھ ہے - تپ ایک قسم کی زیادتی ہے اور دُکھ کا بڑھانیوالا ہے اوسکے برداشت کرنے سے بھی کوئی فائدہ نہین ہوتا وہ بے سود ہے"

اجیوک و نگنہتہ وغیرہ) ہین جو یہ تعلیم دیتے این اور جنکا یہ
عقیدہ ہے کہ جو کچھہ کوئی شخص ہوتی ہے خواہ وہ سکہہ ہو
یا دکہہ ہو یا ایسا تجربہ ہو جو نہ سکہہ ہے اور نہ دکہہ ہے وہ
تمام پچھلے کرمون کا پھل ہے پس تپ کے ذریعہ پرانے
کرمون کا ناسش کرنے سے اور نئے کرمون سے
باز رہنے سے آئیندہ زندگی کے لئے آسرو نہین ہوتا ہے
آسرو کے نہ ہونے سے کرم کا ناسش ہو جاتا ہے اور اسطرح پر
بدی کا ناسش ہو جاتا ہے اور اسطرح پر سب دکہہ جاتا رہے گا
اے بھائیو نگنہتہ لوگ (جینی) ایسا کہتے ہین ...... مین نے
ان سے پوچھا کیا یہ سچ ہے کہ اسکو تم مانتے ہو اور اسکی
تم منادی کرتے ہو .... انہون نے جواب دیا .....
ہمارا رہبر نات پوت ([illegible]) ہمہ دان
ہے ...... وہ اپنے علم کی پورنتا سے یہ بتاتا ہے کہ
تمنے گذشتہ زمانہ مین برے کرم کئے ہین انکو تم سخت
تپشیا اور سختیون کے برداشت کرنے سے ناسش کردو
اور جتنا تم من سے بچن سے اور افعال سے اپنی عادتون کو
قابو مین لاؤ گے اوتنی ہی برے کرمون کی کمی ہوگی ....
اسطرح پر تمام کرم انجام کار ناسش ہو جائینگے اور
کل تکلیف بھی۔ اس سے ہمکو اتفاق ہے"

(ای۔ آر۔ ای جلد ۲ صفحہ ۷ = مجہم ۲-۲۱۴)۔

انہون نے اسکو کسی ایسے فرقہ سے لیا ہو کہ جو اسکو اسکے اصلی معنی مین استعمال کرتا ہو یعنی مخلف الفاظ مین جینیون سے۔ بدھ لوگ لفظ سمور کو بہی استعمال کرتے ہین جیسے سشیل سمور (دہرم کے اخلاقی اصولون کی پابندی) اور اسم فاعل سموت (قابو) جو ایسے الفاظ ہین جنکو برہمنی مذہب کے مصنفون نے ان معنون مین نہین استعمال کیا ہے۔ اور اسلئے قیاس غالب ہوتا ہے کہ وہ جین مت سے لیئے گئے ہین جہان وہ اپنے لفظی معنی مین اپنے اصطلاحی مفہوم کو ٹہیک ٹہیک ظاہر کرتے ہین۔ پس ایک ہی دلیل ساتہہ ہی ساتہہ دونون باتون کو ثابت کرتی ہے کہ جین مت کے کرم کا مسئلہ ان کے درشن کا ابتدائی اور اصلی جزو ہے اور جین مت بدھ مت کی ابتدا سے بہت زیادہ پرانا ہے ؟

فی نفسہ میری رغبت اس خیال کی طرف ہے کہ بدھ مت ہندوون کی ذاتون کی پیچیدہ تفریق اور جینیون کی کٹہن تپشیا کے خلاف اعتراض کے طور پر قائم ہوا تھا نہ کہ ایک نئے فلسفانہ درشن کے طور پر۔ کم از کم ابتدا مین تو نہین بدھ نے کئی برسون تک مختلف مذاہب کے سادہون کی صحبت اختیار کی تہی اور وہ ان کے عقائد سے واقفیت رکھتا تھا گو کہ ان سے سائنس کے طور پر وہ واقف نہ تہا۔ ایک موقع پر اس نے کہا ہے:-

" اے بہائیو بعض تارک الدنیا اشخاص (اچیلک-

بجائے کسی دوسرے متنفس کے سر زد یاب نہ ہونے سے سیز رس۔ ڈیوس
اپنی Buddhist Psychology مین صفحہ ۲۴ پر لکھتی ہے کہ
بڈھ لوگون کو دو بارہ جنم کرانے والی قوت کی ماہیت اور وسیلہ سے
ناواقفیت ہے گو کہ اس کی تعلیم مین انکا اعتقاد بہت مضبوط ہے یقیناً
بڈھ لوگ آواگون کے متعلق چار اصلی تتون یعنی آسرد۔ بندھ۔ سمور اور
نرجرا کے علمی اصولون سے بے بہرہ ہین گو کہ اونکی کتابون مین آسرو اور سمور
کے الفاظ مستعمل پائے جاتے ہین۔ جیساکہ سب سے آخری محقق کی رائے ہو
(دیکھو ای۔ آر۔ ای جلد ۷ صفحہ ۴۷۲):۔

"جینی لوگ ان اصطلاحون کو انکے لفظی معنون مین کام مین لاتے ہین اور مکتی کے طریقہ کو سمجھانے مین استعمال کرتے ہین (آسرو نکا سمور اور نرجرا موکش کے باعث ہین)۔ اب یہ اصطلاحات اتنے ہی پورانے ہین جتنا جین مت کیونکہ بڈھ لوگون نے جین مت سے آسرد کی نہایت پُر معنی اصطلاح لے لی ہے اور وہ اوسکو قریب اوسی معنی مین استعمال کرتے ہین جس مین جینی لوگ مگر اوسکے لفظی معنی مین نہین۔ کیونکہ وہ کرم کو لطیف مادّہ نہین مانتے ہین اور روح کی ہستی سے منکر ہین جس مین کرمون کا آسرد ہو سکے۔ سمور کے بجائے وہ اسو کھے جس کے معنے آسرو کا چھے (ناش) ہونا ہین استعمال کرتے ہین اور اسکو مارگ یعنی راستہ قرار دیتے ہین۔ یہ ظاہر ہے کہ بڈھون کے یہان آسرو کے لفظی معنی جاتے رہے ہین اور اسلئے یہ ضروری ہے کہ

ہنایان یا ابھی دہرم اسکول کے بموجب:-
"کوئی آتما یا پدگل یا جاندار یا جیو نہین ہے۔ یعنے برہمن فلاسفی کے مانے ہوئے ایک اصل آتما کے وجود سے انکار اور آواگون کرنے والے جیو یعنے روح کے وجود سے بھی جو جسم سے علیحدہ مانا جاوے انکار۔ انسان پانچ مرکبات کا مجموعہ ہے یعنی مادّی عنصر روپ یا شریر اور چار مانسک عناصر سنگنا (احساس) ویدنا (جو اس سے پیدا ہوا گیان) سنسکار (خیالات) گیان (ادراک) متنفس یا انسان کا بیان اون عناصر کے طور پر کیا گیا ہے جنسے ملکر وہ بنتا ہے اور اسکو تشبیہ ایک رتھہ سے دی گئی ہے جسمین بوجہ اس کے کہ وہ مختلف چیزون سے ملکر بنا ہے متنفس پن نہین ہے"
(ای۔آر۔ای۔جلد ۹ صفحہ ۸۴۷)

دوسرا فرقہ یعنی مہایان اسکول اس سے بھی آگے بڑھا ہوا ہے اور چیزون کی ہستی ہی سے انکار کرتا ہے۔ یہ نیستی کا مسئلہ ہے جو ایک غایت درجہ کا مایاواد (دنیا کو محض خواب وخیال ودہوکہ ماننے والا) ہے صرف بیرونی چیزین ہی معدوم نہین ہین بلکہ کوئی آتما ہی نہین ہے جو خیالون کا پیدا کرنے والا ہو۔ خیالات بھی شونیہ ہین یعنے وہ کوئی شے نہین ہین۔ شنیتا (نیستی) ہر چیز مین ہے۔

ان خیالات کے ہوتے ہوے یہ تو ناممکن تھا کہ نروان سے روح کے ناشس ہونے کا مفہوم نہ ہو یا آواگون سے مراد بدی کرنے والے کی

خواہ وہ اسکو برہم یا پرماتما یا پرش کے نام سے موسوم کرین
اس ہستی کے وجود کا انکار کرنا تھا کہ جس کے باعث منکر واقعی
ناستک کہلاتا تھا"

ہندو فلسفہ کے مضمون کو ختم کرنے کے پہلے مجھے مہابھارت کی ذیل کی نہایت
کارآمد نصیحت کا حوالہ دینا نہین ہونا چاہیئے۔

"مختلف اچاریون نے فلاسفی کے مختلف قسم کے مت چلائے
ہین لیکن تمکو اوسی کو ہی ماننا چاہیئے جو دلیل وید اور اچھے
لوگون کے طرز عمل سے ثابت پایا جاوے" (ایس ایس
بی۔ صفحہ ۴۵۵)

اب مین مختصر طور پر بقیہ وقت مین بدھ مت والون کے فلسفہ کا ذکر کرونگا
اور آئندہ کے لکچر مین ویدون اور انجیل مقدس اور دیگر روایتون سے
بھرے ہوئے متون کے پوشیدہ مفہوم کو بیان کرون گا۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ شروع مین علم فلاسفی بدھ کی تعلیم کا کوئی ضروری
جز و نہین تھا۔ سچا دھرم، سوائے عملی تعلیم کے اور کچھہ نہ تھا۔ دکھہ سے
رہائی من کی پاکیزگی (سادھوپن) سے ملتی ہے۔ من کی پاکیزگی خواہش کے
دور ہونے سے حاصل ہوتی ہے اور خواہش کا دور ہونا تپشیا اور وہان سے
جو من مین ویراگ پیدا کرتے ہین یعنی دنیا اور لذات حواس خمسہ سے
غائت درج کی نفرت سے ممکن ہے۔ بسا اوقات خود بدھ کی ایک رائے
قائم نہین رہتی ہتی۔ کبھی وہ ہستی کو دوامی ماننے والے کے طور پر بات چیت
کرتا تھا اور کبھی کبھی ناشش (فنا) کو ہر چیز کا انجام قرار دیتا تھا لیکن انجام
مین بدھ کی فلاسفی جیو کے فانی ہونے پر زور دیتی ہے۔ بدھ مت کے

(۱) آتما کی جیو یا برہم کے طور پر ہمیشگی۔
(۲) جیو کرم بندھن اور آواگون مین پہنسا ہوا ہے۔
(۳) آواگون دکہہ اور کلیش سے بہرا ہے۔
(۴) اس سنسار کے دکہہ اور تکلیفون سے نکلنے کے لئے ایک راستہ ہی۔

اِن سب فلاسفی کے اسکولون کی ایک مزید قابل غور صورت ہے جسکو پروفیسر میکس مولر حسب ذیل الفاظ مین بیان کرتا ہے:-

"گو کہ ان چہون اصلی کہلانے والے درشنون مین ایک مضبوط مذہبی اعتقاد پایا جاتا ہے تاہم وہ اوس زمانہ کے ہین کہ جب صرف متعدد ویدک دیوتاؤن کے بجائے ایک پرمیشور کا اعتقاد ہی بہت زمانہ پہلے نہین قایم ہوگیا تھا ..... بلکہ اس ایشور کی بجائے لوگ ایک اعلیٰ قوت یا پرماتما ین کو ماننے لگے تھے جسکا کوئی نام سوائے برہم یاست کے یا ئین ہون جو مین ہون' کے اور کچھ نہین ہے" (ایس - ایس - پی صفحات ۴۴۹ و ۴۵۰)

ہمکو میکس مولر صاحب یہ بہی بتاتے ہین (حوالہ سابق صفحہ ۴۵۰) کہ

"ہندوستانی فلاسفرون کا ناستک پن ہم اہل یورپ کے ناستک پن سے بالکل مختلف ہے (ہمارے لئے) اس کا مفہوم ایک مداخلت کرنے والے دنیا کے بنانے مین مشغول انسان کی طرح کے متنفس خدا کے وجود سے جسکو ایشور یا پربہو کہتے ہین انکار کرنا ہے۔ لیکن ہندو فلاسفرون نے اوسکے پیچہے اور اوس سے اوپر ایک اونچی طاقت باقی ہے

خیال کچھ زیادہ کامیاب نہین ہو سکتا ہے "

صرف یوروپ کی مصنفون نے ہی دیدون کی تعلیم کو فلسفانہ خیال مین آراستہ کرنے والے ان درشنون مین عیب نہین نکالا ہے۔ بلکہ ہندو محققین بہی بہت کچھ اسی ڈہنگ پر لکہنے کو مجبور ہوئے ہین۔ ایس۔بی۔ایچ کی نوین جلد کے دیباچہ مین جو ایک بہت ہی قابل اور ذی علم ہندو مصنفون کی کارپردازی سے چہپی ہے یہ صاف طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ

" جیسا کہ کئی مرتبہ ہم پہلے کہہ چکے ہین..... چھون درشنون مین سے ایک بہی یورپین خیال کے مطابق کوئی مکمل فلاسفی کا درشن نہ تہا بلکہ وہ محض سوال و جواب کی کتاب کے طور پر ہین جنہین کہ دیدون اور اوپنشدون کے بعض بعض مسائل کو دیل دے دے کر ایک خاص قسم کے طلبار کو سمجہایا ہے بغیر اونکو دنیا کے متعلق فلسفہ کے پریشان کرنے والے معمون کے چکر مین ڈالنے کے کہ جنکو وہ اپنی عقلی اور روحانی کمزوری کے باعث سمجہنے کی قابلیت نہین رکہتے تھے "

اس طریقہ پر درشنون کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش سے بے شک مصنف کے ایمان کی مضبوطی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن ہندو فلاسفی مین کسی جگہ پر اوسکی تائید نہین ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہین یہ درشن ہندو آدرش (مقاصد) اور عقائد کی جنکو کہ انہون نے فلسفانہ اصولون پر قائم کرنیکی ناکامیابی کے ساتھہ کوشش کی بیش قیمت شہادت ہین۔ چونکہ ہمارا مطلب اصلی ہندو عقیدون کے اصلون کو معلوم کرنے سے ہے اسلئے مین اب آپکو وہ امور بتاتا ہون جن پر ان درشنون کا اتفاق ہے۔

ایک قسم کے بہشت مین ملتا ہے وہ پرم آنند نہین خیال کیا جاتا ہے - بلکہ وہ ایک کم درجہ کا مانا جاتا ہے - اون لوگون کے لئے جنہون نے پرم برہم کو جان لیا ہے اوس بہشت مین کوئی دل بہانے والی چیز نہین ہے اور نہ اونکا اوس سے واقعی اطمینان ہوسکتا ہے - اونکا آنند سئی گیان برہم مین لے ہو جاتا ہے - لیکن اسکی کوئی تفصیل نہین دی گئی ہے - سا نکھیہ مت کا آنند بہی نہایت مہمل اور مبہم ہے وہ آنند خود پرش ہی مین اسوقت پیدا ہو جاتا ہے جب وہ ظاہری قدرت یا پرکرتی کے کامون یا جالون سے بالکل علیحدہ ہو جاتا ہے - آخر آ نیائے اور ویشیشک درشنونکا اپورگ (آنند) بالکل نفی کا صیغہ ہے جو باطل گیان کے دور ہونے سے پیدا ہوتا ہے - اون مختلف نامون سے بہی جنکو مختلف درشنون نے استعمال کیا ہے ہمکو اس آنند کا بہت تہوڑا پتہ چلتا ہے - مکتی اور موکش کا مفہوم رہائی ہے - کیولیہ کا تنہائی یا علیحدگی .... امرت کا ہمیشگی اور اپورگ کا آزادی ہے ..... مجہے اس بات مین بہی شک ہے کہ اوپنشد بہی اپنی پرم مکتی یا مکمل آزادی کی بابت کچہہ بیان کرنے کی قابلیت رکہتے تہے فی الواقع اونکو خود تسلیم ہے (تیتریا اوپنشد) کہ برہم کے پرم آنند کو بیان کرنے مین زبان قاصر ہے - وہ وہان تک نہین پہونچ سکتی ہے - اور جب زبان قاصر ہے تو

موجود ہو کہا گیا - قربانی کی نسبت اسوقت ہم صرف مہابھارت کو ذیل کے مضمون پر اکتفا کرینگے -

अहिंसा सर्व भूतानामेतत्कृत्य तमं मतम्।
एतत्पदमनुद्विग्नं वरिष्ठं धर्मलक्षणं॥
हिंसा पराश्च पे केचिद्येच नास्तिक वृत्तयः।
लोभ मोह समायुक्तास्ते वै निरयगामिनः॥

ترجمہ:- سب سے اوتم دہرم کا اصلی لکش اہنسا (کسی کو ایذا نہ پہونچانا) ہی ہے - ناستک پن - ایذا پہونچانیکی عادت - لالچ وغیرہ نرک مین لے جاتے ہین" اشومیدہ پرب (پی - ایچ - بی - جلد ۲ صفحات ۶۳۷ و ۶۳۹)

ہندو فلاسفی کے درشنون کے متعلق ہماری جانچ پڑتال اب مکمل ہو چکی - ہم اکثر اوقات انہین آپس مین متناقض اور نیز عقل سلیم کے ٹہیک نتائج کے خلاف پاتے ہین - ان مین اصلی تو نہین ملتے ہین - وہ اعلیٰ ترین مقصد جسکو وہ حاصل کرنا چاہتے ہین مہمل اور مبہم ہے حالانکہ وہ سب ویدون کی عزت کرنے مین متفق ہین - جیسا کہ پروفیسر میکس مولر صاحب جو ہندو فلفسہ کے ساتھہ بہت ہمدردی اور پریم رکھتے ہین فرماتے ہین:-

"....گو کہ ہم سمجھہ سکتے ہین کہ منجملہ چہہ درشنون کے ہر ایک.... دکہہ کے ہٹانے مین کامیاب ہوسکتا ہے اس امر کا معلوم کرنا بہت مشکل ہے کہ وہ واقعی آنند جو دکہہ کے دور ہونے کے بعد رہ جاتا ہے کیا ہے - ویدانت اوس پرم سکہہ کا تذکرہ کرتا ہے جو پرم برہم کو حاصل ہے - لیکن وہ آنند جو جیون کو برہم کے تخت کے قریب یعنی

اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اگر ہم پرمیشور کا خود بخود پاپ کی سزا اور جزا دینا مان بھی لیوین تو ہمکو اکثر اوسکو ظلم اور طرفداری کا مجرم بنانا پڑے گا اور اسلئے یہ زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مان لیا جاوے کہ اچھے یا بُرے سب کرم اپنا اپنا پھل دیتے ہین یا دوسرے الفاظ مین دنیا کے اخلاقی انتظام کے لئے کسی ایشور کی ضرورت نہین ہے"

(الیس۔ الیس۔ پی صفحہ ۲۱۱)

میکس مولر کرمون کے خود پھل دینے کے مسئلہ پر تشریح کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ

"..... جیمنی پرمیشر کو دنیا مین ظاہرا پھیلی ہوئی بے انصافی کا ذمہ وار نہین ٹھہراتا ہے اور اسلئے ہر ایک چیز کو علت ومعلول کے قانون پر مبنی کرتا ہے اور دنیا کی مختلف حالتون کو اچھے اور بُرے فعلون کے سلسلہ کا قدرتی نتیجہ پاتا ہے۔ یہ یقیناً ناستک پن تھا بلکہ ایک قسم کی کوشش ایشور کو ظلم اور ناجائز طرفداری کے الزام سے بچانے کے لئے جو اوسکے اوپر بارہا عائد کیا گیا ہے (تھا)۔ یہ ایشور کی عقل کو بے عیب ٹھہرانے کی محض ایک مزید کوشش تھی اور وہ ناستک کہلانے کا یقیناً مستحق نہ تھا خواہ ہماری اوسکے بارہ مین کچھہی رائے کیون نہ ہو" (حوالہ سابق صفحات ۲۱۱ و ۲۱۲)۔

اسقدر جیمنی کی اس رائے کے بارہ مین کہ کرمون مین پھل دینے کی قوت

(۳) الہام۔مضمون وغیرہ اور قربانی کرنے والے کے فرائض۔
(۴) بڑی اور درمیانی رسمون کا دوسری رسمون پہ اثر۔
(۵) قربانی کرنے کی ترکیب۔
(۶) قربانی کرنے والون کی صفات۔قربانی کے عیوض وغیرہ وغیرہ۔
(۷) ایک قربانی کی رسم کا دوسری کے ساتہہ مین استعمال ہونا۔
(۸) انتقال رسوم کا مزید بیان۔
(۹) بھجون وغیرہ کی موافقت۔
(۱۰) رسوم وغیرہ کا نہ کرنا۔
(۱۱) افعال کا دہرانا اور ملانا۔
(۱۲) قربانی وغیرہ کرنے کے خاص اور معمولی اغراض۔

یہ پورو میمانسہ کے مضامین کی مختصر فہرست آپ کو انکا علم کرا دینے کے لئے کافی ہوگی۔مین اس مضمون کی یہان تشریح نہین کرون گا صرف اسقدر کہونگا کہ جیمنی کسی ایشور یا پیدا کرنے والے یا دنیا کے انتظام کرنے والے خدا کو نہین مانتا ہے بلکہ اوسکی یہ رائے ہے کہ ہمارے کرمون کا موازنہ کرنے اور اونکی سزا و جزا دینے کے لئے کسی دہرم راج یعنی آسمانی منصف کی ضرورت نہین ہے کیونکہ انکا پہل قدرتی طور پہ خود ملتا ہے۔

"اس بات کو سمجھانے کے لئے جیمنی یہ مانتا ہے کہ ایک نتیجہ یعنی ایک نظر نہ آنیوالی کوئی شے یا کرم کی ایک قسم کی حالت مابعد یا نتیجہ کی نظر نہ آنیوالی حالت ماقبل تہی جو ایک انوکہی معجزہ کی سی حالت ہے اور جو اچھے کرمون مین قدرتی طور سے موجود رہنےوالے ثمر کو ظاہر کرتی ہے۔

انکا استعمال نہین کرتے - اور لوگون کے لیے انکا خیال کرنا بے سود ہے -

اب مین ان مشہور عالم درشنون کی تحقیقات کا خلاصہ بیان کرنے کے قبل چند الفاظ ہندو فلسفہ کے چھٹے درشن کے بارہ مین کہون گا چھٹے درشن کا بانی جیمنی تھا اور یہ صرف ایک مؤلف معلوم ہوتا ہے نہ کہ اصلی مصنف یہ درشن پورو (سابق) میمانسہ کے نام سے مشہور ہے اور ویدانت اوتر میمانسہ کے نام سے جس کے معنی ایک بعد کے سدہانت (فلسفہ) کے ہین - لیکن اس لفظی تفریق سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ جیمنی کا درشن ان دونون مین پرانا ہے (ایس-ایس-بی صفحہ ۱۹۷) - برعکس اسکے یہ امر بالکل قرین قیاس ہے کہ جیمنی کے درشن کا پوُرو وپَن (قدامت) کرم کانڈ کے لحاظ سے جسکو بعض آدمیون نے گیان کانڈ کا پیش رو ان مانا ہو

پورو میمانسہ کے مضمون کا پتہ کافی طور سے اوسکے پہلے اشلوک سے جسکا مطلب حسب ذیل ہے ملتا ہے:" اسلیے اب دہرم کی فلاسفی کی تحقیقات شروع ہوتی ہے " یہ اشلوک اوتر میمانسہ کے جو ویدانت کے نام سے زیادہ مشہور ہے پہلے اشلوک سے مقابلہ کرنے کے قابل ہے جس کا مضمون یہ ہے" اب برہم کی تحقیقات شروع ہوتی ہے "

ہندو مت مین کرم کانڈ کا خیال بلدان (قربانی) کے اصول پر مبنی ہے جس سے بہشت اور دیگر قسم کی برکتین اور فائدہ حاصل ہوتے ہین جیمنی کا درشن بلدان کے مسئلہ کی تعلیم دیتا ہے اور اسکا مطلب اوسکے مضامین کی فہرست سے جو ہم یہان پر دیتے ہین ظاہر ہے -

(۱) احکام روایات وغیرہ وغیرہ کا مستند ہونا -

(۲) بھجن اور قربانی کے متفرق کا عجیب وغریب پہل -

اسوقت ہر دفعہ ناکامیاب ہوا - اسکے چند صدیون بعد جبکہ گائے اور
سور دونون کا گوشت کہانے والے عیسائی ہندوستان مین وارد ہوئے
تو پہر بہی یوگ ودیا کو ناکامیابی ہوئی - اور اسمرتبہ تنہا نہین بلکہ مسلمان دردیشونکی
کرامات کے ساتہہ ہین - مجہے ذاتی تجربہ کرامات کا بہت کم ہے لیکن جو کچہہ
مین نے خود دیکہا ہے اور اوسکے بارہ مین پڑہا ہے اوس سے مین نے
یہ رائے قائم کی ہے کہ گذشتہ روایات کے بہت بڑے حصہ کو حد امکان سے
باہر ماننے کی کوئی معقول وجہہ نہین ہے - لیکن مین ان الفاظ کے بجائے
کوئی اور الفاظ استعمال کرنا نہین چاہتا ہون - میرا یہ خیال ہے کہ معجزہ اور
کرامات کا بذات خود کوئی معتبر علم نہین ہے یعنی اوس حالت مین جب ہم اونکو مذہب
سے بالکل علیحدہ کر دیوین اور یہ خیال ہوتا ہے کہ کرامات کی طاقتین باقاعدہ تپشیا
سے حاصل ہوتی ہین گو کہ جاہلانہ مذہبی جوش سے بہی چہوٹے موٹے کرشمون کا
ہونا بوجہہ بعض اندرونی روحانی طاقتون کے نمایان ہو جانیکے ناممکن نہین ہے - لیکن
اس قسم کے کرشمے اکثر ضرورت کے وقت دہوکہ دیتے ہین اور بری حالتون اور
دِرگتیون مین انسان کو پہونچاتے ہین کیونکہ مذہب کا دنیوی سلطنت اور ترک
بہڑک سے کوئی تعلق نہین ہے - جذبات سے آزادی اور ویراگ (بلا خواہش
ہونا یا تیاگ) دہرم کے راستہ پر ترقی کرنے کے لئے بہت ضروری ہین -
اسلئے جو شخص قوت کا متلاشی ہو خواہ وہ دنیوی ہو یا کسی اور قسم کی اوسکے
بارہ مین یہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ اوسنے اپنا قدم دہرم کے راستہ پر رکہا ہے
اسلئے اگر یہ کراماتی قوتین یوگ شاستر مین بیان کئے ہوئے طریقہ پر حاصل بہی
ہو سکتی ہون تو بہی وہ صرف ان ہی بزرگ سادہون کو حاصل ہو سکتی ہین
جو اونکی خواہش نہین کرتے اور جو کسی دشمن کو نقصان پہونچانے کے لئے بہی

(دیکھو گیا نار نوجی) اصلی سمادہی اندرونی ہے اور خواہشات اور شہوات کو تابع کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ پتنجلی رشی نے دہیان کی شکلون کا تذکرہ ہی نہین کیا ہے جن سے شدھ آتم تصور حاصل ہوتا ہے جن صاحبون کو اس مضمون مین دلچسپی ہو انکو مین کی اوف نوبیچ کے تیرھوین باب کا حوالہ دیتا ہون جہان پر کہ کل مضمون مدلل طور سے بیان کیا گیا ہے۔ اب میرے پاس اتنا وقت نہین ہے کہ مین یہان پر ایسے پیچیدار مضمون کا تذکرہ کرون۔

اب مین یوگ کے سب سے زیادہ دلچسپ مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہون جس کا تعلق معجزہ وکرامات سے ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ آپ مین سے بعض صاحبان کو اس بات کے جاننے کی ضرور خواہش ہوگی کہ دیکھین اس مضمون پر علمی تحقیقات کا آخری نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ لیکن جناب مین قانون سے ماہر ہون اور ماہران قانون کی طبیعت قدرتاً سماعی باتون کے خلاف ہوتی ہی لیکن مختلف مذاہب اور عقائد کی روایتون کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے جو بلاشک اس رائے کو تقویت دیتا ہے کہ پاکیزگی نیکی وتپسّیا کے اصولون پر عمل کرنے سے معجزہ وکرامات کی قوتین حاصل ہوتی ہین۔ میرے خیال مین یہ روایات قابل پذیرائی ہین گوکہ اونکے قبول کرنے مین ایک خاص درجہ تک احتیاط ضرور کرنی پڑے گی۔ برخلاف اسکے یہ ایک امر واقعہ ہے اور ایک بہت بڑا واقعہ ہے کہ ہندوستان مین محمود غزنوی کے حملون کے اور بعد ازان ودیگر مسلمان بادشاہون کے آنے کے زمانے کے قریب آجکل کی نسبت بہت زیادہ جوگی اور مہاتما پائے جاتے تھے۔ مین اسکو مانے لیتا ہون کہ ہندوکو شروع کے مسلمان حملہ کرنیوالون سے دلی نفرت تھی اور اگر یوگ مین کوئی طریقہ اونکی بربادی کا ہوتا تو مسلمانون کی صفائی کردی گئی ہوتی۔ لیکن یوگ

والے ذرا لغیون کی وجہ بتاتا ہے - لیکن ہمکو اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اپنے کو یوگ درشن کا موجد نہین بلکہ صرف فراہم کرنیوالا بتاتا ہے یہ بات پہلے ہی سوتر سے واضح ہے جو حسب ذیل ہے -

अथ योगानुशासनम् ॥

اسکے یہ معنے ہین "اب یوگ کا تصیح شدہ مضمون" اسلئے ہمکو کوئی مجاز پتنجلی رشی پر اون مضامین کی کمی کے باعث اعتراض کرنے کا نہین ہے جنکو اوسنے صرف فراہم کیا اور صحت کے ساتھہ تالیف کیا - صاف طور پر اس مجموعہ مین بہت کچھہ دوسرون کا مضمون لے لیا گیا ہے کیونکہ یوگ کے پانچ قسم کے یم بالکل جین مت کے پانچ برت ہی ہین اور اوسی سلسلہ مین جس مین جین مصنّف انکا ذکر کرتے ہین دیئے ہوئے ہین - ان یمون مین اہنسا بہر وہی ہے جو جین مت کی خاص علامت ہے جس کا مقولہ "اہنسا پرمو دہرما" (کسی کو ایذا نہ پہونچانا ہی پرم دہرم ہے) ہے -

سمادہی پر یوگ درشن مین بہت زور دیا گیا ہے جو بے شک اپنی ہی آتما کے دہیان کی تکمیل ہے - لیکن اوسکی تعریف مہمل اور ناکافی ہے اور جو اوسکے سادہن بتائے گئے ہین وہ عملی طور سے ناممکن ہین - کیونکہ گرہست کے لئے شدہ آتم دہیان ممکن نہین ہے - وہ گرہست آشرم اور اسکے بعد سنیاس آشرم کے کٹھن تپ کرنے سے حاصل ہوتا ہے - پرانایام جسپر ہندو لوگ حال کے زمانہ مین بہت زیادہ زور دیتے ہین حقیقت مین صرف ایک معمولی چیز ہے خود پتنجلی رشی نے اوسکا بہت ہی مختصر حوالہ دیا ہے یہ صرف من کی چنچلتا کے روکنے کا ذریعہ ہے - اور بعض دیگر درشنون مین اوسکا ذکر تک نہین ہے اور جین مت مین ہی اوسکے اوپر زیادہ زور نہین دیا گیا ہے

تیار کرنا یا محنت کے لئے اور خیالات کو قابو مین کرنے اور دہیان
تیاگنے سے روکنا ہے۔ یہان پر ہمارا اپنے تئین کسی دوسرے سے
جوڑنے کا سوال پیدا نہین ہوتا ہے۔ نہ ایشور یا خدا کے ساتھ جوڑنیکا
کیونکہ ایشور مین لے ہونے کا خیال یوگ کا کوئی جزو نہین ہے۔
پتنجلی رشی کپل منی کی طرح روح کو اور سب چیزون سے علٰحدہ کرنے پر
اکتفا کرتا ہے اور اس امر کی تفتیش نہین کرتا کہ علیحدگی کے بعد وہ روح
کہان اور کس حالت مین رہیگی"۔ (راجندر لال متر کا کلام جو۔ ایس۔
ایس۔ پی کے ۲۱۰ پر درج ہے)

یقیناً ایک متنفس کا دوسرے مین جذب ہو جانا غیر ممکن ہے۔
روح ایک متنفس ہے اور بطور متنفس کے ہی اوسکا وجود رہے گا۔
پتنجلی کے من مین ایشور کا خیال ایک صانع یا خالق یا دنیا کے حکمران کا
نہین ہے بلکہ محض خالص نور کا ہے جسپر کہ کرمون۔ اگیان یا دکہہ کا اثر نہین
ہوتا۔ اور ہمہ دانی کے لحاظ سے جسکا کمال پورن ہے اور جس سے زیادہ
کامل اور کوئی نہین ہو سکتا ہے۔ وہ موکش یا خوشی یا کسی چیز کا دینے والا
نہین ہے بلکہ صرف دہیان یا تصور کا نمونہ ہے۔ یہ سدہانت قریب قریب
جین سدہانت سے مطابق ہوتا ہے جو ایک سدھ آتما کے جلال کا دہیان
اور اوس کی سنساری جیو کی حالت کی سوانح عمری کا مطالعہ اپنی ہی آتما
کے جلال کے دہیان مین قائم ہونے کا یقینی ذریعہ بتاتا ہے۔ پتنجلی کا یہ
کہنا ہی سچ ہے کہ جیو مادّہ مین لتہڑے ہوئے ہین اور یوگ کا منشا انکو مادّہ کے
بندہنون سے چھڑانے کا ہے (ایس۔ بی۔ اے چ۔ یوگ سوتر)۔
مگر پتنجلی کو اصلی تتّون سے آگاہی نہین ہے اور نہ وہ مادّہ سے رہائی دینے

(۷) نیستی -

جوہر یعنی آتما یا روح شامل ہے - لیکن صفات یہ ہین - رنگ - ذائقہ - بو - لمس - شمار - ناپ - علیحدگی - میل - جدائی - اگلاپن - پچھلاپن - سمجھ - سکھہ - دکہہ - خواہش - نفرت اور ارادہ (ایس - بی - ایچ - کناڈ سوتر) ان مین آنند کا ذکر نہین ہے اگر وہ سکھہ مین شامل نہ سمجھا جاوے - مگر نیاے کے بموجب سکھہ دکہہ کی ہی ایک شکل ہے (دیکھو ایس - سی - ودیابہوشن کا نیائے سوتر صفحات ۱۲۲ و ۱۲۳) موکش کے بارہ مین بہی کوئی واقعی حال نہین بیان کیا گیا ہے جسکی یہ تعریف کی گئی ہے کہ " شریک کے سنجوگ کی نیستی اور اسکے ساتہہ ہی ساتہہ کسی اندرونی لطیف کارن شریر کا نہ رہنا جسکی وجہہ سے پہر جنم نہین ہو سکتا " کناڈ کے فلسفہ مین بہی بندہن یا آواگون کا صحیح حال نہین بتایا گیا ہے - اور نہ اصل تتون کا تذکرہ کیا گیا ہے - جو دلائل پیش کیئے گئے ہین وہ سب من گہڑت نتائج ہین اور سائنیس کے طرز کی جستجو تو قریب قریب ہمیشہ ہی معدوم پائی جاتی ہے -

ویسیشک اسکول کی دقتین یوگ درشن مین بہی پائی جاتی ہین - چند مصنفون کی رائے ہے کہ لفظ یوگ ایک مادہ سے نکلا ہے جسکے معنے جوڑنے کے ہین - یقیناً یہی مفہوم ہے جس مین من - گویائی - اور جسم آسرو (روح کی طرف مادہ کی آمد) کے تین یوگ (پرنالیان) جین مت مین مانے گئے ہین - مسٹر رام پرشاد ایم - اے یوگ شاستر کے مترجم ایس - بی - ایچ - مین اوسکے معنی لکھتے ہین " سمادہی لگانا - دہیان کرنا " میکس مولر صاحب کے مطابق لفظ یوگ کا مفہوم کسی کام کے لئے اپنے کو

حتی کہ غلط گیان سچ گیان سے ہمیشہ دور ہو سکتا ہے

(ایس-ایس-پی صفحہ ۲۲۷)

گوتم کا قول ہے کہ گیان حواس یا من کی ملک نہیں ہے بلکہ روح کی وہ آواگون کو مانتا ہے اور راگ - دویش اور بے وقوفی کو سب سے بڑے نقائص خیال کرتا ہے جنمین سے بیوقوفی سب سے بڑی ہے - پن باپ کے بند ہونے سے شریر سے جیو کی علیحدگی ہو سکتی ہے - گوتم کی فلاسفی مین ایشور کا خیال اول درجہ کی اہمیت نہین رکھتا ہے - اوسکی ہستی کی ضرورت آواگون مین پڑے ہوے لاانتہا جیون کے کرمون کا پہل دینے کے لئے ہے - نیائے کے تتون مین گیان کے اصلی تتو جو ہم سائینس مذہب کی جستجو مین قائم کر چکے ہین شامل نہین ہین اور نہ موکش کی حالت کا ذکر ہے جو اصلی مقصد ہے -

کناڈ کا ویشیشک اسکول قریب قریب نیائے فلاسفی کی بہن ہے اسمین کوئی خاص بات نہین ہے جو اور جگہ نہ پائی جائے - کناڈ کی خاص قابلیت ذرتون کی چھان بین سے متعلق ہے جسکا کچھہ تذکرہ نیائے مین ہی پایا جاتا ہے مگر ویشیشک کے پدارتھہ حسب ذیل ہین -

(۱) جوہر -

(۲) گن -

(۳) حرکات -

(۴) جنس یا عام صفات -

(۵) قسم یا خاص صفات -

(۶) سنجوگ - اور

ہنود و فلاسفی کے دیگر درشنون کی مانند وید کے الہامی کلام کی فلسفہ سے تائید کرانے کا دعوے کرتے ہین - یہ ظاہر ہے کہ ہندو من کبھی نہ کبھی ان کلون کو اگر ان مین اعتقاد کے تسلیم شدہ مسائل کے لئے فلسفانہ تائید نہ ہوتی یا کم از کم اونکی تائید کا دعویٰ نہ ہوتا ضرور اکھاڑ ڈالتا اور وہ کبھی ہندومت کے قرابت دار نہین مانے جاتے - اور جو بات ہندومت کے عقاید وہنود و فلاسفی کے مختلف درشنون کے تعلق مین صحیح پائی جاتی ہے وہی تصوف اور اسلام کے باہمی تعلق کی بابت صحیح ہے - پس ہمارے لیے سب سے زیادہ جاننے کے قابل یہ بات ہے کہ ان تینون فلسفون مین انسانی روح کو خاصیت اور جوہر مین قطعی خدا مانا ہے -

اب مین نیاے یا منطق کے اسکول کی طرف توجہ کرون گا - ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہین کہ اسکی انوکھی و یاپتی جو ایک ہنذات اوداہرن (مثال) پر قائم کیجاتی ہے اصل اصول منطق کے خلاف ہے - لیکن اس درشن کے بانی گوتم کی تقریر جس سے وہ فلسفہ کے دوامی معترض کا جو کہتا ہے کہ باہری دنیا کی کوئی ہستی نہین ہے کھنڈن کرتا ہے نہایت فرحت بخش ہے - گوتم معترض کے مسئلہ کو اسطور پر رد کرتا ہے -

"پہلے اس بنا پر کہ اگر کسی باہری شے کی ہستی کا ثابت کرنا ناممکن ہو تو اُتنا ہی ناممکن اوسکی نیستی کا ثابت کرنا ہوگا - اور اگر خواب یا وہم کا حوالہ دیا جاوے جو سراب یا شعبدہ بازی سے پیدا ہوا ہو تو یہ ماننا پڑے گا کہ یادداشت کی طرح سے خواب بھی پہلے کی دیکھی ہوئی چیزون سے تعلق رکھتے ہین - اور شبہ یا دھوکہ مین بھی ہم کو کسی واقعی شے کا دھوکہ ہوتا ہے -

(۷) احساس کی تحریک کا مادّہ باہر کی خلا رمین قایم کیا جا تا ہے جو حواس کے ذریعہ سے محسوس ہونے والی دنیا ہے -	(۷) احساس یعنی بُو وغیرہ کا لطیف مادّہ پانچ کثیف عناصر یعنی آکاش - ہوا - آگ - پانی اور خاک مین مبدّل ہو جاتا ہے جن سے یہ دنیا بنی ہے

پس اسطور پر صاف ہو جاتا ہے کہ کپل مُن کا فلسفہ ایک سو کر اوٹھتے ہوے متنفّس کی تمثیل پر مبنی ہے - اب یہ صاف ظاہر ہو گیا ہو گا کہ کپل مُن کسی بیرونی دنیا کے وجود کو نہین مانتے ہین بلکہ اوسکو اپنے ہی حواس کے احساس کا محسوس ہونے والی صفات مین مبدّل ہو جانا مانتے ہین - بدقسمتی سے کپل مُن کو غالباً یہ خیال نہین آیا کہ احساس کلیتاً مَن مین ہی نہین پیدا ہوتا ہے بلکہ ایک شئے از نام بیرونی تحریک بھی ہے جو ہمارے احساس مین بہت زیادہ حصہ لیتی ہے - اگر اونکو احساس کی یہ خاص صورت معلوم ہوتی تو وہ آگ و آب جیسے کثیف عناصر کو بھی احساس کے لطیف مادّہ کی تبدیلیان نہین مان لیتے - وقت کی کمی کے باعث مین سانکھہ درشن کی اور غلطیون کا تذکرہ اسوقت نہین کر سکتا ہون جو عناصر اور احساس کی مطابقت اور عناصر کے باہمی تعلّقات کی بابت پائی جاتی ہین - ان مین سے چند کا تذکرہ میری کتاب کی اوٹ نوسیج مین آپ کو ملے گا جسکا حوالہ مزید واقفیت کے لئے آپ کو دینے پر مین یہان قناعت کرون گا -

لیکن گو کہ ویدانت اور سانکھہ دونون ہی بطور فلسفہ کے صحیح نہین پائے جاتے ہین تاہم وہ دونون ہمارے لئے بہت بیش قیمت ہین چونکہ وہ ہمارے ہندو بھائیون کے پُرانے ویدک اعتقاد کے اصولون پر ایک قسم کی روشنی ڈالتے ہین کیونکہ دونون ویدکے پرمان کو مانتے ہین اور

(۳) "مین" کے کاروبار کا اظہار یعنے من اور گیان اور کرم اندریون کا مصروف کار ہونا -

(۴) حواس کی تحریک یعنی احساس -

(۵) بیرونی خلا مین احساس کے مادّہ کا جنکی اشیا بنی ہوئی ہین ڈالنا یا قایم کرنا -

اگر آپ مایا وادیون کے اس خیال کو نگاہ مین رکہین کہ یہ دنیا دیکہنے والے کے من مین ہے اور اوسکی اشیا احساس ہی ہین جنکو ہم من کے ذریعہ سے خلا مین قایم کرتے ہین تو آپ کو کپل مُن کے سدہانت کے سمجہنے مین کوئی دقت واقعہ نہ ہوگی - ہم سانکہہ کے تتّون کی ترتیب کا مقابلہ پہلو بہ پہلو لکہہ کر اوس طریقہ سے کرینگے جسکے بموجب معلوم ہوتا ہے کہ کپل مُن نے سوکر اوٹہتے ہوے متنفس کو دنیا کا گیان ہونا قیاس کیا ہے -

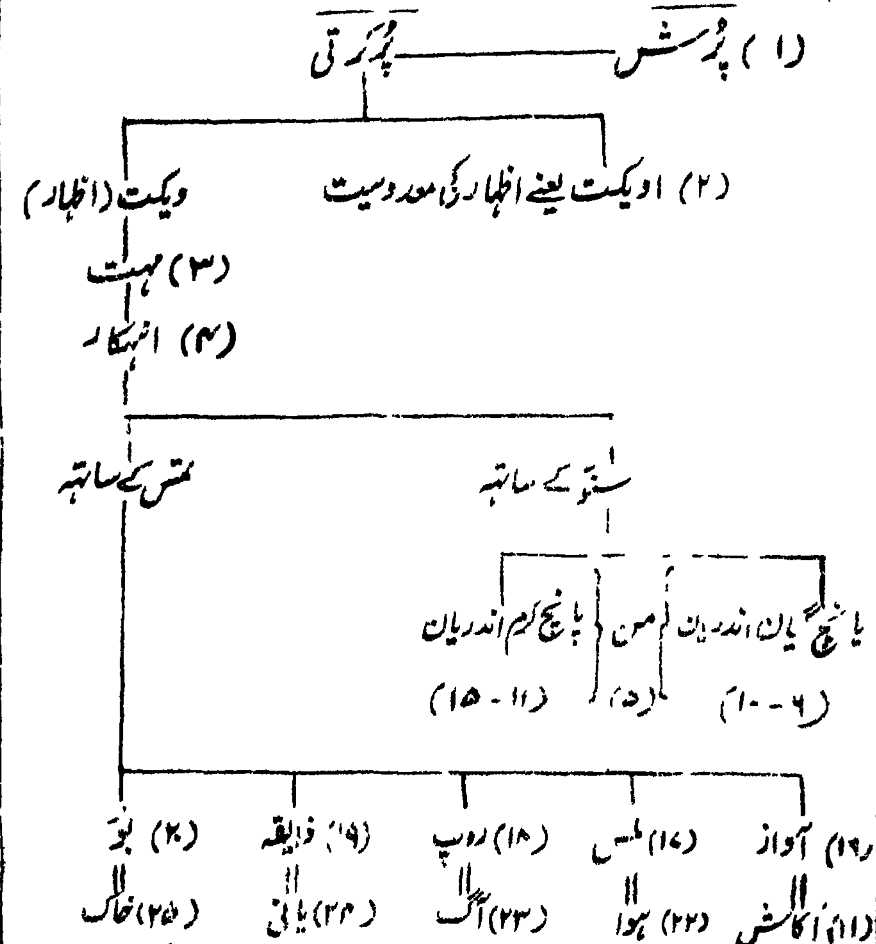
سوکر اوٹھتا ہوا من	دنیا کا کرتب
(۱) جاگنے اور سونے کی حالتون کا یکے بعد دیگری متواتر ہونا -	(۱) دنیا کے اظہار و ناش کا یکے بعد دیگری متواتر ہونا
(۲) سونے مین ادراک کا ناش نہین ہوتا ہے بلکہ کوئی دیکہنے والی چیز ہی وہان نہین ہوتی ہے -	(۲) پرلے مین پرکرتی کا ناش نہین ہوتا ہے بلکہ دنیا کا کرتب بند ہو جاتا ہے پس کوئی دیکہنے والی چیز محسوس نہین ہوتی ہے -
(۳) جاگنے پر پہلے پہل عقل کا پرکاش ہوتا ہے -	(۳) دنیا کے سلسلہ مین سب سے پہلے مہت (عقل) نمودار ہوتی ہے
(۴) عقل سے اہنکار پیدا ہوتا ہے -	(۴) مہت اہنکار کی صورت مین مبتدل ہو جاتی ہے -
(۵) اہنکار مین سے "مین" کا کاریا یعنی من و گیان اندریان و کرم اندریان نمودار ہوتی ہین -	(۵) اہنکار سے من و پانچ گیان اندریان و پانچ کرم اندریان یعنی ہاتہ پیر وغیرہ بنتے ہین -
(۶) تب احساس محسوس ہوتا ہے -	(۶) اہنکار جیسے یعنی لمس آواز روپ ذائقہ بو مین مبدل ہو جاتا ہے

دوامی ہین - کپل مُن کے مت کے بموجب پُرش تو صرف ایک تماشائی ہے - نہ وہ کام کا کرتا اور نہ اوسکے پہلوؤن کا ہوکتا ہے - پس تبدیلیان تماشے یا منظر ہی سے متعلق ہین جو اسلئے ستو (فہم) رج (حرکت) اور تم (سکون) تین گُنون سے متصف پایا جاتا ہے - جسوقت یہ تین مخصوص گُن ستو - رج اور تم مساوی حالت مین ہوتے ہین تو تماشا یعنی دنیا کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے اور پُرش کے دیکھنے کے لیے کوئی چیز نہین رہتی ہے جب کچھہ عرصہ کے بعد پرکرتی کی کسی انجان شکتی سے اونکے مساوی ہونے کی حالت مین خلل واقع ہوتا ہے تو پردہ پہر اوٹھہ جاتا ہے اور تماشہ متذکرہ بالا ترتیب سے شروع ہو جاتا ہے - اسطور پر دنیا کا بننا اور ناشش ہونا یکے بعد دیگرے ہوتے رہتے ہین - اور بننے کی ترتیب ناشش ہونے کی ترتیب سے بالکل اُلٹی ہوتی ہے - جو چیز کہ بنتے وقت سب سے آخر مین ظہور مین آتی ہے وہ ناشش ہوتے وقت سب سے پہلے غائب ہوتی ہے -

یہ سلسلہ سانکہہ درشن کا بہت ضروری حصہ ہے اور ہمارے لئے بہی یہ بہت اہم ہے - کیونکہ یہ صاف طور سے ثابت کر دیتا ہے کہ سانکہہ کی دنیا کی ترتیب ایک سوتے ہوئے آدمی کی جاگرت کی حالت مین آنے کی تشبیہہ پر قائم ہے - سرسری طور پر سوکے اوٹھنے والے متنفس کے من پر جاگرت کی دنیا کا ظہور کرا دینے کے لئے حسب ذیل تبدیلیون کا واقعہ ہونا قیاس کیا جا سکتا ہے -

(۱) بدّہی (عقل) کا پرکاشش ہونا -
(۲) بدّہی مین اہنکار یعنی "مین" کے خیال کا اوٹھنا -

شاسترون سے انکو کہا ہے متوجہ ہوتے ہین - اِسس ہندو فلسفہ کے مشہور درشن کی تعریف اور مذمت مین بہت آدمیون نے کتابین لکھی ہین لیکن بدقسمتی سے ایک ہی مصنف اوسکے بانی کے اصلی خیال تک نہین پہونچ پایا - آپ کو اِسس درشن کے بانی کپل مُن کے بتائے ہوئے تتّون کا خیال ہوگا - سہولیت کی غرض سے مین اونکو یہان پہر لکھے دیتا ہون -



آپ کے سامنے یہ نقشہ موجود ہے جسمین تتّون اور اونکے ظاہر ہونیکی ترتیب درج ہے جو مہت (مـ۳) سے شروع ہوتی ہے - پہلے دو تتو

خدا کی ذات و صفات کا عکس ہین۔ عالم (دنیا)
بازیگر کا سکہ ہے جو دراصل ایک کپڑے کا ٹکڑہ ہے
(یعنی کچھ نہین ہے) لیکن بازیگر کی کاریگری کی وجہہ
سے وہ چاندی کا روپیہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی طور پر
ہرچیز اوسی سے ہے"

ہم اپنے گذشتہ لکچر مین دیکھہ چکے ہین کہ ارواح دوامی ہین کیونکہ وہ اپنی ہی ذات مین اکھنڈ یعنی انباشی ہین۔ پس وہ کسی کا عکس نہین ہوسکتین بدقسمتی ہی اس مسئلہ کے موجد کو یہ نہین سوجھا کہ اسبات کی تائید مین ایک شمہ بہر بہی شہادت نہین ہے کہ محض عکس مین ادراک۔ احساس ارادہ۔ حافظہ۔ اور امتیاز ہو سکتے ہین۔ سورج اور اوسکے ایک آتشی شیشہ کے ذریعہ حاصل کئے ہوئے عکس کی مناسبت غیر متعلق ہے اسوجہ سے کہ اوّل تو وہ اصلی عکس ہی نہین ہے کیونکہ سورج کا عکس دراصل آتشی شیشہ کے ذریعہ سے محض سورج کی کرنون کا ایک مقام پر اکہٹا کرنا ہے اور دوسرے یہ کہ خود سورج کا ایک اکھنڈ کبہی نابدلنے والے نور ہستی سے کہ جس مین سے کسی قسم کی کرنین نہین نکلتی ہین مقابلہ نہین کیا جاسکتا ہے اور تیسرے اسوجہ سے کہ احساس۔ عقل اور ارادہ اور ادراک کے اور دیگر خواص کسی طرح پر قابل انتقال نہین ہین جیساکہ پچہلے لکچر مین ثابت ہوچکا ہے۔ عکس کے فلسفہ کی تائید کسی منطقی دیاپتی سے بہی نہین ہوتی ہے (ملاحظہ ہو لکچر دویم) اور اسکو ہمین مجبوراً باطل ماننا پڑتا ہے۔

اب ہم سانکہہ درشن کی طرف جو سب قسم کے مشرقی و مغربی

اچل اور کبھی نہ بدلنے والی ہستی ہے - تب پھر کسکی مکتی ہو گی اور کس گئے لیے یہ سب سکھانا اور وعظ دنیا ہے - اور اونکے بارہ مین جنکی مکتی گذشتہ زمانہ مین ہو چکی ہے اگر ایسے کوئی ہون کیا کہا جاوے - کیا وہ اب موجود ہین یا بالکل ہی نیست و نابود ہو گئے یہ غلط فہمی آواگون کے مسئلہ سے جسکو ویدانت تسلیم کرتا ہے اور بھی بڑھ جاتی ہے - آواگون کرنے والی بے شمار روحون کو ایک ہی متنفس روح مین سے یعنی دوسری الفاظ مین ایک ہی مفرد ذات سے نکالنے کی کوشش کرنا بے سود ہے - اگر موکش پائی ہوئی روحین ایک ہی اصلیت کے حصے حالتین یا صورتین ہین تو کیا ہمکو مجبوراً یہ کہنا نہین پڑے گا کہ ایک بغیر جزو کی ہستی کے کچھہ جزو تو موکش پا گئے اور کچھہ دیگر جز دروز کے جنم مرن کے دکھہ اور کلیش بھوگ رہے ہین - اور موکش کے معنے ہی کچھہ نہین ٹھہرتے ہین اگر موکش پایا ہوا جیو ویسا ہی بنا رہیگا جیسا وہ اسوقت ہے (تعلیم یہ نہین ہے کہ تو وہ ہو جاوے گا بلکہ یہ ہے کہ تو وہ ہی ہے) - یہی اعتراضات تصوف سے بھی متعلق ہین جو اسلامی فلسفہ مین ویدانت کے قریب تر پہونچتا ہے - مثلاً فرقہ شہودیہ (Shahudians) کا یہ مقولہ ہے کہ -

"عالم (دنیا) خدا کا عکس ہے - ایک آدمی شیشہ کے مکان مین داخل ہوتا ہے اور سینکڑون سمت سے اپنا عکس شیشون مین پڑتے ہوئے دیکھتا ہے - ان عکسون کی کوئی اصلیت فی ذاتہ نہین ہے بلکہ انکا دارومدار اوس آدمی پر ہے - پس انسان کی خاصتین اور روح

لحاظ سے ویسے ہی رہتی ہے - ترتیب اور قاعدہ دنیامین مروج پائے جاتے ہین اور یہ یقیناً مایا کی خاص علامات نہین ہین - پس ویدانت جو اس باترتیب دنیا کو مایا کہنے پر پڑ بقصد ہے عقل کی سمجھ مین داخل ہونے کے ناقابل ہے -

ویدانت کی دوسری مخصوص تعلیم کی نسبت یعنی اس بارہ مین کہ ایک ہی جوہر یا روح کا اس دنیامین وجود ہے ہم اسکی تردید مین سانکھہ درشن کے بانیون کی دلیل کو پیش کرینگے -

"اگر ایک ہی پرش دنیامین ہوتا جیسا کہ ویدانت کہتا ہے تو ایک شخص کو آنند حاصل ہونے سے سبکو آنند حاصل ہوجاتا اور ایک کو تکلیف پہونچنے سے سب کو تکلیف پہونچتی اور یہی حالت قوم کی ابتری و قوم کی عمدگی و تندرستی و جنم و مرن کے لحاظ سے لوگون کی ہوتی - اسلئے دنیامین ایک ہی پرش نہین ہے بلکہ روپ جنم - سکونت - مقدر - سنگت یا تنہائی کے انیک ہونے سے انیک پرش ہین"

(الیس - ایس - پی صفحہ ۲۵۶) -

میرے خیال مین سانکھہ کے اس اعتراض کا جواب نہین ہوسکتا ہے -

ویدانت کی تیسری مخصوص تعلیم کی بابت یعنی اس بیان پر کہ مکتی برہم گیان ہونے سے حاصل ہوتی ہے مجھے ایسا معلوم پڑتا ہے کہ یہان بھی بندھن اور موکش کی نسبت ایک بڑی غلط فہمی واقع ہوئی ہے جیسے کہا گیا ہے کہ دنیامین صرف ایک ہی روح ہے اور وہ ایک

اِن مین سے پہلے امر کی بابت یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ منطق مین چند اصول لازمی طور سے ماننے پڑتے ہین اور ہمارے لئے کسی درشن (فلسفہ) کی نیو ڈالنے کی کوشش کرنا جب تک کہ ہم انکو موید کار نہ کرین بے سود ہے۔ یہ اصول ایس۔ این سیز جی کی بنائی ہوئی منطق کی ایک چھوٹی کتاب مین (see A Handbook of Deductive Logic) خوبی کے ساتھہ درج ہین اور حسب ذیل ہین۔

(۱) یہ کہ ہمارے من سے علیحدہ ایک مادّی دنیا ہے۔

(۲) یہ کہ ہمارا من اشیار کا ٹھیک فوٹو کھینچ سکتا ہے اور اسلئے اشیار واقعی ویسی ہی ہین جیسی کہ ہمکو دکھائی دیتی ہین۔

(۳) یہ کہ سنسار کی چھوٹی چھوٹی تبدیلیون مین ترتیب اور قاعدہ ہمیشہ سے موجود ہین اور اس سے دنیا تینون زمانون (یعنے ماضی۔ مستقبل اور حال) مین سب دیکھنے والون کے لئے بلحاظ اصلیت کے یکسان بنی رہتی ہے۔ اور

(۴) یہ کہ جھوٹ کو سچ سے تمیز کرنے کے لئے چند ایسے قاعدہ ہین اور ہونا چاہین جو ہر جگہ ٹھیک پائے جاوین۔ یعنے ایسے قواعد جو بچار کرنے والون کو جھوٹی دلائل کے پھندون سے بچا کر سچ تک پہونچا سکین۔

یہ از خود عیان اصول ہین جو آپ کو منطق مین ماننا پڑ رہتے ہین اور اونسے انکار کرنا بے سود ہے۔ وہ منطقی دیا پتی کی بنیاد ہین جو اونکی عدم موجودگی مین قائم نہین ہوسکتی ہے۔ اب اودیت ویدانت کی پہلی ضد یہ ہے کہ سنسار مایا ہے جو منطق کے مندرجہ بالا اصولون مین سے پہلے اور تیسرے کے خلاف پڑتی ہے جنکے بموجب ہمارے من کے علاوہ ایک مادّی دنیا کا وجود ہے اور وہ تمام زمانون یعنی ماضی۔ حال اور مستقبل مین جو سب کے

ایک موجود ہستی یا چیز ہے دیگر ہر چیز کے لیئے ضرور ہی ہوا کہ اوسکی ہستی محض نمائشی ہو۔ سنسار اسلیئے بجز نام روپ کے بنڈل کے اور کچھ نہین ہے۔ یا صاف الفاظ مین یون کہو کہ وہ مایا ہے۔ تب ہر ایک متنفس روح کیا ہے۔ برہم خود ا اور برہم ہونیکی وجہ سے ہر جگہ حاضر ناظر۔ ہمہ دان اور قادر مطلق! لیکن نہ تو افعال کا کرتا اور نہ اونکے پہلون کا بھوگتا (Deussen's System of the Vedanta)

اسلیئے مقصد دی برہم ہونا نہین ہے کیونکہ روح تو ہمیشہ ہی برہم ہے۔ اسوقت مین بھی جب کہ اوسکو اسبات کا گیان نہین ہے۔ روح کی مکتی اوسکو اپنے ست۔ چت۔ آنند ہونے کے گیان سے ہوتی ہے جن سے برہم کی صفات ظاہر ہوتی ہین گو کہ برہم کی تعریف معمولی طور سے نیتی۔ نیتی (یہ نہین۔ یہ نہین) ہے۔ یہ محض اُس نفی کے بیان کو اس امر پر زور دینے کے لئے کہ برہم حواسس سے محسوس ہونے والے گنون۔ سے بری ہے مان لیتا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ویدانتی لوگ اوسکے لفظی معنے لگاتے ہین۔ روح کو اپنا برہم ہونا محسوس ہونے سے مکتی فوراً ملجاتی ہے (کیونکہ ویدانت کا مسئلہ "وہ تو ہے" ہے نہ کہ "وہ تو ہو جاوے گا") برہم کا گیان ہونے کے ساتھہ ہی ساتھہ جیو آتما عالم کی روح ہو جاتا ہے۔ (Deussen   ) - ویدانت کی خاص تعلیم حسب ذیل ہے۔

(الف) دنیا کا است یا باطل ہونا۔

(ب) صرف ایک ہستی کا وجود۔ اور

(ج) گیان سے مکتی کا حاصل ہونا۔

کردہ مشاہدہ کے واقعات پر بچار کا فعل یا نتیجہ ہے جو اپنی تکمیل مین ایک باہمی اندرونی مطابقت رکہنے والا مجموعہ علوم ہے جس سے کائنات کی اصلیت معلوم ہوسکتی ہے اور جو اسلئے سب سے اعلےٰ اور عمدہ مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے کارآمد ہوسکتا ہے۔ یہہ تعریف ہماری اغراض کے لئے اور بہی زیادہ ضروری ہے کیونکہ ہمکو اسوقت ہرطرح اور قسم کے دماغی قیاسات سے کوئی سروکار نہین ہے بلکہ صرف اوس خیال سے ہے جسکا کوئی تعلق مذہب سے ہو۔ ہمکو کوئی دلچسپی بہی انسانی خیال کی تعریف لکہنے یا مذہب کے متعلق مختلف ملکون اور زبانون کے قیاسی گدا لگانے والون کے خیالون کو یکجا کرنے مین نہین ہے اور نہ ہمکو اتنی فرصت ہی ہے۔ اِس قسم کی کارروائی محض ہماری موجودہ ضروریات سے غیر متعلق ہی نہین ہوگی بلکہ اسقدر وقت اور محنت کی خواستگار ہوگی جو لکچر ہذا کی منشا اور اوسکے لکچرار کی لیاقت کے باہر ہین۔

اسلئے ہم اپنی تفتیش کارآمد کی اقلیم یعنے ان درشنون ہی پر محدود رکہینگے جو مروج مذاہب سے وابستہ ہین اور ان مین سے بہی ہم کسی کی پوری پوری نکتہ چینی نہین کرین گے سوائے اون موقون کے جہان اون کے اصلی اصولون کو سمجہنے کے لئے ایسی نکتہ چینی واقعی ضروری پائی جاوے۔

پہلے ہم اپنی تحقیقات ادویت ویدانت سے شروع کرین گے جسکی یہ تعلیم ہے کہ اس براٹ روپ یعنی مادّی سنسار کے پیچہے صرف ایک ہی اصلیت یا ہستی ہے۔ یہ ہستی برہم ہے اور چونکہ وہ ہی صرف

چوتھا لکچر

فلسفہ

آج کے لکچر کا مضمون میٹا فزکس (فلسفہ) ہے - اسمین کچھہ شبہہ ہے کہ اس لفظ کے ٹھیک معنے کیا ہین لیکن ابتداً وہ ارسطو کے فلسفانہ معقولون سے منسوب کیا گیا تھا جو ارسطو کی تصانیف کی جلدین علم طبعی کے رسالہ کے بعد رکھے ہوئے ملے تھے - لیکن اس لفظ کا مفہوم چاہے جو رکھا گیا ہو میرے خیال مین ہم بغیر کسی پس وپیش کے اوسکا اطلاق اوس محکمہ علم سے کر سکتے ہین جو علم طبعی سے اونچے طبقہ کا ہے - پس فزکس (علم طبعی) حواس سے سیدھی سیدھی محسوس ہونے والی چیزون کا علم ہے اور میٹا فزکس یعنی فلسفہ اونکی قسمین اور تعلقات قائم کرتا ہے اور بالآخر ایک باقاعدہ اور اپنے ہر پہلو مین مطابقت رکھنے والا علم بنجاتا ہے - جیسا کہ ہمکو اس کے قبل کہنے کا اتفاق ہوا ہے - فلسفہ اور سائنس کا جوڑا ہے یعنے انکے باہمی تعلق کا قطع کرنا گویا دونون کو قتل کرنا ہے - کیونکہ سائنس کو فروعات ہستی سے بچنے کے لیئے یہ ضروری ہے کہ وہ علم کی کُل شاخون کو اوسکی پوری وسعت مین مطابق کرنے کی کوشش کرے اور فلاسفی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مشاہدہ قدرت کا کبھی ساتھہ نچھوڑے تاکہ اوس کی مدد سے قیاس اور واقع قدرت کے درمیان جو عام طور پر ناموافقت پائی جاتی ہے اوس سے بچ سکے - پس میٹا فزکس کی تعریف یہ ہوسکتی ہے

نیچا کیا ہے تمام لوگ جنہنے ایسے ترتھنکر پد کو پراپت ہو کر موکش کو پاتا ہے"
اب صرف اتنا کہنا باقی رہ گیا ہے کہ جو نتائج ہمنے آج کے لکچر مین نکالے
ہین وہ سب جین سدہانت مین شامل ہین جو سائنس سے بالکل مطابق پایا
جاتا ہے - ان مین سے بہت سے نتائج کو ہم دیگر مذاہب مین بہی پاسینگے
جبکہ اونکی تفتیش کی باری آئیگی -

حالات کے بموجب لگانا چاہیئے۔ لیکن اِس امر کو کبھی نہین بہولنا
چاہیئے کہ روحانی علم اور عمل کی جڑ یعنی حیات ابدی کے ہمیشہ
سرسبز رہنے والے پودہ کا اصلی بیج صحیح اعتقاد ہی ہے جبکے
بارہ مین تن کرنڈ شراوکا چار مین جو ایک بہت پراچین شاستر ہے
ایسا کہا ہے " تین لوک اور تریکال مین جیون کا سچے اعتقاد کے برابر
کلیان کرنے والا دوسرا نہین ہے اور نہ باطل عقیدہ کے مانند
ایذارسان۔ سچے اعتقاد والے آدمی جلال۔ پرتاب۔ ودیا۔
شہرت۔ دولت۔ فتح اور بزرگی کے مالک ہوتے ہین۔
وہ اونچے خاندانون مین پیدا ہوتے ہین۔ وہ دہرم ارتہہ کام موکش
کے سادہک اور انسانون مین برتر ہوتے ہین۔ صحیح اعتقاد والے
جیو سورگون مین جنیندر (Tirthankara) بہگوان کے بہگت
ہوتے ہین اور آٹہہ قسم کی رِدہیون (کراماتی قوتون) کو حاصل
کرکے دیون اور دیوانگنا دن کی صحبت مین بہت عرصہ تک آنند ہوگتے ہین
نرمل سچے اعتقاد والے پرش چکرورتی راجہ ہوتے ہین جنکے چرنون پر
بہت راجہ سر جہکاتے ہین اور جو نو ندہیون اور چودہ رتنون اور چہہ
کہنڈون کے سوامی ہوتے ہین۔ صحیح اعتقاد ہی سے شرن جنکی ایسے جیو
جرارہت۔ روگ رہت۔ اکشی رہت۔ بادہا رہت۔ شوک۔ بہے شنکا رہت
موکش کو پراپت ہوتے ہین جس کا مفہوم گیان اور آنند کی پورنتا
اور سب قسم کے کرمون کے میل سے پاک ہونے کا ہے۔ جنیندر کی
بہگتی جبکے ایسا ہو (موکش گامی جیو) اپرمت دیو ندر سموہ کی
مہما کو اور راجاؤن کے مستک سے پوجنیک چکرورتی کے چکر کو اور

جو پہول تک ہمکو نہین پہونچا دیتا بشرطیکہ ہمکو اسکے ڈہونڈہنے کا طریقہ آوے اور اسکی تلاش مین سرگرم ہوں - اگر آپ کانٹے کو نظرانداز کرکے پہول تک پہونچا چاہتے ہین تو آپکو اسکے صدمہ کی پوری جہلجہلاہٹ برداشت کرنی پڑے گی لیکن اگر آپ پہلے کانٹے سے ہٹ لین تو پہر پہول آپکا ہے چاہے جہان اسکو لیجاوین - میرے پاس اتنا وقت نہین ہے کہ مین یہان راہ نجات کی مختلف منازل کا حال بیان کرسکون لیکن اتنا اس سلسلہ مین ضرور کہون گا کہ چند ہی روز مین ساد ہو ایسی خوشی کو محسوس کرنے لگتا ہے جو بڑے بڑے کروڑپتی اور بادشاہون کے ہی خیال مین نہین آسکتی ہے - گہرست کو ہی بعض مرتبہ اسکی محنت کا پہل ابدی زندگی کی اندرونی شادمانی کے محسوس ہونے سے ملجاتا ہے لیکن اسکی زندگی مین ایسے موقع بہت کم ہوتے ہین اور اسکے جذبات کی شانتی اور دیر اگیہ کی عمدگی پر موقوف ہین - ساد ہو نروان حاصل کرنے کے پہلے ہمہ دانی کو حاصل کرتا ہے گوکہ زمانہ کے انقلاب سے آجکل دنیا کے اوس حصہ مین جس مین ہم رہتے ہین ایسے کوئی سروگیہ (ہمہ دان) سادہو نہین ہین - اسکی وجہ یہہ ہے کہ ہم لوگ سابق کے اپنے بزرگون کی نسبت بہت چہوٹے درجہ کے انسان ہین اور چونکہ ہمنے انکے بجر ایسے شریر نہین پائے ہین اس لئے ان کی مانند ہم اچل دہیان ہی نہین لگا سکتے ہین - لیکن گوکہ ہمکو آتما کا شدہ اچل دہیان تو نصیب نہین ہوسکتا ہے تاہم ہم باقی اور قسم کے دہیانون کے فائدہ سے محروم نہین ہین اور ہمکو اپنے من کو ان مین اپنی طاقت اور

بیٹھنے نہین دیگی - رحم حیات کے ان دشمنون کے لیئے نہین ہے -
وہ خود رحم سے مبرا ہین اور آخر تک لڑتے ہین -

کیا اتنی سخت جسم بازی کے خیال سے تمکو خوف معلوم ہوتا ہے - دنیا مین کوئی چیز ایسی نہین ہے جس کو انسان نہین کرسکتا ہی اگر وہ ایک مرتبہ اپنی ہمت کو اس کے کرنے کے لیئے کس لے - اور اگر پوری کامیابی نہکو فوراً ہی نہ بہی ملے تو بہی موت کے واقع ہونے سے محنت رائگان نہین جاتی ہے - اعتقاد اور عمل کا نیک ثمرہ روح کے ساتھہ ایک جون سے دوسری جون کو کارمان شریر کی عمدہ قسم کی تبدیلیون کی شکل مین جاتا ہے - اور آئیندہ کی زندگی کے جسم و تعلقات کے بنانے مین پورا حصہ لیتا ہے تب من کی سرگرمی و طبیعت کی بشاشی ہی دو ضروری جز و صحیح اعتقاد کے حاصل ہونے پر کامیابی کے لیئے ہین - اگر کسی بڑے قانون دان کو جبکہ وہ ماں کی گود مین بچہ کی حالت مین تہا ان کتابون کی تعداد جنکو اسکو بعد کو پڑہنا ہوگا اور انکی بہی جنکا اسکو حوالہ دینا ہوگا بتائی جاتی اور اسکو اسپر فکر کرنے کا موقع دیا جاتا تو یقین ہے کہ وہ خوف ہی سے مرگیا ہوتا - مگر ہمارے درمیان مین بہت سے ایسے اشخاص ہین جنہون نے صرف قانون ہی مین نہین بلکہ اور علوم و فنون مین بہی شہرت حاصل کی ہے - اور یہہ بہی نہین ہے کہ راہ نجات کے مسافرون کے راستہ مین صرف مصائب اور پریشانی ہی ہین - یہہ سچ ہے کہ قدرت مین گلاب کا پہول بغیر کانٹے کے نہین ملتا ہے لیکن یہہ بہی اتنا ہی سچ ہے کہ کوئی اصلی کانٹا بہی قدرت مین ایسا نہین ہے

(۱) معافی (۲) انکساری (۳) دیانت داری (۴) من سے طمع کو نکالنا (۵) سچ بولنا (۶) رحم دلی (۷) نفس کشی (۸) تیاگ (۹) اودا ہنسا اور (۱۰) برہمچریہ -

ان سب کے ساتھ لفظ اُتم جسکے معنے اعلےٰ یا برتر یا احسن کے ہین بطور صفت کے لگا ہوا ہے - سادہو اندرونی و بیرونی دونون قسم کے تپ کرتا ہے اور انکی سختی کو روز بروز بڑہاتا رہتا ہے - اسکا من روح کی خاصیت اور دنیا اور دنیا کے انقلاب اور اسکی دل کو لبھانے والی ترغیبون اور عارضی نمائش پر بچار کرنے مین برابر لگا رہتا ہے -

یہہ سب سخت پہاڑ کی چڑہائی کا سا کام ہے لیکن جیسا مین نے پہلے کہا ہے آپ کسی کام مین بہی کامیابی نہین پا سکتے جب تک کہ ذرائعہ حصول اس کام کے کرا دینے کے لئے کافی نہ ہون - دراصل صحیح عمل اپنی آتما کے محسوس کرنے ہی کا نام ہے یعنے اپنی روح کے ذاتی جلال واسکی بزرگی کے انوبہو کرنے کا جو ایک بہت آسان بات معلوم پڑتی ہے - لیکن ذرہ بیٹھ کر تو دیکھو کہ کیا تم واقعی ایک سیکنڈ بہر کے لئے بہی ایسا کر سکتے ہو - جون ہی کہ تم اپنی آتما کی طرف مخاطب ہو کر بیٹھنے کا ارادہ کرو گر دون ہی تمہاری تمام اشتہائین - مرغوبات - خواہشات - میلان طبع جسمانی ضروریات وغیرہ ایک دم بغاوت مین تمہارے خلاف اوٹھہ کہڑی ہونگی - ان باغیون مین سے ہر ایک ایک زبردست قوت ہے - انکے غارت کئے بغیر وہ تمکو امن سے

کہانا اور وہ بہی اگر کوئی آدر کے ساتہہ بغیر نیوتہ دیئے ہوئے اور کہانے کیوقت بلائے - اور کپڑون مین صرف لنگوٹی کا رکہنا -

گیارہوین پرتما کی تکمیل ہونے پر موکش کا متلاشی سنیاس کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے اور گہربار رہت پتسوی ساد ہو ہو جاتا ہے - یہہ درجے قریب قریب بڑہاپے کے شروع تک طے ہوتے ہین جو درمیان ۴۵ اور ۵۵ سال کی عمرین (آج کل کے زمانہ کے لحاظ سے) سمجہنا چاہیئے - ابتک تو طالب موکش اپنی زندگی کا عمدہ سے عمدہ فائدہ دنیا کو خدمت ہدائیت خیرات وغیرہ کی شکل مین دیتا رہا ہے مگر اب وہ اپنی عاقبت سدہارنے کے لئے اس سے کنارہ کشی کرتا ہے - سادہو کے طور پر اس کا اب بجز اپنے بڑے دشمنون یعنے خواہش اور جذبات کے غارت کرنے کے اور کسی چیز سے سروکار نہین ہے - جو برت کہ اب وہ پالتا ہے وہ وہی ہین کہ جنکو وہ گہرستی کی حالت مین ہی پالتا تہا مگر وہ اب پوری سختی کے ساتہہ پائے جاتے ہین - انکے علاوہ وہ -

(۱) چلنے پہرنے -

(۲) گفتگو کرنے -

(۳) کہانے پینے -

(۴) اُٹہانے دہرنے - اور

(۵) بول و براز کے پہینکنے -

مین بڑی احتیاط کے ساتہہ کام کرتا ہے تاکہ کسی جاندار کو ایذا نہ پہونچے - وہ اپنے من بچن اور جسم کو قابو مین لاتا ہے اور دس قسم کے عمدہ دہرم کے اصولون پر عمل کرتا ہے جو حسب ذیل ہین -

(۲) دنیاوی اشیاء سے دلبستگی نہ رکھنا۔
(۳) دن مین تین مرتبہ یعنی صبح دوپہر اور شام کو دہیان مین بیٹہنا۔
(۴) ہر مہینہ مین کم از کم چار مخصوص دن برت رکہنا۔
(۵) سبز ترکاری وغیرہ کا ترک کرنا۔
(۶) غروب آفتاب کے بعد اور طلوع آفتاب کے قبل کچہہ نہ کہانا۔
(۷) برہمچریہ یعنی اپنی بیوی سے بہی علیحدگی اختیار کرنا۔
(۸) سب قسم کے روزگار و دنیاوی بیوپار سے کنارہ کشی کرنا۔
(۹) ترک دولت وغیرہ یعنی اپنا سب دنیاوی اثاثہ بیوی بچون وغیرہ کو دے ڈالنا۔
(۱۰) دنیاوی معاملات مین مشورہ دینا بہی بند کر دینا۔ اور
(۱۱) کہانے کی نسبت اپنے اوپر اور بہی قید لگانا یعنی کہانا صرف ایک مرتبہ

یقین نہایت خوشی کے ساتہہ یہان پر پارسیون کی مقدس کتب کا مفصلہ ذیل کلام جو اُس اصول سے مطابقت رکہتا ہے لکہتا ہون یہہ بہی کہا ہے کہ جب اندہیرا ہو تو کہانا روا نہین ہے کیونکہ اُس شخص کے جو ایسا کرتا ہے ایک تہائی فہم و جلال کو شیاطین اور خبیث چہین لیتے ہین" (ایس۔ بی ای جلد ۵ صفحہ ۳۱۰)

مہابہارت مین بہی لکہا ہے کہ "چڑہاوا چڑہانا۔ غسل کرنا۔ شرادھ کرنا۔ پوجا کرنا دان کرنا اور بالخصوص کہانا رات کو نہین کہانا چاہیے"

یہہ امر بہی جاننے قابل ہے جیسا پروفیسر ردکشن بیرٹری پیر نے بتایا ہے کہ پانی کو چہان کر پینے کی ہدایت جین دہرم اور رجہارت دونون مین کی گئی ہے۔

جس کی پاؤن نے زینہ کی پہلی سیڑھی کو نہین چھوا ہے وہ چھت پر کیسے پہونچے گا؟ وہ پر ماتما کہ جنکی صحبت مین ہم بیٹھنا چاہتے ہین سب جیون کا بھلا چاہتے ہین - وہ نہ کسی جاندار کو کہاتے ہین اور نہ مارتے ہین - پھر وہ شخص جو ذرہ سی دیر کے زبان کے ذائقہ کے لئے جانداروں کو مارتا اور تکلیف دیتا ہے پرماتما کیسے بن سکتا ہے -؟ اسلئے ہمیشہ کی زندگی اور آنند کے متلاشی کو ان بری عادات کو صحیح اعتقاد کے حاصل ہوتے وقت ہی چھوڑ دینا چاہیئے - ایسی ہی وجوہات سے اسکو جوا کھیلنا زناکاری - چوری کرنا اور جھوٹ بولنا ہی چھوڑ دینا چاہیئے - ان نہایت بری عادات کے ترک ہونے پر حقیقت کے واقف کار کو آہستہ آہستہ اپنے تئین سنیاس کی سختی کی زندگی کے لئے طیار کرنا چاہیئے - موکش کا طالب مثل دیگر آدمیون کے دنیا مین رہتا ہے اور اپنے لائق عورت سے شادی کرکے زندگی بسر کرتا ہے اس امر کی کوشش کرتے ہوئے کہ اسکی دلی پاکیزگی - نیکی اور دیراگیہ مین برابر ترقی ہوتی رہے - گرہست کی روحانی ترقی کے گیارہ درجہ ہین جنکو گیارہ پرتما کہتے ہین جن مین سے گذر کر وہ سنیاس تک پہونچتا ہے وہ حسب ذیل ہین

(۱) مانس کہانا وغیرہ وغیرہ بری عادات کا جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے چھوڑ دینا -

(۲) ذیل کی پانچ قسم کے برتون کا پالنا -

(الف) اہنسا یعنی کسی کو ایذا نہ پہونچانا

(ب) جھوٹ نہ بولنا -

(ج) چوری نہ کرنا -

(د) زنا نہ کرنا -

سنگدلی کی عادات کو چھوڑے بغیر راہ نجات پر چلنے کی کوشش کرنا بیسود ہے

بلکہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ یہودیون کے قدیم مت مین زندہ جانورون کے گوشت کو کھانا منع تھا (ای - آر - ای - جلد ۴ - صفحہ ۲۴۵) پارسیون کے یہان بھی ایسا کہا ہے (دیکھو The Teaching of Zoroaster صفحہ ۴۳) کہ

"سب اقسام کے گناہون سے جو مین نے آسمان کے تعلق مین فرشتہ بہمن کے خلاف اور دنیا کے تعلق مین مویشی اور مختلف قسمون کے مویشیون کے خلاف کئے ہین اگر مین نے اسکو مارا ہے۔ ستایا ہے۔ بیقصور مارا ہے۔ اگر مین نے اسکو وقت پر کھانا اور پانی نہین دیا ہے۔ اگر مین نے اسکو آختہ کیا ہو۔ اگر مین نے اسکو قزاق یا بھیڑیے یا راہزن سے نہین بچایا ہے۔ اگر مین نے اسکی گرمی و سردی مین حفاظت نہین کی ہو اگر مین نے کار آمد مویشیون کو مارا ہے یا کام کرنے والے مویشیون کو یا جنگی گھوڑون کو یا بکرون کو یا مرغون کو یا مرغیون کو۔ پس اگر ان نیک جانورون اور انکے محافظ بہمن دونون کو مجھسے ایذا پہونچی ہے اور وہ مجھسے مطمئن نہین ہین تو مین توبہ کرتا ہون"

شایست لاشایست (باب ۱۰ - آیت ۷ و ۸) مین ایسا لکھا ہے کہ

"قاعدہ یہہ ہے کہ جانورون کے مارنے سے حذر کرنا خواہ وہ کسی قسم کے ہون مذہبی تعظیم کی حد تک پہونچنا چاہیئے۔ کیونکہ ستدگر ناشک مین ایسا آیا ہے کہ جن آدمیون نے ناروا طور پر جانورون کو قتل کیا ہے انکی سزا ایسی سخت ہے کہ ان جانورون کا ہر ایک بال خنجر ہوکر مارنے والے کو قتل کرتا ہے جانورون مین سے بتے بکرے۔ ہل مین چلنے والے بیل۔ جنگی گھوڑے۔ خرگوش..... مرغ..... کے مارنے سے سب سے زیادہ حذر کرنا چاہیئے"

(ایس - بی - ای - جلد ۵ صفحہ ۳۱۹)

مہاتماؤن کے پوجیہ قدمون پر چلنا چاہیئے جو خود پر ماتما ہو گئے این -

ذیل کی تبدیلیان جب من مین واقع ہوتی ہین تب صحیح اعتقاد حاصل ہوتا ہے -

(۱) کرم کی قوتون کا عام طور سے کمزور یا ڈھیلا پڑنا -

(۲) بدھی (عقل) کی تیزی -

(۳) من کا سائنس کی طرف رجحان جسکی وجہ سے سچ کی تعلیم قبول ہوسکے اور من مین رہ سکے -

(۴) زبردست جذبات کا ہلکا پڑنا یا مند ہو جانا - اور

(۵) روح کی ماہیت پر بار بار بچار کا ہونا -

مین نے ان اسباب کا تذکرہ یہانپر محض اس لیئے کیا ہے تاکہ آپ کے دل پر اس امر کو نقش کر دون کہ سائنس کی طرف میلان خاطر کا ہونا کتنی بیش بہا شئے ہے - یہہ میلان خاطر قدرتی منطق سے ہوتا ہے اور بالخصوص اشیار کے اصلی اسباب کی تفتیش سے - صحیح اعتقاد حاصل ہوتے ہی سچے اعتقاد والیکا علم صحیح علم مین مبتدل ہو جاتا ہے کیونکہ صحیح اعتقاد کا مفہوم ہی تتّون مین درڑھ شردھا کا ہونا یعنی انکی صحت کا پکا پکا یقین ہونا ہے -

صحیح اعتقاد کے حاصل ہوتے ہی صحیح عمل کی ابتدا رسب سے بری عادات و خواہشات کے ترک کرنے سے ہوتی ہے بے مطلب کی بے رحمی - جانداروں کے گوشت کا کہانا منشی اشیار کا استعمال - اور شکار کا کھیلنا سب سے پہلے ترک کرنا چاہیئں - ان نہایت بری و

مطلب یہ ہے کہ صحیح گیان سے مراد تتّو گیان سے ہے اور چونکہ تتّون کو بچار نے پر انکے متعلق شبہون و شکوک کے رفع ہونے پر ہی ان مین اعتقاد پیدا ہو سکتا ہے اسلیئے تتّون کا ٹھیک گیان تتّون کے اعتقاد مین شامل ہے -

جیساکہ پہلے کہا جا چکا ہے اس تنگ کرنے راستہ کا مفہوم خواہشات کا مارنا ہے تاکہ ایساکرنے سے وہ خارج ہونے والی زبردست قوتین جو خواہشات کی وجہ سے پیدا ہوتی رہتی ہین غارت ہو جاوین اور روح اپنی اصلی حالت مین خالص نور ہی نور رہجاوے جو ہمہ دان کبھی نہ کم ہونیوالی خوشی کا ہوگنے والا اور ہر طریق پر ذات اعلیٰ پرماتما ہے ۔

جو شخص اوس تفاوت پر جو گناہ کے بوجھ سے لدی ہوئی روح اور پرماتما ہن کے اس اعلیٰ ترین مقصد کے درمیان جسکو وہ حاصل کرنا چاہتی ہے پایا جاتا غور کرے گا تو وہ جلد مجھسے اس امر پر متفق ہو جاوے گا کہ بجز سخت سے سخت قسم کی تپسیا کے اور کوئی چیز خواہشات کے تودون کو کاٹنے مین کامیاب نہین ہوسکتی ہے - ایک ہمہ دان ہمیشہ آنند مین پورن رہنے والا خدا بننا کوئی آسان بات نہین ہے - اس درجہ کا تیز دبیراگیہ کہ جو آخری درجون مین جسمانی وذاتی سب قسم کی ضروریات کو حتےٰ کہ لنگوٹی تک کو بھی ترک کرا دے ہمارے لئے لازمی ہے اگر ہمکو روحانی پورنتا حاصل کرنی ہو - لیکن ابتدا ایسی کٹری نہین ہے - کیونکہ بتدریج ترقی کرنے والی سیڑہیون کا ایک عملی زینہ موجود ہے جس پر چڑھنے سے آہستہ آہستہ برابر ترقی ہوتی رہتی ہے اور جو رفتہ رفتہ اور آسانی سے چوٹی تک پہونچا دیتا ہے ۔

سب سے پہلے صحیح اعتقاد کو حاصل کرنا ہوتا ہے جس کا مطلب تتّون کے اصل اعتقاد سے اور ادن پاک مہاتماؤن کی تعظیم سے ہے جو تتّون کے گیان سے پرماتما ہو گئے ہین - جیسے ایک قانون مین فضیلت کا درجہ پانیکا خواستگار شخص کسی بڑے قانون دان کو اپنا آدرش بناکر اپنے افعال مین اسکی تقلید کرتا ہے اسی طرح سے اوس شخص کو بھی جو زندگی کی تکمیل کی چوٹی پر پہونچنا چاہتا ہے ان

کرنے والے کپتان کے مانند صحیح اعتقاد کا فرض کشتی حیات کو طوفان کے خطروں وغیرہ سے بچا کر امن و آزادی کے بندرگاہ میں رہبری کر کے پہنچا دینا ہے۔ جس کا دل صحیح اعتقاد سے پاک نہیں ہوا ہے وہ ایک بغیر پتوار کے جہاز کی مانند ہے جو رہبری نہ ہونے کی وجہ سے جلد چٹانوں سے ٹکرا کر ڈوب جاتا ہے۔ صحیح اعتقاد کی ضرورت اس امر سے صاف عیاں ہے کہ لوگ اپنے عقائد کے مطابق ہی عمل کرتے ہیں کبھی انکے خلاف نہیں

صحیح علم پرماتما پن کے حصول کا صحیح صحیح گیان ہے۔ وہ مثل اس نقشہ کے ہے جو راستہ کو اور اوس میں سامنے آنے والی دقتوں کو صاف طور سے دکھانے اور انسے بچنے کے ذریعہ بتانے کے لئے بنایا جاتا ہے۔ جیسے وہ ناخدا جسنے ایسا نقشہ اپنے لئے مہیا نہیں کر لیا ہے کبھی اپنے جہاز کو سمندر کے پار نہیں لیجا سکتا ہے اسی طرح یہ وہ روح جسکے پاس صحیح علم کا جہاز رانی کا نقشہ نہیں ہے کبھی نِروان تک نہیں پہونچ سکتی ہے۔ صحیح عمل تیسرا ضروری جزو کامیابی کا ہے کیونکہ بغیر ٹھیک وقت میں ٹھیک فعل کے کئے ہوئے کوئی شخص اپنے مقاصد دلی کو حاصل نہیں کر سکتا ہے۔

اگر صحیح اعتقاد ٹھیک طور سے رہبری کئے ہوئے جہاز کا پتوار (رخ) ہے اور صحیح علم آواگون کے سمندر میں جہاز رانی کا نقشہ ہے تو صحیح عمل وہ واقعی قوت ہے جو کشتی ہستی کو راحت و امن کے بندرگاہ کیطرف کھینچ لیجاتی ہے۔

علیحدہ علیحدہ غور کرنے سے صحیح اعتقاد زندگی کے اعلیٰ مقصد یعنی پرماتما پن کا اظہار کرتا ہے۔ صحیح علم ضروری افعال کا نقشہ ہے جبکہ صحیح عمل بغیر صحیح اعتقاد و صحیح علم کے قیاس میں بھی نہیں آسکتا ہے۔

نروان حاصل کرنیکی امید بے سود ہے - اسطرح پر کرمون کے بندھ نہین ٹوٹ سکتے ہین - ابہی سے اپنے تئین سرگرمی کے ساتھہ اپنے دشمن کے غارت کرنیکے لئے طیار کرنا شروع کرو ورنہ کتّے بلّی یا کیڑے مکوڑے کے طور پر آئندہ جنم پانے یا نرک کے سخت سے سخت دکھہ بہگتنے کے لیئے جو دنیادی لذّات اور جذبات مین مصروف ہونے کا ثمرہ ہین طیار ہو جاؤ -

پس جبکہ کوئی چوڑی شاہی سڑک فضیلت کی چوٹی پر پہنچنے کے لئے نہین ہے ایک تنگ سائنس کا راستہ اس آنسون کی گہاٹی (دنیا = آواگون) سے باہر نکل جانے کا ہے - یہہ سب آدمیون کے لئے ایک ہی ہے جس سے کنارا کشی کرنے والے نیچے کہڈون مین گر کر جہالت اور جذبات کی سخت چٹانون پر پڑتے اور غارت ہوتے ہین - یہان کسی کی دلی یا ذاتی رغبت کا بہی سوال نہین ہے سائنس کے راستہ پر چلنے والے کو ذرایعہ کے چننے کا موقع نہین ہوتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے - ہم رنگروٹ کو یہہ اختیار نہین دیتے ہین کہ وہ اپنے لئے تجویز کرے کہ آیا وہ فوجی قواعد سیکہیگا یا نہین - اگر وہ فوج مین آنا چاہتا ہے تو قواعد اسپر لازمی ہوتی ہے -

کرڑے سائنس کا یہہ تنگ راستہ صحیح اعتقاد - صحیح علم - اور صحیح عمل کا میلان ہے - ان مین سے صحیح اعتقاد اپنی نگاہ کو برابر پورنتا اور آنند کے مقصد کی طرف لگائے رہتا ہے اور ایک لمحہ بہر کے لئے بہی اس کو سامنے سے نہین ہٹنے دیتا ہے - اس کا کام افعال کو راستی کی سمت مین رکہنے کا ہے تاکہ وہ ہمکو غارت نہ کر سکین - ناؤ کی رہبری

چونکہ سائنس مین معجزہ مانا نہین جاسکتا ہے ۔ بغیر
معجزہ ماننے سے کام نہین چلتا ہے اسلئے یہہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ سب ہون کے
موجودہ جنم مثل معجزہ کے ہوئے ہین بلکہ ماننا پڑتا ہے کہ کوئی ایسا قانون ان سے جو
متعلق ہے جو ہماری قسمتون کو بنانے والا ہے ۔ اب ان گوناگون وانواع اقسام کی
حالتون کو خیال مین لاؤ جو ہستی کے مختلف طبقات مین مختلف گتیون مین پائی جاتی
ہین اور دیکھو کہ قدرت اس دکھہ اور مصیبت کی جو ہر جگہ پائے جاتے ہین کیا علت
غائی بتاتی ہے ۔ اصلیت یہ ہے کہ وہ سب مصائب جو کوئی جاندار بھگتا ہے وہ سب
اچھے اور برے حالات جنکا وہ احساس کرتا ہے اور وہ سب باتین ہی جنکا
اسکو تجربہ ہوتا ہے اسی کے پچھلے جنم کے کرمون (اعمال) کا پھل ہین ۔ مگر اس امر پر
اب زیادہ بحث کی ضرورت نہین ہے کیونکہ اس کا تذکرہ کافی طور سے ہوگیا ہے ۔

اب صرف اتنا باقی رہا ہے کہ ہم ان ذرایعہ اور اسباب کا تذکرہ کرین جنسے
جہالت اور بدی کی قوتون کو جو ہماری حارج ہین غارت کیا جاوے ۔ یہہ ایک
آسان سوال ہے اور چند الفاظ مین اس کا جواب دیا جاسکتا ہے ۔ ہماری قیتین
ہماری خواہشات سے پیدا ہوتی ہین ۔ لہذا ہمکو اپنی خواہشات کو غارت کرنا چاہیئے
چاہیے ۔ جو حالات آپ کے ہون اپنی رغبتون اور اشتہاؤن کو چھوڑ دو ۔ جب کبھی
تمکو موقع ملے جہان کہین ہی تم ہو دل کی تمناؤن سے موہنہ کو موڑ دو ۔ اس جان کے
دشمن یعنی خواہش سے اس کی گردن دبانے کے لئے بھڑ جاؤ اور اپنی گرفت کو برابر
سخت کرتے جاؤ کبھی ہلکی نہ ہونے دو اسمین تساہل کرنے سے فائدہ نہین ہے
کیونکہ ممکن ہے کہ بعد مین تمکو ایسا کرنے کے لئے موقع ہی نہ ملے ۔ خواہ وہ ریاضت
ہو یا روزہ یا کوئی اور ذریعہ طبیعت کے مارنے کا تمکو ان سب کو دشمن کے
مغلوب کرنے کے لئے اپنی طرف بھرتی کرنا چاہیئے ۔ آرام دہ کرسی مین لیٹ کر

لاوٹ آزاد ہے وہ خود واقعی خدا ہے اور قدرت مین کوئی ایسی قوت نہین ہے جو ایک واقعی خدا کو قید اور آواگون کے چکر مین پہر کہینچ کر لا ڈالے - اس ہی معنی مین شدھ روح (پرماتما) کو سروشکتی مان کہا جاتا ہے کیونکہ یزدان کے مبارک مقام کے باہر کرم سب جگہ حاوی ہے حتیٰ کہ بڑے سے بڑے اندر (دیولوک کے راجہ) دیو (بہشت کے باشندہ) اسُر (خبیث یا خباثت) اور انسان سب اوسکے مقابلہ مین پست ہین - قدرت مین کوئی طاقت ایسی نہین ہے کہ نرُوان پہیتر مین مقیم پرماتماؤن سے مخالفت کرسکے - اونکی خوشی تینون لوکون مین سب سے زیادہ ہے - انکی پورنتا قطعی بے مثال ہے - اور ان بزرگ آتماؤن کے بل کو کہ جو ایک نگاہ ہی مین اس سب احوال کو جو اسوقت گذر رہا یا ہو رہا ہے جو گذشتہ مین ہوا ہے اور جو آئندہ ہونیوالا ہے بلاکسی قسم کی مقام و وقت کی قیدون کے جانتے ہین کون بیان کرسکتا ہے - پہر کیسے ہم اس اعلیٰ ترین مرتبہ والے بدی اور جہالت کی قوتون کے فاتح کے جلال کا اندازہ کرسکتے ہین کہ جسکے پرم آنند مین کوئی چیز مخل نہین ہوسکتی ہے نہ جس کے اچل دہیان کو کوئی ایک سیکنڈ کے دس لاکہوین حصہ کے برابر بہی ہلا سکتا ہے - شدھ آتما کو نیند غشی اور کاہلی نہین آتی ہے - موت بیماری اور بڑہاپا اوسکے قریب نہین پہٹک سکتے ہین اور کال اس کی خدمت مین صرف اس ہی غرض سے حاضر رہتا ہے کہ اسکے پوجنیک چرنون مین ابدی زندگی اور ہمیشہ کی نوجوانی کے پہول سدا چڑہایا کرے - اگر سروشکتی مان ہونے کا یہی مطلب ہے تو صرف ایسا شدھ آتما ہی سروشکتی مان ہوتا ہے اور کوئی نہین -

آواگون کے مسئلہ پر مزید غور کرتے ہوئے مین یہ کہونگا کہ اسکا قیام ارواح کے دوام و لافانی ہونے پر مبنی ہے - پس دوامی اور اس لئے غیر خلق شدہ ہونے کے باعث ارواح ضرور ہی گذشتہ زمانہ مین بہی موجود رہی ہونگی - علاوہ ازین

یا حرکیت) کہلاتی ہین۔

روح اور مادہ کے اختلاط سے بننے والا مرکب کارمان شریر یعنی کرمون کا جسم کہلاتا ہے۔یہہ لطیف اندرونی جسم روح کی مصیبتون کا باعث ہے جو ایک اور لطیف جسم کے ساتھہ جسکو تیجس شریر کہتے ہین صرف روح کے نجات پانیکے وقت غارت ہوتا ہے۔یہہ دوسرا لطیف جسم ایک قسم کے برقی یا مقناطیسی مادہ کا بنا ہوا ہوتا ہے اور وہ بے حد لطیف کارمان شریر اور بیرونی کثیف جسم (ستھول شریر) مین سلسلہ قائم رکھنے والا درمیانی ہوتا ہے۔کارمان شریر کی شکل وساخت مین برابر آواگون کے چکر مین تبدیلیان ہوتی رہتی ہین اور روح کے ہمیشہ سے چکر مین پڑے ہوے مسافر کی پُر از انقلاب سوانح عمری کی طرح طرح کی حالتین سب اسی کارمان شریر کے اندرونی اسباب اور قوتون سے پیدا ہوتی ہین۔ایک مقام پر موت کے واقع ہوتے ہی روح تیجس شریر کی زبردست مقناطیسی قوتون کے باعث ایک نئے ”رحم“ مین کہنچ جاتی ہے اور فوراً ہی وہان پہ اسکے کارمان شریر کی موجودہ قوتین اسکے لئے دوسرا کثیف جسم بنانے مین مصروف ہوجاتی ہین۔اس طور پر جسم عمر کی درازی اعضائے جسمانی کی ساخت ودنیادی مرتبہ جو فی الواقع خاندان پیدائش پر مبنی ہوتا ہے روح کی گذشتہ زندگی کے افعال سے سیدھے طور سے پیدا ہونے والے نتائج ہین۔اور ہمارا اپنی کوتاہیون۔نقایص اور بدصورتی کے لئے ایک ایسی ذات کو جسکو ہم نیکی۔بزرگی اور کمال کے اعلیٰ ترین اظہار کے طور پر پرستش کرنے کے لئے طیار ہین ملزم گردانا باؤلے پن کا فعل ہے۔

پس کارمان شریر نئے جنمون کا بیج ہے۔جسکے نہ ہونے سے روح کے لئے جسم مین مجسم ہونا ناممکن ہے۔کیونکہ جو روح کہ مادہ کے کمزور کرنے والے

تبدیلی پیدا کرتے ہین - اس تبدیلی کا نام state of consciousness (ادراک کی حالت) ہے - اسکو روح محسوس کرتی ہے اور وہ ہی جدید حالت ادراک ذائقہ کا احساس ہے - لیکن یہہ ذائقہ کے ذرے دونون حالتون مین موجود ہوتے ہین خواہ روح انکی طرف متوجہ ہو یا نہین - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ روح سے اوسوقت تک مخلوط نہین ہوتے جب تک کہ دروازہ کہلا ہوا نہ ہو اور توجہ انکو اپنی مالک کے پاس نہ پہونچا وے - لیکن توجہ سے مراد ہمیشہ دلچسپی سے ہے خواہ وہ محض واقفیت حاصل کرنے کی غرض کا اظہار کرے یا ہم بغل ہونے کی نہایت پر جوش خواہش کا - پس ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ روح اور مادّہ کا اختلاط صرف اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب روح پر کسی قسم کی خواہش کا غلبہ ہو یعنی جب وہ بیرونی اشیاء سے ہمبغل ہونے کی رغبت رکہتی ہو اس سے روح اور مادّہ کے اختلاط کا دوسرا قانون یا قاعدہ حاصل ہوتا ہے جو اس طور پر کہا جا سکتا ہے کہ روح اور مادہ کا اختلاط اسوقت تک نہین ہو سکتا ہے جبتک کہ روح خواہش کی وجہ سے پہلے کمزور نہ ہو گئی ہو - ناپاکی کی حالت مین روح کا امتیاز بہت کم ہو جاتا ہے اور ارادہ قریب قریب معدوم - سب سے بری حالتون مین وہ بیرونی "مسافرون" (اشیاء) کی خاصیت ہی نہین سمجہہ سکتی ہے جو روسی غول ڈریکولا کی مانند پہلی مرتبہ تو مدعوکئے جانے کے محتاج ہین لیکن بعد مین وہ اپنی میزبان مین اتنی طاقت ہی نہین چھوڑتے کہ وہ پہر انکو روک سکے -

اب ہم اس امر کو سمجہہ سکتے ہین کہ جین سدہانت مین ان روح اور مادّہ کے ملنے سے پیدا ہونے والی خارج قوتون کو کرم پرکرتی کے نام سے کیون نامزد کیا ہے - چونکہ انکی ابتدا روح کی خواہش پر مبنی ہے جو روح کا فعل ہے اسلئے وہ کرم (= فعل) کا اظہار کرتی ہین اور بوجہ زبردست قوت ہونے کے پرکرتی (= قوت

کرنے والے یہہ بیرونی وزدو شکبھی آرام کرتے ہین نہ بند ہوتے ہین اور وہ کبھی چہٹی بہی لیتے ہین - آنکہہ بلاشک کچہہ آرام پالیتی ہے اگر وہ بند کر لیجاوے اور زبان کی بہی ایک بڑی حد تک اسی طور سے حفاظت کیجا سکتی ہے لیکن کہال ناک و کان کی حالت تو بالکل ہی قابل رحم ہے یہہ مثل ہمیشہ کہلے دروازہ کے ہین اور جو کوئی آوے اسکو اندر جانے دینے پر مجبور ہین -

یہہ مختصراً بیان آسرو کا ہے جو ہمارا تیسرا اتّو ہے - بندھ کا قاعدہ آسرو کے اثر کے دیکہنے سے اخذ کیا جا سکتا ہے - اب ہم دیکہتے ہین کہ احساس ہمیشہ بیرونی تحریک پر جو ہم ابہی دیکہہ چکے ہین برابر جاری رہتی ہے نہین ہوتا ہے اگر من اسوقت کہین اور لگا ہوا ہو تو واقعی زبان پر رکہے ہوئے لقمہ کا ذائقہ نہین معلوم ہوتا ہے - اسوقت کان راگ کے لئے بہرہ ہوتا ہے - ناک بو کے لئے بیجان ہوتی ہے اور قوت لامسہ چہونے کے احساس کے لئے - احساس کا ایسا قاعدہ معلوم ہوتا ہے کہ من کا اثر سوائے اُس اندری کے کہ جس کی طرف وہ ایک وقت مین لگا ہوتا ہے اور سب اندریون کے بیوپار پر رکاوٹ کے طور پر پڑتا ہے - برعکس اس کے مند اور کمزور احساس من کی توجّہ سے تیز اور صاف ہو جاتے ہین - زبان پر رکہے ہوئے لقمہ کے اس وقت جبکہ من کسی اور طرف لگا ہوا ہے ذائقہ نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کسی نئی تبدیلی ادراک (state of consciousness) کا باعث نہین ہوا ہے - ذائقہ کا طبعی فلسفہ ایسا بتلاتا ہے کہ جس حالت مین کہ کہانے کا بیشتر حصّہ حلق و نرخرہ مین سے ہو کر معدہ مین پہنچ جاتا ہے اسکے ذائقہ کے کچہہ لطیف ذرّے دہن کی ذائقہ والی رگون اور گہتّون مین ہو کر روح تک پہنچتے ہین اور اوس سے مخلوط ہو کر اس کی حالت مین ایک قسم کی کیمیائی

(آسرو) اور جس کے ملنے سے خارج قوتین بنتی ہین (بندھ) قید محدودیت
ہین ہے - آسرو کا رُکنا (سموَر) اور موجودہ خارج قوتون کا توڑنا (نرجرا)
باعث نجات (موکش) ہین جسکے حاصل ہونے پر روح پورن پرماتما بن جاتی ہے
سب قسم کے اخلاق اور فرائض اور نیکی اور بدی کا ثمرہ واقعی ہین تیسرے
اور چوتھے تتون مین شامل ہین - لیکن اگر انکو علیحدہ گنا جاوے تو سات تتون
کے ساتھہ ملنے سے نو (۹ = ۲ + ۷) پدارتھہ (مضامین) کہلاتے ہین
جنکو ارکان سائنس خوشی ہی کہہ سکتے ہین -

لفظ نجات کا مذہبی مفہوم پورے طور سے سمجھنے کے لیئے یہ ضروری ہے
کہ آپ تیسرے اور چوتھے تتون یعنے آسرو اور بندھ کو اچھی طرح جان لین -
آسرو کا مطلب روح اور مادّہ کا ایکجا ہونا ہے اور اسکا قاعدہ اسطور پر ہے
کہ مجسم آتما کے تمام افعال کے ساتھہ خواہ وہ جسمانی ہون یا من یا قوت گویائی سے
تعلق رکھتے ہون ایک قسم کا لطیف مادّہ آتما کی طرف بہا کرتا ہے - لطیف
پرمانوؤن کی ہمیشہ جاری رہنے والی لہرین یا ندیان برابر اندریون سے ٹکرایا
کرتی ہین جنکو کہ اندریان اندر روح تک پہنچانے مین برابر مصروف رہتی ہین -
خواہ مین کسی چیز کو دیکھون یا سنون یا سونگھون یا کہاؤن یا چھوُون ہر حالت مین
مین صرف احساسی مادّہ کی ایک مقدار اپنی طرف کہینچتا ہون - اور جبکہ مین باہر کے بیوپار کو
چھوڑکر من کے اندر ہی اپنے کو بند کرلیتا ہون تب بہی احساس برابر ہوتے رہتے ہین
جنکا مطلب یہ ہے کہ روح کا تعلق بھیجے کے احساسی مقامات سے برابر جاری رہتا ہے
اگر مین بولتا ہون تو مجھے اپنی آواز کے سننے کا احساس ہوتا ہے اور ان اعضا کی
حرکات کا علم ہوتا ہے کہ جو الفاظ کے بننے مین استعمال مین آتے ہین - یہان بہی
احساس کی سائگری (مصالحہ) کی آمد برابر جاری رہتی ہے - اندریون مین مداخلت

حاصل کرنے کا سائنس ہے جو خلاف عقل عقائد اور مسئلون سے ذرہ بہی تعلق نہین رکہتا ہے - وہ علت اور معلول کے اصول پر مبنی ہے اور زندگی کے ساتہہ لگی ہوئی مصیبت اور پریشانی کا پورا پورا سبب بتاتا ہے اور ساتہہ ہی ساتہہ ہر قسم کے انسانی دکہہ درد کے دفعیہ کا ذریعہ بہی ہے - وسعت تحقیقات سات تتون (مضامین یا اصول علم) پر منقسم ہے جنکا صاف طور سے سمجہنا نہایت ضروری ہے - یہہ تتو سائنس کے اصول پر تفتیش کرنے سے حاصل ہوتے ہین اور بہ آسانی سمجہہ مین آسکتے ہین - چونکہ روح کا جہالت اور بدی کی قوتون سے چہڑانا مد نظر ہے اس لئے سب سے پہلی بات جو جاننے قابل ہے وہ یہہ ہے کہ جس کے چہڑانے کی فکر کیجاتی ہے وہ کیا چیز ہے - آیا وہ ایسی ہے کہ رہائی پا سکے یا نہین - اس لئے سب سے پہلا مضمون یا مسئلہ روح کی ماہیت ہے - پس روح (جیو) ہمارا پہلا تتو ہوا - دوسری بات جو جاننے قابل ہے وہ یہہ ہے کہ وہ قوتین جو روح کے مخالف ہین کس مادہ سے بنی یا وابستہ ہین - یہہ مادہ (اجیو = غیر روح جوہر) ہمارا دوسرا تتو ٹہیرا - یہہ اجیو جیو تک کیسے پہونچتا ہے - پہر کس طرح پر اس سے خارج قوتین بنتی ہین - اسکی آئندہ آمد کو کیسے روکا جاوے اور موجودہ خارج قوتون کو کیسے توڑا جاوے - یہہ مزید سوالات تحقیقات مین پیدا ہوتے ہین پس تیسرا تتو آسرو (مادہ کی آمد) چوتہا بندہ (خارج قوتون کا بننا) پانچوان سمور (مادہ کی آمد کا رکنا) اور چہٹا نرجرا (موجودہ خارج قوتون کا غارت کرنا) ہین - آخری تتو موکش (نجات) کہلاتا ہے - ایک مختصر طریقہ پر تحقیقات کا نتیجہ ذیل کے جملہ مین ادا کیا جا سکتا ہے جس مین چہوٹے ہندسون کے ذریعہ تتون کو دکہایا گیا ہے -

روح (جیو) مادہ (اجیو) کے میل سے جو اس مین آکر ملتا ہے

اور ان چیزون کے اختیار کرنے مین حارج ہوتے ہین جنکو ہم مفید اور اچھا جانتے ہین اور نیز چند چھوٹے چھوٹے نقائص جیسے ہنسی - دلبستگی وغیرہ اور بعض جسمانی عادات و خاصیت بہی جو اپنے کو قابو مین لانے مین مخل ہوتے ہین یہہ سب موہنی کرم کہلاتے ہین - اسکی دو قسمین ہین درشن موہنی جنکے ہوتے ہوئے صحیح اعتقاد حاصل نہین ہوسکتا ہے اور چار تر موہنی جو صحیح اعتقاد کو تو حاصل ہو جانے دیتے ہین مگر اس پر عمل نہین ہونے دیتے ہین - اِنکے علاوہ ایک قسم کی اور بہی قوت ہے جو نیک اور مرغوب دل کام کو نہین ہونے دیتی اور جو عام طور پر ہمارے ارادونکے پورا ہونے مین حارج ہوتی ہے - اِس کا نام انترائے ہے - یہہ قوتین ہین جو ہماری روح کی قدرتی پر ماتماپن کی صفات مثلاً ہمہ دانی وغیرہ کے حاصل ہونے مین حارج ہوتی ہین - پس یہہ نتیجہ عیان ہے کہ حارج ہونے والی قوتون کے ناش ہونے پر روح کی اصلی قدرتی صفات اور پرماتماپن کی فضیلتین فوراً حاصل ہو جاتی ہین کیونکہ یہہ تو سب در اصل آتما ہی مین موجود ہین کہین باہر سے ہتوڑے ہی حاصل کرنی ہین - مذہب کا دعوے ہے کہ وہ وہ طریقہ ہے جو روح کو پرماتماپن کا کمال حاصل کرا دیتا ہے - اس مدعا کو وہ روح کے اصلی اوصاف اور خاصیتون کے اور اون اوصاف اور خاصیتون کے حارج ہونے والی قوتون اور اون حارج ہونے والی قوتون کے غارت کرنے والے اسباب کے علم سے حاصل کرتا ہے - مجھے اس کہنے کی ضرورت نہین ہے کہ یہہ سب تحقیقات نہایت احتیاط کے ساتھ سائنس کے طریق پر بڑی غور و فکر سے کرنی پڑتی ہے کیونکہ سائنس ہی کے اوپر پوری یقینی اور کبھی نہ بدلنے والے اثر پیدا کرنے کے لئے بھروسہ کیا جاسکتا ہے - پس مذہب کی تعریف یون کرنا مناسب ہے کہ وہ آنند کے

ہو جاتی ہے۔ لیکن اسطرح پر قدرتی اوصاف کبھی فنا نہین ہو سکتے۔
چیزون کے علیٰحدہ ہونے پر وہ پہر پورے طور سے نمایان ہو جاتے ہین (دیکھو
انڈین فلوسو فیکل ریویو صفحہ ۱۵۵) غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ ناپاک روح اپنے ذاتی علم و مشاہدہ و خوشی کے غیر محدود اوصاف کا پورا
فائدہ نہین اٹھا سکتی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان اوصاف کے روکنے
والی قوتین اسکے ساتھہ لگی ہوئی ہین۔ اسطرح پر ہمکو تین قسم کی قوتون کا
پتہ چلتا ہے یعنے۔

(۱) وہ قوت جو علم کو روکتی ہے (یہ گیاناورنی کہلاتی ہے)۔
(۲) وہ جو مشاہدہ کو روکتی ہے (درشناورنی)۔ اور
(۳) وہ قوتین جنکے باعث اصلی آنند کی بجائے دنیاوی دُکہہ سُکہہ کا تجربہ ہوا کرتا ہے (ویدنی)

انکے علاوہ غور کرنے پر ایک اور قوت کا پتہ چلتا ہے جسکے اثر پذیر ہوتے
ہوئے سچا علم آتی (Scientific Religion) مرغوب خاطر
نہین ہو سکتا ہے۔ اس کے دو اقسام ہین۔ ایک تو وہ جو سچ
کو ہمین قبول ہی نہین کرنے دیتی اور دوسری وہ جو سچ کے قبول
ہونے پر بہی ہمسکو اوسپر عمل کرنے سے روکتی ہے۔ ان مین
سے پہلی قسم کی قوتون سے مفہوم تعصب۔ ہٹ دہرمی۔ توہمات اور ان
تمام بُری سے بُری (اننتانوبندہی) قسم کے جذبون (غصہ۔ غرور۔ چھل۔ لالچ)
سے ہے جنکی تندی و تیزی کی وجہ سے عقل سلیم کو جو ایک ہی ذریعہ حق کی
تحقیقات کا ہے سچائی کے دریافت کرنے کا موقع نہین ملتا ہے۔ اور دوسری
قسم کی قوتون مین اننتانوبندہی قسم کے علاوہ اور دیگر قسم کے ناقص جذبات
(غصہ۔ غرور۔ چھل و لالچ) شامل ہین جو استقلال اور دہیرج کے غارت کرنیوالے ہین

جسکو ماضی کہتے ہین بالضرور موجود رہی ہوگی جیسے کہ وہ آئندہ قائم رہیگی۔
لیکن گذشتہ زمانہ مین روح بطور خالص نور کے کبھی نہین رہی ہو گی۔
کیونکہ خالص نور ہو جانے کے بعد وہ پہر کبھی آواگون کے چکر مین نہین گر سکتی۔
اسکی وجہ یہہ ہے کہ روح اپنی شدھ (پاک) حالت مین ہمہ دان سب کچھ دیکھنے والی بے اندازہ خوشی کی ہو گئے والی اور تمام صفات الٰہی کا خزانہ ہو جنکا کسی قسم کے خارج کارنون (اسباب) کے نہ ہونیکے باعث پورا پورا اظہار اسکی ذات مین ہونا لازم ہے ایسے کامل جیو کا ایک مادّی شریر (جسم) مین حلول کرنے کے لئے اپنے اعلیٰ مقام سے گرنے اور اسطور پر اپنی تکمیل کو مختلف صورتون مین محدود کرنے کا خیال ایک ایسی لغو بات ہے کہ اسکو عقل ایک لمحہ بہر کے لئے بہی نہین مان سکتی ہے۔ اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس جنم سے پہلے گذشتہ زمانہ مین روح کبھی کمالیت کے درجہ کو نہین پہنچی تہی اور یہہ ہی ظاہر ہے کہ روحون کے مختلف حالات مین پیدا ہونے کے لئے یہہ ضروری ہے کہ ایسی کوئی قوت یا قوتین ہون کہ جو انکو مختلف قسم کی رحمون مین کہینچ کر لیجا سکین۔ لیکن ایسی قوت کا جو روح کو کہینچ کر ایک جسم سے دوسرے جسم مین لیجائے ہم کس طور پر خیال کرین اگر اسطور پر نہین کہ وہ کسی قسم کے مادہ کا فعل ہو۔ پس یہہ ظاہر ہے کہ کسی جسم مین مجسم ہونے کے قبل روح کے ساتہہ مادہ کے لگاؤ کا ہونا ضروری ہے۔

تب یہہ مادہ کے لگاؤ کا اثر ہے جو جاندارون کی ان تمام حالتون کا ذمہ دار ہے جو ایک پاک روح مین نہین ہوتین۔ کیونکہ مختلف جوہرون یا عنصرون کے آپس مین ملکر ایک ہو جانے کا نتیجہ انکے اصلی اوصاف کا محدود ہو جانا یا دب جانا ہی ہوا کرتا ہے۔ جیسے ہائیڈروجن اور اوکسیجن کہ قدرتاً دو قسم کی ہوائین ہین لیکن جب ملکر ایک ہو جاتی ہین تو انکی ہوائی خاصیت محدود ہو کر پانی کی شکل مین تبدل

حاصل ہوگا۔

روح کو ہمہ دان سکھہ اور حیات ابدی کا سوامی قرار دینا اسکو خود خدا قرار دینا ہے کیونکہ خدا کی ذات کے تعلق مین یہی سب سے بڑے اوصاف پائے گئے ہین اس سے انجیل مقدس کے اس کلام کی کہ "وہ پتھر جسکو معمارون نے رد کردیا کونے کا سرتاج ہوا ہے" (دیکھو زبور ۱۱۸ آیت ۲۲ و متی کی انجیل باب ۲۱- آیت ۴۲) پوری تائید ہوتی ہے۔ واقعی وہی آتما (روح) جسکو معماران فلسفہ مادہ نے خارج کردیا تہا بیچ فلسفہ کی عمارت کا سرتاج ثابت ہوتا ہے جس مین کل خدا کے سے اوصاف وکمالات پائے جاتے ہین۔ یہہ صفات الٰہی روح کو اس وقت اسوجہ سے حاصل نہین ہین کہ اونکا اظہار بوجہ ایسی قوتون کے جو جوہر روح کو ناپاک اور کمزور بنائے ہوئے ہین رکا ہوا ہے اور جب تک کہ ناپاکی اور کمزوری کے وہ اسباب دفع نہ ہوجاوینگے اسوقت تک نہین حاصل ہوسکیگا۔

جیساکہ جین مت کی کرم فلاسفی کے بارہ مین (دیکھو انڈین فلوسوفیکل ریویو جلد ۳ صفحہ ۱۵۳) کہا گیا ہے روح ایک بار بار جنم لینے والی شئے ہے جو نروان حاصل کرنے تک ایک جنم سے دوسرے مین برابر گہوما کرتی ہے۔ یہہ اس امر سے عیان ہے کہ روح حقیقتاً غیر فانی ہے۔ پس اسکی پچہلی سوانح عمری کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ موجودہ جسم مین اپنے پچہلے حالات سے کتنی ہی بے خبر کیون نہ ہو۔ حافظہ کی خاصیت اور اسکے خارج کارنون کا اور نیز اس طریقہ کا جس سے سابق احوال معلوم ہوسکے ان سب کا ذکر کی اوف نالیج مین کیا گیا ہے جہان آپ اسکو دیکھلین۔ لیکن جب کہ چند ہی لفظون کے امور یادداشت مین نہین آتے ہین تو ایسے ماضی کے احوال کا جسکے بعد بڑے بڑے جنم مرن کے تلاطم ہوچکے ہین یاد نہ آنا کون تعجب کی بات ہوسکتی ہے۔ اپنی ذات مین لافانی روح اس تمام لاانتہا زمانہ مین

ہوتا یعنی دکہہ اور تکلیف ہمارے وجود کی صفات ہوتین تو وہ ہماری آتما مین ہماری خواہشات اور جذبون کے ہلکا اور مند پڑ جانے پر پیدا ہوتین کیونکہ جو شئے کسی چیز کی قدرتی صفت ہے وہ خود بخود بلا سبب کے ہی اپنے روکنے والے کارنون (اسباب) کے ہٹ جانے پر پیدا ہو جاتی ہے۔ رنج اور مصیبت دونون بیرونی اسباب سے جو مختصر طور سے مفصلہ ذیل دو اقسام کے ہین پیدا ہوتے ہین اوّل۔ انشٹ سنجوگ یعنی ملاپ ایسی چیز سے جو مرغوب طبع نہین ہے۔ دوسرے اشٹ ویوگ یعنی علحدگی ایسی چیز سے جو مرغوب طبع اور خوشگوار ہے۔

دکہہ اور مصیبت کسی حالت مین اسوقت نہین پیدا ہوتے جب ہم اپنی ذات مین قائم ہون یعنی ان اسباب مین سے ایک یا دوسرے کے وسیلہ کے بغیر۔ درحقیقت جہان تک کہ جسمانی تکلیف کا تعلق ہے وہ طبعی حرکات و مختلف قسم کی اشیاء و عناصر کے باہمی کیمائی فعل کا جو جسم مین ہوتا رہتا ہے اثر ہے نہ کہ روح کے اندر سے کوئی خود بخود پیدا ہونیوالی شئے۔

مذکورۂ بالا تقریر سے ہم یہہ کہنے کے مجاز ہین کہ روح بذات خود خوشی کا خزانہ ہے جسکو کہ وہ بیرونی اشیاء سے حاصل کرنے مین بے سود کوشان ہے۔

پہر یہ کیا وجہ ہے کہ روح اپنی قدرتی خوشی کا ہمیشہ انوبہو نہین کرسکتی ہے۔ اس اہم سوال کا جواب یہہ ہے کہ ہماری غلطیون اور توہمات کی وجہ سے ہماری آتما کی اصلی صفات زایل ہو گئی ہین۔

جس حد تک کہ ان جہالتون اور توہمات یا نشون کی ہماری روح مین کمی ہوتی ہے اوسی حد تک روح کے اصلی اوصاف نمایان ہوتے ہین۔ واقعی روح پورن آنند اور ہمہ دانی کا انوبہو کرے گی جبکہ وہ قوتین جو اسوقت ان صفات کو روکے ہوئے ہین بالکل غارت ہو جاوینگی۔ اور حیات ابدی بہی روح کے اون دشمنون پر فتح پانے والے

یہہ بہی غور سے معلوم ہوگا کہ آزادی کے احساس سے پیدا ہونے والا آنند لذات کی خوشی کی طرح ایک لمحہ بہر قائم رہنے والا نہین ہوتا ہے بلکہ اسوقت تک قائم رہتا ہے جبتک کہ کوئی اور قید یا پابندی روح پر نہ لگائی جاوے یا جب تک دکہہ یا پریشانی کسی اور شکل مین نازل نہ ہو۔

یہہ بہی ہم دیکہتے ہین کہ ایک سے زیادہ فرائض یا منصوبون مین کامیابی ہونے سے ہمارا آزادی کا احساس بڑھ جاتا ہے اور خوشی زیادہ ہوتی ہے۔ اسلئے ایسا کہنے مین کوئی اندیشہ نہین ہے کہ جتنا آزادی کا احساس زیادہ ہوگا اوتنی ہی آنند کی لہر زیادہ بڑھیگی حتی کہ سب قسم کی قیدون فرائض اور منصوبون سے قطعی آزادی کا حاصل ہونا سب سے عمدہ کبہی نہ کم ہونے والے اور کبہی نہ بدلنے والے وجد کے درجہ کے روحانی آنند کا باعث ہوگا پس ہم یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ روح بذات خود آنند اور کلیان کا چشمہ ہے اور اوسکے آنند کا سوتہ کبہی خشک نہین ہو سکتا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ وہ خوشی جو ہمارے اندر سے پیدا ہوتی ہے خود ہماری ہی ذات کی صفت ہو سکتی ہے کیونکہ آتما جیسے اکہنڈ اور مفرد جوہر کے تعلق مین لفظ اندر کے معنی اور کچہہ ہو ہی نہین سکتے ہین۔ اب چونکہ جوہر اور اسکی قدرتی خاصیتین یا اوصاف دوامی ہوتے ہین اس لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ آنند جو آتما کی صفت ہے ایک دفعہ پورے طور سے اپنے روکنے والے اسباب کے غارت ہونے پر حاصل ہونے کے بعد کبہی کم ہو سکے۔

اب ہم اسباب کو سمجہہ سکتے ہین کہ خواہشات اور جذبات کے کم ہونے پر جنکی وجہ سے من کے شانتی اور امن غارت ہو جاتے ہین کیون ہر شخص خوش ہوتا ہے رنج اور دکہہ کے بارہ مین یہہ کہنا ہے کہ وہ آتما سے بیرونی اسباب سے پیدا ہوتی ہین اور اس وجہ سے ہماری زندگی کی ناشوان یعنے عارضی حالتین ہین۔ اگر اسکے برعکس

روح کا کسی بیرونی شئے سے ملنا یا جڑنا نہین پایا جاتا ہے گوکہ نگاہ ایک گلابی کاغذکے ٹکڑہ پر جس پر تار کی خبر امتحان کی کامیابی کی لکھی ہوئی ہے البتہ پڑی ہے۔

غور سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو اس کاغذ کا نہ اسکے گلابی رنگ کا اور نہ اسکی عبارت کا ہی کچھ تعلق اس خوشی سے ہے جو اسکے پڑہنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر آپ مجھسے اس امر پر اتفاق نہ کرین تو آپ کو چاہیئے کہ آپ اس خبر کے الفاظ کو اوس ہی یا ویسے ہی کاغذ پر لکھ لیوین اور اونکو حسب دلخواہ جتنی مرتبہ چاہین پڑہا کرین۔ اس سے آپ کو یقین ہو جاوے گا کہ اس مضمون یا کاغذ مین جس پر کہ وہ لکھا ہوا ہے کوئی خوشی پیدا کرنے کی صفت نہین ہے۔ برعکس اسکے غور سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ آنند کی جھلک اندر ہی سے پیدا ہوتی ہے جس کا موقع تار کی خبر ہوتی ہے مگر کارن (علت) نہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے موقون پر اگر خبر کو سچا باور کیا جاوے تو اس سے پریشانی اور آفتون کا بوجھا جس سے روح دبی ہوئی ہے کچھ ہلکا ہو جاتا ہے اور اسکے ہلکا ہونے سے ایک حد تک روح کی اصلی خاصیت اپنا اظہار کر پاتی ہے۔ پس یہہ ظاہر ہے کہ باہر کی چیزونکی جھلک روح کے قدرتی آنند کا باعث نہین ہے بلکہ کسی رکاوٹ یا اندرونی ڈاٹ کا نکال ڈالنا ہے جس کے ہٹ جانے سے اندرونی لہر مثل جھگنے والی شراب کے کہ بوتل کے اندر ہی سے جھلکتی ہوئی نکلتی ہے امنڈ آتی ہے دنیا کی لذات سے پیدا ہونے والی خوشی کی مثال بیان پر بے سود ہے کیونکہ درآن حالیکہ جب اصلی آنند ایک قسم کے بوجھ یا قید سے رہائی پانے پر آزادی کا احساس ہے لذآت دنیا سے پیدا ہونے والی خوشی حواس خمسہ سے اشیاء کے اصلی یا خیالی طور پر ملنے و جڑنے سے پیدا ہوتی ہے اور آزادی کے خیال سے بالکل مبرّا ہے۔

ہم اسطور پر دیکھتے ہین کہ ہمارے خوشی کے احساس روح کے جوہر کی خوشگوار تبدیلیان ہین جو اس مین بیرونی اسباب یا اندرونی من کی تحریک سے پیدا ہوتی ہین اور دکہہ کے احساس اسی طرح کی مگر تکلیف دہ تبدیلیان ہین۔

سُکہہ دکہہ دونون ہی ناشوان یعنی فانی ہین۔ ان مین سے آخر الذکر یعنی دکہہ اس دکہہ سے بہری ہوئی دنیا مین جسکا نام کسی نے نہایت موزون طریق سے آنسوؤن کی گہاٹی رکہا ہے جاندارون کی قسمت مین بکثرت پایا جاتا ہے کیونکہ تہوڑا سا سکہہ ہی جو یہان ملتا ہے وہ اتنے دردسر اور پریشانی سے حاصل ہوتا ہے اور اسکے حاصل ہونے کی اور بعد کی حالتون مین دونون ہی مین اتنا تکلیف ہے کہ یہہ کہنا کہ وہ تکلیف مین پیدا ہوتا ہے اور آنسوؤن مین ختم ہوتا ہے کچہہ مبالغہ نہین ہے۔

خوش قسمتی سے ایک اور قسم کا آنند ہمکو حاصل ہو سکتا ہے مگر اس سے ہم قریب قریب بالکل ہی ناواقف ہین۔ یہہ آنند اصلی خوشی کی جہلک ہے جس کا مفہوم انگریزی لفظ Delight کے لفظی معنی کے مطابق روح مین اُس قدرتی آزادی کی لطافت کا محسوس ہونا ہے جو اس باعث سے کہ وہ روح کی خاص صفت ہے بعد پورے طور سے حاصل ہونیکے منتقل نہ ہونے والی دولت کیطرح اسکی ملک ہو جاتی ہے۔ ہم سب اس خوشی اور آزادی کے ہلکے پن کے احساس سے جو ہماری مرضی پر پڑے ہوئے کسی بوجہہ یا فرض کے برطرف ہو جانے سے حاصل ہوتا ہے کم و بیش واقف ہین۔ مثال کے طور پر یونیورسٹی کے امتحان کے پاس ہونے سے۔ سوال یہ ہے کہ یہہ آنند کا احساس کہان سے پیدا ہوتا ہے؟

یہہ ظاہر ہے کہ یہہ خوشی دنیا کی لذات سے پیدا ہونے والی خوشی کی مانند نہین ہے کیونکہ وہ تو دنیا کی اشیار اور حواس خمسہ کے اصلی یا خیالی طور سے ملنے سے پیدا ہوتی ہے۔ امتحان کے پاس ہونے سے جو خوشی ہوتی ہے اس مین

بہتون کے خیال مین آیا ہوگا کہ ہماری تحقیقات سے ادراک کے جوہر کا دوامی یعنے غیر فانی ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی ساخت مین بغیر اجزا کے اور اکھنڈ ہے اور اسوجہ سے غارت ہونے کے ناقابل اور موت کا مخالف ہے۔ وہ ہی دلیل کہ جس سے مادہ کا چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑہ دوامی ثابت ہوتا ہے روح کے دوام کو بھی ثابت کرتی ہے کیونکہ جس کے حصّہ یا جزو ہی نہین ہین جو ٹوٹ سکین وہ لازمی طور سے غارت اور فنا ہونے سے محفوظ ہے۔ روح اسلئے اپنی ذات مین لافانی بھی ہے۔

روح کی دیگر صفتون مین سے وہ صفت جس کے لحاظ سے اسکے اصلی سروپ پر بیان اور غور کرینگے خوشی یا آنند ہے جسکو ہم سب کسی نہ کسی طریق پر اپنی اردگرد کی چیزون سے حاصل کرنے مین مشغول ہین۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے باہر دنیا مین ایسی کوئی شئے نہین ہے جو خوشی کہلا سکے بلاشبہہ قدرت مین اشیا اور واقعات ہین لیکن اشیا اور واقعات کی خاصیت مین خوشی کا ذخیرہ ہونا نہین ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ ایک شخص تو فرزند کے تولد ہونیکی خوشیان مناتا ہے لیکن ایک دوسرا شخص اسی بچّہ کے پیدا ہونے سے رنج و ماتم مین مبتلا ہے کیونکہ اس بچّہ نے پیدا ہوکر اسکو پہلے شخص کی دولت سے جس کو لاولدی کی حالت مین وہ رونے والا پاتا ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا ہے۔ بچّہ باوجود اسکے صرف ایک امر یا واقعہ ہے اور بذات خود نہ خوشی و نہ بدقسمتی ہی ہے۔ ایسی ہی حالت اور چیزونکی بھی ہے۔ مثلاً پان جو ہندوستانی ذائقہ کو کتنا خوشگوار معلوم ہوتا ہے انگریزون کو بدذائقہ محسوس ہوتا ہے۔ علاوہ ازین اگر میرے باہر کسی چیز مین خوشی ہوتی تو وہ مجھ تک میرے حواس خمسہ کے ذریعہ ہی سے پہونچ سکتی تھی لیکن مین توانکے ذریعہ صرف مادہ کے ذرّون کو ہی آتے ہوئے دیکھتا ہون کبھی خوشی یا آنند کو نہین

تو دوسری اندریون کی تحریک اس تک نہین پہونچ پاتی ہے - لیکن جب یہ کھنچاؤ یا تناؤ ڈھیلا پڑ جاتا ہے تو حیات کی متحرک رو کا وقت یا تال تبدیل ہو جاتا ہے اور مند مند حرکات و وقفۂ حرکات ظہور مین آتے ہین - یہہ جنبشین اور حرکات احساسی مقامات بھیجے کی مدد سے یادداشت مین جان ڈالتے ہین - دوسرے الفاظ مین یون کہنا بجا ہوگا کہ یادداشت مین تحریک و حرکات من کے اندر سے آتی ہین اور مشاہدہ مین بیرونی شئے سے - دونون صورتون مین بھیجے کے مقامات صرف جامہ احساس مہیا کرتے ہین جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے - حافظہ کی بیماریان بس دو قسم کی ہونی چاہین یا تو وہ مخصوص مخصوص جنبشون یا حرکات کو قبول کرنے مین قاصر رہنے سے پیدا ہونگی یا بھیجے کے مقامات کے زخم ان جنبشون و حرکات کو احساسی جامہ سے محروم رکھینگے - لیکن اسکا یہہ مطلب نہین ہے کہ حافظہ کا مادۃ سے بالکل تعلق ہی نہین ہے -

یہہ خیال کہ حافظہ اور مادۃ مین کوئی تعلق نہین ہے اتنا ہی مہمل ہوگا جتنا یہ کہنا کہ حافظہ محض مادّی دماغ کی پیداوار ہے - تمام سنسکار (حافظہ کی اندرونی علامات یا نقوش) مادّی ہین یعنی وہ ہی جو آنکھہ کے سوا اور باقی حواس کے ذریعہ بنتے ہین - اندریون سے برابر بیرونی حرکات کی ندیان ٹکرایا کرتی ہین اور اس مین کوئی تعجب کی بات نہین ہے اگر ان حرکات کے لطیف مادۃ کا ایک جزو یادداشت کے بننے مین کام مین آدے البتہ تعجب اس مین ہوگا کہ سنسکارون کو بالکل ہی غیر مادّی کہا جادے - جیسا مین نے کی اوقت تاریخ مین کہا ہے حافظہ ایک قوّت ہے جو نہ خالص روح مین اور نہ خالص مادۃ ہی مین ہوسکتا ہے بلکہ اس روح مین ہوتا ہے جو مادۃ کے میل سے ناپاک حالت مین ہوتی ہے - کیونکہ خالص روح ہمہ دان ہوتی ہے جو حافظہ جیسی محدود قوّت کے خلاف ہے اور مادۃ بغیر ادراک کے ہے اور اسوجہ سے یادداشت سے محروم ہے - اب مین روح کے بعض اور اہم گنون کی طرف متوجہ ہونگا - یہہ امر آپ مین سے

اسلئے مشاہدہ کی صفات ہی سے یادداشت کی خاصیت کا پتہ لگتا ہے۔ لیکن مشاہدہ تو وہ احساس علم ہے جو اشیا کی حواسی تحریک کے اثر سے جو ہمارے ادراک پر پڑتا ہے پیدا ہوتا ہے۔ پس حافظہ ہی اصلی احساس کا دوبارہ بنانا ہے گو کہ اس دفعہ بیرونی کے بجائے اندرونی تحریک سے۔ وہ حصہ یا حصے جسم جو مشاہدہ مین مستعمل ہوتے ہین ناڑیون کے جال و احساسی مقامات دماغ ہین جہان کہ روح کی قوت احساس بہت تیز ہوتی ہے۔ان احساسی مقامات دماغ کے ہماری سمجھ سے متعلق دو قسم کے کام ہین۔(۱) وہ مشاہدہ مین بیرونی تحریک کو روح تک پہنچاتے ہین اور (۲) یادداشت مین وہ روح کی اغراض کے لئے اندرونی تحریک کو حواس خمسہ کے احساس کا جامہ پہناتے ہین تاکہ حافظہ مشاہدہ کی نقل کرکے اسکو دوہرا سکے۔ چونکہ یاد کئے ہوئے گذشتہ واقعات فوٹو یا تصاویر نہین ہین اسلئے جب تک کہ وہ کسی اندرونی یا بیرونی احساس مین حلول نہ کرلیوین مجسم نہین بن سکتے۔اس باعث سے اگر انکو کوئی ایسا احساسی جسم حلول کرنیکے لئے نہین ملتا ہے تو وہ مشاہدہ کی صورت اختیار نہین کرسکتے ہین۔ اب دماغ کے احساسی مقامات کے زخم کا کام فقط اتنا ہی ہے کہ مشاہدہ مین وہ بیرونی تحریک کو کاٹ دیتا ہے اور یادداشت مین اندرونی کو۔ وہ اور کسی طور پر روح پر اثر نہین ڈالتا اور نہ روح کے وجود کو ہی کسی اور طریق سے کم کرتا ہے۔اگر آپ مجھسے پوچھین کہ حافظہ کہان پر رہتا ہے تو مین یہ جواب دونگا کہ آپ اسکو من کی اس مخفی قوت مین جسکو توجہ کہتے ہین ڈھونڈین۔حیات کی متحرک روح جسکا ذکر کیا جاچکا ہے ہمارے گذشتہ تجربہ سے لدی ہوئی ہے جو اسکی تبدیلیون کی صورت مین اُس مین موجود ہے اور اس کا سرا توجہ ہے جو کبھی ایک اور کبھی دوسری گیان یا کرم اندری سے جڑتا رہتا ہے۔ توجہ کے تیز کھنچاؤ یا تناؤ کیوجہ سے من حال مین لگا رہتا ہے اور یہہ بھی اسی کھنچاؤ کے باعث سے ہے کہ جب من ایک اندری سے جڑا ہوتا ہے

تیسرا لیکچر

سائنس

(ب)

تو بھیجے کے زخمون کا حافظہ پر کیون اثر پڑتا ہے۔ ہان اسکی وجہ اسطور پر ہے کہ صاحب ادراک کی زندگی مختلف قسم کی خواہشات جذبون و دلبستگیون کی ایک رو ہے جو دنیا کی ٹکر کی وجہ سے یا یون کہو کہ تجربہ کے باعث بدلتی رہا کرتی ہے۔ یہہ خواہشات وجذبہ وغیرہ محض حرکت پیدا کرنیوالی قوتین ہین جنکا کام بچار کرنیکی طاقت سے اگر روکا یا روٗنہ کیا جاوے تو وہ ہمیشہ اپنے تئین جسم مین حرکت پیدا کرنے اور احساس اُٹھانے مین مصروف رکھین سوائے اسوقت کے کہ جب کسی باعث سے ایسا کرنے سے معذور ہون۔ مگر بچار کے لئے جو ادراک کا دوسری قسم کا فعل ہے یہ ضروری ہے کہ اِس دوامی حرکت کی کمی یا زیادہ رکاوٹ ہو۔ دانشمندی کا مفہوم پس حیات کی خواہشات و دلبستگیون کی ندی کی رو کو روکنا ہے اور بچار کے معنی اس رو کو خود اُسی پر الٹا دینے کے ہین تاکہ زمانہ ماضی کے تجربہ مین سے حال کی راہبری کے لئے کوئی اصول دستیاب ہو۔ یہہ بات توجہ کی سمت کے ذرا بدل دینے سے حاصل ہوجاتی ہے۔ یعنی توجہ کے حال کے ساتھہ نہ دوڑنے اور اسکے گذرتے ہوئے لمحہ پر رُک جانے یا گذشتہ کی طرف مبذول ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ اب یہ جاننا چاہیئے کہ حافظہ مثل نبی بنائی تصویرون یا فوٹو کے عکسون کے نہین ہے کیونکہ نہ تو بھیجے ہی مین اور نہ کسی اور حصہ جسم مین کسی مقام پر کوئی تصویرخانہ یا فوٹو کی البم ہے گذشتہ کی یادداشت مثل امکانی قوتون کے پائی جاتی ہے جن سے ازسرنو مشاہدہ بن سکتا ہے۔

مطلب ہے - اب مین آپ سے جو ان سب باتون کو جانتے ہین یہ دریافت کرتا ہون
کہ کیا آپ کوئی ایسا طریقہ جانتے ہین یا کسی طرح سے قیاس کر سکتے ہین کہ جس سے ادراک
کی ایک بھاگتی ہوئی کرن کے من کا اندرونی ذخیرہ کل کا کل بے کم وکاست فوراً ایک
اسی قسم کی دوسری کرن پر جو اسکے پیچھے لگی ہوئی چلی آرہی ہے اور جسکو پیچھے سے
ایک اور اسی قسم کی کرن ڈھکیل رہی ہے منتقل ہوسکتا ہے - صرف یہی نہین بلکہ کیا
آپ اس امر کا بھی قیاس کر سکتے ہین کہ پیچیدہ عقلی کاروایان کیونکر گھنٹون تک بغیر
رخنہ وخلل کے ان ٹوٹتے ہوئے ستارون کے مانند جلد فانی ہونیوالے اور خود تعلیم
پانیوالے عجیب المخلوق طفلان بھیجے کی مدد سے اور کسی قائم رہنے والی عقل کی
عدم موجودگی مین جاری رہ سکتی ہین - مجکو تو یہ کل کی کل گھڑنت معجزہ سی معلوم
ہوتی ہے اور اسوجہ سے مین اسکو نظر انداز کرتا ہون -

پیدا کرتی ہے اور کسی شئے سے ان علامات کی نسبت زیادہ
قریب نہیں آتی ہے اسلئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تعبیر کے اصول
بھی سب من ہین موجود ہین اور یہ کہ پیدا ہونے والا علم
ابتدا مین من کے اوصاف کا ہی اظہار ہے تمام تحریک
سے پیدا ہونیوالے افعال اسی طور کے ہوتے ہین اور
علم بھی اسی قسم مین آتا ہے۔"

اوپر والے مضمون مین خاص خاص جملون پر زور دینے کے لئے مین نے اونکے نیچے لکیرین کھینچ دی ہین۔ اب ہم دیکھہ سکتے ہین کہ تمام علم من کے اندر بھرا ہوا ہے اور تعلیم کا مفہوم صرف اوسکو باہر نکالنا ہے۔

اب ایک لمحہ بھر کے لئے ہمکو پھر اوس خیال کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے جسکے بموجب بھیجا ادراک کا پیدا کرنیوالا ہے۔ آپ جانتے ہین کہ بھیجا ہمیشہ قائم رہنے والی شئے نہین ہے۔ جس مادّہ کا وہ بنا ہوا ہے وہ ہر وقت بدلتا رہتا ہے۔ آپ اس بات کو بھی جانتے ہین اور یہ بحث کے دائرہ کے باہر ہے کہ یہ بدلنے اور ضائع ہونیوالا بھیجا صرف ایسی چیزون کو پیدا کرسکتا ہے جو ایک لمحہ بھر ہستی مین رہین اور اوتنی ہی جلدی معدوم ہو جائین جتنی جلدی کہ وہ پیدا ہوتی ہین۔ ایسے بھیجے سے پیدا ہونیوالا ادراک مانند ایک ندّی یا دھارے کے ہے کہ جس مین ایک ہی مجموعۂ قطرات آب کسی مقام پہ ایک لمحہ سے زائد نہین ٹھیر سکتا۔ یا آپ اس کو تشبیہہ روشنی کی کرنون سے دین جو بذات خود قائم رہنے والی نہین ہین۔ اب آپ جانتے ہین کہ کتنی تعلیم اور کتنے برسون کی محنت اور مشقت سے ایک کینٹ یا شوپن ہور یا لائڈ جارج صاحب کا من بنتا ہے اور ابھی آپ نے پروفیسر بادن صاحب کی کتاب سے معلوم کیا ہے کہ علم اور ناڑیون کی تبدیلیون کے ترجمہ کا کیا

تصویروں اور نقشوں کا سوال اُٹھاکرتا ہے انکا وجود ہی بیان پر غیر ممکن ہے۔ یہ بھی صاف نہین ہے کہ ہم تاریکی مین سے کس طریقہ پر روشنی اور اصلیت کی دنیا مین دوبارہ داخل ہوسکینگے۔ ہم علوم طبعی اور حواس خمسہ مین پورا بھروسہ رکھکر تفتیش مین مصروف ہوتے ہین اور فوراً بیرونی شئے سے ایک نسوں کے چکر مین پڑجاتے ہین کہ جہان پر بیرونی شئے کی بجائے ناڑیون کی تبدیلیان رہ جاتی ہین جو سوائے اپنی ذات کے اور کسی چیز سے مشابہت نہین رکھتی ہین۔ بالآخر ہم کھوپڑی کی اندھیری کوٹھڑی مین اپنے تئین پاتے ہین۔ اب بیرونی شئے بالکل غائب ہوگئی ہے اور علم ابھی حاصل نہین ہوا ہے۔ دنیا کو اصل ماننے والون کے خیال سے بھی بیرونی اشیا کی آگاہی کا ذریعہ صرف ناڑیون کی تبدیلیان ہین۔ لیکن ان تبدیلیون کو بیرونی دنیا کے علم مین بتدل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ایک مترجم قائم کرین جو اون تبدیلیون کے مفہوم کو سمجھ سکے۔ لیکن وہ مترجم بھی خود ایسا ہوگا کہ جو دنیا کا مفہوم اپنی ذات مین رکھتا ہو۔ اور یہ تبدیلیان یا علامات دراصل ایک قسم کی تحریک ہین جو روح کے اندرونی گیان کا پرکاش کراتی ہین۔

چونکہ اتفاق رائے سے روح بیرونی دنیا سے صرف انہین علامات (ناڑیون کی تبدیلیون) کے ذریعہ سے تعلق

کہ وہ پروفیسر باون کی ذیل کی معقول رائے پر متفق ہونیسے انکار نہین کریگا۔
(صفحات ۴۰۰ لغایت ۴۱۰ Bowne's metaphysics)

"من کو مثل ایک موم کی تختی کے مان لینے سے اور چیزون کو اُسپر منقش ہوتے ہوے خیال کرنیسے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ ہمکو بڑی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ مگر اسیوقت تک جبتک کہ ہم یہ نہین پوچھتے ہین کہ یہ تختی کہان ہے اور اسپر چیزین کیونکر اپنا نقش جماتی ہین اور اگر ایسا ہو بہی تو انکا علم کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ احساس اور مشاہدہ کے فوری پیش رو ان بہیجے کی ناڑیون کی تبدیلیان ہین۔ بیرونی دنیا کا جو کچہہ حال ہمکو معلوم ہے وہ سب ان ناڑیون کی تبدیلیون کے ذریعہ سے ہے۔ لیکن یہ ان بیرونی اشیاء سے جنکا وجود انکی علت غائی مانا گیا ہے بالکل مختلف ہین۔ اگر ہم من کو روشنی ہین اور اشیاء بیرونی پر بیٹھے ہوے قیاس کرین تو خیال کی کم ازکم تسکین ہوسکیگی لیکن جب ہم جانتے ہین کہ من کہوپڑی کی اندھیری کوٹھڑی ہین بجا بیرونی دنیا سے ملاقی ہوتا ہے اور اسپر بہی اشیاء کے نزدیک نہین آتا بلکہ کچہہ ناڑیون کی تبدیلیون کے نزدیک آتا ہے جن کے وجود سے مزید بران وہ بالکل ناواقف ہے تو یہ ظاہر ہے کہ اشیاء بیرونی بہت دور ہین۔ تصویرون من کے نقشون وغیرہ کی گفتگو یہان سب بیکار ہو جاتی ہے کیونکہ جن حالتون مین

کہ اشیاء کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا ہے اور وہ اُس اثر کے ذریعہ سے جانی جاتی ہیں ایسی قوت بھی کہ جب وہ حواس خمسہ کے ذریعہ نہیں جانی جاسکتیں مثلاً اکاش (Ether) جو دکھائی نہیں دیتا ہے مگر اپنے اوصاف کی وجہ سے جانا جاتا ہے۔ پس یہ کہنا کہ ایک شے کبھی نہیں جانی جائیگی ایسا کہنے کے برابر ہے کہ وہ اس لامحدود مدت میں کہ جو ماضی و حال و مستقبل کا مفہوم ہے کبھی کسی دوسری چیز سے کسی قسم کا تعلق پیدا نہیں کرتی۔ لیکن یہ صرف انھیں چیزون کے لئے ممکن ہے جو کائنات یعنی ہستی کی حدود کے باہر ہین۔ پس جس چیز کا کبھی کسی دوسری چیز سے تعلق نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے وہ ضرور معدوم ہے۔

اس طور پر ہم اپنے پُرانے نتیجہ پر واپس آتے ہین جسکے بموجب تمام چیزین جاننے قابل ہین اور جو روح کے جاننے کی قوت کو غیر محدود بتاتا ہے۔ پس ہر روح قدرتاً ہمہ دان ہے اگر یہان تک آپ نے میری تقریر کو سمجھ لیا ہے تو آپ اس بات کو اچھی طرح جان لینگے کہ مادہ پرستون کا خیال جو ایک مادی ذرہ کے احساس ہین سے ادراک کو گھڑنا چاہتے ہین کتنا باطل ہے۔ ہم جانتے ہین کہ عقل کی تیزی من کے دہندلا پن میلے پن اور سستی کے ہٹانے سے ہوتی ہے اور یہ میلا پن وغیرہ ایک سے زیادہ چیزون کے ملنے سے پیدا ہونے والے مرکبات مین ہی ممکن ہو سکتے ہین کہ جہان ایک شے دوسری شے کے اوصاف کو گندہ اور خراب کرتی ہے۔ لیکن مادی ذرہ مین مانے ہوئے ادراک کے ساتھ کوئی دہندلا کرنیوالا سبب نہین لگا ہوا ہے کیونکہ ذرہ ایک مفرد غیر مرکب شے ہے۔ اسلئے اگر ادراک کو ذرہ کا وصف مانا جائے تو ذرہ مین رہنے والی روح کو تیز ترین فہم والا ہونا چاہیے یہ دلیل مادی ذرون کے ادراک کو بالکل جھوٹا ثابت کرتی ہے۔ بھیجے کے ادراک کا خیال بھی روح کی سمجھ اور علم کی طاقتون پر لحاظ کرتے ہوئے اس سے عمدہ نہین ٹھہرتا اگر کوئی شخص اس امر پر ذرا ٹھہر کر غور کریگا کہ علم یعنی مشاہدہ تفتیش تقسیم بندی مقابلہ۔ نتیجہ۔ تعبیر۔ تجویز وغیرہ وغیرہ اور حافظہ کا مفہوم کیا ہے تو مین امید کرتا ہون

اُن اوصاف کی ہستی کو کہ جنکو کبھی کوئی نہین جان پائیگا ثابت کرنے کے لئے کوئی وجہ یا محض
بحث کرنیکی غرض سے بحث کر رہے ہین۔ پہلی صورت مین تو آپ ان اوصاف کو جانتے ہین
کیونکہ آپکے پاس اُنکے وجود کی دلیل موجود ہے لیکن دوسری صورت مین آپکا مباحثہ فضول
ہے۔ چیزون کا علم مشاہدہ کے علاوہ منطقی دلیل سے بھی ہوتا ہے جیسے خلا اور آکاش ([illegible])
کا اور یہ علم معقول (جو عقلی طور سے ثابت ہے) علم ہوتا ہے۔ پس جس انجان کو کوئی نہ مشاہدہ
سے اور نہ عقلی طور سے کبھی جان پاویگا اُسکا وجود کبھی کوئی ثابت نہین کر پاویگا اور جسکا
وجود کبھی کوئی ثابت نہین کر سکیگا وہ صاحب ہستی نہین ہو سکتا۔ یہ دلیل کہ اشیاء کا
پورا علم حاصل ہونیکے قبل اگر جاننے والے سب غارت ہو جائین تو اشیاء کا علم کبھی
حاصل نہ ہوگا لاطایل ہے۔ کیونکہ اس سے وہ نا جاننے قابل نہین بن سکتے۔
یہ غور کے قابل بات ہے کہ ہمارا انجان [illegible]
(جسکو کوئی نہ جانتا ہو) کا ہم معنی نہین ہے بلکہ اسمین ایک مزید صفت پائی جاتی ہے
کہ جسکا مفہوم یہ ہے کہ اُس چیز کو جسپر اسکا اطلاق ہو کبھی کوئی شخص جان نہین سکیگا گو کہ
قابل عقلمند لوگ موجود ہون اور تلاش حق اور سائیس مین مشغول ہون۔ اسلئے اگر
ریڈیم۔ بغیر تار کے تار برقی۔ گریموفون اور اسی قسم کی دیگر اونیسوین صدی کی ایجادین
اٹھاروین صدی کے آخر مین کل جاننے والون کے غارت ہو جانیکی وجہ سے نامعلوم
رہجاتین تو وہ حالت صرف جاننے قابل چیزون کے بغیر جانے ہوے رہ جانیکی ہوتی
نہ کہ کسی ایسی چیز کی کہ جسکو کبھی کوئی جان ہی نہین سکتا۔ اصلیت یہ ہے کہ بغیر کافی
ثبوت کے کسی چیز کی ہستی تسلیم نہین کی جا سکتی ہے۔ اور اسلئے جس چیز کو کبھی کوئی
جان ہی نہین پائیگا اُسکی ہستی کبھی ثابت نہین ہوگی۔ پس آپکا [illegible]
خواہ اُسکو چھوٹے حرفون مین لکھئے یا بڑون مین ایک مبتدے فلسفہ کا ایجاد کردہ ہوا ہے
جس سے اُس نے کچی عقل والے نوسکھیون کو خوف زدہ بنا رکھا ہے۔ طبعی دنیا مین بھی یہ ایسا ہے

اب چونکہ جو بات ایک شخص کو معلوم ہوتی ہو وہ ہر شخص کو معلوم ہو سکتی ہو اس سے نتیجہ نکلتا ہو کہ ہر شخص میں اُن سب باتون کو کہ جنکو گذشتہ زمانہ مین کسی شخص نے جانا ہو اور اُن سب باتون کو جو موجودہ زمانہ مین کسی شخص کو معلوم ہون اور اُن سب باتون کو بھی جنکو آیندہ زمانہ مین کبھی کوئی شخص جانیگا جاننے کی قدرتی قابلیت ہی۔ دوسرے الفاظ مین ہر روح قدرتی طور سے ہمہ دان ہونیکی قابلیت رکھتی ہو گو کہ وہ واقعی علم جو اسکو کسی خاص وقت مین حاصل ہو بوجہ کسی علم اور عمدگی سمجھ کے روکنے والے سبب کے جو مادّہ یا کھوٹ کی شکل مین اُسکے ساتھ ملا ہوا ہو اتنا کم ہو کہ جسکا ہم تذکرہ کرتے ہوتے بھی شرمائین

ہمہ دانی کی صفت کے بارہ مین یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ان الفاظ کا مفہوم پورا پورا گیان ہو۔ بعض مصنفون کا خیال ہو کہ علم مین ایک ایسی چیز کے وجود سے جسکو وہ کچھ خوفندہ آواز مین 'انجان' (the Unknown) کہتے ہین محدودیت پائی جاتی ہو لیکن یہ ایک مہمل بات ہی۔ واقعی دنیا میں انجان کوئی شئے نہین ہو سکتی ہو۔ کیونکہ ہم اس بات کے پوچھنے کے مستحق ہین کہ انجان کا ذکر کرنے مین آپ ایک ایسی چیز کا ذکر کرتے ہین کہ جسکو آپ جانتے ہین یا نہین۔ اب اگر آپ اُسکا جواب یہ دیتے ہین کہ مین جانتا ہون کہ ایک ایسی انجان چیز دنیا مین موجود ہو جسکو کبھی کوئی شخص نہین جان پائیگا تو میرے دوست آپکا یہ اقبال کہ آپ جانتے ہین کہ ایک ایسی چیز موجود ہو خود آپکے دعوی کی تکذیب کرتا ہی لیکن اگر آپ کہتے ہین کہ مین نہین جانتا ہون کہ کوئی ایسی چیز ہو تو آپ کو میری نصیحت پر عمل کرنا چاہئے اور اُسکا تذکرہ چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ اُس صورت مین آپ بچون کی طرح سے اُن چیزون کا ذکر کرتے پائے جاتے ہین کہ جن سے ذرا بھی آپکو واقفیت نہین ہو اور جنکے وجود کے ماننے کے لئے کوئی بھی دلیل آپکے پاس نہین ہی۔ اب آپکو صرف گریز یہان پر ممکن ہو کہ یہ کہین کہ ہمارا انجان ایک مجموعہ بہت سے اوصاف کا ہی جنمین سے بعض کو کبھی کوئی نہین جانیگا۔ لیکن یہان بھی آپ اپنی پہلی غلطی مین پڑے ہوے ہین کیا آپکے پاس

ومعلول واقعی اس قسم کا خیال نہین ہی کہ جو تدریج چھوٹی شروعات سے بڑھکر قانون قدرت کے درجہ پر پہونچا ہو اور نہ غیر محدود خلا کا خیال کسی طور پر بھیجے کی ابتدا و نشو ونما کے ساتھہ بڑھتا ہوا قیاس مین آتا ہی۔ انسانی عقل ان قدرتی خیالات کی کوئی ابتدائی حالت کہ جس سے وہ بڑھتے بڑھتے تکمیل کو پہونچے ہون من میں نہیں جا سکتی ہی۔ یہ قدرتی خیالات من میں ہی موجود ہیں جہان سے کہ وہ فہم کے اُجلے پن کے ساتھ نمایاں ہوتے ہین - اور اک کے یہ ناقابل انتقال اوصاف اسوقت جبکہ سمجھ کا پرکاش سب سے نیچے درجہ کے احساس کی صورت مین بتقاضو ر ادراک کی ہی گو وہین غافل پڑے سوتے ہونگے اسیطرح سے کل خیالات یعنی کُل علم روح کے وجود مین موجود ہی۔ ہمنے اوپر کہا ہی کہ ہر روح مین ہمہ دانی کی قابلیت ہی یہ امر آسانی سے ثابت ہو سکتا ہی۔ چونکہ روح ایک بے وجود شے نہین ہی بلکہ ایک قسم کا جوہر ہی اسلئے ارواح کی قدرتی خاصتین خواہ وہ کہین ہون یکسان ہونگی - یہ بمنزلہ اس کہنے کے ہی کہ تمام ارواح اپنے ذاتی اوصاف کے بارہ مین یکسان ہیں خواہ وہ ان اوصاف کے اظہار کے بارہ مین ایک دوسرے سے کتنی ہی مختلف کیون نہون - جیسے خالص سونے کے اوصاف ہر حالت مین یکسان ہوتے ہین خواہ ہم ہندوستان مین یا چین مین یا انگلستان مین اُسکو دیکھین اسیطرح پر خالص جوہر روح کے اوصاف بھی یکسان ہیں - اور جیسے سونے کی قسمون کا اختلاف کہوٹ کی مختلف مقدارون کے ملاپ سے ہوتا ہی اسیطرح پر ارواح کے اختلاف بھی کسی مختلف شے کے اس سے مختلف مقدارون مین ملنے سے پیدا ہوتے ہین - اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہی کہ جو امور ایک روح جان سکتی ہی وہ باقی سب ارواح بھی جان سکتی ہین - اور یہ ایک سچا علمی اصول ہی جو تعلیمی محکمون کی بنیاد ہی کیونکہ اگر مختلف ارواح کے لئے مختلف حدود علم کی قائم ہوتین تو مدرسون اور کالجون کا ہر شہر اور دیار مین قائم کرنا تضییع اوقات ٹھہرتا -

طبیعت کو مارنے سے حاصل ہوتی ہی۔ صاف طور سے یہان پر معاملہ ایک مدفون Pompeii (ایک شہر کا نام ہی جو ایک آتش فشان پہاڑ سے نکلے ہوے مادہ سے دب گیا تھا) کو لا وا کاٹ کر نکالنے کا ہی نہ کہ قوت خیال کے کسی حسابی اندرجال سے ایک خشت مین سے ایک نئے شہر کے بنانے اور آباد کرنیکا۔ اصلیت یہ ہی کہ ہر متنفس روح یا جاندار مین ہمہ دانی کی صفت موجود ہی جسکو وہ اپنے تئین ناپاکی کے میل سے صاف کرنیسے حاصل کر سکتا ہی۔ یہ بیان بادی النظر مین تعجب خیز معلوم ہوتا ہی لیکن غور کرنیسے اُسپر ہر شخص آسانی سے متفق ہوگا اس کی وجہ یہ ہی کہ علم کوئی ایسی چیز نہین ہی جو جاننے والے سے علحدہ ہو کیونکہ جاننے والے کے وجود کی ہی حالات کا نام علم ہی جسکو معمولی طور سے انگریزی مین سٹیٹس اوف کونشئیس نیس states of consciousness یعنی حالات ادراک کہتے ہین۔ ہمارے باہر چیزین ہین علم نہین ہی اور اُنکی موجودگی کی بابت ہمارا اندرونی احساس علم کہلاتا ہی۔ اس قسم کی چیزون کے بارہ مین جیساکہ وقت۔ خلاء۔ لامحدودیت۔ قانون علت و معلول وغیرہ کینٹ Kant صاحب نے ثابت کیا ہی کہ جاننے والے کے ادراک مین یہ شروع سے ہی قدرتی طور سے ہوتے ہین یعنی مشاہدہ پر اُنکا علم مبنی نہین ہی اور جہانتک مجھے معلوم ہی ایک مادی فلاسفر بھی ایسا نہین ہی جو اس بڑے جرمن فلاسفر سے اس معاملہ مین اختلاف رائے رکھتا ہو۔ اگر ہمارا ادراک بہت نیچے کے درجہ کے ابتدائی احساس مین سے رفتہ رفتہ نشو و نما پاکر فہم کے درجہ کو پہونچا ہی تو یہ قدرتی علم اُس مبتدی حالت مین ہونا لازمی ہوگا لیکن اس قدرتی علم کے خیالات کا اُس مبتدی حالت احساس مین جو مادہ کے ایک ذرہ مین قایم کیا جاتا ہی کیونکر قیاس کرین۔ اُس مبتدی حالت مین انکا اظہار کیون نہین ہوتا کیا اُنکی بھی کوئی مبتدی حالت ہوتی ہی۔ لیکن کینٹ صاحب اس دلیل کے ذرہ بھی روادار نہین ہین کیونکہ یہ قدرتی خیالات مشاہدہ سے نہین حاصل ہوتے ہین۔ قانون علت

جیساکہ ادراک کو اگر اسکو بھیجے کا پیدا وار ماناجائے ماننا پڑیگا۔ اگر زندگی بھر کی باتین کسی متنفس کو یاد رہ سکتی ہین تو یہ لازمی ماننا پڑیگا کہ اسمین حافظہ کی قوت برابر قائم رہتی ہو۔ جو شخص کے پہلی مرتبہ کسی مخصوص لمحہ پر وجود مین آتا ہو اور جو اُس لمحہ کے بعد فوراً غارت ہوجاتا ہو کسی ترکیب سے ان باتون کو جو اُسکے پیش روان نے جانی تھین نہین جان سکتا ہے۔ اور نہ اُنکے محسوسات کو محسوس کرسکتا ہو۔ اس امر کے لئے ایک ایسے متنفس پن کی بنیاد کی جو وقت کے ساتھ روان رہتی ہو یعنی جو قائم رہتی ہو ضرورت ہو ادراک کے متعلق اُمور کا یعنی جذبون۔ حافظہ۔ اور ارادہ کا انکشاف مادّی بھیجے سے ہر لحمہ پیدا ہونیوالی سمجھ کی بنا پر ناممکن ہو خواہ اسکو کتنی ہی فصاحت اور کتنے ہی بڑے آدمی کے کلام کو تائید مین لیتے ہوے بیان کیاجاے۔

دوسرا وصف ادراک کا اسلم سے تعلق رکھتا ہو جسکا امتیاز مادّہ اور مادّی چیزون سے کرنا ضروری ہو۔ ادراک مین اندرونی وسعت یا گنجایش ہو جو غیر محدود دانش ہمت نیکی۔ ارادہ وغیرہ وغیرہ کا قیام گاہ ہوسکتی ہو۔ لیکن مادّہ کے ذرّہ مین کوئی اندرونی طرف ہی نہین ہو کہ جسمین کوئی چیز سماسکے۔ مادّہ کے تعلق مین دنیا کے سلسلہ مین تدریج ترقی کرنیکے مسئلہ ([illegible]) کا مفہوم اجسام کا ذرّون کے ہمیشہ کے ملاپ و مرکبات کے ذریعہ سے عمدگی حاصل کرنا ہو۔ من کے سلسلہ مین اُسکا مفہوم ادراک کا اندرونی روشنی اور وسعت خیال کی دولت سے بھرپور ہونا ہو۔ ادراک بذات خود ایک دنیا ہو جو بے شمار خیالات اور احساس وغیرہ سے آباد کی جاسکتی ہو۔ لیکن مادّہ کے ذرّہ کا کوئی اندرونی صحن نہین ہے جسمین ایک خیال کو بھی جگہ دیجاسکے۔ سمجھ کی صفائی ایک فرضی ابتدائی چھونے کی قوت کے انش کو دوگنا چوگنا کرنیسے نہین حاصل ہوتی ہو بلکہ من کے مندپن تاریکی اور دھندلاپن کے ہٹانیسے یہ حالت بالخصوص اودھی گیان یعنی درویشون کی روشن ضمیری کی ہو جو سخت تپشیا فاقہ کشی اور

نہین پائی جاتی ہی لیکن ہم پہلے ہی ذرہ میں روح کے وجود کی تردید دیکھ چکے ہین۔

مینونسپل کمشنرون کی سی جماعت کے ادراک کے خیال کی مزید تردید ضروریات منطق سے بھی ہوتی ہی کیونکہ منطقی نتیجہ صرف اُسی وقت ممکن ہوسکتا ہو کہ جب نتیجہ نکالنے والا ادراک وہ ہی ہو جو منطق کے دونون جملون یا قضیون سے جن سے نتیجہ نکالا جاتا ہی واقف ہو اسکے خلاف کبھی نہین ہوسکتا ہی کیونکہ اگر اس جماعت مینونسپل کمشنران مین سے ایک شخص ایک جملے منطقی سے واقف ہی اور دوسرا شخص دوسرے جملے منطقی سے تو نہ وہ دونون اور نہ کوئی تیسرا شخص ان جملون سے کسی قسم کا نتیجہ نکال سکینگے۔ اسیطور پر اگر بھیجے کا ایک حصہ صرف ایک جملے سے واقف ہی اور دوسرا حصہ دوسرے جملے سے تو ان جملون سے کسی نتیجہ کا نکالا جانا ناممکن ہوگا۔ مگر چونکہ آتما منطقی نتیجہ نکالنے کی قابلیت رکھتا ہی اسواسطے یہ ثابت ہی کہ وہ بھیجے سے الگ کوئی دوسری قسم کی چیز ہی یعنی وہ کوئی مرکب چیز نہین ہی بلکہ متنفس پن کو لئے ہوے سادی اور ناقابل تقسیم (اکھنڈ) یعنی بغیر اجزا کے ایک شے ہی۔

حافظہ کے لحاظ سے بھی ہم دیکھ سکتے ہین کہ وہ ایک بھیجے جیسی تبدیل اور ضائع ہونے والی شے کی صفت نہین ہوسکتا ہی کیونکہ جو بھیجا کہ آج کسی چیز کا احساس کرتا ہی وہ کسی حالت میں وہ بھیجا نہین ہوگا جو پچاس برس کے بعد اُس احساس کو یاد کریگا۔ پس اگر بھیجا ہی یاد کرنیوالی طاقت ہی تو حافظہ ضرور ایک معجزہ ٹھہریگا کیونکہ اُس صورت مین ہمارا آج کے محسوس کئے ہوے واقعہ کو یاد کرنا بمنزلہ کسی دوسرے شخص کے مشاہدہ کے یاد کرنیکے ہوگا کہ جو پچاس سال ہوے زندہ تھا۔ یعنی دوسرے الفاظ مین بمنزلہ اپنے تئین دوسرے کی ہستی کے طور پر یاد کرنیکے ہوگا جو ایک محض لغویت ہی جیسا کہ ایک بڑے رومن کیتھولک پادری مہر (Mr. Maher) صاحب نے اپنی کتاب موسومہ سائکولوجی (Psychology) میں دکھایا ہی۔ پس یہ ظاہر ہی کہ حافظہ کسی ایسی چیز کا کرتب نہین ہی جو مثل ایک بہتی ندی کے ہر لحظہ نیا بنتا ہو

کبھی اُس سے علٰحدہ نہین ہوتی یعنی وہان بھی نہین کہ جہان ادراک کا اظہار محض چھُونے کی طاقت پر محدود ہوگیا ہو۔ بلاشک اس نیچے درجہ کے ادراک کا ایک مادّی ذرّہ کے تعلق مین قیاس کرنا ممکن ہو لیکن ماہران سائینس کی ہی کثرت رائے اس کے خلاف ہو اور یہ بالکل غلط ثابت ہوتا ہو جیسا کہ پہلے ظاہر ہوچکا ہو اور جیسا آگے چل کر بھی دکھایا جائے گا۔ لیکن ادراک اگر مادّی ذرّہ کی خاصیت نہین ہو تو وہ بھیجے کا بھی کرتب نہین ہو سکتا ہو کیونکہ متنفس پن کی صفت کا انسانی یا حیوانی بھیجے مین سے جو خود اکھنڈ نہین ہو اور اس لئے متنفس پن نہین رکھتا ہو پیدا ہونا قیاس مین نہین آسکتا ہو۔ کیونکہ بھیجا مادہ کے ذرّون سے بنا ہوا ہو اور ایک کمپنی کی طرح کے متنفس پن کے سوا اور کسی متنفس پن کا موصوف نہین ہو سکتا ہو یعنی اُسمین شخصیت اگر ہو سکتی ہو تو صرف ایک جماعت مردان کی طرح پر ہو سکتی ہو جو کسی معاملہ کے طے کرنے کے لئے اکٹھا کئے جائین۔ یہ مین تسلیم کرتا ہون کہ ہمارے خیالات ہماری اپنی ذات کی نسبت مختلف وجوہ مثلاً بیماری مسمریزم وغیرہ سے بدل سکتے ہین لیکن یہ کسنا وہ ہی بات نہین ہو کہ ہمارا ادراک مثل ایک مینوسپل* کمشنرون کی جماعت کے ہی جو میونسپلٹی کی کسی میٹنگ مین فراہم ہون۔ اگر بھیجے جیسی مرکب شی کسیوقت مین شخصیت کو پیدا کر سکتی ہو تو وہ صرف ایک مادّی ذرّہ کی شخصیت ہو سکتی ہو کیونکہ بھیجے مین اور کسی چیز مین شخصیت

* روح کے متنفس پن کے وصف پر اس امر کا کچھ بھی اثر نہین پڑتا ہو کہ بعض بعض زندہ اجسام مین ایک سے زیادہ جاندار پائے جاتے ہین۔ جیسا کہ جین مت بتاتا ہو قدرت مین دو قسم کے اجسام ہین یعنی ایک تو وہ کہ جنہین صرف ایک ہی روح ایک جسم مین پائی جائے اور دوسرے وہ جو مثل ارواح کے جتھے کے ہون۔ انہین پچھلے آخرالذکر کے عموماً معدہ یا کوئی اور عضو یا اعضائے جسمانی مشترک ہوتے ہین لیکن اور سب باتون مین ایک دوسرے سے بالکل علٰحدہ ہوتے ہین۔ مگر وہ آپسمین ملکر درحقیقت ایک متنفس ہیچ کسیطور پر نہین بناتے ہین اور ان مین سے ایک یا زیادہ کا غارت ہونا سب کا غارت ہونا ہی۔ وہ مثل اُن ہنگری کے ملک کے ابھے والی توام لڑکیون کے ہین جنمین سے ایک پہلے بلا دوسری بہن کی شخصیت کو کسی قسم کا زوال پہنچائے مرگئی گو کہ اُس دوسری نے بھی اپنے ایک ایسے قریبی عزیز کی وفات سے کہ جو اُسکے زیرین جسم کو اُس کے ساتھ مشترکاً اپنا جسم بنائے ہوئے تھی بہت کچھ جسمانی اور روحانی صدمہ پایا ہوگا۔ ۱۲۔

خود اپنے ہی وجود کی تبدیلیون کے جاننے کے اوپر موقوف ہی۔ پس یہ کتنا غلط ہی کہ کسی چیز کے جاننے مین جاننے والا صرف اُس چیز کو ہی جانتا ہی اپنے کو نہین۔ امر واقع یہ ہی کہ صرف اُسی چیز کا کہ جس کا واقعی وجود ہی آتما کو علم ہو سکتا ہی۔ اور چونکہ ادراک کی حالتون یا تبدیلیون کا یعنی دوسرے الفاظ مین روحانی جوہر کی تبدیلیون یا حالتون کا کوئی وجود روحانی جوہر سے علٰحدہ نہین ہی اسوجہ سے روح کے وجود کے ساتھ ہی اُسکی تبدیلیون کا احساس ممکن ہی۔ یہی بات دُکھ سُکھ کے احساس کے بارہ مین بھی پائی جاتی ہی جسنے ہم سب واقف ہین۔ جب مین کہتا ہون کہ مجھے دُکھ ہو رہا ہی یا مین سُکھی ہون تو میرا مطلب یہ نہین ہوتا ہی کہ دُکھ اور سُکھ میری ذات کے باہر مجسم اشیاء ہین جنکو مین نے کسی انوکھے طریقہ سے گرفت کیا ہو۔ جو میرا مفہوم ہی وہ یہ ہی کہ مین اپنی ہی ذات کی ایک حالت یا تبدیلی کو محسوس کرتا ہون جو ایک صورت مین دُکھ اور دوسری صورت مین سُکھ کی شکل رکھتی ہے۔ دُکھ سُکھ اسوجہ سے میرے ادراک کی حالتین ہین یعنی اُس عام احساس آگاہی کی جو مجکو اپنی ذات کا ہی۔ نیا پیدا ہوا بچہ جو پیدا ہوتے وقت چلاتا ہی بلاشک پیدا ہونے کی تکلیف کو اپنے ہی ادراک کی حالت کے طور پر محسوس کرتا ہی گو کہ اسوقت مین اپنے آئینہ عقل کے صاف نہونے کی وجہ سے وہ اپنی ننھی سی شخصیت کی صاف تصویر اپنے خیال مین قائم نہین کر سکتا ہی۔ موجودہ زمانہ کے عالم لوگ اسکے خلاف خواہ کچھ بھی کہین لیکن حقیقت یہ ہی کہ دُکھ یا سُکھ کا احساس سوائے ضمیر واحد متکلم کے کبھی نہین ہو سکتا ہے اگر کوئی شخص ضمیر غائب مین دُکھ سُکھ کا احساس کر سکے تو وہ معجزہ ہوگا کیونکہ جس شی کو انسان اپنے سے باہر دوسرے مین دیکھتا ہی وہ تماشا ہو سکتا ہی کبھی احساس یا انوبھو نہین۔

پریر (Preyer) صاحب کے بچّہ نے بھی اگر پریر صاحب نے اُس کو کبھی قوت گویائی حاصل ہونے کے قبل بھوک کی حالت مین دیکھا ہوگا تو بھوک کو ضمیر واحد متکلم مین محسوس کیا ہوگا اور ضمیر واحد متکلم مین ہی اُس نے اُس تسکین کو محسوس کیا ہوگا جو غذا پانے سے انکی قوتون پر حاصل ہوتی ہوگی۔ پس ہم نتیجہ نکالتے ہین کہ ادراک کی پہلی علامت متنفس پن ہی جو نیچے سے نیچے درجون مین بھی

کر لیا ہے اور اُسکا استعمال خود اُسکی حالتون (صحت - عمدگی وغیرہ) اور متنفس کے جذبات پر موقوف ہوگا - نئے پیدا ہوئے بچے کا اپنے وجود کو اپنے تئے یا کسی دوسرے کے لیے سمجھنے مین (یا بیان کرنے مین) قاصر رہنا ان مشکلات کا نتیجہ ہوگا جو ایک نئے اور بیحد نازک آلے کو استعمال کرتے وقت پائی جاتی ہین جبکہ ایک ہوشمند مجرم کا اپنی دماغی طاقت کا استعمال نہ کرنا اس وجہ سے ہوگا کہ وہ اپنی خواہشات کو مغلوب نہین کر پایا ہے -

لیکن ہم کو چاہیئے کہ اب ہم آتما کی زیادہ صاف الفاظ مین تعریف کرین - پہلی چیز جو ادراک کے متعلق غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ وہ متنفس ہے - یہ بمنزلہ اس کہنے کے ہے کہ ہر شخص اپنے سے مثل اپنے ہی کے نہ کسی غیر کے آگاہی رکھتا ہے خواہ وہ تعریف جو اُس کے مَن مین اُسکی ذات کی ہے مختلف اوقات پر مختلف اسباب سے کتنی ہی مختلف کیون نہو - اسیطرح پر کوئی شخص اپنے تئین ایک سے زائد یا گروہ مردمان نہین جانتا ہے - ہماری خواہشات اور جذبون مین ایک طرف اور تمیز اور دور اندیشی مین دوسری طرف کتنی ہی مخالفت کیون نہو لیکن کوئی شخص کبھی اپنے تئین بطور ایک کمپنی یا جماعت اشخاص کے کہ جہان پر معاملہ کا دارومدار کثرت رائے پر ہو نہین سمجھتا ہے - غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری آگاہی کا ذریعہ جسکو ہم ادراک کہتے ہین ایک باطنی جاننے والی روحانی حالت ہے جسکی نہایت موزون تعریف آگاہی کا احساس ہے حتیٰ کہ میرا کسی چیز کا علم اُس چیز کی موجودگی یا قربت کا احساس ہے - اسطور پر کسی چیز کی آگاہی ہونے مین مجھے اپنی ذات کی اور اُس چیز دونون کی ایک ہی وقت مین آگاہی ہونا ضروری ہے جس کسی شخص نے علم یا آگاہی کو ایک قسم کا احساس سمجھ پایا ہے اُسکو یہ امر بالکل صاف معلوم پڑے گا کیونکہ جاندار صرف اپنے ہی وجود یا اُس وجود کی حالتون کو ان تبدیلیات کے ساتھ جو انہین دوسرون کی قربت یا موجودگی سے پیدا ہوتی ہین محسوس کر سکتا ہے - یہ کہنا بالکل لغو ہوگا کہ مین دوسرے کے وجود کو تو محسوس کر سکتا ہون مگر اپنے کو نہین - در اصل دوسرے کے وجود کا علم میرے

پس کیا ایسا نہین ہوسکتا ہو کہ ادراکی کل کے پتلے کی طرح کے افعال ایک خوابیدہ قوت کا حوالہ دیتی ہون نہ کہ ایک ایسی چیز کی شروعات کا جو مدتون اور بتدریج نشوو نما پانے کی پیچیدگیون سے گذر کر بالآخر تمیز بن جاوے۔ اور کیا ایسا بھی نہین ہوسکتا ہو کہ بھیجے کی نشوو نما ایک اپنے کو ضبط کرنیوالے متنفس کی ضروریات کے لئے ہوتی ہو نہ کہ متنفس کو گڑھنے یا ساخت کرنے کے لیے بمنزلہ ایک کارخانہ کے۔ یہ امر پُرمعنی ہو کہ من کا اعلےٰ درجہ کا کام یعنی امتیاز یا تجویز صرف ایسے ہی جاندار کر سکتے ہین جو اپنی کل کے پتلے کی سی حرکات کو روک سکتے ہین یعنی جو اپنی حرکات کو روک کر غور کرنے کے لئے وقفہ نکال سکتے ہین۔ اس لئے بھیجے کی ضرورت صرف اُنھین جاندارون کے لیے ہی جو اپنی حرکات کے تحریک کرنیوالے اسباب یعنی خواہشات پر تھوڑا بہت غالب ہو گئے ہون۔

جیسا کہ عام طور سے معلوم ہو ایسے بہت سے عقلمند مرد و زن اس دُنیا مین پائے جاتے ہین جو بعض بعض موقعون پر اپنی قوت تمیز کو بالکل استعمال ہی نہین کر سکتے ہین خاص کر جبکہ کوئی زبردست ترغیب انکے سامنے موجود ہو۔ ایسی صورت مین وہ بہت سے ایسے افعال کے مرتکب ہو جاتے ہین جنکے لئے وہ بعد مین اطمینان سے بچار کرنے پر نادم ہوتے ہین۔ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان موقعون پر تمیز اور جذبہ مین مخالفت ہو جاتی ہے اور جذبہ کی تھوڑی دیر کے لئے فتح ہو جاتی ہو۔ اگر تمیز کو بھیجے کا کرتب مانا جائے تو تمیز کا اسطور پر مغلوب ہونا مشکل سے قیاس مین آتا ہے جبکہ بھیجا برابر اپنا کام کرتا رہے اور متنفس کو اسوقت بھی جبکہ جذبہ غالب ہوتا ہو اور اُس کے بعد بھی بناتا رہے۔ برعکس اس کے ہر چیز صاف طور سے سمجھ مین آجاتی ہے اگر یہ مان لیا جائے کہ متنفس اپنے ساتھ موجودہ زندگی سے پہلے کی قوتین و میلان خاطر جنھون نے کہین اور نشوو نما پائی ہے لاتا ہے اور یہ کہ اُس کا حال کا جسم ان قوتون اور میلان خاطر کی وجہ یا ذریعے سے بنتا ہو۔ ایسی صورت مین بھیجا امتیاز کا آلہ ٹھہرتا ہے جو ایک ایسے متنفس کے استعمال کے لیے بنتا ہے جس نے اپنی خواہشات کو ایک حد تک قابو مین

بعض موقعون پر محض چھونے کی طاقت پر محدود ہوجاتا ہی۔ عادتی ادراک اور امتیاز کے اظہار
کے لیئے خاص خاص حالتین ضروری ہین۔ اور محض ایک کل کے پتلے کی سی زندگی سے ترقی
کرنیکے لئے کسی ایسے آلہ کی ضرورت ہے جس سے طبیعت اور عادات کی حرکات کو روکا جائے۔
یہان آپ کا بھیجا کارآمد ہوتا ہے جو بطور ایک قسم کے (چھینکے) کے گیان اندریون
اور کرم اندریون سے تعلق رکھنے والی نسون کے جال کے اوپر اس لیئے پھیلا ہوا ہے کہ روح
کو بیرونی اشیاء کا علم کرادے یا حسب ضرورت جسمانی حرکات پر قابو رکھے۔ لیکن یہ قیاس
کرنا کہ قوت احساس بھیجے سے نکلی ہی مغالطہ ہے کیونکہ بغیر بھیجے کے جانورون مین بھی جو کل
کے پتلے کی طرح کی حرکات ہوتی ہین وہ ادراک کی عدم موجودگی ثابت نہین کرتی ہین اس
وجہ سے کہ ان جانورون کو بھی احساس اور دُکھ سُکھ محسوس ہوتا ہی۔ احساس اور دُکھ سُکھ کا
محسوس ہونا بالکل مادّی کارروائی نہین ہی۔ انکا تعلق مَن سے ہی گو کہ امتیاز کرنیوالی عقل
انہین موجود نہ پائی جائے۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہ کہنا ناممکن ہے کہ گیان اندریون کے تنتون
کی تحریک ہر حالت مین بذات خود عادتی حرکات کرانے کے لیئے کافی ہے۔ ایسا کہنے سے تو
کل کارخانہ محض مادّی حرکات پر محدود ہوجاوے گا جہان ادراک کی کوئی بھی ضرورت نہ ہوگی
مزید بران یہ بھی ثابت نہین ہی کہ گیان اندری کے تنتون یا ناڑیون کی تحریک مین اور جسم کے
کسی عضو کی حرکت مین ہمیشہ کوئی نسبت پائی جاتی ہے مثلاً سوئی جیسی چھوٹی چیز کا چھبنا ایک
ہاتھی سے بھی جسیم جانور کے اپنا پاؤن ہٹا لینے کا باعث ہوتا ہی اور مچھر کا کاٹنا ایک سوتے ہوئے
دیوزاد کے بستر مین کروٹ بدلنے کا۔ ایسے موقعون پر جو امر واقعی ہوتا ہے وہ ایسا جان پڑتا ہی
کہ گیان اندریون کی تحریک کا محض کام احساس پیدا کرنا ہی اور اُس کے بعد کی متنفس کی خیالی
تحریک اُس کے جسمانی حرکات کا باعث ہوتی ہی جو اس صورت مین جہان قوت امتیاز موجود نہین
ہے عادت کے طور پر عمل مین آتی ہے اور جہان وہ موجود ہے مخصوص اعضا کے بالارادہ
ہلنے جلنے سے۔

جب وہ بولنے لگتا ہے اُس کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔ ایک عرصہ دراز تک

بچہ اپنا تذکرہ غائب یغرمین کرتا ہے۔ اُس خاص موقع پر جبکہ بچہ لفظ مین پہلی

مرتبہ اپنے لیے استعمال کرتا ہے یعنے جبکہ اپنی ذات کا احساس صاف ہو جاتا ہے

اُسوقت اپنی ذات کے علم کی اور غیر ذات کی مخالفت کی ابتدا ہوتی ہے"

اس مضمون مین جن امور کے نیچے مین نے لکیر کھینچ دی ہے وہ اہم ہین۔ یہ بیان بالکل حیرت انگیز ہے خاص کر کہ جب ہم جانتے ہین کہ یہ ایک ایسے شخص کا بیان ہے جو بہت ٹھیک ٹھیک اور صحت سے کے ساتھ خیال کرنے کا عادی ہے۔ اگر نئے پیدا ہوئے بچہ کے ادراک نہین ہوتا ہے تو اُس تکلیف کو جس کا اظہار پیدا ہوتے وقت کی بچہ کی چیخ سے ہوتا ہے کون محسوس کرتا ہے۔ اگر ادراک بچہ کی قوت گویائی کے حاصل کرنیکے بعد نمایان ہوتا ہے تو بچہ کی محبت اور نفرتون کا جو اسمین قوت گویائی کے قبل بھی پائی جاتی ہین کیا سبب ہے۔ اور یہ دلیل کہ بچہ بہت عرصہ تک اپنا تذکرہ ضمیر غائب مین کرتا ہے مباحثہ کو بالکل ہی لغویت کی حد تک پہنچا دیتی ہے۔ کیا اسکا یہ مفہوم ہے کہ بچہ اپنے دکھ سکھ کو بھی ضمیر غائب مین محسوس کرتا ہے گویا کسی دوسرے شخص کی حالتون کا تماشائی ہے۔

ہمکو چاہیئے کہ ہم ایسے مغالطون اور نیم سچائی سے دھوکہ نہ کھائین۔ فہم۔ قیل وقال کی قوت اور گویائی ان سب کا وہی مخرج ہے جو دُکھ سکھ کے احساس کا ہے۔ سمجھ اور احساس ایک ہی شے کے دو مختلف کام ہین یعنی اُس قوت کے جو ہمکو ہماری حالتون کا علم کراتی ہے۔ دوسرے الفاظ مین اپنی ذات سے آگاہی کرانے والی قوت کے۔ احساس اور جذبہ ادراک کی شکلین ہین اور عقلی قیاسات اور الفاظ مین ظاہر ہونیوالے خیالات بھی جنکو ہم علم کہتے ہین ادراک کی ہی صورتین ہین۔ دو مختلف قسم کے احساس یا ادراک دُنیا مین نہین ہین۔ سمجھ ایک ہے خواہ اُس کا اظہار بے سوچے سمجھے ہو یا امتیاز کے ساتھ۔ اور ادراک ہر جاندار مین برابر موجود رہتا ہے اور کبھی بالکل معدوم یا غارت نہین ہو جاتا ہے گو کہ اُسکا ظہور

کی ہو کہ روح اور مادہ کے اوصاف کو ٹھیک ٹھیک طور سے دریافت کریں اور اسوجہ سے ایک کو دوسرے سے تمیز کرنے کے قابل نہیں ہین - ادراک کی خاص علامتون کی جستجو ہر شخص کو اس امر کا قایل کردیگی کہ وہ کوئی بیجے سے پیدا ہونیوالی شے نہیں ہی خواہ اُس کا بیجے سے کتنا ہی گہرا تعلق کیون نہ پایا جائے کیونکہ جیسا ہم ابھی دیکھین گے ادراک مین

(۱) متنفس پن

(۲) چیتن یعنی صاحب من ہونے کی صفت - اور

(۳) لافانی ہونا

پائے جاتے ہین جبکہ بیجا

(۱) مرکب -

(۲) اچیتن یعنے چیتن پن سے بے بہرہ - اور

(۳) فانی -

ہے -

ہیکل اور اُس کے دوست ادراک کو ایسا سمجھتے ہین کہ گویا اُس کا اطلاق صرف انسان کی اور بعض اونچے درجہ کے جانورون کی زیادہ روشن تمیز پر ہی ہو اور اسمین اُن نیچے درجہ کے احساس کو شامل نہین کرتے ہین جیسے دُکھ کہ جسکو سب جاندار محسوس کرتے ہین یا صدمہ جس کو کہ پوشے اور درخت بھی محسوس کرتے ہین جیساکہ ہندوستان کے مشہور و معروف پروفیسر علم طبعی سر جگدیش چندر بوس نے حال مین علمی طریقہ کی پوری صحت کیساتھ ثابت کیا ہی ہیکل صاحب کی رڈل اف دی یونیورس (The Riddle of the Universe) مین سے مفصلہ ذیل مضمون مادہ پرستون کے عقیدہ کو بہت صاف طور سے ظاہر کرتا ہی -

"جیساکہ ہر شخص کو معلوم ہے نئے پیدا ہوئے بچہ کے ادراک نہین ہوتا ہی

پریر صاحب (Preyer) نے اس بات کو ثابت کردیا ہے کہ ادراک بچہ مین

مادہ کی اسطور پر تعریف کی ہو وہ جزوی علم رکھنے والے تھے۔ وہ ماہران علم زندگی (biology) نہ تھے...... انکا علم حرکات کی واقفیت تھی۔ زندگی کا علم نہ تھا...... آیئے ہم اس امر پر مودبانہ غور کریں۔ مادہ سے طلاق پاکر زندگی کہان ہے۔ ہمارا اعتقاد کچھ ہی کے ہمارا علم دونوں کو علٰحدہ نہ ہونے والے طور سے جڑا ہوا بتاتا ہے۔ ہماری ہر وقت کی غذا اور ہر ایک آبخورہ پانی کا جو ہم پیتے ہیں، مادہ کا من پر خفیہ طور سے اثر پڑنا ثابت کرتے ہین"

بدقسمتی سے ٹنڈیل کو صرف اپنے زمانہ کی روح کے متعلق غلط فہمیان ہی معلوم تھین اسکو یہ نہین معلوم تھا کہ ایک غیر نجات شدہ روح مادہ کے ملاپ سے مستثنیٰ اور اُسکے اثر سے آزاد نہین ہوتی ہو۔ اور نہ یہ اُسکو معلوم تھا کہ نجات شدہ ارواح نروان مین داخل ہونے سے کہ جس کا موجودہ سائینس کو وہم اور گمان تک نہین ہو اُس سائینس کی حد کے بالکل باہر ہو جاتی ہین۔ اس لیئے ٹنڈل کو یا اُس کے پہلے یا بعد مین اُس کے کسی اور سائینسدان بھائی کو یہ خیال نہین آیا کہ مادّے اور من کا آپس کا تعلق روح کے وجود کی کسی حالت مین تردید نہین کرتا ہے اور جب وہ اُسکی تردید ہی نہین کرتا ہے تو اُس کے وجود کا قطعی غارت کرنیوالا تو کسی حالت مین ہو ہی نہین سکتا ہی کیونکہ ادراک کا بھیجے کی نشو و نما کے اوپر منحصر ہونا صرف اس ہی وجہ سے نہین ہوسکتا ہی کہ بھیجا اسکو پیدا کرے بلکہ اور وجوہات سے بھی جیسا کہ پروفیسر ولیم جیمز نے جو ایک مشہور اور معروف ماہر علم من مین بتایا ہے۔ یہ ضروری نہین ہے کہ ادراک بھیجے سے پیدا ہوا ہو بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ادراک کے ظاہر ہونے کا بھیجا ذریعہ یا آلہ ہو۔ موجودہ سائینس نے ان مختلف ممکنات کے اوپر کبھی غور نہین کیا ہے اور اس لئے یہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ وہ باطل ثابت ہوئے ہین۔ پس جب موجودہ سائینس کے بعض سرا ہنے والے یہ یقین کر لیتے ہین کہ اُس نے روح کو محض ایک گمان یا خیال ثابت کردیا ہے تو وہ اُن قیاسی نتائج پر فریفتہ ہوجاتے ہین جو در اصل کبھی زیر تنقیح بھی نہین ہوئے ہین۔ اصلیت یہ ہو کہ حال کے محققین نے کبھی اس امر کی کوشش نہین

کہا ہے۔ تو پھر یہ کہاں سے آیا۔ آپ خون پتھروں میں سے نہیں نکال سکتے ہیں اور نہ حسن ادارک۔ حافظہ۔ تجویز یا ارادہ کو جڑ پینے بے جان فرّدون میں سے بیل فاسٹ کے مقام پر دیئے گئے مشہور لکچر میں جو دلیل پروفیسر ٹنڈل صاحب نے اپنے فرضی مخالف بشپ بٹلر پر محول کی تھی اُسکی تردید آج تک نہیں ہو پائی ہے اور وہ یہ ہے۔

"اپنے بے جان ہائیڈروجن کے ذرّون کو لو اور اپنے بے جان آکسیجن کے ذرّون کو لو اور اپنے بے جان کاربن کے ذرّے لو اور اپنے بے جان نائیٹروجن کے ذرّے لو اور اپنے بے جان فاسفورس کے ذرّے لو اور اپنے تمام اور ذرّے لو جو پتھروں کی طرح سے بے جان ہیں جنکا کہ بھیجا بنا ہوا ہے انکو علیحدہ اور بے حس خیال کرو اور اُنکو ایک دوسرے کے ساتھ دوڑتے ہوئے اور سب قسم کے مرکبات بناتے ہوئے من میں بچار و۔ مثل ایک بے جان کارروائی کے یہ سب قابل قیاس ہے لیکن کیا تم دیکھ سکتے ہو یا کسی طرح عقل میں یہ بات لا سکتے ہو کہ اُن بے جان حرکتوں میں سے اور ان متنفس مُردہ ذرّون میں سے حس خیال اور جذبہ پیدا ہو سکتے ہیں۔ کیا پاسوں کے اُچھالنے سے تم ہومر (یہ ایک بڑا شاعر گذرا ہے) کو پیدا کر سکتے ہو یا گولیاں لڑا کر علم حساب کے پیچیدہ اصولوں کو۔۔۔۔۔ تم انسانی فہم کا جو اس امر کا خواہاں ہے کہ ذرّون کے حرکات اور ادراک کے ظہور میں منطقی تعلق دکھایا جائے اسطور پر کبھی اطمینان نہیں کر سکتے ہو"

ٹنڈیل نے خود مادہ کی تعریف کی اس میں زندگی اور ادراک کو شامل کر کے توسیع کرنے سے اس مشکل سے بچنا چاہا۔ اُس نے کہا ہے۔

"اگر ہم مادّہ کو ڈیموکریٹس Democretus (ایک گریک فلاسفر کا نام ہے) کی نگاہ سے دیکھیں اور ایسا مانیں جیسا کہ اُس کا علمی کتابوں میں ذکر ہے تو ادراک کا زندگی کا اسمیں سے نکلنا سمجھ میں نہیں آسکتا ہے۔ جو دلیل کہ بشپ بٹلر کو محول کی گئی ہے وہ میری رائے میں اس قسم کے مادی علم کو غارت کرنے کے لئے کافی ہے لیکن وہ لوگ جو

دوسرا فرقہ مادہ پرستون کا ہمکو یہ بتاتا ہے کہ ادراک بھیجے سے پیدا ہوتا ہے - ادراک کے روح کی صفت ہونیکے خلاف اپنی بحث کو ختم کرتے وقت جینا کی یونیورسٹی کے پروفیسر ارنسٹ ہیکل صاحب ایسا لکھتے ہین -

"اس امر سے کہ ادراک مثل دیگر من کی صفتون کے بعض بعض اعضاء کے بڑھنے پر موقوف ہی اور اس امر سے کہ وہ بچے مین ان اعضاء کے نشوونما کی مناسبت مین نمایان ہوتا ہے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ جانورون مین وہ تاریخی طور سے پیدا ہوا ہے"

لیکن یہ محض وہم ہی کوئی منطقی نتیجہ نہین ہے جو کسی مستند ویاپتی پر قائم ہو - اور اس امر سے آپ پہلے ہی واقف ہو چکے ہین کہ ویاپتی (تعلق منطقی) کے بغیر سچا نتیجہ نہین نکل سکتا ہی - ہیکل صاحب کا دل خود اُن کو اس بیان کی کمزوری ماننے پر مجبور کرتا ہی کیونکہ وہ فوراً ہی یہ بھی لکھتے ہین -

"تاہم گو کہ ہم ادراک کے اسطور سے بتدریج پیدا ہونے کے کہتے ہی قائل کیون نہ ہون بدقسمتی سے ہم ابھی اپنے تئین اس حالت مین نہین پاتے ہین کہ اس بات کی زیادہ تشریح کرین یا اُس کے ثابت یا صاف کرنے کے لئے مخصوص رائے قائم کرین"

واہ کیا عمدہ قیاس ہی امر واقع ابھی مخصوص طور سے صاف نہین ہوا ہے اور اُسپر بھی ہم اُس کے قایل بیٹھے ہین - ادراک بھیجے سے پیدا ہوتا ہے یہ کہا جاتا ہی لیکن بھیجے نے اس کو خود کہان سے حاصل کیا - کیا یہ اُس فرضی ابتدائی انش مین سے نکلتا ہی جو مادہ کے ذرون مین مثل ایک مبتدی روحانی جزو کے مانا گیا ہے اور جسکی تردید اس سے پہلے ہو چکی ہے - ہیکل صاحب خود مادی ذرہ کی روحانیت کے خلاف ہین جیسا کہ انھون نے اپنی کتاب دی رڈل آف دی یونیورس (Riddle of the Universe) کے دسوین بلیبین

سونگھنا۔ دیکھنا اور سننا نہین ملتا ہے اور یکسوطرح بھی قیاس مین نہین آتا کہ یہ قوتین (چکھنا
دیکھنا سننا) محض تیزی یا تشدید کے طور پر قوت لامسہ مین سے جو مادہ کے ایک ذرہ مین پائی
گئی ہو نکل سکتی ہین۔ محض چھونے کی قوت اور ان اعلےٰ درجہ کے ادراک کی کارگذاریون جیسے
تجویز اور ارادہ کے درمیان اتنا بڑا فرق ہو کہ اسکو ہم صرف لفظی اصطلاحون یا جملون سے رفع
نہین کرسکتے ہین اور وہ اس بات کا خواستگار ہو کہ تیزی اور تشدید کے مسئلہ کی نسبت
کوئی زیادہ معقول تشریح اُسکی کیجاوے۔ اس بات کی تائید مین کہ چھونے کی طاقت مین سے
روشن ضمیری یا منطقی دلیل نکل سکتی ہے ذرا بھی شہادت نہین ہے اور یہ قطعی ناممکن ہے کہ
آپ کینٹ (Kant) یا شوپین ہوار (Sohopenhauer) جیسے بڑے
آدمیون کے فہم کو محض ایک چھونے کی حس کو ہزار گنا دس لاکھ گنا یا ستو ارب گنا کرنے
سے بنا سکین۔

علاوہ اس کے مادہ کے ایک ذرہ سے جو چیز وابستہ ہو وہ اس سے کبھی علیحدہ
نہین ہوسکتی ہی کیونکہ ذرہ کو ہم توڑ پھوڑ نہین سکتے ہین اور نہ اُس کے کوئی ایسے اجزا یا اَنش
ہین جو اُس سے علیحدہ ہوسکین۔ ذرہ مین مانے ہوئے ادراک کا تیز کرنا بالکل ہی ناممکن ہی
کیونکہ کوئی ذرہ اپنے مین کوئی ایسی منتقل ہونے والی صفت نہین رکھتا ہے کہ جبکو وہ کسی
اپنے بھائی یا بہن کو ہبہ کرسکے اور نہ انسان ہی اپنے ادراک کو اپنے کسی حاجت مند بھائی کو
دے سکتا ہی کیونکہ ارادہ - حافظہ - تجویز اور بالفعل مثل دُنیاوی چیزون کے منتقل ہونیوالی
اشیاء نہین ہین۔

پس ہم دیکھتے ہین کہ یہ قیاس کہ مادہ کے ذرون مین ادراک کا ابتدائی اُنش
ہے جو بتدریج بڑھتے بڑھتے تیز ہو کر ایک مسیح یا اعلےٰ فلاسفر کی جامع روح بن سکتی ہے
واقعات کے انکشاف کرنے کے لیے قطعی ناکافی ہے اور مانا نہین جاسکتا ہی۔ لیکن مادہ پرستون
کا بھی ایک قیاس اور باقی ہے جسکی بنا پر وہ ادراک کے وجود کی تشریح کرتے ہین۔ اب ایک

کیونکہ عاقبی مین بیچی تعلیم مذہب پر غور کرنے کا انکو کبھی موقع ہی نہین ملتا ہے۔

بیچی تسلیم مذہب کے بموجب روح اور مادہ دونون جوہر ہین جنمین بعض خواص یکسان ہین مگر ادراک نہین۔ ادراک روحانی جوہر کی مخصوص صفت ہی جو کوئی بے وجود شی نہین ہی البتہ وہ غیر مادی ہی یعنی مادہ کی بنی ہوئی نہین ہے۔ روح اور مادہ دونون بعض بعض صورتون مین ایک دوسرے پر اثر ڈالتے ہین مثلاً محض قوت خیال سے بیمار کو اچھا کر دینا اور ادراک کی تیزی کا بعض جڑی بوٹیون اور دواؤن کے استعمال سے کم وبیش ہونا وغیرہ۔ روح اور مادہ کے ملنے سے روح کے اصلی قوا اور احساس مند اور زائل ہو جاتے ہین اس لئے نروان کا بے کم وکاست یہی مفہوم ہی کہ روح کی خرابی پیدا کرنے والے مادہ سے بالکل علحدگی ہو جائے۔ بڑی سے بڑی حالت مین مادہ کے اثر سے روح کا ادراک قریب قریب معدوم ہو جاتا ہی اور اسوقت مین وہ صرف سپرشش (لمس) کے ہی قابل رہ جاتی ہے۔

روح کی مذکورہ بالا تعریف مین جو جین سدہانت سے لی گئی ہی یہ صاف طرح مانا گیا ہی کہ ادراک مادہ سے موثر ہوتا ہے۔ اس لئے جو سوال کہ اب مذہب اور سائنس کے درمیان پیدا ہوتا ہے وہ یہ نہین ہے کہ آیا انسان یا جانورون کے جسم مین کوئی بے وجود کبھی نہ بدلنے والی شی ہی یا نہین بلکہ یہ ہی کہ آیا قوت ادراک مادہ کے ذرّون کا کرتب ہی یا ایک دوسری قسم کے جوہر کا جس کا مادہ سے تعلق ہو جاتا ہی مگر جو دراصل مادہ نہین ہے۔

اب اگر احساس مادہ کے ذرہ کی خاصیت مانی جائے تو انسان کی اعلیٰ فہم اور روشن ضمیری وغیرہ کی عجیب وغریب قوتین اس ابتدائی احساس کی تیز تر یا شدید تر حالتین ہونگی۔ لیکن ہمارے سامنے تیزی یا شدت کا معاملہ نہین ہی۔

اونچی سے اونچی اور نیچی سے نیچی اشکال ادراک مین جو فرق ہی وہ مقدار کا فرق نہین ہی بلکہ قسم کا فرق ہی کیونکہ کثرت سے کثر مادہ پرست لوگون نے ذرہ کے احساس مین

جیسے نامی گرامی عقلمندون کا تیز اور زبردست فہم بن گیا اور اس سے بھی زیادہ ترقی کرسکتا ہے - اس خیال کے مطابق ادراک کی اعلے اعلے صورتین ابتدائی انش کی شدت سے حاصل ہوتی ہین - لیکن یہ محض قیاس ہی قیاس ہو اور اسکا دارومدار دو قسم کے امور مشاہدہ اور ایک قسم کے مذہبی مغالطہ پر ہو - امور مشاہدہ یہ ہین - (۱) یہ کہ مادّہ کا اثر ادراک کے خلق پر ہوتا ہی اور (۲) یہ کہ تمام جانورون مین ایک ہی قسم کے عقلی قوا نہین پائے جاتے ہین - اور مغالطہ یہ ہی کہ روح تغیر و تبدل حالات سے آزاد ہی یعنی روح ہمیشہ اور ہر موقع پر ایک ہی حالت مین قائم رہتی ہے - امور مشاہدہ کے خلاف مجھے کچھ نہین کہنا ہے - وہ پورے طور ثابت ہین اور اُنکی تردید نہین ہو سکتی ہے - سچ تو یون ہے جیسا ہم دیکھین گے کہ سائینس مذہب نے بھی اُنکا پورا لحاظ مدنظر رکھا ہے - مغالطہ کا اظہار ہیکل صاحب کی مشہور و معروف *The Riddle of the Universe* نامی کتاب مین اسطور پر پایا جاتا ہے -

"اِن ہی قسم کے واقعات سے یہ ثابت ہی کہ انسان کا ادراک اور اُس کے نزدیک ترین دودھ پلانے والے جانورون کا ادراک بھی تبدیل ہونے والی شی ہو - اور یہ کہ اُسکی قوت اندرونی اور بیرونی اسباب سے مثلاً خون کے دورہ وغیرہ اور بیئے کی چوٹ مسکّر وغیرہ کے استعمال سے اَدَلتی بدلتی رہتی ہے - زندہ اجسام مین ادراک کی نشوونما اس بات کو بخوبی ظاہر کرتی ہے کہ وہ کوئی بے وجود شی نہین ہی بلکہ بھیجے کا ایک مادّی ظہور ہے اور اس لیئے وہ جوہر کے متعلق جو قانون ہے اُس سے مستثنٰی نہین ہو"

اصلیت یہ ہو کہ سائینس مذہب نے کبھی روح کو ایک بے وجود شی نہین مانا ہی گو کہ ہیکل صاحب اس کے خلاف سمجھتے ہین اور نہ یہ کبھی مانا ہو کہ اُسپر مادّہ کا اثر نہین پڑتا ہے - مگر یورپ مین ماہران سائینس کو جس خیال سے مقابلہ پڑا وہ حقیقی مذہب کی اصل رائے نہ تھی بلکہ خالق پرستی کا ایک مبہم مغالطہ تھا جس کے بموجب روح ایک بے وجود اور کبھی نہ بدلنے والی شی ہے - اس وجہ سے ہم ماہران سائینس کے روح کے وجود سے انکار کو قطعی انکار نہین سمجھتے ہین

جبکہ ہم ایک سونے کی سلاخ کو کٹھالی میں گلاتے ہیں تو سلاخ پن کا ناش ہوتا ہے اور رقیق حالت کی ابتدا ہوتی ہے اور سونے کا بحیثیت سونے کے قیام رہتا ہے یعنی مستقل قسم کا قائم جوہر کا ہے۔ ہم یہ کہنے کے مجاز بھی نہیں ہیں کہ سلاخ پن کا ناش اور رقیق حالت کی ابتدا ایک ہی وقت میں نہیں ہوتی کیونکہ ان میں کوئی درمیانی حالت نہیں ہے۔ یعنی رقیق پن میں تبدیل ہونا ہی سلاخ پن کے ٹوٹنے کی صورت ہے۔ اگر آپ نے سونے کی ان دونوں حالتوں میں وقفہ مانا تو آپ یہ کہنے کے لئے مجبور ہوں گے کہ سلاخ پن کے ناش ہونے پر سونے کی اولاً کوئی شکل یا صورت قائم نہیں رہی اور بعد میں اُس کا رقیق پن بھی قطعی نیستی صورت (یا عدم) سے ظہور میں آیا۔ لیکن یہ بالکل بیہودہ ہوگا کیونکہ اشیاء کا وجود بغیر کسی شکل کے قیاس میں نہیں آسکتا ہے۔

دُنیا میں دو خاص قسم کے جوہر پائے جاتے ہیں ایک جاندار اور دوسرے بے جان۔ اوّل الذکر ان میں سے وہ ہیں جنکی صفت زندگی یا ادراک (Consciousness) ہے۔ اور دوسرے وہ جو بے جان ہیں جیسے مادّہ۔ ان کے اصطلاحی نام جیو (زندہ) اور اجیو (بے جان) ہیں۔ ہم انکو رُوح اور غیر روح بھی کہہ سکتے ہیں۔ مروج سائینس روحانی جوہر کی ہستی سے منکر ہے اور ادراک کو مادّہ کی صفت مانتا ہے۔ لیکن ماہران سائینس کو ابتدائے زندگی کے حل کرنے میں بڑی مشکلیں پڑتی ہیں اور وہ لوگ زندگی کے اس دُنیا میں پہلی مرتبہ نمودار ہونیکے بارہ میں عجیب وغریب رائیں لگایا کرتے ہیں۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ زندگی کا انش یا تخم اوّلاً کرہ ارض پر کسی دوسرے ستارہ سے گرا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ خودرُو ہے۔ اور بھی اس قسم کی رائیں ہیں جو لوگوں نے زندگی کے بارہ میں قائم کی ہیں۔ ہم سب سے پہلے اُس خیال کی جانچ کریں گے جو ادراک کے ایک ابتدائی انش کو مادّہ کے ہر ذرہ میں قائم کرتا ہے۔ یہ قیاس کیا گیا ہے کہ یہ ابتدائی ادراک کا انش پہلے پہل جرمنی کے فلسفی کینٹ (Kant) شوپن ہاور (Schopen hauer) ٹنڈال (Tyndall)

نہین پایا جاتا ہے جاپنے ذاتی تجربہ سے یہ کہنے کے لئے تیار ہو کہ اُس نے چیزون کو معدوم ہوتے ہوئے یا عدم سے وجود مین آتے ہوئے دیکھا ہے۔

قیام قدرت کا قانون یہ بتاتا ہے کہ جوہر (دربیہ) ہمیشہ کا رہنے والا یعنی ابدی ہے۔ سے کہ جو کچھ واقعی اور دراصل موجود ہے اُس کا کبھی ناسش نہین ہو سکتا۔ جب کہ ایک چیز فنا ہو معدوم ہو جاتی ہو تو دراصل اُسکی محض شکل بدل جاتی ہے یہ نہین ہوتا کہ وہ بالکل ہی ہستی سے نیست ہو گئی ہو شلاً اس مصری کی ڈلی کی جو دودہ یا پانی مین گھُل جاتی ہے محض شکل بدل جاتی ہو اور وہ ٹھوس حالت سے رقیق حالت مین مبدل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر مینہ کا برسنا ہوا کی نمی کا پانی کے قطرون کی صورت مین تبدیل ہو کر زمین پر گرنا ہے۔ ایسا نہین ہوتا کہ بادلون کے پیچھے سے کوئی دیوتا بیٹھ کر نیستی مین سے بارش کو پیدا کرتا ہو۔ اُوبلنے سے پانی بھاپ بن جاتا ہے اور بھاپ پھر ٹھنڈ پا کر مقطر ہو جاتی ہے۔ جیسا ہیکل صاحب کہتے ہین دُنیا مین ہم کہین مادہ کے نیستی مین سے ہست ہونے یا پیدا کئے جانے کی کوئی مثال نہین پاتے ہین " یہ تجربہ آزمایا ہوا اصول جس پر اب کوئی اعتراض نہین کرتا ہو علم کیمیا کی بنیاد ہی۔ اور اُسکی جانچ ہر وقت ہر شخص ترازو کے ذریعہ سے کر سکتا ہی" (*The Riddle of the Universe*)

جوہر کے قانون کا نیم یہ بتاتا ہے کہ اشیاء کے خواص و اوصاف بھی ہمیشہ کے ہین گو کہ مختلف جوہرون کے ملنے سے انمین تبدیلیان واقع ہوتی ہین۔ مثلاً رنگ و بُو وغیرہ اوصاف جو مادہ مین پائے جاتے ہین ہمیشہ سے مادہ مین ہین اور ہمیشہ رہین گے۔ اصلیت یہ ہو کہ جوہر اور اُس کے اوصاف ایک ہی چیز کی دو شکلین یا پہلو ہین کیونکہ اپنے اوصاف سے علیحدہ جوہر کوئی شی نہین ہو سکتا ہو۔ یہ کہنا بہتر ہی اسکے ہو کہ اوصاف جوہر ہی مین رہتے ہین اور جوہر اوصاف کا ہی مجموعہ ہی۔ مثلاً سونا اپنے کُل اوصاف جیسے زردی۔ بھاری پن۔ مادی پن وغیرہ وغیرہ کے ہی مجموعہ کا نام ہے اور اُن سے علحدہ کوئی شی قیاس نہین کیا جا سکتا ہے۔ جوہر مین پیدائش اور ناسش اور قیام ایک ہی ساتھ مین پائے جاتے ہین۔

تیسرا لکچر

سائینس

(الف)

آج شام کا مضمون 'سائینس کا مذہب' ہے۔ مگر الفاظ 'سائینس کا مذہب' قدرے مبہم ہین کیونکہ آج کل کے زمانہ مین جو مفہوم لفظ سائینس کا ہے وہ مادّہ پرستون کے علوم ہین جو کسی مذہب کے معتقد نہین ہین۔ سائینس کے مذہب سے میرا مطلب اس موقع پر سائینس مذہب سے ہی۔ یعنی مذہب سے بطور ایک سائینس کے ہے۔ کسی خاص گروہ اور فرقہ کے اعتقاد سے نہین ہے۔

سائینس جہالت کا مخالف ہے اور جو ہر موجودات اور انکی خاصیتون کے اور چیزون کے سچّے اسباب کے صحیح صحیح علم کا نام ہے۔ سائینس سے مفہوم ایسے علم سے ہی جو غلطی شُبہ اور عدم واقفیت سے پاک ہے اور جس کی جانچ تجربہ کے ذریعہ کیجا سکتی ہے۔ صحیح صحیح علم ہی کو سائینس کہتے ہین اور صحیح صحیح علم معتبر شہادت کے علاوہ صرف مشاہدہ اور تجربہ کرنے سے ہی صحیح عقل والے انسان کو حاصل ہو سکتا ہی۔ سائینس کا پہلا اصول نیچر (Nature) کا قیام ہی۔ اس کا مطلب یہ ہی کہ جو ہر موجودات اور اُنکے خواص ہمیشہ کے ہین اور کبھی نہین بدلتے۔ وہ کبھی معدوم نہین ہوتے اور نہ وہ کبھی عدم سے وجود مین آتے ہین یہ امر قوم انسان کے موجودہ اور گذشتہ زمانہ کے تجربہ سے ثابت ہی۔ اور جس تجربہ کے اوپر یہ امر مبنی ہے وہ کسی خاص مرد یا عورت کا تجربہ نہین ہی اور نہ لوگون کے کسی خاص فرقہ یا جماعت کا۔ بلکہ تمام قوم انسان کا جس مین ایک بھی مستثنیٰ نہین ہے کیونکہ باوجود اس کے کہ لوگ دنیا اور مخلوقات کی پیدایش کے بارہ مین چاہے جو کچھ رائے رکھتے ہون تاہم ایک بھی ایسا انسان

اس کے لئے ہمکو زیادہ عمدہ اور موزون موقع بعد کو ملے گا - یہان تو صرف اتنا کہنا ضروری ہے کہ شاستر کا اصلی کام ہمکو ٹھیک ٹھیک عسلم کا سکھانا ہے تاکہ ہم صحیح پر عمل کر کے اپنے اصلی معانی کو حاصل کر سکین - اس حد تک ہر شاستر جو سچے گرو کا کہا ہوا ہو قطعی ہے جیسے پہلے بھی کہا گیا ہے وہ ایک ہمہ دان ماضی و مستقبل و حال کے سب امور و تعلقات کے جاننے والے اوستاد کا کلام ہے اور منطق تعلق (دیا پتی) کی سچی اور آخری کسوٹی ہے - حتیٰ کہ جو امر کہ سچ بتانے والے شاستر کے خلاف ہے وہ ضرور غلطی اور پریشانی اور ٹھوکر کھلانے کا باعث ہوگا -

یہان پر آج شام کا مضمون ختم ہوتا ہے اور ہم بھی آج یہین پر رک جائین گے -

مادّی چیزون یا شکلون کی ہی حالت ہی۔ مادّہ کی نہین۔ جو نِیتہ ہے۔ اب فرض کرو کہ ہم ایک عام اصول مادّی چیزون کے فانی پن کے بارہ مین بنا دین اور اس پر زور دینے کے لیئے مادّہ کے نِیتہ ہونے کے مسئلے کو نظر انداز کر دین تو ہمارے خیال کی صورت **شُنک واد** کی سی ہوگی جو کہتا ہی کہ دنیا مین کوئی بھی شی پائدار یا نِیتہ نہین ہی جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہی کہ ہمکو یہ ماننا پڑتا ہی کہ چیزین ہمیشہ نیستی مین سے پیدا ہوتی ہین اور پھر بالکل نیست اور نابود ہو جاتی ہین۔ **شُنک واد** کی غلطی کا یہی کارن ہے کہ چیزون کا اَنِیتہ پن اُنکی شکلون تک ہی محدود ہی اور اُنکے مادّی مصالح تک جس کی وہ بنی ہوئی ہین نہین پہونچتا ہی۔ یہ ایک مثال سَنے **واد** کے اصول کے سمجھنے کے لیئے کافی ہے اور ہمکو ایک رُخے نتائج پر اڑ بیٹھنے سے تنبیہ کرتی ہی۔ ہر ایک چیز کے بہت سے پہلو ہوا کرتے ہین اور ایسے ہی سَنے بھی بہت قسم کے ہین لیکن ان مین سے زیادہ ضروری سَنے مفصلہ ذیل قسمون کے ہین

سَنے

قطعی یا اصلی
شلاً ایک مٹی کے گھڑے کو جسمین پانی بھرا ہو مٹی کا گھڑا اسکی اصلیت یا جوہر کے لحاظ سے کہنا۔

بیوہار یا عام لوگون کا
جیسے مٹی کے پانی سے بھرے ہوئے گھڑے کو پانی کا گھڑا کہنا۔ کیونکہ اسمین پانی بھرا ہوا ہے۔

دردیارتھک
جس کا تعلق جوہر یا اصلی صفات سے ہے۔

پریئے یارتھک
جو چیزون کو اُنکی بدلتی ہوئی حالتون کے لحاظ سے مشاہدہ کرتا ہے۔

سَنے **واد** کا مطلب سمجھانے کے لئے جس کا جاننا فلسفہ کے لئے بہت ضروری ہے اسقدر بیان ہی کافی ہے۔

اب مین شاستر کی طرف پھر متوجہ ہوتا ہون جس کا کچھ ذکر آج سے پیشتر کیچر مین آچکا ہے۔ یہ موقع اس متنازعہ امر کے حل کرنے کا نہین ہے کہ الہام کسکو کہتے ہین اور اسکا مخرج اصلی کیا ہی۔

اس قدرتی منطق سے اعلےٰ ترین فائدہ قدرت پر پورے طور سے حاوی ہوتا ہے کہ جس سے اعلےٰ سے اعلےٰ انسانی مقاصد پورے ہو سکین۔ قوم انسان کے لئے وہ روز بہت مبارک ہوگا جس دن یہ قدرتی منطق مدرسہ مین لڑکے لڑکیون کو پڑھایا جاوے گا اور مین اُمید کرتا ہون کہ یہ پرائمری سکولون مین بھی کسی سادہ طریقہ پر شروع کرایا جائے گا۔

یہان پر بیان منطق ختم ہوتا ہے جس کے سمجھنے مین مجھے یقین ہے کہ پون گھنٹہ سے زیادہ نہین لگا۔

اب مین قسم بندی کے بارہ مین چند الفاظ لکھون گا جس کا مطلب چیزون کو اُنکے خواص کے بموجب مختلف اقسام مین منقسم کرنا ہے۔ خاصیت کی دو صورتین ہین یا تو وہ ایسی صفت کسی شی کی ہی جو اُس سے کبھی علٰحدہ نہ ہو سکے مثلاً جیسے گرمی آگ سے کبھی الگ نہین ہو سکتی یا وہ جو علٰحدہ ہو سکے جیسے داڑھی جو انسان کے نکل آتی ہے اور علٰحدہ بھی ہو سکتی ہی۔ اصلی خاصیت اسکو کہتے ہین جو اپنے کلاس کے ہر ممبر مین پائی جائے مگر اُس کے باہر اور کسی چیز مین نہ پائی جائے۔

میٹافزکس یعنی فلسفہ کا دوسرا مددگار علم التجزیہ (analysis) ہی جس سے ہم کسی مرکب شی یا خیال کے اجزا کا حال دریافت کر سکتے ہین۔ اور آخری مددگار فلسفہ کا نے داد یعنے لحاظ نسبتی ہی جسکی اہمیت اس بات کی مستحق ہے کہ اس کا ذکر کچھ تفصیل विसतार کے ساتھ کیا جاوے۔ اس کے بارہ مین یہ کہنا صحیح ہے کہ جس قدر جھگڑے اور غلط فہمیان انسانون مین آپس مین مذہب اور فلسفہ کے متعلق ہوئے ہین وہ سب اس کے اصولون کی ناواقفیت کا نتیجہ ہین۔ لفظی معنون مین نے واد سے مراد لحاظ نسبتی سے ہی اور فلسفہ مین کسی امر یا تجویز پر عمارت بناتے وقت اس امر کا لحاظ رکھنے سے ہی کہ وہ امر یا تجویز کس پہلو کو لئے ہوئے ہی۔ اگر ایسا نہ کیا جاوے گا تو فلسفہ کی عمارت ٹیڑھی بنے گی۔ مثال کے طور پر ہم دیکھتے ہین کہ مادہ کی تمام اشیا ادلتی بدلتی رہتی ہین اور ٹوٹ پھوٹ کر ناش ہوتی رہتی ہین۔ لیکن یہ فرض

کو یورو پین منطق بڑی صحت کے ساتھ قائم رکھتا ہی۔ ہملٹن (Hamilton) اور مینسل (Mansel) صاحبان کی رائے ہی کہ منطق محض خیالی مطابقت کے قائم رکھنے کا علم ہے اور اُسکو واقعی حقیقت سے کوئی غرض نہین ہی۔ مل (Mill) اور بین (Bain) نے ضرور اس امر کی کوشش کی کہ یورو پین منطق کو ایک سچے علم کی حد تک پہونچا دین کہ جس کے نتائج واقعی تعلقات اشیاء سے مطابق پائے جائین مگر انھون نے بھی اسکو ویسا ہی بھدا بے ڈول اور مصنوعی چھوڑا جیسا کہ اس کو پایا تھا۔ یورو پین منطق کی علمی وقعت، جب ہم اُس کا اندازہ اس خیال سے کرتے ہین کہ اپنے روز مرہ کے بیوپار مین آپسکو معمولی لوگ اور وکلار وحکمار و منطق دان بھی کبھی واقعی استعمال نہین کرتے ہین کچھ نہین ٹھیرتی ہی اُس کی بیشمار اصطلاحین اور تعریفین حافظہ کے اوپر ایک بھاری بار ہوتی ہین۔ اور اُس کے اشکال اور جملے بجائے سلجھانے اور صاف کرنے کے خیال کو الجھاتے اور پیچیدہ کرتے ہین۔ قدرتی منطق جس کا آج بیان کیا گیا ہی ہر شخص کو خواہ وہ کتنا ہی بے وقوف ہو سکھا یا جا سکتا ہی۔ اور چھٹی اور ساتوین جماعت کی لڑکے لڑکیون کو توقطعی آسانی کے ساتھ پڑھایا جاسکتا ہی۔ وہ من کو روشن کرتا ہے اور خیال کی مطابقت کو محفوظ رکھتا ہی۔ اور اس طرح پر وہ زندگی کو خوشگوار بناتا ہی۔ برعکس اس کے مروجہ منطق محض نمایشی علمیت کا کوشاں ہے کسی مفید چیز کا سمجھانیوالا نہین ہے اور اپنے مرید کو چینک سے ظاہر ہونیوالی علمیت کی شبیہ عطا کرکے ختم ہو جاتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جس کسی نے اس مضمون کو سمجھا ہے وہ مجھ سے اس امر پر اختلاف نہین کرے گا کہ مروجہ منطق کی اعلےٰ ترین کارگذاری کا نتیجہ سخت اصطلاحات واشکال کا ایک سیٹ ہے جو جملون اور نتیجون کی خیالی مطابقت کی جانچ کرنے کے لیے بلا لحاظ اس امر کے کہ اُن جملون اور نتیجون کے مضامین واقعی طور سے صحیح ہین یا نہین بنایا گیا ہی جبکہ قدرتی منطق سے کم سے کم حاصل ہونے والا فائدہ طبیعت کا منطقی رجحان ہی جو انسان کو قدرتی تعلقات اور اشیاء کے سچے اسباب کی تلاش مین مصروف کرتا ہے۔ پس

(۴) مگر وپکشں مین نہ ملے۔

مقصد ذیل سلسلہ تقریر مین۔

الف - اس سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پر آگ ہو۔

ب - کیونکہ اُس پر دھوان ہے۔

ج - مثل رسوئی کے۔

د - اور برخلاف جھیل کے۔

ہ - پس اس لیے سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پر آگ ہو۔

سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پکشں (وہ مقام جہان پر کہ نتیجۂ اُس تقریر مین آگ) ہے سابق کی دیکھی ہوئی رسوئی سپکشں (س - مثل + پکشں یعنی پکشں کی طرح کا سابق کا دیکھا ہوا مقام) ہے اور جھیل وپکشں (و - مخالف + پکشں) ہے جسمین نہ دھوان ہے اور نہ آگ ہے لیکن گو کہ یہ تینون باتین زید کے پیدا ہونے والے بچّہ کی تمثیل مین لحاظ کی گئی ہین تاہم یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ وہ بدمعاش بودھون کے منطقی دعوے کو اس بات سے خفا ہوکر کہ اُس کی تذکیر اور تانیث اُس کی ہستی کے شروع ہی مین انھون نے معرض بحث کردی باطل نہین کردے گا۔

یوروپین منطق بھی ناکافی پایا جاتا ہے کیونکہ اُس کا سلسلہ دلیل صرف مصنوعی وخلاف قدرت ہی نہین ہے جیسا کہ اب صاف عیان ہوگیا ہوگا بلکہ اُس کا کوئی سروکار دریافت حقیقت سے نہین ہے۔ وہ صحیح علم منطق ہونیکی نسبت زیادہ تر علم تعبیر سے مشابہت رکھتا ہے۔

بلاشبہہ وہ نیائے اور بودھون کی منطق کی نسبت زیادہ صحت رکھتا ہے لیکن اُس کا کام محض منطقی جملون کے مفہوم کی تعبیر پر محدود ہے تاکہ اُنمین اور نتیجہ مین اصطلاحی مطابقت قائم رہے۔ ہم اس بات کو ماننے کے لیے تیار ہین کہ اس اصطلاحی مطابقت

لیکن تاہم نتیجہ وہ ہی کہ جسکی صحت کا کوئی منطقی ذمہ دار نہین ہو سکتا۔

مثال

(۱) زید کی بیوی کے حمل مین آیا ہوا بچہ لڑکا ہی۔

(۲) کیونکہ وہ زید کا بچہ ہی۔

(۳) مثل زید کے اور تمام بچّون کے جو سب لڑکے ہین۔

یہان علامت دلیل (جو زید کا بچّہ ہونا ہے) ہمذات مثال ہی جو نہ ہرجائی ہے اور نہ کسی اور طرح پر قابل اعتراض ہے۔ لیکن چونکہ اس سے کوئی واقعی تعلق منطقی تذکیر و تانیث سے نہین ہی اس لیے اس امر کا کوئی اعتبار نہین ہی کہ زید کی بیگم صاحبہ کے حمل مین آیا ہوا بچہ بھی ضرور ہی لڑکا ہوگا۔ اس مثال کی علامت دلیل تمام ہم جنس مثالون مین نتیجہ کے ساتھ وابستہ پائی جاتی ہے۔ یہ ہرجائی نہین ہی کیونکہ زید کا بچّہ ہونے کی صفت ایک بھی لڑکی مین نہین پائی جاتی ہی۔ اور نہ یہ بے وقت ہی کیونکہ وہ واقعی تمام وقت حمل مین آئے ہوئے بچّہ مین موجود ہی اور نتیجہ نکالنے کے وقت بھی۔

گوتم کے بنیاے کی اس کمزوری کو بعض بعض اشخاص نے اس بنا پر روا رکھنے کی کوشش کی ہی کہ یہ ممکن ہی کہ گوتم کی منشا صرف یہی تھی کہ اُس کے جلون اور دلیلون کی تردید کا بار ثبوت اُس کے مخالفین پر پڑے لیکن تاہم کسی ایسی کمزور بنیاد کے اوپر منطقی نتیجہ کو قائم کرنا اس اُمید مین کہ ہمارے مخالفین ہماری غلطیون کو رفع کر دین گے بے حد خطرناک ہی خاصکر جبکہ ہماری غلطیون کا رفع ہونا مخالفین کی لیاقت اور مرضی پر مبنی ہو۔

بودھون کے منطق مین بھی مثل نیاے والون کے علمی دیانتی نہین پائی جاتی ہی اور اسمین بھی ہم جنس مثال سے نتیجہ نکالنے مین تامل نہین کیا جاتا بشرطیکہ دلیل

(۱) پکشس مین موجود ہو۔

(۲) سپکشس مین پائی جاوے۔

(۵) بے وقت یعنی جس کا اطلاق ایسے موقع پر کیا جائے کہ جو وقت کے لحاظ سے مناسبت نہ رکھتا ہو۔ مثلاً

شبد نیتہ ہی۔

کیونکہ مثل رنگ کے وہ چھونے سے پیدا ہوتا ہے۔

اس آخری دلیل کی تشریح اس طور پر ہو کہ جیسے لمپ کی روشنی کے چیزون پر پڑنے سے اُنکے رنگ دکھائی دیتے ہین اسی طرح پر ڈھول کو لکڑی سے بجانے سے شبد پیدا ہوتا ہی پس دونون صورتون مین دو چیزون کا ملاپ اتپتی کا باعث ہی۔ پہلی صورت مین روشنی اور چیزون کے ملنے سے انکا رنگ ظاہر ہوتا ہی اور دوسری مین ڈھول اور ڈھول بجانے کی لکڑی کے ملاپ سے شبد۔ مگر چونکہ لمپ کی روشنی چیزون پر پڑکر ان کے رنگ کا پرکاشش کراتی ہے نہ کہ رنگ کو خود پیدا کرتی ہی اسیطرح پر تمثیل کی دلیل مین بھی نتیجہ نکالا گیا ہی کہ شبد بھی نیتہ ہے۔ ڈھول اور اُس کے بجانے کی لکڑی کے ملاپ سے پیدا نہین ہوا ہے اس دلیل مین مغالطہ یہ ہے کہ شبد اور رنگ دراصل دو مختلف اوقات والی اشیا رہین۔ پہلی محض اسیوقت پیدا ہوتی ہے جب ڈھول بجایا جائے اور دوسری روشنی کے چیزون پر پڑنے سے پیدا نہین ہوتی ہی بلکہ اُس کے قبل سے موجود ہوتی ہے۔ ایسی مختلف اوقات والی شئون مین منطقی مشابہت کا ڈھونڈھنا ہی مغالطہ ہے۔

نیائے منطق کے مغالطون کا بیان اب ختم ہوا۔ مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ انکی مدد سے بھی کوئی سچا منطقی تعلق نیائے والے قائم نہین کرپاتے ہین۔ جین مت کے طریقہ اور نیائے کے طریقہ مین خاص فرق اس امر کا ہی کہ نیائے والے تو ہمیشہ ہمذات یا ہم جنس مثال سے نتیجہ نکالنا روا سمجھتے ہین سوائے اُن حالتون کے کہ جن کا تذکرہ مغالطہ کے بیان مین کیا گیا ہی مگر جینی لوگ صرف اُسی موقع پر منطقی نتیجہ نکالین گے کہ جب وہ اُس کو کسی سچے تعلق (ویاپتی) پر قائم کرسکتے ہین۔ تحت کی مثال مین نیائے منطق کی سب ضروریات کا لحاظ رکھا گیا ہے

نتیجہ کی صحت کو سہہ دھرمی (ہمذات یا ہم جنس) مثال پر مبنی کرتے ہین۔ پہلے کسی موقع پر مثلاً کسی باورچی خانہ مین دھوان دیکھا گیا تھا جہان آگ تھی۔ پہاڑ کی چوٹی پر اب دھوان دکھائی پڑتا ہے۔ اس لئے پہاڑ کی چوٹی پر بھی آگ ہے۔ اس قسم کی دلیل کے اوپر بنائے والے نتیجہ نکالتے ہین۔ یہان پر کسی سچے اور سائنس کے اصول کے بموجب شدہ کی ہوئی ویاپتی کا تعلق نہین ہے۔ نتیجہ کسی مقررہ اور کبھی نہ بدلنے والے قاعدہ کی تقویت پر نہین نکالا جاتا ہے بلکہ محض ایک سہہ دھرمی مثال کی تقویت پر۔ مغالطے بھی جن کے بچانے کی ہدایت کی گئی ہے علمی حد تک نیائے منطق کو نہین پہنچاتے ہین۔ یہ مغالطے تعداد مین پانچ ہین اور حسب ذیل ہین۔

(۱) سَبّھِچار یا ہرجائی۔ جسکا مفہوم یہ ہی کہ علامت دلیل کبھی تو نتیجہ مین پائی جاتی ہے اور کبھی اُس کے مخالف مین جیسے شبد انیتہ ہی کیونکہ وہ دکھائی نہین دیتا۔ یہان نہ دکھائی پڑنیکی صفت بعض نیتہ چیزون مین بھی ہے جیسے روح آکاش وغیرہ اور انیتہ مین بھی جیسے سوکشم شریر، ہوا وغیرہ

(۲) مخالف۔ جو نتیجہ کی تردید کرتی ہے۔ مثلاً

گھڑا ایک بنی ہوئی شئے ہی۔

کیونکہ وہ نیتہ ہی۔

(۳) نتیجہ بجنگل دلیل۔ مثلاً

شبد انیتہ ہے۔

کیونکہ اُسمین ستّا (وجود یا ہستی) نہین ہی۔

(۴) غیر ثابت یعنی جس کا وجود خود ہی ثبوت کا محتاج ہو۔ مثلاً

سایہ جوہر ہی۔

کیونکہ وہ متحرک ہی۔

(یہان یہ بیان کہ سایہ خود متحرک ہی محتاج ثبوت ہے)

اس لئے بیان پر کوئی الزام کا درست نہیں ہے۔

(۷) حلیہ ([illegible]) کے معلوم ہونے پر اشیاء کے متعلق گیان کا ہونا مثلاً

اس کمرہ مین کوئی گھڑا نہین ہے۔

کیونکہ اس کے حلیہ کی یہان کوئی شی موجود نہین ہی۔

یہ آخری شکل تعلق منطقی کی بظاہر غلط معلوم ہوتی ہی کیونکہ یہ نتیجہ کہ اس کمرہ مین کوئی گھڑا نہین ہی ایک امر مشاہدہ قیاس ہو سکتا ہی۔ مگر ایسی صورت مین ہکو یہ ماننا پڑیگا کہ آنکھ نیستی کو دیکھ سکتی ہو جو ایک لغویات ہے۔

بس یہی کل منطق ہی۔ اور یہ مین اور کہون گا کہ اس قدرتی منطق مین غلطی کے لئے کہین گنجایش نہین ہو بشرطیکہ ویاپتی (تعلق منطقی) کی جانچ ٹھیک ٹھیک اور سائینس کے اصول پر کیجائے۔ ویاپتی کی صحت کی آخری جانچ شاستر سے کی جاتی ہے جو ایک ہمہ دان کامل استاد کا کلام ہی اور جو ماضی و حال و مستقبل تینون زمانون مین حقیقت کا ظاہر کرنیوالا ہو۔ اس لیے جہان ہماری فراتی رائے عوام کے تجربہ اور مشاہدہ سے متفق ہو اور اسکی تائید ایک ہمہ دان کامل استاد کے کلام سے بھی ہوتی ہو وہان کسی قسم کے شبہ یا شک کے لئے گنجایش نہین رہتی ہو۔ شاستر کا اصلی کام یہی ہی جو اس طرح پر ہمیشہ برقرار رہنے والے سچے اصولون کی ایک مستند مجموعہ یا لغت کے طور سے نہایت بیش قیمت ہونا چاہیئے۔

اب ہم ذرا دیر تامل کر کے یہان مختلف فرقون کے منطقی طریقون پر غور کرین گے۔ بحث کے چار طریقہ منطق کے مروج پائے گئے ہین۔

(۱) جین طریقہ۔

(۲) نیائے کا طریقہ۔

(۳) بودھون کا طریقہ۔

(۴) یورپ کا طریقہ جو ارسطو کے نام سے نامزد ہے۔

اس بحث مین جو کچھ ہم نے منطق کے بارہ مین کہا ہے وہ جین طریقہ کے مطابق ہی۔ نیائے والے

پانچ قسم کے تعلقات منطق میں جن کی نسبت ویاپتی کا ہونا ممکن ہو وہ یہ ہیں۔

(۱) علت و معلول۔

(۲) اگلا پچھلا۔

(۳) ایک ساتھ ہونے کا رشتہ۔

(۴) جزو و کل۔ اور

(۵) حلیہ۔

ان پانچ قسم کے تعلقات سے سات قسم کے نتیجہ حسب ذیل نکلتے ہیں۔

(۱) علت معلوم ہونے پر معلول کا علم۔ مثلاً

رسوئی خانہ میں گیلا ایندھن جل رہا ہے۔

∴ اس لیے رسوئی خانہ میں دھواں بھرا ہوا ہے۔

(۲) معلول کے معلوم ہونے پر علت کا علم۔ مثلاً

یہاں دھواں ہو رہا ہے۔

∴ اس لیے یہاں پر آگ موجود ہے۔

(۳) اگلا معلوم ہونے پر پچھلے کا گیان۔ مثلاً

سوموار کا اتوار کے بعد ہونا۔

(۴) پچھلا معلوم ہونے پر اگلے کا علم۔ مثلاً

بچپن جوانی اور بڑھاپے سے قبل ہوتا ہے۔

(۵) دو ایک ساتھ ہونیوالی چیزوں میں سے ایک کے موجود ہونے پر دوسری کی موجودگی کا علم مثلاً

بڑھاپا اور تجربہ۔

(۶) کل کے معلوم ہونے پر جزو کا علم۔ مثلاً

اس جگہ پر کوئی ثمردار درخت نہیں ہے۔

قدرتی منطق ہی۔ مین پھر مسٹر جیرجی کی کتاب کا حوالہ دونگا جس مین ڈاکٹر سیل صاحب کا کلام ذیل پایا جاتا ہے۔

"انومان (deductive reason) مین ہم منطقی جملون (قضیون) مین دیے ہوئے مفہوم سے نتیجہ نکالتے ہین۔ جملہ کے مضمون سے ہم اُس نتیجہ پر پہنچتے ہین جو انہین سے لازمی نکلتا ہے تاہم ہم جملون کے مضمون کی صحت کے ذمہ دار نہین ہین البتہ اگر اُن کا مضمون صحیح ہی تو ہمارا نتیجہ ضرور صحیح ہوگا۔ اس لیئے یہ ظاہر ہی کہ انومان کے ذریعہ سے جو نتیجہ ہم نکالتے ہین وہ قیاسی ہی جسکی صحت کا کلیتاً دارومدار جملون کی صحت پر ہی"

مصنوعی اور قدرتی منطق کا اسبارہ مین مقابلہ کرنیکے لئے مفصلہ تحت تقریر مغربی منطق کے بالکل مطابق ہی۔

۱- سب انسان بے وقوف ہین۔

۲- سقراط ایک انسان ہے۔

۳- اس لیئے سقراط بے وقوف ہی۔

لیکن قدرتی منطق کے بموجب اس قسم کا نتیجہ بالکل ناممکن ہی کیونکہ وہ صرف وہین پر نتیجہ نکالے گا جہان کوئی مقررّہ قاعدہ ہو اور کیونکہ کوئی ایسا مقررہ قاعدہ نہین ہی جس کے بموجب یہ کہا جائے کہ سب انسان بے وقوف ہین۔

یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ ہر دستورالعمل سے منطقی نتیجہ نہین نکل سکتا خواہ وہ کتنا ہی پرانا ہو اور کتنی ہی سختی کے ساتھ اُسپر عمل ہوتا ہو۔ مثلاً اگر ایک شخص گذشتہ پچاس سال سے برابر ہر روز صبح کو بلاناغہ میرے مکان کے سامنے سے گذرتا ہی تو ہم اس امر سے یہ نتیجہ نہین نکال سکتے کہ وہ کل بھی ضرور ہی میرے مکان کے سامنے سے گذریگا کیونکہ ہزارون باتین اُس کے نکلنے کے مانع ہو سکتی ہین۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ اصلی منطقی قانون جسکو سنسکرت مین ویاپتی کہتے ہین ایک ایسا قاعدہ ہی جو نہ صرف زمانہ گذشتہ مین ہی صحیح پایا گیا ہی بلکہ جو آیندہ بھی ضرور صحیح پایا جائیگا۔ ایک معمولی دستورالعمل سے یہان کوئی کام نہین نکل سکتا ہی۔

اب البتہ ہم نتیجہ نکالنے کے مستحق ہین کہ

پس یہ دُھوان بھی آگ سے پیدا ہوا ہی۔

یہ سب اُلجھن جھنجھٹ اور پریشانی قدرتی منطق ہین جس کو محض ایک مقررہ قاعدہ کی فرودست سے نہین اٹھانا پڑتی ہے۔ مین یہان آپ سے یہ کہنا مناسب سمجھتا ہون کہ حدِ اوسط (Middle term) مین کوئی خاص جادو کی شکتی نہین ہی کہ جس کی وجہ سے خواہ مخواہ وہ یوروپین منطق کی صحت کی گارنٹی کرے۔ وہ محض قدرتی اصول منطق کو بیان کرنے کا ایک دوسرا مگر اُلجھن پیدا کرنے والا طریقہ ہے کیونکہ حدِ اوسط (Middle term) کو اسیوقت جامع کہتے ہین جبکہ اُس کا اطلاق جملہ حالتون مین ہو یعنی جب کہ اُس مین کوئی بھی استثنیٰ نہو۔ یوروپین منطق اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ منطقی نتیجہ مین ہمیشہ مَن کی طرف سے اس امر کی کوشش ہوتی ہے کہ اُن عام اصولون کو دریافت کرے کہ جن پر قدرت مین اشیاء و واقعات کا ایک دوسرے سے تعلق ہوتا ہے اور اس کوشش مین کامیابی حاصل کرنے کے لیے من کو اُس واقفیت پر بھروسہ کرکے ابتدا کرنی پڑتی ہے جو اُس کو حاصل ہے۔ جب عام قانون تعلق معلوم ہوتا ہی اور خواہش یہ ہوتی ہے کہ کسی خاص شئے یا واقعہ کی نسبت واقفیت حاصل کی جائے تو اسوقت اُس طریقہ کو انومان (Deduction) کہتے ہین۔ لیکن جہان مدعا یہ ہی کہ واقعات مشاہدہ مین سے انکا ایک دوسرے سے عام تعلق نکالا یا قائم کیا جائے تو اُسوقت اُس طریق کو جو استعمال کیا جاتا ہے ترک (induction) کہتے ہین" (دیکھو Banerjees Hand Book of Deductive Logic صفحات ۸۱ و ۸۰)

یہی عام ضروری منطقی اصول ہی کہ جو عالمان مغربی کی کتب درسی مین پیچیدہ طریقون مین بیان کیا گیا ہی۔ پس ایسین تعجب ہی کیا ہی اگر کالج کے طلباء کا مغز بھی اسکے سمجھنے مین چکرا جائے۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہی کہ مصنوعی مغربی منطق اپنے نتیجہ کی صحت کا ذمہ دار نہین ہی گو کہ

کہ ایک ان پڑھ گنوار اور ایک معمولی چھوٹا بچہ بھی جو ایک مقام سے دھوئیں کو نکلتا ہوا دیکھتا ہو فوراً اس بات کو جان لیتا ہو کہ وہان پر آگ موجود ہو۔ آپکا تعلیم یافتہ کتابی منطقی بھی ایسا ہی کرتا ہو لیکن ایک پیچیدہ اور خلاف قدرت طریقہ سے۔ اسکو سب سے پہلے ایک خیالی سانچہ بنانا پڑے گا جس کے ذریعہ سے وہ منطقی نتیجہ پر پہنچنے کا کوشان ہوگا۔

ایس (S.) = پی (P.)

یہان

ایس (S.) = دھوان

پی (P.) = آگ

لہذا یہ شکل حاصل ہوئی

دھوان آگ ہے۔

یہ عالمانہ منطقی شکل کا پہلا جزو ہی جو قضیہ کہلاتا ہے - دوسرا یہ ہے

یہ دھوان ہے

اب ہمارے عالم منطقی صاحب اس بات کے جانچ کرنیکی کوشش کرینگے کہ آیا اس کا درمیانی جزو (middle term) جامع ہے یا نہین۔ مگر یہ وہ مقام ہی کہ جہان پر اصطلاحی پیچیدگیون اور اشکال کی گتھیون کی وجہ سے ناظرین پڑجانیکا اسقدر موقع ہے کہ اگر وہ بخیر وخوبی اس کو طی کرسکین تو واقعی شاباشی کے مستحق ہین۔ اب پہلے دو تبدیلیان قائم ہوے

۱- سب ایس (S.) پی (P.) ہے۔

۲- یہ ایس (S.) ہے۔

اس کا مفہوم عام فہم عبارت مین اس طور پر ہوگا۔

(۱) تمام موقعون پر دھوان آگ نے پیدا ہوتا ہے۔

(۲) یہ موقع دھوئین کا ہے -

بسا اوقات صحیح نتیجہ نکالنے کی ایک تعجب خیز حد تک قابلیت پائی جاتی ہے اگر منطق کا انحصار پیچیدہ اور لپیٹ دار اصطلاحات و اشکال اور مسئلوں کے جاننے پر نہیں ہوتا تو یہ قدرتی منطق ناممکن ہوتا - اصلیت یہ ہے کہ علم منطق مین نتیجہ محض ایک ایسے قاعدہ کی مدد سے نکالا جاتا ہے کہ جو کبھی بدل نہین سکتا - اگر مین آپ سے دریافت کرون کہ کل کیا دن ہوگا ایسی حالت مین کہ جب آج سوموار ہو تو آپ فوراً جواب دین گے کہ کل منگل ہوگا - لیکن آپ یہ نہین بتا سکتے ہین کہ میری چابیون کے گچھے مین کتنی چابیان ہین نہ یہ کہ میری جیب مین کتنا روپیہ ہے اور نہ یہ کہ میری گھڑی کس دھات کی بنی ہوئی ہے آیا وہ سونے کی ہے یا چاندی کی ہے یا کسی اور چیز کی - اس کی وجہ یہ ہے کہ جبکہ ہفتہ کے دنون کی نسبت ایک مقررہ قاعدہ ہے جس کے بموجب سوموار کے بعد ہمیشہ منگل ہوتا ہے ایسا کوئی قاعدہ قدرت کا یا انسان کا بنایا ہوا نہین ہے کہ ہمیشہ میرے گچھے مین اتنی اور اتنی ہی چابیان ہون - یا اتنے اور بے کم و کاست اتنے ہی روپیہ میری جیب مین ہر وقت ہون یا میری گھڑی ایک خاص دھات کی بنی ہوئی ہو اور کبھی کسی دوسری دھات کی نہین - اگر سوموار کے بعد منگل کے ہونے کی ترتیب مین ایک بھی استثنیٰ ہوا کرتا تو آپ یقین کے ساتھ یہ نہین کہہ سکتے کہ کل منگل ہوگا کیونکہ یہ ممکن ہے کہ کل استثنیٰ کی باری ہو جس صورت مین کل منگل نہین بلکہ کوئی اور دن ہوگا - ان مثالون سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہین کہ جہان کہین ایک مقرر قاعدہ ہے جس مین ایک بھی استثنیٰ نہین ہے صرف وہان ہی منطقی نتیجہ اُس قاعدہ کے مطابق نکالا جا سکتا ہے - اور ایسے قاعدہ کے خلاف یا ایسی صورت مین کہ جہان ایسا مقررہ اور کبھی نہ بدلنے والا قاعدہ نہین ہے کوئی منطقی نتیجہ نہین نکل سکتا ہے یہی ایک سیدھا قاعدہ منطق کا ہے جس کو ہر متنفس تھوڑا بہت جانتا ہے - اگر کسی کتاب درسی مین اس چھوٹی سی بات کو بھی پیچیدگی مین ڈال دیا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ اپنے مقصد کے پورا کرنے مین ناکامیاب ہوئی - یہ اسی اصول کے استعمال کا نتیجہ ہے

کے وجود یعنی قانون علت و معلول کا صحیح صحیح علم حاصل ہو۔ اشیاء کی صفات اور ان کے کیمیائی گُن علت کا کام کرتے ہین اور معلول اشیاء کی حرکات اور کیمیائی اثر سے پیدا ہوتے ہین مثلاً حلوے کی شیرینی کی علت چینی ہے۔ چنانچہ جہان حلوے کے قوام مین چینی نہین ڈالی جاتی ہے وہان حلوے مین میٹھا پن بھی نہین ہوتا ہی۔ بس یہی سائینس ہی گو کہ وہ یہان روزمرہ کے سستے پن کے لباس مین ملبوس پایا جاتا ہے۔ اور یہ پورے طور سے قابل اعتبار بھی ہی اور اصل یہی ایک چیز ہی کہ جس کے اوپر فوری لازمی اور قطعی نتیجہ پیدا کرنیکے لیے اعتبار کیا جا سکتا ہی۔

فلسفہ کے مخصوص آلہ حسب ذیل ہین۔

(۱) عقلی نتیجہ۔ } منطق
(۲) تشخیص قسم یا جنس } منطق
(۳) چھان بین (Analysis) } منطق

اور

(۴) نے واد یا نسبت (یعنی لحاظ نسبتی کا مدّنظر رکھنا)

انمین سے عقلی نتیجہ صحیح رائے لگانیکا ذریعہ ہی تشخیص قسم صحیح صحیح اوصاف جنسیِ اشیاء کا اندازہ کرنیکا۔ چھان بین (analysis) صحیح صحیح اجزا اشیاء و خیال کے دریافت کرنیکا اور نے واد حقیقت کے بلحاظ اُسکی مختلف نسبتون کے صحیح طور پر سمجھنیکا۔ ہم اِن سب امور پر اس کُچھ مین غور کرینگے اور وہ طریقہ بھی بتائینگے کہ جس سے ایک معمولی عقل کے طالب علم کو منطق پر پون گھنٹہ کے اندر اندر کامل دسترس حاصل ہو جائے۔ سب سے پہلی چیز جاننے کے قابل یہ ہی کہ منطق مین مہارت حاصل کرنیکے لیے یہ بالکل ضروری نہین ہی کہ مَن مین پیچیدہ اور پریشان کرنیوالی اصطلاحات اور اشکال کی تعریفین جو مروجہ منطق کی کتابون مین پائی جاتی ہین زبردستی ٹھونس دیجا وین۔ قدرتی منطق ایک بہت آسان چیز ہے اور کسی اصطلاحات کے رٹنے کی ضرورت نہین رکھتا ہی اسکا بدیہہ ثبوت یہ ہے کہ بہت سے اَن پڑھ آدمی بہت ٹھیک اور صحیح نتیجہ نکالتے ہین اور چھوٹے چھوٹے بچّون مین بھی

سے جو زمین اور آسمان کے قلابے ملانے کا دعوے کرتی ہین کوئی تعلق نہین ہے۔
یہ دیکھنے مین آتا ہی کہ جب سائینس اور قیاس کسی امر پر متفق نہین ہوتے ہین تو
نااتفاقی کا باعث عموماً یہ ہوتا ہے کہ قیاس نے واقعات قدرت سے اپنا تعلق
قطع کرلیا ہے جو فلاسفر کہ واقعی فلاسفر کی سی شہرت حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو چاہیئے
کہ قیاس اور واقعات کے گھوڑون کو اپنے من کی رتھ مین جوڑے مگر پہلے کے اُس رجحان طبع
کو جو اسکو ہر وقت دشوار گذار پہاڑیون کے چھوٹے چھوٹے راستونکے ذریعہ لپک کر چوٹی پر
پہنچنے کی ترغیب دیتا رہتا ہے دبائے رہے اور دوسرے کو جب ضرورت چابک لگاتا رہے
تاکہ وہ سڑک کے کنارون پر ہی گھاس چرنے مین نہ لگا رہے۔ حقیقت کی صحت کے بارہ مین
عام طور سے یہ کہنا جائز ہو کہ جہان سائینس اور میٹافزکس کا اتفاق ہوگا وہان جاننا
چاہیئے کہ اصلی حال دریافت ہوگیا۔ لیکن مذہب کے محکمہ مین ایسے اتفاق کے اوپر ایک
مزید شرط لگائی گئی ہی اور وہ یہ ہی کہ شاستر بھی اُس امر سے جسپر سائینس اور میٹافزکس کا اتفاق
ہوا ہی منطبق ہو۔ کیونکہ شاستر ایک ہمہ دان اُستاد کا کہا ہوا ہوتا ہے اور اس لیئے لازمی حقیقت سے
متفق ہوگا۔ یہ خیال کہ خدا کا کلام عقل کے باہر ہے خود خلاف عقل ہی کیونکہ صفت ہمہ دانی اور عقل
متضاد الفاظ نہین ہین۔ اس لحاظ سے فلسفہ کی یون تعریف کرنی چاہیئے کہ وہ ایک علم ہو کہ جسمین

(۱) واقعات مشاہدہ سے حاصل کئے جاتے ہین۔

(۲) نتائج کی جانچ منطق سے ہوتی ہے۔ اور

(۳) اور صحت کا آخری فتویٰ شاستر سے حاصل کیا جاتا ہے جو ایک ہمہ دان اُستاد کا کبھی باطل نہونے والا کلام ہے۔

اور واقعی جہان ان تینون کا اتفاق ہو وہان پر شک اور مباحثہ کے لئے گنجائش نہین رہتی ہے۔

سائینس کا خاص آلہ مشاہدہ ہے جس کی تقویت تجربے کرنی چاہئے تاکہ چیزون

لوگ ب و ج مین پیدا ہوئے ہین وہ بھی اپنے اپنے مذہبون کو ایسا ہی سچا مانتے ہین جیسا مین الف کو مانتا ہون - پس کسی کی ذاتی رائے سے اس کے عقاید کا ثبوت نہین ہوسکتا ہو اور مخصوص مخصوص مقدس کتابون یعنے شاسترون کا بچن بھی جیسا کہ ہمنے پہلے لکچر مین دکھایا ہے سچائی کی دلیل نہین ہے کیونکہ کوئی وجہ نہین ہے کہ ایک شاستر کو دوسرے پر ترجیح دیجائے اس کا مطلب یہ نہین ہے کہ ہم ایکدم سب شاسترون کو رد کردین بلکہ صرف یہ ہو کہ ہمکو اول ہین یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ اُن مین کون ایسا ہو جو سچے گرو کا کہا ہوا اور ماننے کے قابل ہو-

تب سچ کی صحت کیسے ہوسکتی ہو؟ ٹھیک ٹھیک عقلی امتحان اور سائینس کے طریقہ سے! معمولی طور سے علم کے حاصل کرنیکے تین ذرایع ہین -

(۱) مشاہدہ -

(۲) غور و منطق - اور

(۳) شہادت -

اینین سے پہلا مشاہدہ تو سائینس کی بنیاد ہو - دوسرا یعنی منطق فلسفہ کی جڑ ہے اور تیسرا یعنی شہادت جبکہ وہ بالکل بے عیب اور کامل گواہ کا یعنی ایک ہمہ دان اُستاد کا بچن ہو شاستر کہلاتا ہے - مختصراً مشاہدہ کی تکمیل سائینس - منطق کی تکمیل فلسفہ اور شہادت کی تکمیل شاستر یا کتب مقدس ہین -

سائینس قدرت کے علم کا نام ہے جس کی جانچ امتحان سے ہوتی ہو اور جو فوری اور سچے نتایج پیدا کرسکتا ہو - اسکے دو حصّہ ہین - ایک فزکس (Physics) اور دوسرا میٹافزکس (Metaphysics) جنمین سے فزکس کو تو علم قدرتی چیزون کا کہنا چاہیئے مگر میٹافزکس کا تعلق اُنکی پہچان مین قسم بندی اور اُنکے عام باہمی تعلقات سے ہو میٹافزکس کا یہ کام بھی ہو کہ وہ تمام علوم یا انسانی خیال کو قاعدہ اور قرینہ سے ترتیب دے - اس وجہ سے اصلی علم میٹافزکس واقعی علم قدرتی سے ہمیشہ مناسبت رکھتا ہے - اُس کا آزاد خیال کی اُونچی بلند پرواز یون

دوسرا لکچر

طرز مقابلہ

پچھلے لکچر مین ہم یہ کہہ چکے ہین کہ مختلف مذاہب کا مقابلہ ٹھیک ٹھیک عقلی طریقہ سے ہونا چاہیئے - آج ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہم مقابلہ کرنیکے طریقہ کی پوری پوری تعریف کرین اور وہ ذرائع قائم کرین جنسے چیزون کا ٹھیک ٹھیک علم حاصل ہو سکے - سب سے پہلا کام تو یہ ہے کہ ہم اپنی طبیعت سے پیچ کو نکال ڈالین جو ان لوگون کے دماغ مین بھی جو اپنے ہٹ دھرمی سے بری ہونے کا چلاّ چلاّ کر دعوے کرتے ہون ننانوے فیصدی ضرور پائی جاتی ہے - ہم لوگون کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ ہمارے مَن کے اندرونی طبقہ مین ایک بے حد زبردست رُجحان اپنے پیدایشی عقاید کی طرف ہوتا ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہی کہ ہم مین سے بہت احتیاط سے چھان بین کرنے والے بھی اپنے اعتقاد کے خلاف مسئلون کو فوراً کچھ سے کچھ دلائل پر رد کرنے کے لیئے مجبور ہو جاتے ہین - اور وہ شخص کہ جو دوسرے کے اعتقاد سے بغض و حسد نہین کرتا ہے بار ثبوت تو دوسرون کے عقیدون کا فوراً اور بیشتر تو خلاف تجویز عقل سلیم کے اُن پر ڈال ہی دیتا ہے - یہ امر منطقی چھان بین کا محتاج نہین ہی کہ کوئی قابل اطمینان نتیجہ اسوقت تک نہین نکالا جاسکتا جب تک کہ تحقیقات کرنیوالے کی طبیعت پر اس قسم کا غلبہ طاری رہتا ہی - جو شخص کہ واقعی دریافت حال کرنا چاہتا ہی یعنی جو دل سے سُراغ حق مین کوشان ہو اسکی ایسی طبیعت نہین ہونی چاہیئے پیدائشی مذہب کا اعتقاد تو ایک خاص خاندان اور گروہ مین جنم لینے پر مبنی ہی - مگر یہ تو کوئی ثبوت اِسکی صحت کا نہین ہی - اگر مین بجائے مذہب (الف) کے مذہب (ب) مین پیدا ہوا ہوتا تو ضرور میرا مذہب بھی ب ہوتا اور اگر ج مین پیدا ہوا ہوتا تو ج ہوتا - مگر میرا مذہب الف کو ماننا اور مذہب ب اور مذہب ج کو نہ ماننا اس امر کی دلیل نہین ہی کہ مذہب الف ہی سچا مذہب ہی کیونکہ جو

۳- آئندہ کے لیے زندگی کی عمدگی و بہتری کا امکان۔

۴- روح کی نیک اور بد اعمال کے ذریعہ سے اپنی آئندہ کی زندگی کو بنانے اور بگاڑنے میں خود مختاری۔ اور

۵- ایک قسم کی متبرک زندگی کا وجود جس کا اظہار بعض ایسے انسانوں میں ہوا ہو کہ جنہوں نے پرماتما کا درجہ حاصل کیا ہو یا دیوتاؤں میں یا وحدانیت کے اصول کے بموجب ایک ہی خدا ہیں۔

اُن کے اختلافات بھی مندرجہ تحت تفصیل کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں۔

۱- خدائیت کی خاصیت اور خداؤں کے نام تعداد اور کام۔

۲- دُنیا کی خاصیت اور اُس کی ابتدا۔

۳- روح کی خاصیت اور اُس کا انجام بشمول آواگون اور قیامت کے۔ اور

۴- روح کو اپنے اصلی مقصد کے حاصل کرنیکے ذرایعہ بشمول اہنسا (ایذا نہ پہونچانا) اور جانوروں اور انسان کی قربانی۔

متذکرۂ بالا امور میں قریب قریب سب باتیں اتفاق اور نفاق کی آجاتی ہیں اور یہ ٹھیک طور سے اُس بھید کے حل کرنیکے لیے جو مذہب کی ابتدا اور تفریق کو محیط کئے ہوئے ہو معقول بنیاد پائے جاتے ہیں۔ چونکہ اب ہم اُس مقام پر پہونچ گئے ہیں کہ جہاں آج کے لکچر کا مضمون ختم ہوتا ہے اس لیے اب ہم اسکو بند کرینگے اور دوسرے لکچر میں اس امر کا ذکر کرینگے کہ عقل باعتبار کن ذرایعہ سے آسانی سے جلد حاصل ہو سکتا ہے

اور مجھے صرف اتنا ہی افسوس ہو کہ وہ ایسی مکمل نہین ہو جیسی مین اُس کو کرنا چاہتا تھا۔ یہان پر اُن پُرانے معدوم شدہ مذاہب کا جو بے بی لونیا۔ اسیریا۔ اور مصر کے ملکون مین مروّج تھے اور جن سے کہ ہم بہت کچھ مدد کی امید موجودہ مذاہب کی تعبیر مین رکھتے تھے تذکرہ نہین کیا گیا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمارا علم ان معدوم مذاہب کے بارہ مین اتنا تھوڑا ہے اور ایسے مشکوک اور ناقابل اعتبار ذرائیعہ سے حاصل ہوا ہے کہ یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اون کی تفتیش آیندہ کے زیادہ تجربہ کار محققین کے لیئے چھوڑی جائے بجائے اس کے کہ شروع سے ہی غلطی اور غلط فہمی کی بنیاد رکھی جاوے۔ تاہم مین ان ملکون کے بعض بعض مذاہب کا ایک آیندہ لکچر مین جہانتک کہ مین صحت کے ساتھ کہہ سکتا ہون ذکر کرون گا۔

چھوٹی چھوٹی تفریقون اور اعتقادون اور فلسفانہ توہمات جیسے نیو پلیٹن ازم (New Platonism) فیثاغورث کا مت وغیرہ وغیرہ کا تذکرہ یہان مین ارادتاً نہین کرتا ہون کیونکہ انکے عقاید دیگر مذاہب کے اصولون کی چھان بین سے سمجھے جاسکتے ہین۔ اور وقت بھی ان کُل فروعات کے تذکرہ کرنے کے لیئے کافی نہین ہے۔ مین نے چارواک مت کے بارہ مین بھی یہان پر کچھ نہین کہا ہے کیونکہ مین اُس کا تذکرہ مادہ کی فلاسفی (Materialism) کے ضمن مین آیندہ کرنا چاہتا ہون۔

دُنیا کے بڑے بڑے مذاہب کا تذکرہ ختم ہونے پر اب صرف یہ بات باقی رہتی ہے کہ وہ امور جن پر انکا اتفاق ہے اور نیز وہ کہ جنکی نسبت اُن مین آپسین نااتفاقی ہے دریافت کیئے جائین۔ مفصلۂ ذیل باتون پر ان سب کا اتفاق پایا جاتا ہے۔

۱۔ ایک آیندہ کی دنیا یا حالت اور آیندہ کی زندگی۔

۲۔ روح کا جسم سے علیٰحدہ وجود۔ سوائے بودھ مت کے کہ جہان پر اعمالون کا ضمیمہ آواگون کی بنا قرار دیا گیا ہے۔

لکچر مین کرین گے۔ چینیون کا ایک اور مذہب کنفیوشینزم (Confucianism)
کے نام سے ہے جس کا بانی ایک شخص کنفیوسی اس (Confucius) جس کو دو ہزار
پانسو برس سے کچھ زاید زمانہ گذرا ہو تھا۔ لیکن یہ مذہب قریب قریب کل کا کل محض
ایک اخلاقی تعلیم کا دفتر ہے جیسا کہ کوئی عقلمند آدمی فراہم کرے اور مذہب سے
اسقدر بے تعلق معلوم ہوتا ہے کہ مین اس کا تذکرہ ان لکچرون مین نہین کرون گا۔
بلاشبہ یہ ممکن ہے کہ کنفیوشین ازم کی تعبیر پوشیدہ ہو جیسا کہ اور بہت سے مذاہب
کی ہے۔ لیکن اگر ایسا ہے تو یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ ہمارے بعد کے محقق جو ہماری نسبت
زیادہ عمدہ تفتیش کی قابلیت رکھتے ہون گے اُس کے مطلب اور مفہوم کی جانچ کرین۔
چین کے مروجہ مذاہب مین سے تیسرا مذہب بودھ مت ہے جس کا ذکر آج کے
لکچر مین پہلے ہی آچکا ہے۔

اب امریکہ کے مذاہب کا تذکرہ کرنا باقی رہا ہے۔ لیکن جہان تک مجکو
ان کا حال معلوم ہو وہ سب مذہب سے بالکل متضاد ہین اور سوائے ایک آدہ مسئلہ کے
جو کہین کہین اُنکی تعلیم مین ملتا ہے قریب قریب کُل ہی خراب سے خراب قسم اور دہشتناک
انسانی قربانیون سے بلا کسی عمدگی کی علامت کے بھرے ہوئے ہین۔ اگر ان بے رحم مذاہب
کی کبھی کوئی خفیہ تعبیر تھی تو وہ بہت عرصہ ہوا کہ غارت ہوگئی اور اُس کی
بجائے بُری سے بُری اور نفرت پیدا کرنے والی انسانی قربانیان جن مین کوئی بھی
تعلق مذہب سے نہین قرار پاتا ہے قائم ہوگئین۔ یہ ناممکن نہین ہے کہ یہ وحشی
مذاہب زمانہ گذشتہ مین کسی ایسی سوکھی ہوئی خفیہ مذہبی مسائل کی گٹھلی کے اردگرد
قائم ہوگئے ہون جو کسی وقت مین ایشیا یا یورپ سے امریکہ پہونچے ہون مین اُنکا
ان لکچرون مین وحشیانہ رسوم اور بھوت پریت کی پرستش سمجھکر تذکرہ نہین کرون گا۔
ہماری تحقیقات دُنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے بارہ مین اب ختم ہوگئی ہو

بالآخر خود بھی ایک آزاد مذہب کا موجد بنایا جس کا کہ نام اُس نے دیوسماج رکھا۔ دیو سماج کے عقایدمین سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر روح ترقی کر کر اعلے درجہ کی زندگی کو حاصل نہ کرے جو کسی ایسے شخص سے تعلق پیدا کرنے سے ہوجاتا ہے جو خود اُس اعلے درجہ تک پہونچ گیا ہے تو وہ فنا ہوجاتی ہے۔ دیو سماج کے بانی کے بارہ مین کہا جاتا ہے کہ وہ اعلے ترین درجہ تک جو کسی روح کے لیے ممکن ہے پہونچ چکا ہے۔ اس واسطے اُس کے مرید اُس کی عبادت اس کو سب سے زیادہ قابل تعظیم سب سے زیادہ قابل پرستش سب سے اونچے درجہ والا متبرک گورو اور مبارک خداوند سمجھ کر کرتے ہین۔

تھیوسوفی (Theosophy) جو نئے مذاہب مین سے ایک قابل تذکرہ مذہب ہے ایک روسی عورت۔ایچ۔پی۔ بلاوٹسکی نامی کا قائم کردہ ہے۔ ایچ۔پی۔ بلاوٹسکی کے کچھ کرشمہ بھی کہے جاتے ہین جن کے بارہ مین وہ خود تو کہتی ہے کہ وہ بعض پوشیدہ مہاتماؤن کی مدد سے ہوئے اور کچھ محققین کی رائے ہے کہ وہ محض جلسازی اور شعبدہ بازی کا نتیجہ تھے (Modern Religious Movements of India) اس کے کرشمون کی وجہ سے تھیوسوفی نے گذشتہ صدی کے اختتام پر جبکہ اُسکی بنیاد رکھی گئی تھی بہت کچھ لوگون کی توجہ اپنی طرف کھینچلی تھی۔ ابتدا مین ان لاپتہ مہاتماؤن کا جو اپنے پوشیدہ مقامات سے کرشمہ دکھاتے تھے بہت کچھ چرچا رہا لیکن اب چونکہ تھیوسوفی ایک دوسری قسم کے لوگون کی رہبری مین ہے اُس کا کام صرف یہ ہو گیا ہے کہ مثل گلفروشس کے مختلف باغ اور باغیچون سے عمدہ عمدہ اقسام کے پھول اکٹھا کرے اور انکو ایک مشکوک تعبیر کے کمزور دھاگے پر پروئے۔

چینیون کے مذاہب کی طرف نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پرانا مذہب اُس ملک کا تاؤازم (Taoism) ہے جس کا ذکر ہم بعد مین ایک

[illegible] رادھا سوامیون کی تعلیم ہندؤن کے ویشنو فرقہ [illegible] ملتی ہے بلکہ ہندؤن کے اوتارون کو نہین مانتے ہین۔ ایک لمبی فہرست مسلمان پیرون اور قدیم پیرون جیسے شمس تبریز وغیرہ کی جنکو کہ وہ اپنے مذہب کا پیغمبر بتلاتے ہین رادھا سوامیون کے مت کی خاص بات ہے۔

اب قریب قریب سب بڑے مذہبون کا بیان ہو چکا، باقیون مین سے جاپانی مذہب شنٹو (Shintoism) پتھرون کی پرستش اور جادو ٹونے کی کھچڑی ہے۔ باوجود اس کے جاپانیون نے روح کو لافانی مانا ہے۔ اور بہت سے متبرک پہاڑون اور مشہور بزرگون کے بارہ مین یہ خیال ہے کہ وہ سیدھے اونچے آسمان پر جا پہونچے (ج۔ ای۔ ج جلد اصفحہ ۴۵۷)۔

بابی مت یا بہائی مت جس کی تعلیم مسلمانون کے آخری امام سے جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ اس وقت چھپے ہوئے ظاہر ہونے کے وقت کا انتظار کر رہے ہین تعلق رکھتی ہے یہ مذہب اسلام کی ایک جدید شاخ ہے اور اس کے بانی نے اپنے تئین چھپا ہوا امام بتایا ہے۔

ہندوستانی مذاہب مین کبیر پنتھ۔ دادو پنتھ۔ سکھون کا مت اور آریہ سماج بھی جدید مذاہب ہین جو اپنے اپنے بانیون کے ریفارم کے خیالات کا نتیجہ ہین۔ مثلاً سکھون کا مت پہلے ہندو اور مسلمانون کے ملاپ کرانیکے لیے بنایا گیا تھا گو کہ آخر مین مسلمانون کی سکھون سے اتنی دشمنی بڑھ گئی کہ کبھی ہندؤن سے بھی نہ تھی۔ یہ کل مذاہب بھگتی کا پہلو لئے ہوئے ہین اور سب آواگون کے ماننے والے ہین۔ باقی ہندوستانی مذاہب مین سے برہمو سماج مغربی شکل مین ایشور پرستی ہے۔ یہ آخری صدی مین بنگال مین قائم ہوا تھا اور اس کے ایک مرید اور واعظ کرنے والے نے جس کا نام شیو نرائن اگن ہوتری ہے

بہت کچھ فساد اور جھگڑے بھی ہوا کرتے ہین۔

راز درویشی (Mysticism) جوگیون کا مت یشکلی دھرم
کیمیائے روحانی (Occultism) قریب قریب ہم معنی ہین۔ ان مین اس امر کی کوشش کی جاتی ہے کہ بعض جوگ کی روحانی قوتون کو جن کا خیال واظہار صاف طور سے کسی کا سمجھا ہوا نہین ہے بذریعہ خفیہ تعلیم کے حاصل کیا جاوے۔

روزی کروشین ازم (Rosicrucianism) اور
فری میسنری (Free masonry) بھی اسی قسم کے دو اور طریقہ ہین جو زندگی کی مخفی کیمیا کے اصولون سے واقفیت کا دعوےٰ کرتے ہین۔ بہت قسم کے مخفی رسمیات (Mysteries) گذشتہ زمانہ مین مختلف دیوتاؤن کی پرستش کے سلسلے مین مستعمل تھے۔ ان کی تعلیم سوائے چیدہ چیدہ چیلون کے جن کو وہ خفیہ طریقہ پر بتائی جاتی تھی اور کسی کو نہین معلوم تھی۔ پتنجل کے یوگ شاستر مین بہت سے چکر جسم مین ایسے بتائے ہین کہ جہان دھیان لگانے سے عجیب و غریب قوتین حاصل ہوتی ہین۔ ان سب ملتون کا اصلی مطلب یہ ہے کہ خاص خاص عملون سے اور خاص کر جسم کے بعض چکرون پر دھیان لگانے سے روحانی طاقتین حاصل ہوتی ہین جن کا حاصل کرنا زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے چاہے وہ اکیلا مقصد نہ بھی ہو۔ زمانہ حال مین رادھا سوامی مت نے جو پچھلی صدی کے آخری حصہ مین قائم کیا گیا تھا کچھ لوگون کی توجہ اپنی طرف کھینچی ہے کیونکہ اس کی تعلیم کا ایک حصہ ایسا ہے جو اس کے ملننے والے اورون پر غالباً کسی قسم کی وجہ سے یا اور سبب سے ظاہر نہین کر سکتے ہین۔ اُس کے بانی کی مثل خدا کے پرستش ہوتی ہے اور انکے بعد کے گروؤن کی بھی اسقدر تعظیم کی جاتی ہے کہ اُن کے منھ سے نکلا ہوا مادہ بھی ان کے پیرو بطور تبرک کے استعمال

ہے۔ ایک خدا ہے جس کا نام اللہ ہے۔ دوسرے قرآن کے الہامی کتاب ہونے سے اور تیسرے محمد کی پیغمبری سے۔ اسلام کے عقائد مین قیامت کا مسئلہ بھی شامل ہے اور بہشت اور جہنم کا بھی کہ جہان پر روحین اپنی دنیاوی زندگی کے افعال کی سزا و جزا بھگتنے کے لئے بھیجی جاتی ہین۔ مسلمان لوگ بالعموم آواگون سے منکر ہین گو کہ ان کے بعض مشہور اور معروف حکما، مثلاً احمد ابن یونس۔ ابو مسلم خراسانی (دیکھو Philosophy of Islam صفحہ ۲۷) نے اس مسئلہ کو علانیہ طور سے تسلیم کیا ہے۔ نیک اعمالون کی فہرست مین اسلام عام طور سے دعا۔ روزہ۔ حج اور پاکیزگی کو شامل کرتا ہے۔

برہمنون کا دھرم جس سے میرا مطلب ہندؤن کے ویدون کے بعد کے دین سے ہے دو قسم کا ہے۔ اول تو وہ مذہب جس مین پرانون مین نامزد کئے ہوئے دیوی دیوتاؤن کی پرستش کی جاتی ہے۔ دوسرا قربانی کا طریقہ۔ پرانون کے دیوتاؤن کی بہت بڑی تعداد ہے لیکن ان مین سے برہما۔ وشنو۔ شیو اور کرشن بہت زیادہ مشہور ہین۔ ہندون کا عقیدہ ہے کہ یہ دیوتا اپنے بھگتون کی ہر قسم کی خواہش پوری کرتے ہین۔ قربانی بھی دیوتاؤن وغیرہ کو خوش کر کر اپنا کام نکالنے کے لئے کی جاتی ہے۔ اس مین شبہہ نہین ہے کہ پچھلے زمانہ مین لوگ آدمیون کو بھی قربان کیا کرتے تھے اور یہ شیطانی رسم دریاؤن وغیرہ پر چھوٹے چھوٹے بچون کی قربانی کی شکل مین تھوڑا عرصہ ہوا جب تک جاری تھی۔ بالعموم مینڈھے۔ بیل اور بکرے کی قربانی لوگ کیا کرتے تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ ان تین جانورون کی قربانی قریب قریب کل قربانی کرنے والے مذاہب مین مروج تھی ہندوستان مین گائے اور گھوڑے کی قربانی از نام گومیدھ اور اشومیدھ ہوا کرتی تھی لیکن یہ دونون اب متروک ہو گئی ہین اور بیلی کی نسبت تو اب ہندو اور مسلمانون مین

چارترے نہین حاصل ہوسکتی بلکہ بیٹے کے طفیل خدا کی مہربانی سے۔ نسیا Nice کے عقیدہ کے بموجب عیسائی لوگ مفصلہ ذیل شریعت اعتقاد کے ماننے والے ہین۔

"ہم ایمان لاتے ہین۔

۱ ــ (۱) ایک خدا پر۔ . . . .

۲ ــ (۲) اور ایک خداوند یسوع مسیح پر جو خدا کا بیٹا ہے۔ جو باپ سے حاصل کیا گیا ہے۔ صرف حاصل کیا گیا ہے یعنی باپ کے جوہر مین سے۔ خدا کا خدا نور کا نور۔ سچے خدا کا سچا خدا۔ حاصل کردہ بنایا ہوا نہین۔ باپ کے ساتھ ایک ہی جوہر کا . . . . . .

(۳) جو ہم انسانون کے لئے اور ہماری نجات کے لئے نیچے اُترا اور مجسم ہوا اور انسانون مین مثل انسان کے رہا۔

(۴) مصلوب ہوا (لفظی ترجمہ جس نے تکلیفین اُٹھائین)۔

(۵) اور تیسرے روز جی اُٹھا۔

(۶) آسمان پر چڑھا۔

(۷) اور متحرک اور مردہ کی جانچ کرنے کے لئے آنیوالا ہے۔

۳ ــ (۸) اور روح القدس پر"

اس قسم کے بہت سے عقاید پُرانے اور معدوم مذاہب مین ملتے ہین مگر ہم انکا تذکرہ آئندہ ایک لکچر مین علحدہ کرین گے۔

اسلام جو دنیا کے بہت زیادہ پھیلے ہوئے مذاہب مین سے سب سے نوعمر ہے ملک عرب مین قائم ہوا تھا۔ اسکو ایک شخص محمد نامی نے آس پاس کے ملکون کے دینی کھنڈرات پر قائم کیا تھا۔ اس مین اعتقاد تین باتون سے نسبت رکھتا

۹- زندگی کی خواہش۔

۱۰- وجود پانا۔

۱۱- جنم (پیدا ہونا) اور

۱۲- بڑھاپا۔ موت۔ رنج۔ رونا۔ تکلیف۔ سستی اور مایوسی۔

ادراک سے شخصیت کیسے بنتی ہے یہ اس طرح پر سمجھنا چاہیئے کہ مجموعون کے اجتماع سے شخصیت بنتی ہے اور مجموعون سے ادراک پیدا ہوتا ہے۔ ہر شخص ہر چیز اور ہر دیوتا پس مجموعہ یا مرکب ہے (دیکھو Early Buddhim صفحہ ۵۹) یہ امر کہ آیا روح اور جسم ایک ہی چیزین ہین یا الگ الگ ایسے سوالات مین تھا کہ جنکو بودھ مت نے بغیر حل کئے چھوڑ دیا تھا یعنی ممنوعات مین سے تھا (دیکھو .R. E جلد ۴ صفحہ ۲۲۴)۔

عیسائی مت جو اپنے تئین یہودیون کے مذہب کی تکمیل سمجھتا ہے مفصلہ ذیل سات اُمور سے تعلق رکھتا ہے۔

۱- ابتدائی حالت خوشی باغ عدن کی۔

۲- نیکی اور بدی کے امتیاز کے درخت کا پھل کھانیکی ترغیب۔

۳- پھل مذکور کا بُرا اثر۔

۴- گیان کی کنجی سے راہ نجات کا کھُلنا۔

۵- مصلوب ہونا۔

۶- مُردون مین سے جی اُٹھنا۔ اور

۷- آسمان پر چلے جانا۔

عیسائی کوئی خاص درشنک اعتقاد روح کے بارہ مین نہین رکھتے ہین اور کھُلم کھُلا آواگون سے منکر ہوتے ہین۔ نجات بھی اُن کے عقیدہ کے بموجب

قبل چوبیس ۲۴ اور بودھوں نے لوگوں کو بتایا تھا۔ آٹھ سیڑھیوں والا راستہ اس طرح پر ہے۔

۱۔ صحیح خیالات۔

۲۔ صحیح ارادہ۔

۳۔ صحیح تقریر۔

۴ صحیح عمل۔

۵۔ صحیح طرز زندگی۔

۶۔ صحیح کوشش۔

۷۔ صحیح احتیاط۔ اور۔

۸۔ صحیح خوشی یعنی شانتی۔

اس راستہ پر چلنے سے سنسار چکر (آواگون) بند ہو جاتا ہے۔ اس سنسار چکر کا دار و مدار مفصلہ ذیل بارہ قسم کے ندانوں کے اوپر ہے جنمیں سے ہر ایک اگلا اپنے سے پچھلے ندان کی علت ہے۔

۱۔ جہالت۔

۲۔ رجحان طبیعت یا کرم۔

۳۔ ادراک۔

۴۔ شخصیت (نام و شکل)

۵۔ قوت احساس

۶۔ حواس خمسہ کا بیرونی اشیا سے تعلق۔

۷۔ محسوسات۔

۸۔ خواہش۔

پرپس ہوئے اور جو بعد مین بودھ کے نام سے کہلایا۔ بودھ کی تعلیم مین کسی ناتھ کو نہین مانا گیا ہے اور نہ کبھی چینتر کا اور نیستر روح کا قیام ہی مانا گیا ہے۔ نروان زندگی کی اِچھا کا مٹ جانا ہے جو آواگون کا کارن ہے۔ آواگون کے بارہ مین بودھ مت والون کی رائے انوکھی اور عجیب ہے روح کا قیام ایک جون سے دوسری جون تک بودھ نے نہین مانا ہے بلکہ یہ مانا ہے کہ ہر جاندار کے چار تریا تجربہ کا خلاصہ اُس کے مرنے پر اُس سے الگ ہو جاتا ہے اور نئے مقام پر پہنچ کر نئے ذرات کے ساتھ مل کر نشوونما پانے لگتا ہے۔ بودھون کے بموجب ہر جاندار محض ایک بنڈل صفات کا ہے جو مرتے وقت غارت ہو جاتا ہے صرف وہ ہے خلاصہ چار تریا تجربہ کا کہ جس کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہین غارت ہونے سے بچتا ہے بس نجات پانے کے لئے بودھ مت کے بموجب یہ کوشش ہونی چاہئے کہ جس سے یہ خلاصہ یا ضمیمہ قائم نہ رہنے پاوے۔ ہندوستانی مذاہب مین سب مین سنساری زندگی کے دُکھ درد کے اُوپر بہت زور دیا ہے اور بودھ مت نے بھی۔ "زندہ ہونا ہی تکلیف ہے لیکن تکلیف زندگی کی وجہ سے نہین ہے۔ بلکہ خواہش سے پیدا ہوتی ہے خواہش کا مارنا بودھ مت کے کہے ہوئے اصولون سے ممکن ہے اس لئے بودھ مت مین چار بڑے اصول مانے گئے ہین جو یہ ہین۔

۱۔ دُکھ کا وجود۔

۲۔ دُکھ کا باعث۔

۳۔ دُکھ کا ہٹانا۔

۴۔ دُکھ کے ہٹانے کا طریقہ۔

اِن بڑے اصولون سے ہی سچا دھرم وابستہ ہے جس کو بودھ کے

یم سے مفہوم مفصلہ ذیل پانچ برتون سے ہے۔
اہنسا (کسیکو ایذا نہ پہنچانا)
۲- سچ بولنا
۳- چوری نکرنا-
۴- زناکاری نکرنا-
۵ دُنیاوی چیزون کی لالسا نہ کرنا-
نیم سے مفہوم ان چیزون سے ہی-
۱- پاکیزگی -
۲- قناعت-
۳- تپ-
۴- مطالعہ-
۵- بھگتی-

آسن دھیان لگانے کے لیے جسم کے ایک صورت مین نشچل قائم ہونیکو کہتے ہین اور پرانایام سانس کے قابو مین لانیکا نام ہے- لیکن پرتیاہار سے مفہوم وجد کی حالت کے طاری ہونے کے باعث اندریون کے رُک جانے سے ہے- مابقی سیڈھیون مین سے دھارنا من کا قایم کرنا اور دھیان روح کو محسوس کرنا یا اُسکو مثل ایشور کے خیال مین جمانا ہے- سمادہی ان سب کا آخری نتیجہ روح کو ساکشات محسوس کرنا جس سے بے اندازہ خوشش ہوکر وجد کی حالت ہوجاتی ہے-

بودھ مت کی ابتدا ہندوستان مین ہوئی ہے گوکہ اب ہندوستان مین قریب قریب معدوم ہے اس کا بانی ایک شخص تھا جس کو ہوئے قریب ڈھائی ہزار

نہین ہے۔ البتہ صرف ایک مرتبہ بودہون کی بحث کے جواب مین اشارتاً ذکر آیا ہے۔

وشیشک درشن کا یہ مت ہے کہ چھ پدارتھون کے جاننے سے دکھ کا ناش ہوتا ہے جو بمنزلہ اعلےٰ درجہ کے فائدہ کے ہے۔ وہ چھ پدارتھ یہ ہین۔ جوہر۔ صفت۔ حرکت۔ جنس۔ قسم اور مرکب ہین۔ جوعسر گنتی مین نو ہین۔ خاک۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ ایتھر۔ کال۔ خلا۔ روح اور من۔ صفات حسب ذیل ہین۔ رنگ۔ ذایقہ۔ بو۔ لمس۔ گنتی۔ مقدار۔ علیحدگی۔ ملاوٹ علیحدہ کرنا۔ پہلا۔ پچھلا۔ سمجھ۔ خوشی۔ تکلیف۔ خواہش۔ نفرت اور ارادہ اوپر کو پھینکنا نیچے کو پھینکنا۔ سکڑنا۔ پھیلنا اور چلنا یہ حرکات ہین۔ آواگون سے اسوقت نجات ملتی ہو کہ جب من ین حرکت پیدا ہونے سے بند ہو جاوے اور وہ روح مین لین ہو جاوے۔ مثل نیایکون کے وشیشک والون نے بھی ابتدا مین کسی سرشٹی کے رچنے والے کا وجود نہین مانا۔ گو کہ انھون نے ویدٔن کو بطور شرتی کے تسلیم کیا ہے۔

ہندؤن کے درشنون مین یوگ درشن نے تین شی قائم کی ہین۔

(۱) ایشور جو دھیان کا ادرشن ہے۔

(۲) ارواح۔

(۳) مادہ۔

آتما کا آواگون سے مکت ہونا اصلی کرتب ہے۔ یہ سمادھی لگانے سے جو دکھون کا ناش ہو جاتا ہے اُس سے حاصل ہوتا ہے۔ سمادھی یوگ کے اٹھون یا سیڑھون کی آخری سیڑھی ہے۔ وہ سیڑھیان (۱) یم (۲) نیم (۳) آسن۔ (۴) پرانایام (۵) پرتیاہار (۶) دھارنا (۷) دھیان اور (۸) سمادھی ہین۔

(۱)-پرمان (صحیح علم یا ذریعہ صحیح علم)

(۲) پرمے (جسپر پرمان کا اطلاق ہوتا ہو)

(۳) شبہہ-

(۴) تجویز-

(۵) تمثیل-

(۶) نتیجہ-

(۷) آدیو (منطقی جملے یا قضیے):-

(۸) لفظی بحث-

(۹) نرنے (جانچنا)-

(۱۰) مباحثہ-

(۱۱) جھگڑہ-

(۱۲) نکتہ چینی-

(۱۳) مغالطہ-

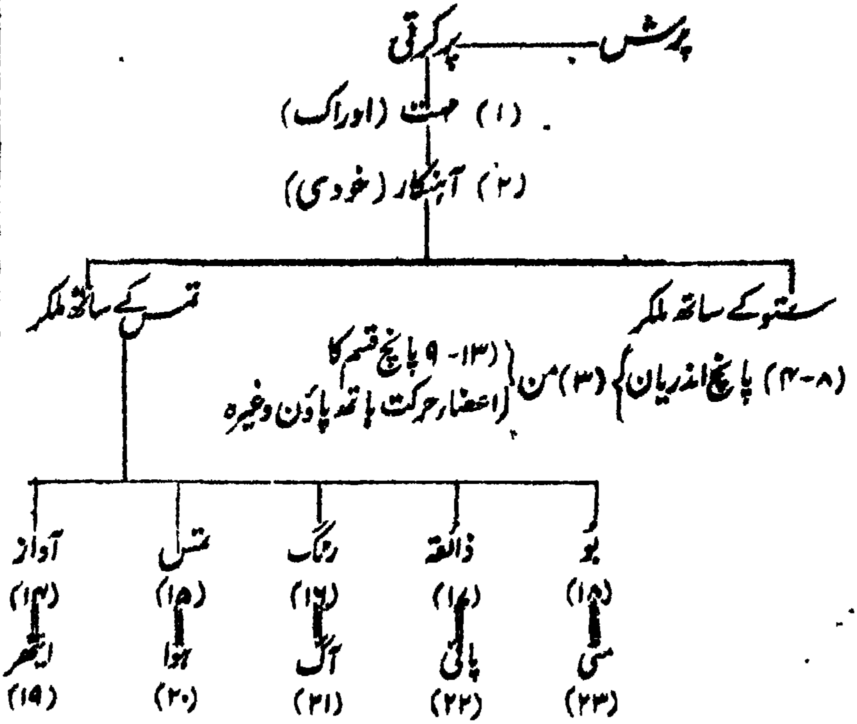
(۱۴) چھل-

(۱۵) بے سود بحث کرنا-

(۱۶) سرزنش-

روح-جسم- خواص- حواس غیر کے اشیاء- بدھی- من-حرکت دوش-آواگون-پھل- دُکھ- نجات پرمے ہین- دُکھ- جنم- حرکت- دوش اور ناسمجھی غارت کرنے کے قابل ہین- ان کے یکے بعد دیگرے غارت کئے جانے پر اس طرح پر کہ سب سے آخر مین جو لکھی گئی ہے وہ سب سے پہلے غارت کی جائے نجات حاصل ہوتی ہے- گوتم کے بنائے سوترون مین دنیا کے کسی خالق کا تذکرہ

دوسرے کے بعد اظہار پاتی یا کھلتی ہین اور بعد کو لپٹ کر غیر مظہر ہو جاتی ہین۔ کھلنے کی ترتیب بند ہونے کی ترتیب کے بالکل مخالف یعنی جس چیز کا سب سے آخر مین اظہار ہوتا ہے وہ سب سے پہلے بند ہو جاتی ہے۔ اظہار کی ترتیب اس طور پر ہے۔



ان تیئیس ۲۳ قسم کی پرکرتی کے مظہرون مین پرش اور پرکرتی کے ملانے سے سب کی تعداد پچیس ۲۵ کی ہو جاتی ہے۔ یہ پچیس ۲۵ تتو سانکھ درشن نے مانے ہین۔ ان کا علم سنسار سے مکت ہونے کے لیئے ضروری ہے۔ کپل مُن کے فلسفہ مین دُنیا کے بنائے جانے کا تو واسطہ ہو ہی نہین سکتا ہے گو کہ کچھ پچھلے مصنفون نے کھینچ تان کرکے اس کو ایشورواد مین شامل کرنے کی کوشش ضرور کی ہے۔ دیگر درشنون کی مانند یوگ سادہی سانکھ کا بھی ایک انگ یا جزو ہے۔

نیائے درشن مین جس کے لفظی معنی منطق فلاسفہ کے ہین بے کم وکاست سولہ ۱۶ تتو قائم کیئے ہین۔

فرددی ہے۔ سمادہی مین آتما محسوس ہوتی ہے اور سمادہی سے مراد من کا خیال اور جسمانی حرکات کو روک کر آتما مین لین کر دینا ہے۔ سمادہی یوگ شاستر کے اصولوں پر چلنے سے حاصل ہوتی ہے۔

یہ ہندوؤن کے اودیت کے گمان واد کا فلسفہ ہے۔ اس کے علاوہ دو قسم کے اور فلسفہ ویدانت کے نام سے نامزد ہین۔ یہ اودیت والون سے اس درجہ تک اختلاف رکھتے ہین جہان تک کہ وہ دنیا اور مختلف ارواح کی ہستی کو جنکو وہ بہت سی قیدون کے ساتھ تسلیم کرتے ہین مانتے ہین۔ گوکہ یہ امر اُن کے عقیدہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے مگر یہ تینون فرقہ آواگون کو تسلیم کرتے ہین جس کا انجام آتما کے گیان ہونے پر ہو جاتا ہے۔

ویدانت فی الواقع تو ہندوستانی بلکہ ہندوؤن کے ہی عقیدہ کی ایک شاخ ہے مگر کم از کم ایک مثال ایسی ضرور موجود ہے جہان اس نے غیر ہند خیال پر بھی ہندوستان کے باہر اپنا اثر ڈالا ہے کیونکہ مسلم تصوف دراصل ویدانت کی کاپی ہی ہے گوکہ اس مین ویدانت سے کچھ جزوی اور بعض بعض موقعون پر اہم اختلافات بھی ہین۔ مگر ہم ان اختلافات پر اس جگہ غور نہین کر سکتے ہین۔

کپل کا سانکھ درشن۔ دو چیزون کو ہمیشہ کی مانتا ہے ایک پرش اور دوسرا پرکرتی ایمن سے پُرش یا روح تو محض تماشائی ہے اور تماشہ سے بالکل علیحدہ ہے۔ پرکرتی یعنی نیچر (nature) مین ستو (ادراک) رجس (حرکت) اور تمس (مادہ پن) کی صفات ہین۔ تمام ردوبدل کا کارخانہ تمام وہ اشیاء جو مٹنے اور فنا ہونے والے ہین تمام آفرینش عقل اور نیز وہ تمام اعضاء و قوائے دماغی جن پر عقلی خیال کا دارومدار ہے۔ یہ سب پرکرتی سے تعلق رکھتے ہین اور اسی ہی کی مختلف اشکال ہین۔ چیزین ترتیب سے ایک

ان کے الہام کو سچا مان سکتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اندرجال ہے جو ہمارے سامنے پھیلا ہوا ہے۔ ایک لاانتہا بارہ ماسی خواب کا ڈراما اسٹیج گمان پر کھیلا جا رہا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ تماشائی ہی خود اس کے تماشہ گر ہین گو کہ اپنے کو بھولے ہوئے ہین۔ اس کا کیا سبب ہے؟۔ یہ کب۔ کیسے کیون اور کہان شروع ہوا؟۔ کب۔ کیسے۔ کیون اور کہان اس کا خاتمہ ہوگا؟۔ کب۔ کیسے۔ کہان اور کیون اس کے تماشائی تماشہ گر بن گئے؟۔ یہ سوال ہی بیکار ہین۔ کیا وہ شخص جو خواب مین مبتلا ہے ایسے سوالات کا کوئی جواب دیسکتا ہے؟۔ نہین۔ تمکو بھی اس وقت تک خاموش رہنا چاہیئے جب تک تم اس مایا کے جال مین سے نہ نکل جاؤ۔ یہ خیال بھی کہ تم اس جال سے باہر نکل جاؤگے دھوکہ بازی کا خیال ہے۔ تم کب کسی جال مین تھے جو اسمین سے نکل سکنے کا سوال اُٹھاؤ۔ یہ سب انرووچنی (ناقابل بیان) مایا ہے۔ اس عالم گیر منظر کے نیچے صرف ایک ذات یا ہستی ہے جو تبدیلیات سے ناآشنا ہر جگہ موجود بذات خود قائم ہے۔ اس سرویاپک وجود کے گن یا صفات ست (ہستی) چت (ادراک) وانند (خوشی) ہین جنکی وجہ سے اس کا نام سچدانند (ست + چت + انند = سچدانند) پڑ گیا ہے۔ اس کو برہم بھی کہتے ہین۔ بس یہی ایک اصلی وجود کائنات مین ہے۔ اس کے سوا اور کوئی شے وجود نہین رکھتی ہے۔ ارواح مثل خواب کے پتلون کے ہین۔ ان کی کوئی ہستی نہین ہے۔ نجات یا مغفرت محض الفاظ بے معنی ہین۔ اپنے تئین آزاد جان لو اور تم آزاد ہی ہو۔ یہ اعلے اصول حقیقت حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ اس جبلی دُنیا کے جبلی دکھون سے چھٹکارا ملے۔ اتم گیان آتما کے محسوس کرنے کے لئے جو فقط ایک ہی ذات یا وجود ہے

دنیا کو جنت بنا دے گا۔ ان کے اخلاق ذیل کے دس احکام الٰہی مین جو کہا جاتا ہے خدا نے حضرت موسیٰ کو دیئے تھے صاف طور سے نمایان ہین۔

۱- میرے حضور تیرے لیئے دوسرا خدا نہو گا۔

۲- تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت ۔ ۔ ۔ ۔ مت بنا۔

۳ تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ مت لے۔

۴ چھ دن تک تو محنت کر کے اپنے سارے کام کاج کر لیکن ساتوان دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے اس مین کچھ کام نہ کر۔

۵- تو اپنے مان باپ کو عزت دے۔

۶- تو خون مت کر۔

۷- تو زنا مت کر۔

۸- تو چوری مت کر۔

۹- تو اپنے پڑوسی پر جھوٹی گواہی مت دے۔

۱۰- تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ مت کر۔ تو اپنے پڑوسی کی جورو اور اُس کے غلام اور اُس کی لونڈی اور اُس کے بیل اور اُس کے گدھے اور کسی چیز کا جو تیرے پڑوسی کی ہے لالچ مت کر۔

ویدانت ہند و فلسفہ کا مشہور ترین خیال ہے اور جس فکر رسا کو آج کل یورپ کے لوگ Idealism (وہم پرستی یا گمان واد) کہتے ہین۔ اس کا ہم خیال ہے۔ یہ دنیا جو نظر آتی اور دکھتی ہے وہ تمام اشیاء جو حواس خمسہ کے ذریعہ سے جانی جاتی ہین اور وہ کائنات جس کا من موجب ہے سب کی سب گمان یا دھوکے کی ٹٹی ہین۔ حواس دھوکہ باز ہین۔ کیا ہم رسی کو اکثر سانپ نہین سمجھ لیتے ہین۔ جب ایسا ہے تو کون عقلمند آدمی

اور بدی کے علم کا درخت اور دوسرا زندگی کا درخت بیابان پر آدم نے خدا کے حکم کی خلاف ورزی کی اور سانپ (شیطان) کے بہکانے پر اول الذکر درخت کا پھل کھایا۔ اس پر وہ مع اپنے ہمراہی حوا کے جو شریک گناہ تھی اور بعد کو اس کی زوجیت مین آئی باغ عدن سے نکال دیا گیا اس فعل ہی کی پاداش مین آدم کو موت نے بھی آن گھیرا۔ آدم کے ابتدا مین دو لڑکے ہابیل اور قائن نامی ہوئے جس مین سے قائن نے اپنے بھائی کو جان سے مار ڈالا۔ اس کی پاداش مین خدا نے قائن کو بددعا دی اور وہ روئے زمین پر پریشان اور آوارہ پھرنے لگا۔ اس کے بعد آدم کے ایک اور لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اُس نے سیت رکھا۔ سیت کے ایک لڑکا انوس نامی ہوا اس کے زمانہ سے لوگ جیہوا کا نام لینے لگے۔ اور بعض لوگ اس کا مطلب یون بھی سمجھتے ہین کہ اس وقت سے لوگ اپنے کو از نام جیہوا کہنے لگے (دیکھو انگریزی کی انجیل کے حاشیہ کے نوٹ کتاب پیدائش باب چہارم آیت ۲۶)۔

آدم کی نافرمانی کے بعد سے جاہوے برابر بنی اسرائیل کو اطاعت کی ہدایت کرتا رہا ہے اور بہت سے پیغمبر بھی بنی اسرائیل مین ہوگئے ہین۔ جاہوے کی عبادت جس کا ایک بت پُر معنی نام ([illegible]) مین ہون ہے خاص کر دعا بھجن اور قربانی کی ہے۔ جیہوا اپنے تئین غیور خدا بتاتے ہین جو انسانون کی خطاؤن کو جو ان سے نفرت کرتے ہین تیسری اور چوتھی پشتون تک نہین معاف کرتے ہین۔ آیندہ کی زندگی کے بارہ مین کبالہ کی خفیہ تعلیم دینے والے تو آور لوگون کو مانتے ہین (ای۔ آر۔ ای جلد ۷ صفحہ ۶۲۶) مگر لفظی فلاسفر لوگ اس سے منحرف ہین۔ یہودی لوگ ایک طرح پر قیامت کے ماننے والے ہین۔ اور مسیح کی آمد کے منتظر ہین جو پرانی خرابیون کو ہٹا کر

پارسیون کی اہوناویریا ہے جو بطور ایک منتر کے بدی اور ناپاکی کے دور کرنے کے لیئے استعمال ہوتی ہے۔ اس کا اشارہ اہورامزدہ کی بادشاہت اور پروہت کی نیک دلی پر ہے۔ اور اس کو لوگ رسمیات کے موقع پر ہی نہین بلکہ روزمرہ کے معاملات کے سلسلہ مین بھی پڑھتے رہتے ہین۔ پارسیون کے دھرم شاسترون سے جو بہت شکستہ حالت مین اب ملتے ہین ایک اور دیوتا متھرا نامی کا بھی پتہ چلتا ہے جس کی پرستش ہوتی تھی لیکن ہم متھرائی مذہب کا تذکرہ کسی اور لکچر مین کرین گے۔ مگر مین یہان پر اتنا کہنا مناسب سمجھتا ہون کہ پارسیون کی کتب مین آواگون بعض بعض موقعون پر بہت صاف طریقہ سے مانا گیا ہے جیسے کہ مہاباد نامی شاستر مین (دیکھو The Fountain head of Religion صفحات ۱۵۶-۱۵۸)۔ جلال والا خوشی سے بھرپور اور خوشگوار مقام رہایش بزرگ ارواح (ایس۔ بی۔ ای۔ جلد ۲۳ صفحہ ۳۴) وہ مقام ہے کہ جہان پر روگ وتکلیف وموت معدوم ہین۔ یہ بظاہر جینیون کی سدھ سلا سے مطابقت رکھتا ہے جہان پہونچنے پر رنج وبیماری علیحدہ ہوجاتی ہین اور جہان روح کو بے اندازہ خوشی ہمیشہ کی زندگی اور کامل پورا پورا علم ہرشے کا حاصل ہوتا ہے۔

یہودی مت ایسے لوگون کا مذہب ہے جو جیہوا یا جاہوے (Jahweh یا Jehovah) کو اپنا خدا جانتے ہین۔ جاہوے دنیا اور سب چیزون کا بنانے والا ہے۔ اس نے انسانون کے پہلے جوڑے کو بنایا اور ان کو باغ عدن مین جو اس نے لگایا ٹھیرایا۔ اس باغ مین منجملہ اور قسم کے درختون کے دو خاص قسم کے درخت تھے جس مین سے ایک نیکی

جہان جم راج پوری خوشی تمتع کرتے ہین۔
اور ہر خواہش کو پورا کرتے ہین۔
تیری خوشی کا دورہ کبھی کم نہ ہوگا۔" ڈاکٹر میور

زردشت کا مذہب پرانا دین اہل فارس کا ہے اور اب اُس کے معتقد ہندوستان کے پارسی ہین۔ پارسیون کی عبادت ایک خدا یا دیوتا کی پرستش ہے جس کو وہ اہورہ مزدہ کہتے ہین۔ اہورا مزدہ کا توام اینگرا مینیو ہے جس کو اہرمن بھی کہتے ہین۔ ان مین سے اہورا مزدہ پاک یا نیک روح ہے اور دوسرا ناپاک شیطان ہے۔ لفظ اہورا مزدہ کا مفہوم ہمہ دان مالک کا (اہورا - مالک اور مزدہ - ہمہ دان)۔ اہورا مزدہ کے علاوہ پارسی لوگ اور دیوتاؤن کی بھی پرستش کرتے تھے جیسے سورج۔ چاند۔ اگنی۔ پارسیون کا اعتقاد ہی کہ قیامت کے دن مُردے جی اُٹھین گے اور اہرمن کی مخلوق کے غارت ہونے پر دُنیا کی دوبارہ تازگی ہوگی۔ روح کو پارسی مذہب والے لافانی اور اپنے افعال کی ذمہ دار مانتے ہین۔ قیامت ہونے پر ہر روح کو نیا جسم ملے گا اور وہ ہمیشہ کی خوشی اس کے بعد حاصل کرے گی۔ پارسی لوگ آگ کی بیحد تعظیم کرتے ہین جو قریب قریب بمنزلہ عبادت کے ہے۔ اس ہی وجہ سے لوگ ان کو آتش پرست بھی کہتے ہین۔ نیک خیالات۔ نیک الفاظ اور نیک افعال پارسیون کی اخلاقی تعلیم کا پیمانہ ہین۔ اُن کی دعا کا مضمون جس کو ہر پارسی حفظ یاد کرتا ہے حسب ذیل ہے۔

"سادھوپن سب سے عمدہ نیکی اور خوشی ہے۔ خوشی اُس کو ہے جو
سادھو ہے نہایت عمدہ سادھوپن کے لئے۔"

پارسیون کی پاکیزگی مین اکثر بیشتر غسل شامل ہے۔ سب سے اعلےٰ درجہ کی دعا

اثر وکامیاب پروہت اور جملہ رسوم پرستش کا محافظ ہے۔ اس کی مدد سے لوگ دیوتاؤن کی ٹھیک ٹھیک طریق پر پرستش کر پاتے ہین جو دیوتاؤن کو قبول ہوتی ہے (Wilkins Hindu mythology)

جیساکہ ہم نے پہلے کہا ہے کہ یہ تینون دیوتا بہت بڑے دیوتا ویدک دھرم مین ہین ان مین سے کوئی اپنے کسی صفاتی کی وجہ سے محدود نہین ہے اور نہ کوئی کسی سے بڑا ہی ہے۔ بلکہ سچ تو یون ہے کہ جو خطاب اور القاب ان مین سے ایک کے لیئے استعمال کئے جاتے ہین۔ وہ ہی بلا امتیاز کے اور دونون کے لئے بھی مستعمل ہوتے ہین۔

ہندو دیوتاؤن کی پرستش کا فائدہ ڈاکٹر میور صاحب کی اس نظم سے جو انھون۔ نے جم راج دیوتا کے سلسلہ مین لکھی ہے اور جس کا خلاصہ ہم یہان پر پیش کرتے ہین بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ یہ نظم جم راج کے بھگت کو ان کی بھگتی سے جو پھل ملتا ہے اس کو ظاہر کرتی ہے۔

"اپنی جملہ کمیون کو پیچھے چھوڑ۔
اپنے پرانے سروپ کو پھر دھارن کر۔
ہر ایک عضو جس کو جو تیرے پہلے تھے۔
تمام دُنیاوی (مادّی) غلاظت سے پاک کر کے"
"اور اب روحانی جلال کے ساتھ چمکتے ہوئے۔
اور زندگی سے جو زیادہ تیز اور احسن اور مبارک ہے۔
اور زیادہ قابلیت کے ساتھ۔
جس سے خوشی کا پیمانہ افزون ہوتا رہے"
"ان عمدہ مقامات پر بے ابر کے دن کی روشنی ہین۔

وہ ہماری بھینٹ کو کھو سکے۔

اندر بجر کا مالک ہے اور دیوتاؤں کی فوج کا رہبر۔ اس کی ایک عجیب ہی صورت ہندوؤں کے دیوتاؤں میں ہے۔ باوجودیکہ اس نے اپنے گرو کی استری سے زنا کیا تھا جس کی وجہ سے اس کے تمام جسم پر جابجا پھوڑے پھنسی پھوٹ نکلے برہما جی نے ان سب کو اس کی دعا پر آنکھوں میں تبدیل کر دیا اور اس طرح پر اسکو پہلے کی نسبت اور بھی زیادہ خوبصورت بنا دیا۔

اندر کا دشمن ورترہ ہے جس کی افواج شیطانی اس کے ساتھ ہمیشہ جنگ میں مصروف رہتی ہے۔ ورترہ بیشمار دفعہ مغلوب ہوتا اور مارا جاتا ہے مگر ہمیشہ از سر نو پیدا ہو جاتا ہے اور پھر جنگ میں مشغول ہو جاتا ہے جس میں کہ وہ پھر مارا جاتا ہے*۔

اندر ایک زبردست دیوتا ہے اور پیدا ہوتے ہی پوچھتا ہے کہ کہاں ہیں
وہ جری بہادران مان جنکے سینہ کو یہ بجر پاش پاش کرے گا۔
بالآخر اندر اور اسر میں جنگ ہوتی ہے اور اندر کی فتح ہوتی ہے۔

ان ویدک دیوتاؤں میں سے تیسرا بڑا دیوتا اگنی ہے۔ وہ دیوتاؤں کا پروہت ہے جس کے بلانے سے وہ لوگ آتے ہیں۔ وہ دیوتاؤں کا منھ بھی ہے یعنی اگنی کو جو بلدان چڑھایا جاتا ہے وہ دیوتاؤں کی غذا ہے اور اس سے ان کی طاقت بڑھتی ہے۔ تصویروں میں اگنی کی صورت تین۳ پاؤں اور سات ہاتھوں والی بنائی جاتی ہے۔ پروہت کے طور پر اگنی کو رشیوں میں سب سے سرِ رشتہ گنا گیا ہے جو پرستش کے متعلق کل امور کا خود پورا پورا علم رکھتا ہے۔ وہ دانشمند رہبر

* بیان پر ڈاکٹر میور صاحب کی نظم سے مضمون لیا گیا ہے۔

نہ کرے۔ بعض بعض روح ایسی ہین جو کبھی مکت نہ ہون گی گو کہ صفت خدائی اُن کی بھی ذاتی صفت ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے کرم ایسی بُری قسم کے ہین کہ اُن کو کبھی رتن ترے یعنی سچے اعتقاد۔ سچے گیان اور سچے عمل کے تین بیش قیمت جواہر حاصل نہ ہو سکین گے جن کے بغیر موکش نہین مل سکتی ہے۔ ہم آگے چل کر دیکھین گے کہ جین دھرم کا طریقہ سائنس کا طریقہ ہے اور اس لیے اُس مین کسی دیبی دیوتاؤن کے لیے گنجائش نہین ہے گو کہ وہ ہر کال مین جنکی تعداد بے شمار برسون کی ہوتی ہے چوبیس ۲۴ سچے گورون یا خداؤن کے وجود کو مانتا ہے۔ یہ گورو ترتھنکر (لفظ ترتھنکر کے لفظی معنے پایاب راستہ بنانے والے کے ہین) کہلاتے ہین کیونکہ وہ آواگون کے سمندر کے پار پہونچنے کے لئے روحون کو پایاب راستہ بتاتے ہین۔ یہ مہاتما یا مہا پُرش اشخاص کسی بڑے یا چھوٹے دیوتا کے اوتار نہین ہین بلکہ انسان ہین کہ جو اپنے تئین اُسی راستہ پر چل کر جو بعد مین وہ دوسرون کو بتاتے ہین خدا کے کمال کا درجہ حاصل کرتے ہین۔

ویدک دھرم انسانی بھگتی کا اظہار ایک خاص قسم کے دیوی دیوتاؤن کے لئے ہے جن مین سے تین مکھ ہین جو ایک بھی ہین اور تین بھی۔ یہ (۱) سورج۔ (۲) اندر اور (۳) اگنی ہین۔

سورج آسمان مین بادشاہ اور سردار ہے۔ باقی دیوتا اُس کو رہبر مانتے ہین اور وہ اُن کو ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہے۔ گائیتری کا پاک منتر سورج ہی کے لئے پڑھا جاتا ہے اس بے حد متبرک منتر کا مضمون یہ ہے۔

"ہم دھیان کرتے ہین اس آسمانی زندہ کرنے والے کے جلال کا

چیزون کی لالسا نہ کرنا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نروان سچے اعتقاد (تتون پر ایمان لانا) سچے علم (تتون کا گیان) اور سچے عمل (شاستروں مین بتائے ہوئے برت وغیرہ پالنے) سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ تین طرح کا سچا طریقہ انسان کو اُس خدائی کے درجہ کے حاصل کرنے کے لیئے بنایا گیا ہے جو ہر روح کی ذاتی صفت ہے۔ اس راستہ پر چل کر جس کے سوا نروان حاصل کرنے کا کوئی دوسرا ذریعہ نہین ہے بیشمار روحین خدائی کے درجہ تک پہنچ گئی ہین۔ یہ طریقہ دو پہلو لئے ہوئے ہے۔ اول کم مشکل گرہست کے لیئے۔ دویم مشکل اور سخت۔ سادھوؤن اور سنتون کے لئے۔

گرہست دھرم کی ابتدا سچے اعتقاد کا حاصل ہونا ہے جس کے بعد گرہست برتون کو پالنا شروع کرتا ہے اور آہستہ آہستہ گیارہ درجون مین جنکو پرتما کہتے ہین گذر کر سنیاس پدوی کو پہنچ جاتا ہے اس وقت اس پر سادھوؤن والے طریقہ کی پیروی لازم ہو جاتی ہے۔ یہ گیارہ پرتما گیارہ درجہ روحانی ترقی کے گرہست کے لئے ہین جنمین سے ہر پچھلا درجہ ہر پہلے درجہ کے نسبت زیادہ بڑھا ہوا اور اُسکو اپنے مین شامل کیئے ہوئے ہے۔ سادھو کی زندگی بے حد سختی کی زندگی ہے۔ وہ اپنے کو دُنیا سے بالکل علٰحدہ کر کے اور اپنے خواہشات اور جذبون کو مغلوب کر کے خالص آتما کے دھیان مین لین ہو جانے کی کوشش کرتا ہے اس طرح پر فاقہ اور ریاضت کرتے ہوئے وہ اپنی روح کو مادہ سے علٰحدہ کر لیتا ہے اور کرم اور آواگون کی جڑ اُکھاڑ ڈالتا ہے۔ کرمون کے ناشش ہوتے ہی روح ہمہ دان اور غیر فانی اور اپنے ذاتی انند سے پورن ہوتی ہے جس مین کبھی آیندہ کمی نہین ہوتی۔ جین دھرم کے بموجب روح کے ساتھ آواگون لگا رہتا ہے جب تک کہ وہ نروان حاصل

وہ دُنیا کی تکلیف اور پریشانی مین نہین پڑتے۔ باقی ارواح جنکی تعداد لاانتہا ہے آواگون کے چکر مین غلطان وپیچان رہتے ہین۔ اور بار بار پیدا ہوتے ہین اور مرتے ہین۔ آواگون مین چار گتی ہین جنکے نام دیو گتی۔ نرک گتی۔ منش گتی۔ اور تریَنچ گتی ہین۔ اُنہین سے دیو گتی تو بہشت کے باشندون سے تعلق رکھتی ہے۔ نرک گتی کا مفہوم جہنم کی خلقت سے ہے۔ مُنش گتی سے مراد انسانی زندگی ہے اور تریَنچ گتی مین باقی سب قسم کے جاندار شامل ہین جیسے پرندے۔ درندے کیڑے۔ مکوڑے۔ نباتات۔ معدنیات وغیرہ۔ ان گتیون مین سے ہر ایک مین مختلف درجے اور صورتین زندگی کی ہین لیکن قسمین چار ہی ہین۔ بہشت کے باشندے بہت زیادہ خوشی اور خورمی کا حظ اُٹھاتے ہین۔ گو کہ دُکھ درد وہان بھی بالکل معدوم نہین ہین۔ جہنمی لوگ بے حد تکلیف اُٹھاتے ہین۔ انسان دُکھ اور سُکھ دونون بھوگتا ہے گو کہ اُس کے حصہ مین دُکھ کی مقدار زیادہ ہے اور تریَنچ گتی مین بھی دُکھ اور تکلیف زیادہ ہے۔ بار بار پیدا ہونا اور مرنا ان چارون گتیون سے وابستہ ہے صرف وہ ہی ارواح جو آواگون کے دائرہ کے باہر نکل جاتے ہین ہمیشہ کی زندگی حاصل کرتے ہین۔ لیکن اسلام کا خطرہ نہین ہے کہ ایک زندگی کا پن آئندہ جنم مین نہ ملے۔ نیکی اور بدی کا اثر روح کے ساتھ ایک زندگی سے دوسری زندگی کو جاتا ہے اور نئے جنم کی گتی کا اُس پر انحصار ہوتا ہے۔

آواگون سے رہائی بزرگون کے پالنے چند اخلاقی اصولون مثلاً حلیمی دوسرون کی خطاؤن کو معاف کرنا وغیرہ اور جسمانی اور روحانی تپسّیا جیسے مطالعہ۔ دھیان۔ اور روزہ وغیرہ سے ہوتی ہے۔ برت پانچ ہین۔ اہنسا (کسی کو ایذا نہ پہنچانا) سچ بولنا۔ چوری نہ کرنا۔ زنا نہ کرنا۔ اور دنیاوی

(۷) موکش یعنے نجات۔

ان کو ہی پن اور پاپ کے ملانے سے (۹=۲+۷) نو پدارتھ کہتے ہین۔ دُنیا ابدی ہے۔ اس کو کبھی کسی نے پیدا نہین کیا۔ اس مین دو قسم کی شے پائی جاتی ہین۔ روح اور غیر روح۔ غیر روح مین کئی شے شامل ہین جیسے کال۔ خلا۔ ایتھر ماده وغیره۔ مگر اُن سب مین روح اور مادّه اہمیت رکھتے ہین۔ روحین لاتعداد ہین جنکو سنسکرت مین جیو کہتے ہین اور مادّے کے ذرہ ہوتے ہین۔ دُنیا کے تغیرات اور تبدیلات ارواح و ماده کے ربط وضبط کا نتیجہ ہین جو خاص خاص قوانین قدرت کے تابع ہین۔ سنساری ارواح مادہ مین مخلوط ہین جسکی وجہ سے اُن کے اصلی اوصاف مختلف طور سے بے اثر ہو گئے ہین اور مدہم پڑ گئی ہین۔ قدرتی اوصاف کا اس طرح پر جاتے رہنا اور مدہم پڑجانا اُس ماده کی مقدار و قسم پر موقوف ہے جو ہر روح کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ مادّه سے پوری پوری علیحدگی کا نام موکش ہے۔ جس کے حاصل ہونے پر روح کے اصلی اوصاف جو مدہم اور بے اثر ہو گئے ہین پھر از سرِ نو پورے طور سے بااثر اور نمایان ہو جاتے ہین۔ خالص روح کے قدرتی اوصاف ہین

(۱) ہمہ دانی۔

(۲) آنند (خوشی)۔

(۳) غیر فانی پن۔

شامل ہین اس وجہ سے مکت روح ہمہ دان آنند سے بھرپور اور غیر فانی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اسوقت اُس کے ساتھ مادّه نہین ہوتا ہے اسی وجہ سے ہر مکت روح پرماتما کہلاتی ہے۔ پرماتما دنیا کے سب سے اونچے حصہ پر جس کو کہ سِدھ شِیلا (مکت ارواح کے رہنے کا مقام) کہتے ہین رہتے ہین جہان سے گر کر یا نکل کر پھر کبھی

اعتقاد والا ہی قبول کر سکتا ہے بلکہ ایک مذہب کی کتب مقدسہ دوسرے مذہب کی کتب مقدسہ سے اور بعض بعض موقعوں پر خود اپنے ہی مضامین سے مختلف اور متضاد پائی جاتی ہین یہانتک کہ اُن کو بے کم و کاست سچ ماننا ناممکن ہے۔

عقلی تحقیقات کس کو کہتے ہین اور عقلی عمدگی کیونکر جلد حاصل کی جاسکتی ہے یہ باتین دوسرے لکچر مین بتائی جائین گی۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ جو شخص کہ اپنے مذہبی توہمات (superstition) کی جڑ اُکھاڑ کر نہین پھینک دیتا ہے وہ حقیقت کی تلاش کرنے کے قابل نہین کہا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا یہان موجود ہے کہ جو اپنی عقل کو جنبہ داری سے پاک کر کے منصف قرار دینے کو تیار نہین ہے تو اُسکو شکایت نہین کرنی چاہیئے اگر اُس کا یہ دعوے کہ اس کو سمجھدار قرار دیا جاوے فہم کے اجلاس سے خارج ہوجاوے۔

اَب ہم مختلف مذاہب کے اصولون اور تعلیم کو بیان کرین گے تاکہ اُن کی یگانگت اور مخالفت کے امور کا پتہ چلے۔

جین دھرم مین سات اصول (تتو) مانے گئے ہین جو حسب ذیل ہین۔

(۱) جیو یا روح۔

(۲) اجیو یا غیر روح۔

(۳) آسرو یعنے مادہ کا روح مین آنا۔

(۴) بندھ یعنے قید۔

(۵) سمور یعنے مادہ کی آمد کو روکنا۔

(۶) نرجرا یعنے قید کا توڑنا۔

بلکہ خود ایک سچی پرستش گاہ حقیقت واتفاق بھی بنائینگے جو ہر زمانہ اور وقت کے لیئے اصلی ورثہ قوم انسان کا ہوگا اور یہ ایک بلند اخلاقی عمارت ہوگی جو ہر طور پر مکمل اور اپنے ہر حصہ مین پوری ہوگی گو کہ اس مین مزید عمارتون کے لئے بھی جو موجودہ بنیادون اور خطوط کے اوپر آیندہ اٹھائی جائین گنجایش رہے گی۔ ہم اُمید کرتے ہین کہ ہماری محنت کا نتیجہ جو آپ کے سامنے پیش ہوگا وہ پورے طور سے ہمارے طریقہ اور ذرایعہ کی صحت کا اندازہ کرا سکے گا۔

ذرائع اتفاق کی نسبت آپ کو اور مجھ کو جو اسس درس گاہ ادراک مین موجود ہین اسس امر پر متفق ہونا چاہیئے کہ مختلف مسئلون اور پیچیدگیون کے حل کرنے مین جو دوران تحقیقات مین ملین ٹھیک ٹھیک منطق ہی ہمارا رہبر ہونا چاہیئے۔ ترجیح اور تعصب حقیقت کے خلاف ہین۔ اور دیوانگی کا جوش عقل کا قاتل ہے۔ لوگون کے ذاتی توہمات اور مہمل محسوسات بھی ہمکو مدد نہین دے سکتے ہین ان سے بھی خیالات کو جلا نہین پہنچتی ہے اور اس لیئے علمی تحقیقات مین ہارج ہوتے ہین جیسا کہ مین نے قبل اس کے ایک اور مقام پر لکھا ہے اگر تحقیقات سے جانچے ہوئے نتائج کے بجائے ذاتی توہمات پر بھروسہ کیا جائے تو ہر پاگل کو لکچرار فلاسفی بننے کا حق حاصل ہوگا اور ہر سڑی سودائی کو مربی اقوام بننے کا۔ پس عقل اور عقل ہی ہماری رہبر ہوسکتی ہے کم از کم اس وقت تک تو ضرور رہی کہ جب تک ہم کسی ایسے گورو کو نہ پالین جس کی روشن ضمیری ہمارے قدمون کو ٹھیک راستہ پر چلانے کے لیئے صحیح روشنی کا کام دے اسی وجہ سے کتب مقدسہ کے احکام بھی شروع مین ہمکو نظرانداز کرنے پڑین گے کیونکہ قریب قریب کُل مذاہب کی کتب مقدسہ صرف ایسی باتون سے بھری ہوئی نہین ہین جو مہمل معلوم ہوتی ہون اور جنکو کہ صرف

دبائے نہین جائین کے بلکہ وہ سچائی اور حقیقت کے اصلی اصولون کو صاف اور تحقیق کرانے کا ذریعہ بن جائین گے اور جہان پر اُن کا دُہرانا افسانون مین دلی محبت اور اتحاد کو اور بھی زیادہ پائدار کرے گا۔

مگر یہ خیال آپ کے دل مین نہین آنا چاہیئے کہ آپ یا مین ایسے مضمون کو کلیتاً اس جلسہ مین حل کر سکتے ہین۔ صرف وسعت مضمون ہی اسکو ناممکن ٹھہرانے کے لئے کافی ہے۔ دو قسم کی دقتین یہان پر حائل ہوتی ہین۔ ایک وقت کی جو ایسے اہم کام کے لئے بہت قلیل ہے۔ دوسری عدم واقفیت کی اُن عجیب وغریب خفیہ مسلون کی تعبیر سے جو بہت سی روایتون اور مذہبی احکام مین شامل ہوگئے ہین۔ مگر ان دقتون کے مقابلہ مین ایک امر تسکین دہ اور ہمت بڑھانیوالا بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ خفیہ رموز کی تعلیم قریب قریب متوازی خطوط کے طور پر مختلف مذاہب اور دینون مین چلی آئی ہے اور اُس کے حل کرنے کے لئے کنجی بھی قریب قریب ہر پُرانے شاستر یا کتب مذہبی مین چھپی ہوئی پائی جاتی ہے اور آسانی سے بنائی بھی جا سکتی ہے۔ خفیہ تعلیم اور پوشیدہ خیالات کا بے اندازہ ذخیرہ اس طریقہ پر ایسے چند اُمور پر قرار پذیر ہو جاتا ہے جن سے کہ ہم اطمینان کے ساتھ گذشتہ مذاہب کے اصلی اصولون کو جو صدیون کی گرد کے نیچے دبے پڑے ہوئے ہین از سر نو ساخت کر سکتے ہین۔ اس طریق پر جو نتائج ہم نکالین گے اُن کی صحت کا بلکہ کہنا تو یون چاہیئے کہ اُن کی صحت کاملہ کا پورا اطمینان تحقیقات کے مختلف خطوط کے ایک مرکز پر ملنے سے ہو جاتا ہے۔ یعنی جبکہ سائنس فلسفہ علم اسرار الٰہی و تعبیر کتب مذہبی سب کا میلان باتفاق ایک بات پر ہو جاوے تو پھر اُس کی صحت مین کوئی شبہہ نہین رہ سکتا ہے۔ پس ہم صرف اصول علم مقابلہ و موازنہ مذاہب ہی نہین بیان کرین گے

آج کل درپیش ہے وہ چند دقیق امور فلسفہ پر بحث مباحثہ کرنے سے اتنا وابستہ نہین ہے جتنا اس امر سے ہے کہ ایسے ظاہرا مخالف مذاہب کو جیسے جین مت۔ ویدک دھرم عیسائی مت۔ اسلام۔ پارسی مذہب اور یہودیون کے دین کو کیونکر ایک لائن مین لاکر متفق کراوے۔ یہ کتنا غیر ضروری ہے کہ ابتک اس قسم کی کوشش نہین کی گئی ہے گو کہ زمانہ حال مین چند ناواقف یا نیم واقف اصحاب نے جوش ہمت و انسانی محبت سے ان مخالف مذاہب مین سے بعض کو کھینچ تان کر متفق کرانے کی کوشش کی ہے۔ مگر جملہ قسم کے اعتقادون کو محیط کرتے ہوے یعنی پورے طور سے اس مضمون پر کبھی توجہ نہیں ہوئی ہے اور نہ انسانی خیال کی تاریخ مین کبھی اس سے پہلے مختلف مذاہب کے باہمی مغالطہ کے اسباب دریافت کئے گئے ہین۔

دربارہ ذرایعہ مقابلہ بھی ہمارے متقدمین کو یہ طریقہ پسند خاطر رہا ہے کہ مختلف مخالف مذاہب مین سے چند اُمور کو جن پر کہ ان کا اتفاق ہے چھانٹ لین اور اُن پر زور دین۔ اور باقی تمام ان باتون کو جن کی نسبت اِن مذاہب مین ایک دوسرے سے اختلاف ہے دبا دین۔ مگر یہ طریقہ ہمکو پسند نہین ہے۔ کیونکہ اختلاف ایسے دبانے سے دب سکتے ہین۔ اور نہ کبھی قیام پذیر اتفاق ہی ممکن ہے جب تک کہ مذاہب کے اختلافات حل نہ ہوجاوین۔ پس اصلی اتفاق تک پہنچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ان اختلافات کی تہ تک پہنچین تاکہ اُن کے اندرونی اصول اتفاق کو (اگر کوئی ہون) گرفت کرسکین پس ہمکو سطح کے نیچے خوب گہرا غوطہ لگانا ہوگا تاکہ ان اختلافات کو پیدا ہوتے ہوئے دیکھ سکین۔ اس طریق سے ہم ایک عمارت حقیقت کو اُٹھائین گے جو سب قومون اور لوگون کے لئے اصلی پرستش گاہ اتفاق بھی ہوگا اور جہان پر کہ اختلافات

اُوم

اتحاد المخالفین

یعنی

علم مقابلہ و موازنہ مذاہب

پہلا لکچر

علم مقابلہ و موازنہ مذاہب (Comparative religion) ایک سائینس ہے - وہ انسانی دانش کا وہ حصّہ ہے جو مختلف مذاہب کے خیالات کو سمجھنے اور ایک دوسرے سے متفق کرنے کی غرض پر مبنی ہے - اور اُس کا کام پُرانی تعلیم کو اکٹھا کرنے - ترتیب دینے اور تعبیر کرنے سے وابستہ ہے تاکہ اُس کے ذریعہ سے حقیقت کا پتہ چلے - اُس کی مصلحت پُرانی تعلیم کو برقرار رکھنا ہے - کم ازکم وہان تک تو ضرور ہی کہ جہانتک وہ ہر مذہب کی سچائی کے اٰنکشف کو دریافت کرنے مین مصروف ہوتا ہے - گوکہ نافہمی اور بداعتقادی کے جالوں کو ہٹانے کے لئے تھوڑی بہت توڑ پھوڑ شروع مین کئے بغیر بھی کام نہین چلتا ہے -

یہ مضمون بہت وسیع اور نیا ہے - فی الواقع اب تک کسی نے اسکی طرف علمی طور سے توجہ نہین کی ہے - اسپر چودھوین صدی کی ایک کتاب موسومہ بہ سرو درشن سنگرہ ملتی ہے لیکن نہ تو یہ واقعی سائینس پر مبنی ہے اور نہ اسین کُل مذاہب ہی پر غور کی گئی ہے - اس کے مصنف مدھواچاریہ نے صرف بعض دقیق امور پر جو اُن کے جانے ہوئے مذاہب مین متنازع تھے بحث کرنے پر اکتفا کیا ہے - مگر وہ سوال جو

مین تحریر سے پرایس صاحب دراز نیا عہدنامہ - اور ریگن صاحب کی راے - تاریخی تعبیر بائیبل کے خلاف ہے اُسکی صحت کی نسبت محققین کا اعتراض - نئے عہدنامہ کے اختلافات اور غلط بیانی - انجیلون کی کہانیون کے مخرج - جے - ایم - رد برٹسن در بارہ تعلیم انجیل - جوزف مک کیب صاحب کی راے - مہترائی مت اور دین عیسوی کی مشابہت - بائبل در بارہ تعبیر خود - کیا یسوع کوئی تاریخی شخص ہوا ہے - اسلام قران کی تمثیلی تعبیر - فرقہ باطنی - اسلام اور فلسفہ - دیوی دیوتاون کے رموز کی تعبیر - گنیش - ویدک دیوتاون کی ترتیب - سورج اندر - اگنی - وشسٹ رشی - وشوامتر - لوک - برہما - وشنو شیو - پشپدو - بہرت - بیل - جمبو دیپ - بہاربتہ درش کروشیتر - پریاگ - متہرا - گوبردہن پہاڑ - ہردوار - گنگا - جمنا - سرستی - اوتار - پُرانے عہدنامہ کی افسانہ گری زوال - باغ عدن - آدم - حوّا - سانپ - زندگی و نیکی و بدی کے علم کے درخت - گناہ - بد دعا - کالی ناگ راج آدم کے لڑکے - ہابیل اور قاین - اُنکی قربانیان - ہابیل کا قتل قاین کی بد دعا - سیت - انوس ۱۴۴

(ب) نئے عہدنامہ کی تعلیم روح کا پرماتماپن - زوال - معافی (نجات) تعمید گناہ نذر الٰہیہ ربانی - اعمال - عشاے ربانی - معرفت یسوع کی علامتی سوانح عمری - بڑہئی کا لیسر - ترتیب - مصلوب ہونا - گول گوتہا کا مقام - چٹانون کا پہٹنا - آفتاب کا

فہرست مضامین

پلنٹو گرت کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ وہ اعلےٰ ترین انسانی بچار کو
شاعرانہ بندش کے پیرایہ مین ظاہر کرتی ہے اور اُسکی خاص صفت
یہ ہے کہ اُس مین پورے درشنون (فلسفہ کے دفترون) کو ایک ہی تصویر
یا تصادیر کے چوکھٹے مین بھر دیا جا سکتا ہے - اس کتاب کا کچھ مضمون
میری بسابق تصنیف دی کی اوف نولج مین دیا گیا تھا اور ایک
مختصر حصہ اِس کا میرے پریکٹیکل پاتھ کے ضمیمہ مین دیا جا چکا ہے جو
سنہ ۱۹۱۷ع مین شایع ہوئی تھی - موجودہ تصنیف جو لیکچرون کی صورت
مین ہے اِس تمام تفتیش کے نتیجہ کو ایک مجموعی اختصار کے طور
پر دکھاتی ہے اور اس خیال سے شایع کی جاتی ہے کہ اس سے
کم از کم علمی تفتیش کو ترقی ہوگی - یہ بات میرے لئے کچھ معمولی تسکین
کا باعث نہین ہے کہ مین اس کو ایسی قیمت پر پیش کر سکتا ہون
جو ہر شخص کے امکان مین ہے - صرف اسقدر اور کہنا رہا ہے کہ
اس کتاب کے لکچر سب ایک دوسرے سے ایک خاص ترتیب
کے ساتھہ متعلق ہین اور اُنکو اُس ہی سلسلے مین پڑھنا چاہیے جس
مین وہ دئے گئے ہین -

چمپت رائے جین

ہردوئی
۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۱ع

دیباچہ

یہ کتاب جو آپ ناظرین کے ہاتھ مین ہے مروجہ مذاہب کی تفریق
واختلاف کے اسباب کے متعلق برسون کی متواتر صابرانہ تفتیش کا نتیجہ ہے
اسکو مین حق کے تلاش کرنیوالون کے سامنے ایک خفیہ زبان کے اعلان
کے ساتھہ پیش کرتا ہون جو ایک ایسی اہم دریافت ہے کہ جس سے
مذہبی عقائد کا رنگ بدل جائیگا اور خیال کی کایا پلٹ ہو جائیگی
فی الحقیقت کچھہ لوگون کا ایسا خیال عرصہ سے ہے کہ مذہبی کتابون مین صرف
طبعی قوتون مثل بادل - بارش - نباتات کی حرارت وغیرہ کی شاعرانہ
بندشین یا تصویرین (personifications) بہری ہوئی
ہین لیکن اس خیال سے متلاشی عقل کا اطمینان نہین ہوتا اور اس پر عام
طور سے اتفاق بھی نہین ہے جو اس کے سچے ہونیکی صورت مین ہونا
چاہیے تہا - تاہم محض انکے اختلافات ہی اس بات کو واضح کردیتے
ہین کہ یہ کتب تاریخی طور سے پڑھے جانیکے لئے نہین لکھی جاسکتی تہین
اور نہ لکھی گئین - جو دریافت اب ہوئی ہے وہ اس امر کو ظاہر کردیگی
کہ وید - قران - زنداویستا - اور فی الحقیقت تمام قدیم حکایتی
شاستر سب ایک ہی زبان مین تحریر ہین باوجود اس اختلاف کے جو
انکی ظاہری الفاظ کے حروف و زبانون مین پایا جاتا ہے - ہم اس
خفیہ زبان کو پکٹو کرت کہہ سکتے ہین تاکہ اسکا امتیاز پراکرت یعنی عوام
کی زبان اور سنسکرت یعنی عالمون کی زبان سے کیا جاسکے -

تشریح حوالجات

ای۔آر۔ای = دی انسائیکلوپیڈیا اوف ریلیجن اینڈ ایتھکس

پی۔ایچ۔بی = دی پرمننیٹ ہسٹری اوف بھارتھ ورش

ایس۔بی۔ای = دی سیکریڈ بکس اوف دی ایسٹ۔

ایس۔بی۔ایچ = دی سیکریڈ بکس اوف دی ہندوز۔

ایس۔بی۔جے = دی سیکریڈ بکس اوف دی جینز۔

ایس۔ایس۔پی = دی سکس سسٹمز اوف انڈین فلوسوفی مصنفہ میکس مولر صاحب